فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ الآية

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ الآية

نَجْمُ الْفَتَاوٰی

جلد اوّل

کتاب الایمان والعقائد

ایمان وعقائد کے مختلف شعبوں سے متعلق تقریباً
پانچ سو اہم فتاویٰ جات کا مدلل ومفصل مجموعہ

تالیف

شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم

مہتمم ورئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

جدید ترتیب وتبویب

محمد وقار احمد

استاذ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن (کراچی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ الاية

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ الاية

نَجْمُ الفَتَاوٰى

جلد اوّل

كتاب الايمان والعقائد

ایمان وعقائد کے مختلف شعبوں سے متعلق تقریباً پانچ سو اہم فتاویٰ جات کا مدلل و مفصل مجموعہ

تالیف

شیخ الحدیث مفتی سیّد نجم الحسن امروھوی دامت برکاتہم

مہتمم ورئیس دارالافتاء جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن

جدید ترتیب وتبویب

مفتی وقار احمد

استاذ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن (نارتھ کراچی)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب کا نام	نجم الفتاویٰ (جلد اوّل) ''کتاب ایمان و العقائد''
مؤلف	حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم
جدید ترتیب وتبویب	مولانا مفتی وقار احمد صاحب (استاذ جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن کراچی)
کمپوزنگ، سیٹنگ	مفتی ضیاء اللہ صاحب، بھائی شکیل احمد صدیقی صاحب
سن اشاعت	۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۰۱۰ء
مطبع	پرنٹ مارک 0321-3939101, 0321-9270048
ناشر	شعبہ نشر واشاعت دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

حاصل کرنے کیلئے رابطہ کیجئے

شعبۂ نشر واشاعت، جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

0301-3452678 021-32064664021-38302662

مکتبہ المعارف، سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی

0333-2833755

نیز ملک کے تمام مشہور کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم الله الرحمن الرحيم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فہرست کتاب العقائد

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض مرتب	۲۶
	مقدمہ (از حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم)	۳۰

کتاب الایمان و العقائد ......(ایمان اور عقائد کے بیان میں)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	کیا ایمان مخلوق ہے؟	۴۷
۲	کتب سماویہ پر ایمان کی کیفیت	۴۸
۳	چار آسمانی کتابوں کے علاوہ دیگر صحائف پر بھی ایمان لانا ضروری ہے	۴۸
۴	ایمان کیلئے فقط توحید و رسالت کا اقرار کافی ہے؟	۵۰
۵	نصرانی کے مسلمان ہونے کی کیفیت	۵۰
۶	مرتد کے مسلمان ہو جانے کے بعد اس کی نیکیوں کے لوٹ آنے کا حکم	۵۱
۷	قریب المرگ شخص کا حکم	۵۲
۸	غیر اللہ کے نام پر چھوڑی گئی گائے کو صحیح نیت کے بعد اللہ کے نام سے ذبح کرنے کا حکم	۵۲
۹	مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا	۵۳
۱۰	ملحد کی تعریف	۵۴
۱۱	زندیق کی تعریف	۵۴
۱۲	ارتداد کے بعد سابقہ عبادات کا ثواب	۵۵
۱۳	جس کو اسلام کے بارے میں زندگی بھر پتہ نہ چلا	۵۶

فصل فی کلمات الکفر وغیرھا ......(کفریہ کلمات اور افعال کے بیان میں)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۴	اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار اور حکم متواتر کا انکار	۵۷
۱۵	حالت نیند میں کفریہ کلمات کہنا	۵۷
۱۶	مرتکب کبیرہ کو کافر کہنا	۵۸

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۷	صحابہ کرام اور تابعین کو گالیاں دینے والا	۵۸
۱۸	مسلمان کو کافر یا مشرک کہنا	۵۹
۱۹	آپ ﷺ کی پسند فرمودہ کے متعلق استہزاء کرنا	۵۹
۲۰	روزہ اور نماز کو کلیۃً ترک کرنے والا	۶۰
۲۱	کسی بزرگ سے اولاد کا سوال اور والدین کی اطاعت	۶۱
۲۲	اپنی بیوی سے کہنا کہ ''تجھے اللہ تعالیٰ سے زیادہ پسند کرتا ہوں'' اس کا حکم	۶۱
۲۳	شریعت کے خلاف اشعار کہنا	۶۳
۲۴	یوں کہنا کہ میں اسلام کو چھوڑتا ہوں یا داڑھی مونڈنے پر اچھا لگتا ہوں	۶۴
۲۵	کیا صدقۂ فطر کا منکر کافر ہے؟	۶۵
۲۶	ممنوع اور حرام کام پر خوشی کا اظہار کرنا	۶۵
۲۷	ویزے کے حصول کے لئے اپنے آپ کو قادیانی یا شیعہ ظاہر کرنا	۶۶
۲۸	داڑھی کو لعنت کی دم کہنا	۶۶
۲۹	آپ ﷺ کے بارے میں حاضر وناظر ، عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والے شخص کا حکم	۶۷
۳۰	مؤذن کو گالی دینا	۶۷
۳۱	ملاقات کے وقت جھکنا	۶۸
۳۲	کسی کے سامنے سجدہ کرنا	۶۸
۳۳	اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے ''تو مجھے اللہ سے زیادہ پیاری ہے''	۶۹
۳۴	غیبت کو حلال سمجھنا	۶۹
۳۵	گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا	۷۰
۳۶	کیا معراج کا منکر کافر ہے؟	۷۰
۳۷	جان بچانے کے لئے کلمۂ کفر کہنا	۷۱
۳۸	بغیر وضو جان بوجھ کر نماز پڑھنا	۷۱
۳۹	یوں کہنا: میں نماز نہیں پڑھتا میں تو کافر ہوں	۷۱
۴۰	یوں کہنا کہ میں نماز نہیں جانتا	۷۲
۴۱	نماز کو گالی دے کر یوں کہنا کہ نماز نے روزی سے بے بیچے کو چپ کرانا	۷۳

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴۲	خلیفۂ اوّل کے زمانہ میں مانعین زکوۃ کی تفصیل اور منکر زکوۃ کا حکم	۷۳
۴۳	یوں کہنا میری نماز معاف کردی گئی ہے	۷۵
۴۴	جو شخص شیخین کو کافر لکھے	۸۲
۴۵	یوں کہنا کہ ''میں حلال وحرام نہیں جانتا''	۸۲
۴۶	غیر قبلہ کی طرف اور بغیر وضو نماز پڑھنے والے کا حکم	۸۳
۴۷	کیا محمد بن عبدالوہاب النجدی خوارج میں سے تھا؟	۸۳
۴۸	شراب پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا	۸۴
۴۹	نقلی داڑھی کی خرید وفروخت اور لگانے والے کا حکم	۸۴
۵۰	کفریہ الفاظ ادا کرنے والے کا حکم	۸۵
۵۱	یوں کہنا کہ ''کاش شراب حرام نہ ہوتی، روزہ فرض نہ ہوتا''	۸۶
۵۲	یوں کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ کا بچہ بھی آجائے تو اس سے کام لیں گے''	۸۶
۵۳	آپ ﷺ کو حاضر وناظر، عالم الغیب اور مختار کل سمجھنا	۸۷
۵۴	غلطی سے کلمات کفر کہہ دینا	۸۸
۵۵	یوں کہنا: میں فلاں کام کروں تو میں کافر ہو جاؤں پھر اس کام کو سرانجام دینا	۸۸
۵۶	حرام کی ابتدا وانتہاء پر بسم اللہ والحمد للہ کہنا، ترک صلوۃ وقراءۃ پر قسم	۹۰
۵۷	کیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام حاضر وناظر ہیں؟	۹۰
۵۸	غلام علی، غلام مصطفی اور غلام رسول نام رکھنا	۹۳
۵۹	کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہنا	۹۴
۶۰	اللهم صل علي محمد نحن عباد محمد لکھنا یا کہنا	۹۵
۶۱	داڑھی کی توہین کرنا یا مذاق اڑانا	۹۵
۶۲	یوں کہنا کہ ''انا مؤمن انشاء اللہ''	۹۶
۶۳	یوں کہنا کہ میں جزاء وسزا سے آزاد ہوں	۹۶
۶۴	''انبیاء کرام کی قبور میں ازواج مطہرات کو پیش کیا جاتا ہے'' اس طرح کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟	۹۷
۶۵	آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی پسندیدہ چیز کو استہزاءً ناپسندیدہ کہنا	۹۸
۶۶	یوں کہنا کہ گانا سننے سے سکون ملتا ہے	۹۹

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۶۷	موسیقی کے ساتھ نعت پڑھنا کیسا ہے؟	۹۹
۶۸	کسی ہندو کو کافر کہنا	۱۰۱
۶۹	یوں کہنا کہ میں انشاء اللہ نہیں جانتا	۱۰۱
۷۰	یوں کہنا: میں اللہ اور قرآن کو نہیں مانتا	۱۰۱
۷۱	مذاق سوال کرنا کہ کیا تمہارے نبی نے شراب پی؟	۱۰۲
۷۲	''اگر میں نے یہ کام کیا تو میں امت محمدیہ میں سے نہیں'' کہنے کا حکم	۱۰۳
۷۳	''کاش نماز روزہ فرض نہ ہوتے'' یہ کہنے کا حکم	۱۰۳
۷۴	چند شرکیہ اشعار	۱۰۴
۷۵	انا مؤمن حقا اور انا مؤمن انشاء اللہ کہنا	۱۰۴
۷۶	''فلاں کا چہرہ ملک الموت کے چہرے کی طرح ہے'' کہنے کا حکم	۱۰۵
۷۷	اللہ تعالیٰ کیلئے کسی جگہ یا مکان میں ہونے کے اعتقاد کا حکم	۱۰۵
۷۸	''اسلامی معاشی نظام، معاشی ترقی سے روکتا ہے'' یہ کہنے والے کا حکم	۱۰۵
۷۹	توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والا	۱۰۶
۸۰	یوں کہنا کہ اگر اللہ خود بھی منع کرے تو ہم نہیں مانیں گے	۱۰۶
۸۱	شرعی قانون وراثت کا انکار کرنا	۱۰۷
۸۲	کافر کو کافر کہنا	۱۰۷
۸۳	یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد اور یا علی مشکل کشا کہنا	۱۰۸
۸۴	عامل یا نجومی سے چور متعین کروانا	۱۰۹
۸۵	کیا آپ ﷺ حاضر وناظر اور عالم الغیب تھے؟	۱۰۹
۸۶	جنات کی طرف آپ ﷺ کی بعثت کا انکار کرنا	۱۱۰
۸۷	حالت حیض میں بیوی سے ہمبستری کرنے کو حلال سمجھنے والے کا حکم	۱۱۰
۸۸	کلمات کفر کا صدور	۱۱۱
۸۹	شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانا	۱۱۱
۹۰	''شیعہ سنی بھائی بھائی'' نعرہ لگانے والے کا حکم	۱۱۲
۹۱	کیا سجدہ تعظیمی کفر ہے؟	۱۱۴

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۹۲	مسواک کا مذاق اڑانا	۱۱۵
۹۳	خلافت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا انکار کرنا	۱۱۶
۹۴	کیا نماز ورزش ہے؟	۱۱۶
۹۵	یوں کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو	۱۱۷
۹۶	کیا ہر حرام کا منکر کافر ہے؟	۱۱۷
۹۷	ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا	۱۱۸
۹۸	سنت کا مذاق اڑانا	۱۱۹
۹۹	داڑھی والے شخص کو برا کہنا	۱۱۹
۱۰۰	یوں کہنا کہ مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی	۱۲۰
۱۰۱	ستارہ ملنے اور نہ ملنے کی حقیقت	۱۲۰
۱۰۲	شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام پر سوال کرنا	۱۲۱
۱۰۳	یا محی الدین وغیرہ کے الفاظ پکارنا	۱۲۱
۱۰۴	سگریٹ پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا	۱۲۲
۱۰۵	فرائض وواجبات کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کا فون نمبر کہنا	۱۲۲
۱۰۶	کسی کو بلانے کے لئے زور سے کلمہ پڑھنا	۱۲۲
۱۰۷	داڑھی کاٹ دو ورنہ رشتہ نہیں ملے گا	۱۲۳
۱۰۸	اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟	۱۲۳
۱۰۹	دست شناسی کی حیثیت	۱۲۳
۱۱۰	حجر اسود کے بوسے کے وقت ہنسی آنا	۱۲۴
۱۱۱	حرام کھانے پر بسم اللہ پڑھنا	۱۲۵
۱۱۲	کسی صغیرہ کو حلال سمجھ کر کرنا	۱۲۵
۱۱۳	یوں کہنا کہ مجھے شریعت سے کوئی سروکار نہیں	۱۲۶
۱۱۴	انبیاء و شیخین کو گالی دینا قرآنی آیات میں تاویل اور زکوۃ کو ٹیکس قرار دینا	۱۲۶
۱۱۵	بینک میں اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنا	۱۲۷
۱۱۶	یوں کہنا کہ تجھ پر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہے	۱۲۸

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۱۷	یوں کہنا کہ اللہ ورسول کو گواہ بناتا ہوں	۱۲۸
۱۱۸	جادوگر کی شرعی حیثیت	۱۲۹
۱۱۹	یوں کہنا کہ شریعت مطہرہ میں خدا نہیں مانوں گا، مولوی قرض لے کر تبلیغ پر جانا	۱۳۰
۱۲۰	استاد، امام یا والدین کی گستاخی کرنا	۱۳۱
۱۲۱	یوں کہنا کہ میں نہیں جانتا کہ کافر جنتی ہے یا جہنمی	۱۳۱
۱۲۲	یوں کہنا ”مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی“ اس کا حکم	۱۳۲
۱۲۳	داڑھی کی وجہ سے حقارت سے دیکھنا	۱۳۳
۱۲۴	قرأت سبعہ عشرہ کا انکار	۱۳۳
۱۲۵	کسی کو بے ایمان کہنے سے کفر لازم آتا ہے؟	۱۳۳
۱۲۶	اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا	۱۳۴
۱۲۷	ماں سے نکاح کو حلال سمجھنا	۱۳۴
۱۲۸	کلام مقدس کی بے حرمتی کرنا	۱۳۵
۱۲۹	اولیاء سے مدد مانگنا، اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا	۱۳۵
۱۳۰	کتب فقہ کی توہین کرنا	۱۳۶
۱۳۱	یوں کہنا کہ غلام احمد نبی ہوتا تب بھی میں اسے نہ مانتا	۱۳۷
۱۳۲	”کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے“ اور ”جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہے“ میں تعارض کا دفعیہ	۱۳۷
۱۳۳	سبقت لسانی سے کلمہ کفر کہہ دینا، غلطی سے آیت غلط پڑھ دینا	۱۳۸
۱۳۴	دعویٰ مجددیت ومہدیت	۱۳۸
۱۳۵	یا رسول اللہ کہنا اور مصافحہ کے وقت انگوٹھی دیکھنا کیسا ہے؟	۱۳۹
۱۳۶	کافر کو سلام کرنا یا جواب دینا	۱۴۰
۱۳۷	کیا مولانا کہنا شرک ہے؟	۱۴۰
۱۳۸	کافر سے جھاڑ پھونک کرانا	۱۴۱
۱۳۹	ارکان اسلام کا انکار	۱۴۱
۱۴۰	بغیر تحقیق کفر کا فتویٰ	۱۴۲
۱۴۱	علم غیب اور فال نامہ	۱۴۲

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۴۲	عالم دین سے ساتھ بغض رکھنا	۱۴۵
۱۴۳	عالم کی تضحیک کا حکم	۱۴۵
۱۴۴	عالم دین کو مسجد کا میراثی کہنے کا حکم	۱۴۵
۱۴۵	علماء کرام کو سب وشتم کرنے والے کا حکم	۱۴۸
۱۴۶	مشائخ پر لعن طعن کرنے والے سے تعلقات رکھنا	۱۴۸
۱۴۷	بے نمازی اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے کا حکم	۱۴۹
۱۴۸	توہین رسالت کے مرتکب کا حکم	۱۵۰
۱۴۹	ندا غیر اللہ کے جواز کی ایک صورت	۱۵۰

فصل فی السنة و البدعة ...... (سنت اور بدعت کے بیان میں)

۱۵۰	قبروں پر چادریں چڑھانا اور اس کی چوری کا حکم	۱۵۲
۱۵۱	بارش کے لئے مزارات پر جانور ذبح کرنا مصیبت کے وقت اذان دینا	۱۵۲
۱۵۲	وعظ ونصیحت کے لئے دن متعین کرنا	۱۵۳
۱۵۳	عاشورہ کے دن سرمہ لگانا	۱۵۳
۱۵۴	مزاروں پر چادریں چڑھانا اور وہاں کا نمک چاٹنا	۱۵۴
۱۵۵	وضوء میں اور حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا	۱۵۵
۱۵۶	سبز پگڑی کا اہتمام کرنا	۱۵۶
۱۵۷	قبروں کا طواف کرنا اور منگھو پیر کے چشمے سے غسل کرنا	۱۵۷
۱۵۸	چالیس روز تک قبر پر تلاوت اور خیرات کرنا	۱۵۸
۱۵۹	جنازہ سے پہلے قرآن لے جانا اور حیلہ اسقاط کرنا	۱۵۹
۱۶۰	حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ	۱۶۰
۱۶۱	کیا سبز عمامہ سنت ہے؟ بادشاہی مسجد کے عمامے کا حکم	۱۶۲
۱۶۲	بارہ ربیع الاول کے دن پکے ہوئے کھانے کو کھانا	۱۶۳
۱۶۳	قبروں کو بوسہ دینا	۱۶۴
۱۶۴	قبر پر قرآن خوانی کرنا	۱۶۴
۱۶۵	مصافحے کے وقت اپنے ہاتھوں کو چومنا	۱۶۵

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۶۶	ختم قرآن کے موقع پر عزیز واقارب اور بچوں کو مدعو کرنا	۱۶۵
۱۶۷	بدعتی کی عزت واکرام کرنا	۱۶۵
۱۶۸	کلمہ اور قرآنی آیات والی چادر میت پر ڈالنا	۱۶۶
۱۶۹	نماز کے بعد اجتماعی طور پر درود پڑھنا	۱۶۶
۱۷۰	عید کے دن مصافحہ کرنا شیعوں کا شعار ہے؟	۱۶۷
۱۷۱	بچوں کے ختم قرآن پر دعوت کرنا	۱۶۷
۱۷۲	رمضان میں خاص سورتوں کا التزام کرنا	۱۶۸
۱۷۳	فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا	۱۶۹
۱۷۴	فرض نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھنا	۱۶۹
۱۷۵	میت کے گھر سے ہر جمعرات یا چالیس روز تک کھانا بھیجنا	۱۷۰
۱۷۶	آیت کریمہ کا ختم	۱۷۱
۱۷۷	آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور مروجہ میلاد	۱۷۱
۱۷۸	دس محرم کے مروجہ افعال	۱۷۲
۱۷۹	قبروں پر چادریں چڑھانا اور قبروں کی مٹی کھانا	۱۷۳
۱۸۰	ختم بخاری شریف اور مروجہ عرس میں فرق	۱۷۴
۱۸۱	عرس میں شرکت کے لئے نئے پہننے والے کپڑے کا احترام کرنا	۱۷۴
۱۸۲	عاشورہ کی رسومات اور بدعات	۱۷۵
۱۸۳	''الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' کہنے کا حکم	۱۷۵
۱۸۴	محفل میلاد کا مروجہ طریقہ اور اس کی شرعی حیثیت	۱۷۶
۱۸۵	جنازہ کے آگے قرآن مجید لیکر چلنا	۱۷۷
۱۸۶	قرآنی آیات اور حضور ﷺ کے ناموں کے کتبوں کو چومنا	۱۷۷
۱۸۷	ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ	۱۷۷
۱۸۸	آتش بازی کو ثواب سمجھ کر کرنا	۱۷۸
۱۸۹	۲۲ویں رجب کے کونڈوں کی حیثیت	۱۷۸
۱۹۰	رمضان میں ختم قرآن پر دعا کرنا	۱۷۹
۱۹۱	سنن کے بعد کی اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت	۱۸۰

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۹۲	نماز تراویح کے دوران الصلوۃ بر محمد کا نعرہ لگانا	۱۸۸
۱۹۳	بزرگی کا معیار اور کافر کی تعظیم	۱۸۹
۱۹۴	شب جمعہ کے اجتماع میں جانے کی شرعی حیثیت	۱۹۰
۱۹۵	رمضان کی ستائیسویں شب کے التزامات	۱۹۰
۱۹۶	۲۷ رجب میں عبادت کا اہتمام اور مساجد کا چراغاں کرنا	۱۹۵
۱۹۷	ماہ صفر میں چھولے بانٹنا	۱۹۷
۱۹۸	قبر پر اذان دینا، نجومی کو ہاتھ دکھانا	۱۹۷
۱۹۹	قبر پر پھول چڑھانا	۱۹۸
۲۰۰	نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کی شرعی حیثیت	۱۹۹
۲۰۱	اہل میت کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا	۲۰۰
۲۰۲	تعزیت کے ساتھ مالی امداد کرنا	۲۰۰
۲۰۳	حیلہ اسقاط کا شرعی طریقہ	۲۰۱
۲۰۴	تعزیت کے لئے ورثاء میت کے پاس جانا	۲۰۲
۲۰۵	میت یا کفن میت پر کلمہ لکھنا، قبر پر اذان دینا، میت کو چھتری سے ڈھانک کر لے جانا	۲۰۲
۲۰۶	بچوں کے ختم قرآن پر دعوت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل	۲۰۳
۲۰۷	مبتدع (بدعتی) کی تعریف	۲۰۴
۲۰۸	غیر اللہ کی نذر کے بغیر مزار پر کھانا لے جانا	۲۰۴
۲۰۹	رقم جمع کر کے اہل میت کے ہاں کھانا پکانا	۲۰۵
۲۱۰	تیجہ چالیسواں اور برسی منانا کیسا ہے	۲۰۶
۲۱۱	سوئم کی شرعی حیثیت، دفن کے بعد دعا کرنا	۲۰۶
۲۱۲	دفن کے بعد تین دفعہ دعا کرنا	۲۰۷
۲۱۳	جنازہ اٹھا کر دس قدم ناپ کر چلنا	۲۰۸
۲۱۴	تین دن تک تعزیت اور تعزیت کا طریقہ	۲۰۸
۲۱۵	میت کی چارپائی کے نیچے گندم وغیرہ رکھنا	۲۰۹
۲۱۶	قضائے عمری کی شرعی حیثیت	۲۱۰
۲۱۷	تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا	۲۱۱

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۱۸	نعت کے شکرانے کے طور پر عید میلاد النبی منانا	۲۱۱
۲۱۹	تبرکات کی زیارت کے لئے تعیین وقت	۲۱۳
۲۲۰	بیت اللہ اور روضہ مبارک کی شبیہ بنانا	۲۱۳
۲۲۱	شادی کے وقت چھوہاروں کی تقسیم	۲۱۴
۲۲۲	یوم صدیق اکبرؓ پر چھٹی کا مطالبہ	۲۱۵
۲۲۳	اجتماعی طور پر سورہ یٰسین کا اہتمام کرنا	۲۱۵
۲۲۴	ہر جمعرات یٰسین کا ختم کروانا	۲۱۶
۲۲۵	نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا	۲۱۷
۲۲۶	دعا بعد الفرائض کا التزام بدعت ہے؟	۲۱۸
۲۲۷	مبتدعین کی مساجد و مدارس پر قبضہ کرنے کی شرعی حیثیت	۲۱۸
۲۲۸	رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت کی تعیین اور نعت خوانی کی شرعی حیثیت	۲۲۰
۲۲۹	قبر پر قرآن مجید کی تلاوت	۲۲۱
۲۳۰	کلمہ طیبہ یا کوئی آیت کفن پر روشنائی سے لکھنا	۲۲۱
۲۳۱	قبروں پر چادریں چڑھانا	۲۲۲
۲۳۲	تعزیت کا طریقہ اور میت کے لئے دعا	۲۲۲
۲۳۳	سنتوں کے بعد والی دعا کو استسقاء پر قیاس کرنا	۲۲۳
۲۳۴	کیا محفل قرأت و نعت کا اہتمام بدعت ہے؟	۲۲۴
۲۳۵	تین دن تک امام و مقتدیوں کا قبرستان جانا	۲۲۴
۲۳۶	گیارہویں اور شب برأت کا کھانا	۲۲۴
۲۳۷	مصیبت کے وقت کالا بکرا ذبح کرنا	۲۲۵
۲۳۸	اجتماعی قرآن خوانی کی شرعی حیثیت	۲۲۵
۲۳۹	چالیس روز تک قبرستان جانا	۲۲۶

❁ کتاب الانبیاءؑ ...... (انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعلق سوالات)

۲۴۰	کیا حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور ﷺ کے واسطے سے قبول ہوئی؟	۲۲۸
۲۴۱	حضرت آدمؑ کا دنیا میں بھیجنا خلافت کے طور پر تھا؟	۲۲۸
۲۴۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ایک من گھڑت قصہ	۲۲۹

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۴۳	حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کون تھیں؟	۲۲۹
۲۴۴	حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی ایک صورت	۲۳۰
۲۴۵	حضرت خضر، الیاس اور یونس علیہم السلام	۲۳۱
۲۴۶	کیا حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورت ہونا ثابت ہے؟	۲۳۳
۲۴۷	حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح اور آپ کی اولاد	۲۳۳
۲۴۸	کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں؟ کیا حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام حیات ہیں؟	۲۳۴
۲۴۹	قبض روح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ مارنا	۲۳۵
۲۵۰	حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان پیغمبروں کی تعداد	۲۳۵
۲۵۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے پیروکاروں نے شہید کر دیا تھا یا زندہ آسمان پر اٹھائے گئے؟	۲۳۶
۲۵۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کی وجہ	۲۳۶
۲۵۳	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک سوال کا جواب	۲۳۷
۲۵۴	کتنے انبیاء زندہ ہیں؟	۲۳۸
۲۵۵	تحقیق عصمت انبیاء	۲۳۹
۲۵۶	مہاتما بدھ اور گرونانک انبیاء میں سے تھے	۲۴۰
۲۵۷	امتیوں کا نبی کریم ﷺ کیلئے دعا مانگنا عصمت رسول ﷺ کے منافی نہیں	۲۴۱
۲۵۸	انبیاء علیہم السلام کے خون اور فضلات کی طہارت	۲۴۲
۲۵۹	آپ ﷺ کے فضلات (بول و براز) بطور دوا استعمال کرنے کا حکم	۲۴۳
۲۶۰	انبیاء اور دیگر مؤمنین کی حیات میں فرق	۲۴۴
۲۶۱	جنات کی طرف مبعوث انبیاء	۲۴۵
۲۶۲	انبیاء علیہم السلام کے ختنے کی صورت	۲۴۵
۲۶۳	کیا مرتبہ نبوت ولایت سے افضل ہے؟	۲۴۶
۲۶۴	رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت ووفات اور آپ کے غسل وجنازہ کی کیفیت	۲۴۶
۲۶۵	حضور ﷺ کی ولادت کس طرح ہوئی؟	۲۴۷
۲۶۶	کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچپن میں کلام کیا تھا؟	۲۴۸
۲۶۷	آپ ﷺ نور تھے یا بشر؟	۲۴۹
۲۶۸	رسول اللہ ﷺ کا شق صدر	۲۴۹

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۶۹	نبوت سے قبل طریقہ عبادت	۲۵۰
۲۷۰	آپ ﷺ کی بعثت جنات کیلئے بھی تھی	۲۵۱
۲۷۱	دیگر انبیاء علیہم السلام پر حضور ﷺ کی فضیلت کی وجہ	۲۵۲
۲۷۲	کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مختون پیدا ہوئے؟	۲۵۳
۲۷۳	آپ ﷺ کی اولاد کی تعداد	۲۵۴
۲۷۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد تھی؟	۲۵۴
۲۷۵	کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب یا مختار کل تھے؟	۲۵۴
۲۷۶	حضور اکرم ﷺ کا اپنے اوپر درود پڑھنا	۲۵۷
۲۷۷	حضور ﷺ کا گریبان مبارک کس جانب تھا؟	۲۵[illegible]
۲۷۸	حضور ﷺ کے نعلین کا رنگ	۲۵۶
۲۷۹	آپ ﷺ کے مرض الموت کا ایک واقعہ	۲۵۷
۲۸۰	حضور ﷺ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟	۲۵۹
۲۸۱	حیات النبی ﷺ کا ثبوت کتاب وسنت سے	۲۵۹
۲۸۲	آپ علیہ السلام کی قبر اطہر میں حیات مبارکہ	۲۶۰
۲۸۳	قبر اطہر میں امتیوں کے سوال کا جواب اور شفاعت	۲۶۱
۲۸۴	کیا انبیاء علیہم السلام کو حوریں ملیں گی کیا آپ ﷺ ہمارے والد کی طرح ہیں؟	۲۶۷
۲۸۵	نبی علیہ السلام کی بعثت اور مؤمنین جنات کا حکم	۲۶۸
۲۸۶	کیا معجزات کے لئے تاریخی گواہی ضروری ہے؟	۲۶۹
۲۸۷	شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آپ ﷺ نے نفل نماز پڑھائی تھی یا فرض؟	۲۷۰
۲۸۸	معراج جسمانی یا روحانی؟	۲۷۱
۲۸۹	آنحضرت ﷺ کے والدین کا ایمان	۲۷۲

کتاب التفسیر ومایتعلق بالقرآن ......(تفسیر اور دیگر علوم قرآنی کے بیان میں)

۲۹۰	"مافی الارحام" سے کیا مراد ہے؟	۲۷۳
۲۹۱	"قدم صدق" سے کیا مراد ہے؟	۲۷۳
۲۹۲	وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا الایۃ کا مطلب؟	۲۷۴
۲۹۳	"واھجرھم ھجرا جمیلا" سے رہبانیت ثابت ہوتی ہے؟	۲۷۷

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۹۴	علم الیقین اور عین الیقین میں فرق	۲۷۸
۲۹۵	انسان کو ظالم کیوں کہا گیا؟	۲۷۹
۲۹۶	تفاسیر کی واقعات کی حیثیت	۲۷۹
۲۹۷	ایک آیت کے متعلق وضاحت	۲۸۰
۲۹۸	تورات، زبور اور انجیل کا پڑھنا	۲۸۱
۲۹۹	قرآن مجید کے اوراق کی ہوا لگانا اور اسے چومنا	۲۸۱
۳۰۰	آیات قرآنیہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ ﷺ کے نام کے کتبوں کو چومنا	۲۸۲
۳۰۱	قرآن مجید کے نقطے	۲۸۲
۳۰۲	جس کمرے میں قرآن ہو وہاں اپنی بیوی سے مجامعت کرنا	۲۸۳
۳۰۳	دینی کتب یا قرآن شریف کی موجودگی میں بیوی سے صحبت کرنا	۲۸۳

کتاب مایتعلق بالحدیث ...... (حدیث شریف سے متعلق سوالات)

۳۰۴	وحی کی برکات سے محرومی	۲۸۴
۳۰۵	حجیت حدیث قرآن کی روشنی میں	۲۸۴
۳۰۶	قبور صحابہ کی زیارت اور حدیث لاتشد والرحال کا مطلب	۲۸۵
۳۰۷	وقت طلوع وغروب پر ایک اشکال وجواب	۲۸۶
۳۰۸	گرگٹ کو مارنے پر ثواب	۲۸۶
۳۰۹	جذامی سے دور رہنے والی روایت کا مطلب	۲۸۷
۳۱۰	احادیث کے بارے میں چند سوالات	۲۸۸
۳۱۱	''ان اللہ خلق آدم علی صورتہ'' کا مطلب	۲۹۰
۳۱۲	''من ترک الصلاۃ متعمدا فقد کفر'' کا مطلب	۲۹۰
۳۱۳	بعد عصر مطالعہ کی ممانعت	۲۹۲
۳۱۴	اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر اجر	۲۹۲
۳۱۵	حجۃ الوداع کے موقع پر خلیفہ اول کا اعلان	۲۹۳
۳۱۶	واقعۂ فدک کی تفصیل اور حقیقت	۲۹۶
۳۱۷	موضوع حدیث کے بیان کے وقت وضع کا بیان	۳۰۰
۳۱۸	کیا آپ علیہ السلام کے نور سے تمام مخلوق بنائی گئی؟	۳۰۰

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۱۹	انتقال کے وقت نجات پانے والی علامات	۳۰۱
۳۲۰	کسی مسلمان کو کافر کہنا	۳۰۱
۳۲۱	جنت اور جہنم میں عورتوں کے متعلق روایت سے تعارض کی تطبیق	۳۰۲
۳۲۲	”لانکاح بین العیدین“ کا مطلب	۳۰۳

فصل مایتعلق بتحقیق الروایات ...... (روایات کی تحقیق کے بیان میں)

۳۲۳	”اللھم اعز الاسلام باحد العمرین“ کی تحقیق	۳۰۶
۳۲۴	”لولاک لماخلقت الافلاک“ کی تحقیق	۳۰۶
۳۲۵	”اختلاف العلماء رحمة“ کی تحقیق	۳۰۷
۳۲۶	”لوبغی جبل علی جبل لدک الباغی“ کی تحقیق	۳۰۷
۳۲۷	”اطلبوا العلم ولوبالصین“ کی تحقیق	۳۰۸
۳۲۸	تحقیق روایت ”العلماء ورثة الانبیاء“	۳۰۸
۳۲۹	یوم عاشوراء میں حدیث توسع (اہل وعیال پر فراخی) کی تحقیق	۳۰۹
۳۳۰	تحقیق روایت ”کنت کنز امخفیا الحدیث“	۳۰۹
۳۳۱	تحقیق روایت ”کنت نبیا و آدم بین الماء والطین“	۳۱۰
۳۳۲	تحقیق ”لھدم الکعبة حجراحجرا اھون من قتل المسلم“	۳۱۰
۳۳۳	”انامدینة العلم الخ“ اس روایت کی تحقیق	۳۱۱
۳۳۴	حدیث ”الصلوۃ خلف عالم تقی“ کی تحقیق	۳۱۱
۳۳۵	السلطان المسلم ظل اللہ فی الارض کی تحقیق	۳۱۳
۳۳۶	روایت ”من ضرب اباہ فاقتلوہ . العنکبوت شیطان فاقتلوہ“ کی تحقیق	۳۱۳
۳۳۷	مؤمن کی شان کا بیان	۳۱۴
۳۳۸	سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا کی حدیث سے ثبوت، نور اور بشر میں افضل کون	۳۱۵

باب مایتعلق بالصحابة ...... (صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق سوالات)

۳۳۹	مرض الوفات میں نمازیں کس نے اور کتنی پڑھائیں؟	۳۱۹
۳۴۰	حضور ﷺ نے نماز میں کن کن کی اقتداء کی؟	۳۱۹
۳۴۱	حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما پر سب وشتم کرنے والے کا حکم	۳۲۰

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۴۲	صحابہؓ معیارِ حق ہیں یا نہیں؟	۳۲۱
۳۴۳	کیا حضرت سعد بن عبادہؓ نے صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی؟	۳۲۲
۳۴۴	سیف اللہ کا لقب	۳۲۲
۳۴۵	عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہؓ کے نام	۳۲۳
۳۴۶	حضرت معاویہؓ کا کاتب وحی ہونا	۳۲۳
۳۴۷	حضرت علیؓ کا باب خیبر کو اکیلے اکھاڑ دینا	۳۲۴
۳۴۸	''صلوٰۃ وسلام'' اور ''ترضی'' کا استعمال	۳۲۴
۳۴۹	خلفاء راشدینؓ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟	۳۲۵
۳۵۰	حضرت جعفر طیارؓ کے لقب ''طیار'' کی وجہ	۳۲۶
۳۵۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر	۳۲۶
۳۵۲	کیا حضرت فاطمہ وحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما میں کوئی اختلاف تھا؟	۳۲۷
۳۵۳	حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد کی خصوصیت کی وجہ	۳۲۸
۳۵۴	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	۳۲۹

فصل فی الرؤیا ...... (خواب سے متعلق احکام)

۳۵۵	اللہ جل جلالہ کی زیارت کی حقیقت	۳۳۱
۳۵۶	نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تھی؟	۳۳۱
۳۵۷	زیارت باری تعالیٰ عورتوں کو بھی ہوگی	۳۳۲
۳۵۸	دنیا میں اللہ تعالیٰ کی زیارت	۳۳۳
۳۵۹	سرور کونین ﷺ کی زیارت	۳۳۴
۳۶۰	بیداری میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت	۳۳۴
۳۶۱	بیداری میں زیارت سے کیا مراد ہے؟	۳۳۵
۳۶۲	خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے	۳۳۵
۳۶۳	خواب کی حقیقت	۳۳۶
۳۶۴	کیا حضور ﷺ کو بھی بدخوابی ہوئی تھی؟	۳۳۶
۳۶۵	روضۂ اطہر کی زیارت واجب ہے یا سنت؟ حرمین شریفین میں افضل کونسا ہے؟	۳۳۷

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب مایتعلق بالتصوف والسلوک ......(تصوف اور سلوک کے بارے میں)

۳۶۶	کیا عشق مجازی عشق حقیقی کا ذریعہ ہے؟	۳۳۶
۳۶۷	غائبانہ بیعت کی شرعی حیثیت	۳۳۸
۳۶۸	قبر پر سورہ انشراح سے فیض کا حصول	۳۳۹
۳۶۹	سلاسل اربعہ کی حقیقت و شرعی حیثیت	۳۴۰
۳۷۰	تصوف میں مختلف مدارج کی تقسیم	۳۴۱
۳۷۱	بیعت پر ایک شبہ کا جواب	۳۴۲
۳۷۲	قطب اور غوث کا وجود	۳۴۳
۳۷۳	ابدال کا وجود اور ان کا تصرف	۳۴۳
۳۷۴	بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا دعویٰ کرنا	۳۴۴
۳۷۵	ذکر قلبی کا ثبوت	۳۴۴
۳۷۶	رجال الغیب کی حقیقت اور ان کی تعداد	۳۴۵

کتاب التوسل والتبرک ......(وسیلہ اور تبرکات سے متعلق سوالات)

۳۷۷	وسیلہ کی شرعی حیثیت	۳۴۶
۳۷۸	توسل بالانبیاء والاولیاء	۳۴۶
۳۷۹	آپ ﷺ یا دوسرے بزرگوں کے وسیلے سے دعا مانگنا	۳۴۸
۳۸۰	خانہ کعبہ کے غلاف یا دیگر تبرکات کا بوسہ لینا	۳۴۸
۳۸۱	کیا حضرت عمرؓ کے درخت کاٹنے سے تبرک بآثار الصالحین کی نفی ہوتی ہے؟	۳۴۹
۳۸۲	بحق فلاں وغیرہ کے الفاظ کا حکم	۳۵۰
۳۸۳	موئے مبارک سے برکت کا حصول	۳۵۱
۳۸۴	"بحق فلاں" یا "بحرمة فلاں" کے الفاظ کا حکم	۳۵۲
۳۸۵	تبرکات سے برکت کا حصول	۳۵۲
۳۸۶	نعلین مبارک سے تبرک کا حصول	۳۵۳
۳۸۷	وسیلے کے جواز و عدم جواز کی تفصیل	۳۵۳

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب الاسماء و الالقاب ...... (ناموں اور القابات کے بارے میں)

۳۸۸	کسی شخص کی تعظیم کیلئے لفظ اقدس استعمال کرنے کا حکم	۳۵۵
۳۸۹	عبد محمد نام رکھنا / آپ ﷺ کے نام پر کسی سے کوئی چیز لینا	۳۵۵
۳۹۰	بچوں کے نام عبد الرحمن اور عبد الرحیم رکھنا	۳۵۶
۳۹۱	اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ ''خدا'' استعمال کرنے کا حکم	۳۵۶
۳۹۲	لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا	۳۵۷
۳۹۳	''حضرت مولانا'' یا ''حضرت اقدس'' کا لفظ استعمال کرنا	۳۵۸

فصل فی الفرق الاسلامیة و الباطلة و الاشخاص المتعلقین بها

(صحیح اور گمراہ فرقوں اور ان سے متعلق شخصیات کے بارے میں)

۳۹۴	ذکری فرقہ کے عقائد	۳۵۹
۳۹۵	آغا خانیوں کی طرف سے دی جانے والی سہولیات کا حاصل کرنا	۳۶۰
۳۹۶	آغا خانیوں سے میل جول رکھنا	۳۶۱
۳۹۷	''تمام اختیارات اللہ کے پاس ہیں'' کیا یہ جبریہ کا عقیدہ ہے؟	۳۶۳
۳۹۸	عقیدہ بداً کی حقیقت	۳۶۳
۳۹۹	بوہری اور آغا خانی شریعت کی نظر میں	۳۶۴
۴۰۰	حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق پاکستانی خاتون ڈاکٹر رفعت حسن کا خود ساختہ نظریہ	۳۶۶
۴۰۱	کیا شیعہ کافر ہیں؟	۳۷۱
۴۰۲	سلفی حضرات کون ہیں اور ان سے لین دین کا حکم	۳۷۲

فصل فی التعویذات ...... (تعویذات کے بیان میں)

۴۰۳	درود کے ذریعے دم کرنا	۳۷۶
۴۰۴	دعا یا تعویذ سے جرائم ثابت کرنا	۳۷۶
۴۰۵	تعویذ لٹکانے کی حیثیت	۳۷۷
۴۰۶	مجرم کی تعیین کسی عامل کے خاص عمل سے	۳۷۸

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فصل فی اغلاط العوام ......(عوام الناس کے توہمات اور اغلاط کے بیان میں)

۴۰۷	قرآن سے فال نکالنا	۳۷۹
۴۰۸	فال کی شرعی حیثیت	۳۷۹
۴۰۹	مسجد کے محراب کی مٹی زخم کے لئے استعمال کرنا	۳۸۰
۴۱۰	آٹے کی گولیوں پر سورۂ مزمل پڑھ کر سمندر میں پھینکنے کی رسم	۳۸۰
۴۱۱	دو عیدوں کے درمیان شادی کو نحوس سمجھنا	۳۸۱
۴۱۲	رات کو آئینہ دیکھنا یا جھاڑو دینا	۳۸۲
۴۱۳	کتے کی پیدائش سے متعلق غلط فہمی	۳۸۲
۴۱۴	کیا ہدہد سید ہے؟	۳۸۲
۴۱۵	بچہ اگر ختنہ شدہ پیدا ہو تو یہ بزرگی کی علامت ہے؟	۳۸۳
۴۱۶	جاہل اور بدعتی پیر کے ہاتھ پاؤں چومنا	۳۸۳
۴۱۷	بغیر عقیقہ کے مرے ہوئے بچے کی شفاعت	۳۸۴
۴۱۸	جھوٹے میں مزید پانی ملانے سے بیماری پیدا ہوتی ہے؟	۳۸۴
۴۱۹	قرآن شریف کے نیچے سے گزرنا شفاء کے حصول کیلئے	۳۸۵
۴۲۰	زلزلے کا سبب	۳۸۵
۴۲۱	دلہن کی رخصتی کے وقت اذان دینا	۳۸۶
۴۲۲	صدقہ کے وقت بکرے کو مریض کے گرد گھمانا	۳۸۶

کتاب التاریخ و السیر ......(تاریخ اور سیر کے بیان میں)

۴۲۳	قوم عاد کی قد و قامت اور شداد کی جنت	۳۸۸
۴۲۴	غزوہ موتہ کب اور کس وجہ سے ہوا؟	۳۸۸
۴۲۵	فتح مکہ کے موقع پر قتل کئے گئے بعض اشخاص کے نام اور ان کے جرائم	۳۸۹
۴۲۶	کیا معرکہ کربلا جہاد تھا؟	۳۹۱
۴۲۷	حضرت حسینؓ کا یزید کے خلاف نکلنا شریعت کی نظر میں نیز یزید پلید کہنے کا حکم	۳۹۳
۴۲۸	حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک	۳۹۶
۴۲۹	بہن بھائی کے نکاح کی حرمت کی تاریخ	۳۹۷

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴۳۰	کیا یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے رحمت نامی بیٹی تھی؟	۳۹۸
۴۳۱	تاریخ اسلامی کی ابتداء	۳۹۸
۴۳۲	کیا شہادت عثمانؓ میں حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے شامل تھے؟	۳۹۹
۴۳۳	کیا مرض وفات میں آپ ﷺ خلافت علی کی وصیت کرنا چاہتے تھے؟	۳۹۹
۴۳۴	حضرت معاویہ ؓ کو حضرت حسن ؓ نے خود خلافت کی ذمہ داری سونپی تھی	۴۰۹
۴۳۵	امام اعظم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟	۴۱۰
۴۳۶	بارہ ربیع الاوّل کا تعین ہجرت سے پہلے	۴۱۰
۴۳۷	کیا امام نسائی شیعہ تھے؟	۴۱۱

کتاب الاجتهاد و التقليد ......(اجتہاد اور تقلید سے متعلق سوالات)

۴۳۸	ائمہ کے اختلاف کی رعایت اور مقلد کا عمل	۴۱۲
۴۳۹	کیا قیاس ادلہ اربعہ میں شامل ہے؟	۴۱۳
۴۴۰	تقلید کی شرعی حیثیت	۴۱۳
۴۴۱	تقلید واجب ہے یا نہیں؟	۴۱۹
۴۴۲	ائمہ اربعہ پر سب وشتم کرنے والے کا حکم	۴۱۹
۴۴۳	مذہب کی تبدیلی پر تعزیر	۴۲۰
۴۴۴	ابوحنیفہ کی وجہ تسمیہ	۴۲۱

فصل فی علامات الساعة ......(قیامت کے احوال اور علامتوں کے بارے میں)

۴۴۵	علامات قیامت کا بیان	۴۲۲
۴۴۶	قیامت کی علامات	۴۲۴
۴۴۷	مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں	۴۲۵

فصل فی احوال مابعدالموت ......(مرنے کے بعد کے احوال کے بیان میں)

۴۴۸	عذاب قبر جسد مع الروح پر ہے یا صرف روح پر؟	۴۲۶
۴۴۹	قبرستان میں سلام کے جواب کی کیفیت	۴۲۶
۴۵۰	کیا ارواح جمعہ کی شب اہل وعیال میں آتی ہیں	۴۲۷

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴۵۱	سابقہ مرحومین کی روحوں کا نئے مرحوم کی روح کے ساتھ ملاقات	۴۲۸
۴۵۲	ارواح کے اس دنیا میں آنے کا عقیدہ رکھنا	۴۲۹
۴۵۳	مرحومین کو زندہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے افسوس ہوتا ہے	۴۲۹
۴۵۴	قرآن مجید پڑھنے سے عذاب میں تخفیف	۴۳۰
۴۵۵	زندہ اور مردہ دونوں کے لئے ایصال ثواب	۴۳۰

فصل فی کیفیۃ الحشر واحوالہ ......(میدان حشر اور اس کے احوال کے بارے میں)

۴۵۶	دائمی عذاب عادت کی وجہ سے ہلکا ہوگا؟	۴۳۱
۴۵۷	روز قیامت جانوروں سے بھی حساب لیا جائے گا؟	۴۳۲
۴۵۸	دوسرے شخص کو دیا ہوا گردہ معذب ہوگا یا نہیں؟	۴۳۲
۴۵۹	معاد جسمانی کی حقیقت	۴۳۵
۴۶۰	چھوٹے بچوں کی حشر میں کیفیت	۴۳۶
۴۶۱	مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے؟	۴۳۶
۴۶۲	موت کے بعد جنت میں داخل ہونا	۴۳۷

فصل فی المتفرقات ......(متفرق مسائل کا بیان)

۴۶۳	کھجور کے درخت کی پیدائش	۴۳۹
۴۶۴	ملاقات کے وقت ہاتھوں کا بوسہ لینا اور [illegible]	۴۳۹
۴۶۵	درس قرآن سے روکنا	۴۴۰
۴۶۶	سودخوری شکل کا مسخ ہونا	۴۴۱
۴۶۷	فخر کے طور پر انگلش بولنا اور سیکھنا	۴۴۲
۴۶۸	''انشاء اللہ وماشاء فلان'' کہنا	۴۴۳
۴۶۹	عرش افضل ہے یا کرسی؟	۴۴۳
۴۷۰	والد کو خلاف شرع کام سے روکنا	۴۴۳
۴۷۱	لفظ ''اسلام'' اس امت کی خصوصیت ہے؟	۴۴۴
۴۷۲	مکہ افضل ہے یا مدینہ؟	۴۴۵
۴۷۳	وحی لکھنے کی کیفیت	۴۴۶

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۴۷۴	کونڈے وغیرہ کے کھانے کا حکم	۴۴۶
۴۷۵	تقدیر پر ایک شبہ کا ازالہ	۴۴۷
۴۷۶	بنی اسرائیل سے من وسلویٰ ختم ہونے کی وجہ	۴۴۷
۴۷۷	پیدائش سے قبل سانس بھی متعین ہوتے ہیں؟	۴۴۸
۴۷۸	کرامات اولیاء کا ثبوت	۴۴۸
۴۷۹	سات زمینیں اور سات آسمان پیدا کرنے کی حقیقت	۴۴۹
۴۸۰	روضہ اطہر پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا	۴۵۰
۴۸۱	درود کے الفاظ احادیث میں	۴۵۱
۴۸۲	کیا ابوطالب ایمان لے آئے تھے؟	۴۵۱
۴۸۳	جنت کے مینڈھے کا گوشت	۴۵۲
۴۸۴	عید کے دن مبارک باد دینا	۴۵۳
۴۸۵	روضہ اقدس پر حاضر ہوکر شفاعت طلب کرنا	۴۵۳
۴۸۶	آپ ﷺ پر سلام اور اس کا جواب	۴۵۴
۴۸۷	درود شریف میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیوں ہے؟	۴۵۵
۴۸۸	سید کون ہیں؟	۴۵۶
۴۸۹	آبِ حیات کا وجود	۴۵۷
۴۹۰	مجدد اور مہدی میں فرق	۴۵۸
۴۹۱	کیا صحیح بخاری کی احادیث دوسری کتابوں پر مقدم ہیں؟	۴۵۸
۴۹۲	کسی بزرگ کے ہاتھ چومنا	۴۶۰
۴۹۳	کیا مکڑی نے غارِ ثور کے دہانے پر جالا تنا تھا؟	۴۶۰
۴۹۴	قبلہ یا کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا	۴۶۱
۴۹۵	قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے	۴۶۱
۴۹۶	مصافحہ کے وقت جھکنا اور سینے پر ہاتھ رکھنا	۴۶۲
۴۹۷	اللہ نبی وارث لکھنا	۴۶۲
۴۹۸	چھ کلمات کی حقیقت	۴۶۳
۴۹۹	لفظ اللہ کو تھوک سے مٹانا	۴۶۳

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مرتب

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد!

دنیا بھر میں آج تک جتنے مذاہب آئے ہیں ان میں اسلام نے سب سے زیادہ جامع واضح اور مکمل قوانین دیئے ہیں جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے آسان اور قابل عمل ہیں ان قوانین کے مجموعہ کو فقہ اسلامی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

فقہ کا انسانی زندگی اور معاشرے سے انتہائی گہرا تعلق ہے قرآن وحدیث سے مستنبط ہونے والے اس قانون فقہ سے انسانی زندگی کے شب وروز اور معاشرہ کے نشیب وفراز میں نہ یہ کہ صرف رہنمائی ملتی ہے بلکہ معاشرے کو حرکت، حرارت اور خصوصی تیزی بھی نصیب ہوئی ہے۔

زمانے کی تبدیلی، احوال کے فرق اور حاجات وتقاضوں اور ضرورتوں کے تحت آنے والے نت نئے اور پیچیدہ مسائل کو فقہاء کرام نے شبانہ روز محنت اور اپنے فہم وادراک کا صحیح استعمال کرتے ہوئے فقہی اصول وقواعد کی روشنی میں حل کیا ہے جسے فتویٰ کہا جاتا ہے، ان حضرات کی محنتوں اور کاوشوں کی جتنی پذیرائی کی جائے کم ہے۔

ہمارے مشفق استاذ محترم حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن صاحب امروہوی دامت برکاتہم اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہیں۔ اللہ رب العزت نے حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ آپ ایسے خطیب ہیں جو سامعین کے دل ودماغ کو فتح کرلیتے ہیں۔ آپ کی زبان کی حلاوت اور تعبیر وبیان کی سلاست عوام وخواص دونوں کو متاثر کرتی ہے۔ لیکن جو فن آپ کو اپنے معاصرین سے ممتاز کرتا ہے اور جو آپ کی شہرت اور مقبولیت کا خاص سبب بنا ہے وہ ہے ''فقہ''...... فقاہت میں تعمق کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ کی کئی سالہ رفاقت نے آپ کی ان صلاحیتوں اور صفات میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت الاستاذ...... دامت برکاتہم ...... کے فتاویٰ میں بعض تحقیقی فتاویٰ ایسے بھی ہیں جو خود ایک کتابی شکل رکھتے ہیں۔ ''ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر کی حرمت پر مفصل ومدلل فتویٰ'' جو دسیوں دارالافتاء کی تصدیق کے بعد منصۂ شہود پر کئی ماہ پہلے آگیا ہے اس کی واضح مثال ہے۔ اور آپ کے خود نوشتہ اور مصدقہ فتاویٰ جات کی تعداد تو ہزاروں میں ہے لیکن ان میں سے اہم اور زیادہ آمدہ مسائل کا انتخاب کر کے سلسلہ وار ''نجم الفتاویٰ'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ آج سے پانچ سال قبل اسی سلسلے کی پہلی کڑی جلد اوّل ''کتاب العقائد'' کے نام سے شائع ہوئی تھی (اس کی ترتیب وتبویب حوالہ جات اور عربی عبارات کی مراجعت حضرت مفتی غلام مصطفیٰ صاحب اور حضرت مفتی الیاس صاحب مدظلہما نے کی تھی اب راقم نے حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کے حکم سے اس کے کئی مسائل کی از سر نو تحقیق اور بعض نئے مسائل کا اس میں اضافہ اور مکمل جلد کی دوبارہ تصحیح کا کام بھی کیا ہے) اور اپنی پہلی اشاعت میں علماء وطلباء کے حلقے میں اس نے خوب پذیرائی پائی۔ اس پہلی جلد میں ایمانیات سے متعلق مختلف مباحث، کلماتِ کفر کا بیان، ردِ بدعات، فرسودہ رسومات وروایات اور اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر سیر حاصل مواد موجود ہے لیکن پھر بعض وجوہات کی بنا پر کچھ عرصہ تک یہ کام معطل رہا۔ ۲۰۰۷ء کے اواخر میں اس ناچیز کی جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن میں تقرری ہوئی اور پھر حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کی طرف سے ''نجم الفتاویٰ'' کی ترتیب وتبویب اور تصحیح کے کام کو آگے بڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

راقم الحروف کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اس مجموعہ کو مرتب کرنے اور ''نجم الفتاویٰ'' کے اس سلسلے کو آگے بڑھانے کا شرف مجھے ملا، اور اس خوش نصیبی کا جہاں ایک پہلو اخروی اجر وثواب ہے، جس کی اللہ رب العزت سے بہت امید ہے، وہیں دوسرا پہلو یہ ہے کہ اس کام کے بہانے کئی ہزار مسائل پر نظر ہوگئی۔ فتویٰ نویسی کا کچھ اسلوب سمجھ میں آیا، بالخصوص نجم الفتاویٰ کی جلد دوم اور جلد سوم شروع تا آخر تمام مسائل کی ترتیب وتبویب کرنے کی خدمت چونکہ راقم کو ہی ملی اسی لئے اس کی ترتیب اور خصوصیات کو بیان کرنے کی کوشش کی۔

نجم الفتاویٰ کی ترتیب کا انداز اور مسائل میں حوالہ جات کو ذکر کرنے کا طریقۂ کار دیگر تمام عصری فتاویٰ سے ذرا مختلف رکھا گیا ہے۔ تاکہ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ علماء کرام اور مفتیانِ کرام کو بھی ہر مسئلے کا مکمل حل باحوالہ مل سکے۔ حوالہ جات کے سلسلے میں صرف ایک کتاب پر ہی اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اکثر جگہ کئی کتابوں سے حوالہ جات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ فتاویٰ کی ترتیب میں مندرجہ ذیل طریقۂ کار ملحوظ رکھا گیا ہے۔

(۱)...... حتی الامکان مکررات کو حذف کیا گیا۔ البتہ جہاں کہیں کسی مکرر مسئلہ میں کوئی نئی مفید بات نظر آئی اس مسئلہ کو اس فائدے کے پیش نظر باقی رکھا گیا ہے۔

(۲)...... جلد اوّل مکمل ''عقائد'' سے متعلق مسائل پر مشتمل ہے باقی دوسری اور تیسری جلد کی ترتیب میں فقہی ابواب کا ذکر قدیم طرز پر رکھا گیا، پہلے طہارت پھر صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، حج وغیرہ۔

(۳)...... ہر جلد کے ساتھ تفصیلی فہرست مرتب کی گئی ہے جس کی وجہ سے مسائل کو ڈھونڈنے میں سہولت رہے گی۔

(۴)...... تمام جوابات کے ساتھ حوالہ جات مع عربی عبارت کے نقل کیے گئے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۵)......اس بات کی کوشش کی گئی کہ جواب کے ہر جزئیہ کا عربی حوالہ ضرور آئے۔

(۶)...... ہر مسئلہ کے لئے فقہائے کرام کی عبارات سے جزئیہ صریحہ لانے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۷)......اوزانِ جدیدہ وقدیمہ ومقادیر شرعیہ کی اصطلاحات اور مسائل کو از سرِ نو تحقیق کے ساتھ علیحدہ عنوان سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۸)......اکابرین علمائے دیوبند رحمہم اللہ کے فتاویٰ میں پائے جانے والے بعض ظاہری تعارض پر اعتراضات، علامہ شامی کی بعض عبارات پر ہونے والے اشکالات کے جوابات کو بھی خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔

(۹)...... تحقیقی مسائل میں بھی عام فہم زبان استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ عوام وخواص دونوں مستفید ہو سکیں۔

(۱۰)......نزاعی مسائل اور تحقیقی مسائل میں ایک جزئیہ کے دو یا دو سے زیادہ کتب سے حوالے تحریر کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے بعض مقامات پر عربی عبارت کچھ طویل ہوگئی ہیں۔

(۱۱)...... کوشش یہ کی گئی ہے کہ فتاویٰ کے جملہ مسائل متعلقہ ابواب میں اس کے ذیلی عنوانات کے تحت ذکر کئے جائیں لیکن اگر کسی جگہ ایسا کرنا ممکن نہ رہا تو ہر کتاب کے آخر میں متفرق مسائل کا عنوان دے کر اس کتاب سے متعلق مسائل اس میں درج کئے گئے ہیں۔

(۱۲)...... تمام حوالہ جات کی دوبارہ تحقیق کی گئی ہے، نیز تحریر کے بعد حضرت الاستاذ......دامت برکاتہم...... نے تمام فتاویٰ جات پر خود نظر ثانی فرمائی ہے۔

اظہارِ تشکر

راقم الحروف اوّل اس ذات پاک کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جس نے اس عظیم کام کے کچھ حصے کی ترتیب وتبویب کی تکمیل کی ہمت عطا فرمائی اور پھر ان حضرات کا بھی دل کی گہرائیوں سے ممنون ہوں جنہوں نے اس گراں قدر اور مشکل کام میں میری کسی بھی قسم کی مدد فرمائی۔ محترم بھائی شکیل احمد صدیقی صاحب بھی خصوصیت کے ساتھ شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے جلد دوم، جلد سوم کی مکمل کمپوزنگ کا کام کیا، اور اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ میں دلچسپی سے کام کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت الاستاذ......دامت برکاتہم...... کے سایہ عاطفت کو عافیت کے ساتھ تادیر ہم سب پر قائم رکھیں، آمین۔ اس فتاویٰ کے سلسلے کو جلد از جلد تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور اس میں کسی بھی قسم کی رہ جانے والی کمی کوتاہی کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس سلسلے کو شرف قبولیت سے نواز کر ہمارے لئے ہمارے والدین اور اساتذۂ کرام کیلئے کامل مغفرت اور نجات اخروی کا ذریعہ بنائیں اور ان تمام حضرات کو اپنی شان کے مطابق عظیم جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے کسی بھی مرحلے میں کسی بھی قسم کا تعاون کیا یا اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا، آمین۔

وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضروری گذارش

اہل علم حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس فتاوٰی کی ترتیب، تبویب اور تصحیح پر اپنی بساط کی حد تک تو خوب توجہ دی گئی ہے مگر پھر بھی اغلاط کا رہ جانا ممکن ہے اس لئے اگر کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا خامی رہ گئی ہو تو اسے راقم کی کم علمی اور ناتجربہ کاری پر محمول کریں اور ازراہِ کرم اس کی نشاندہی فرمادیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح ہوسکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلی الہ و اصحابہ اجمعین

(حضرت مفتی) وقار احمد عفا اللہ الصمد

خادم الافتاء والتدریس

جامعہ دارالعلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی

۲۰/شوال المکرم ۱۴۳۱ھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمة

از

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم

الحمدللہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی رسوله محمد وعلیٰ آله واصحابه اجمعین وعلی من تبعهم باحسان من المحدثین والفقهاء المجتهدین والعلماء العاملین

...... امابعد!

اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی ہے : الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ (''رحمٰن'' وہ ہے جس نے قرآن پاک کی تعلیم دی)۔اس سے معلوم ہوا کہ تمام علوم میں اصل وحی کا علم ہے اوراس وحی الٰہی کے ساتھ اسلام جوفلاح انسانیت کا ضامن ہے انسانی زندگی کے تمام شعبوں ،افکار ونظریات ،اخلاق ،عادات ومعاملات، معاشرت ومناکحت ،حدود وتعزیر ،میراث وترکات ،نجی امور واجتماعیات ،ملکی وبین الاقوامی سیاسیات میں بھرپور رہنمائی مہیا کر کے زندگی کا رشتہ مکمل طور پر وابستہ کرتا ہے۔اس وابستگی کا فائدہ کیا ہے......؟

نوعی اعتبار سے انسان نباتات اور حیوانات سے برتر ومکرم مخلوق ہے:

ولقد کرمنابنی آدم الایة (الاسراء:۷۰)، لقدخلقنا الانسان فی أحسن تقویم (التین:۴)۔

مذکورہ انواع اپنی نشونما اور کمال نوعی کی تحصیل میں مادی غذا کی محتاج ہیں جیسے پانی کے بغیر نباتاتی وحیوانی زندگی کا تصور نہیں اسی طرح وحی خداوندی کے بغیر ''انسانی زندگی'' کا امکان نہیں۔کیونکہ انسانیت کے لئے وحی الٰہی کی ایسے ہی حقیقی ضرورت ہے جیسے حیات کے لئے پانی کہ جس طرح پانی کے بغیر درخت پھل لانے کے بجائے سوکھ کر ایندھن کی جگہ کام آتا ہے اسی طرح اتباع وحی کے بغیر کمال نوعی سے محروم ہوکر انسان دوزخ کا ایندھن بن جاتا ہے **وماخلقت الانس والجن الالیعبدون الایة (الذاریات:۵٦)۔**

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں بھیجا تاکہ وہ یہاں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرے اور آخرت میں جنت کا مستحق ہو جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس انعام کا مستحق قرار دیتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک هم خیر البریة ،جزاء هم عند ربهم جنٰت عدن تجری من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحتها الانھر خلدین فیھا ابدا ، رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ، ذلک لمن خشی ربہ ۝ (البینۃ :۷،۸)

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے تمام شعبوں کا اسی طرح فلاح دارین کا دارومدار فقط وحی پر ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو حواس بھی دیئے ہیں اور عقل بھی عطا فرمائی ہے لیکن ان کے ذریعے ایک مخصوص حد تک علم حاصل ہوسکتا ہے بلکہ اس میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں مثلاً دن رات ہم مشاہدہ کرتے ہیں نگاہ غلطی کرتی ہے چنانچہ چاندنی رات کو جب چاند بھی نکلا ہوا ہو اور بادل بھی آسمان پر ہوں تو دیکھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ گویا چاند دوڑ رہا ہے جبکہ حقیقت میں بادل دوڑ رہے ہوتے ہیں۔یہی حال تمام حواس ظاہرہ کا ہے۔جہاں تک عقل کا تعلق ہے سو آپ کو معلوم ہے کہ وہ نابالغ ہے خواہ وہ ترقی کر کے کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔اس میں عدم بلوغ کی شان باقی اور برقرار رہتی ہے چنانچہ ہم عقلاء کو دیکھتے ہیں کہ ہر چیز میں اختلاف کرتے ہیں شاذ ونادر کسی مسئلے میں ان کا اتفاق ملے گا ورنہ اختلاف ہی اختلاف ہوتا ہے۔یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ عقل کی رسائی منزل تک ضروری نہیں''۔ (کشف الباری ۱/۲۱۱)

معلوم ہوا کہ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے نہ تو حواس ظاہرہ پر کلی اعتماد وانحصار کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انسانی عقل پر کیونکہ یہ تمام چیزیں حقیقت کے کماحقہ ادراک سے عاجز ہیں۔ان کے مقابلے میں ایک ذریعہ علم وحی ہے جس کے دائرہ کار کی ابتدا عقل وحواس کی حدود ختم ہونے کے بعد شروع ہوتی ہے اور یہ ایسا محفوظ ذریعہ ہے کہ قرآن نے اعلان کیا ہے: لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ،تنزیل من حکیم حمید۝ (حٰم السجدۃ: ۴۲) نہ اس میں باطل کی آمیزش کا کوئی امکان ہے اور نہ خطأ ونسیان کا احتمال ہے۔اس لئے اگر کسی انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کسی چیز پر مکمل اعتماد کیا جاسکتا ہے تو وہ فقط ''وحی'' ہے۔

الوحی:

امام راغب اصفہانی معجم مفردات الفاظ القرآن ص:۵۵۲ میں وحی کے لغوی معنی لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:"اصل الوحی الاشارۃ السریعۃ " ۔یعنی جلدی سے اشارہ کردینا اور بتادینا کیونکہ فرشتہ ایک آن میں آکر غیب کی باتیں بتاجاتا ہے۔ علامہ عینی عمدۃ القاری ۱/۱۴ میں لکھتے ہیں:"والوحی فی الاصل الاعلام فی خفاء " ۔یعنی وحی کہا جاتا ہے چپکے سے بتادینے کو چنانچہ فرشتہ نبی کریم ﷺ کے پاس آکر اس طرح پیغام خداوندی پہنچادیتا تھا کہ لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔

لیکن اصطلاح میں وحی کا اطلاق صرف اس کلام پر ہوتا ہے''جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو خواہ بذریعہ فرشتہ یا کسی اور ذریعہ سے،اس میں اسباب ظاہری اور امور عادیہ کا دخل نہ ہو''۔یہ وحی نبوت کے ساتھ خاص ہے۔اور اگر وحی میں اسباب ظاہری وغیرہ کا دخل ہو مثلاً وحی بذریعہ القاء فی القلب ہو یا بذریعہ خواب ہو تو اس پر لغۃً وحی کا اطلاق ہوتا ہے اصطلاحاً نہیں۔

(معجم مفردات الفاظ القرآن:ص ۵۵۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھراس وحی کی دوقسمیں ہیں: والوحی اما متلو أوغیره وهو السنة (نورالانوار: ص ٦)۔''وحی متلو'' قرآن ہے اور''غیر متلو'' حدیث ہے۔وحی کی ان دونوں قسموں سے استنباط مسائل واحکام کا نام فقہ ہے۔جس کے ذریعے فرض وواجب، حلال وحرام اور صلاح وفساد کا علم ہوتا ہے۔

فقہ کی اہمیت وفضیلت قرآن وحدیث کی نظر میں:

یؤتی الحکمة من یشاء ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا، ومایذکر الااولوالالباب O

(البقرۃ: ٢٦٩)

''عنایت کرتا ہے سمجھ جس کو چاہے اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی اور نصیحت وہی قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں''۔

اس آیت کے تحت درمنثور ٢/٦٦ میں حضرت مجاہدؒ کا قول نقل کرتے ہوئے علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں:

عن مجاهد (یؤتی الحکمة من یشاء) قال لیست بالنبوة ولکنه بالقرآن والعلم والفقه.

''(عنایت کرتا ہے حکمت جسکو چاہے) فرمایا کہ حکمت سے مراد نبوت نہیں بلکہ قرآن، علم اور فقہ ہے''۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ تفسیر منقول ہے یعنی''قرآن میں سمجھ بوجھ''۔

وأخرج ابن ابی حاتم عن مالک بن انس قال زید بن اسلم ان الحکمة العقل الخ۔

''یعنی حکمت عقل ہی کا نام ہے اور میرے قلب میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے ڈال دی کہ حکمت اللہ کے دین میں سمجھ کا نام ہے اور یہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے دلوں میں داخل فرماتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ تو ایک آدمی کو پائے گا کہ وہ دنیاوی امور میں عقلمند ثابت ہوگا دوسرا اس کے مقابلے میں کمزور لیکن دینی معاملہ کو بصیرت سے جاننے والا ہوتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی اور پہلے عقلمند کو اس سے محروم رکھا۔سو حکمت دین الٰہی میں سمجھ کا نام ہے''۔ (الدرالمنثور ٢/٦٧)

فلولا نفر من کل فرقه منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون O (التوبة: ١٢٢)

''سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا کہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جبکہ لوٹ کر آئیں ان کی طرف تا کہ وہ بچتے رہیں''۔

عن معاویة ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ ''من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین ''رواہ البخاری.

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں سمجھ (تفقہ) عطا فرماتے ہیں''۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ افضل العبادة الفقه وافضل الدین الورع.

(رواہ الطبرانی ١٠/١٢٢،وفی الترغیب ١/٥٠، کنز العمال: ٢٨٧٦٣)

''افضل عبادت فقہ ہے اور افضل دین تقویٰ ہے''۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن رسول اللہ ﷺ قلیل العلم خیر من کثیر العبادۃ و کفی بالمرء فقھاً اذا عبداللہ و کفی بالمرء جھلا اذا أعجب برأیہ.

(رواہ الطبرانی فی الاوسط ۹/۳۱۸، الترغیب والترھیب ۱/۵۰)

''تھوڑا علم زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور انسان کے سمجھدار ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اور انسان کے لئے یہی جہالت کافی ہے کہ اس کو اپنی رائے بھلی لگے''۔

ان لکل شئ دعامۃ و دعامۃ ھذا الدین الفقہ و لفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد.

(کنز العمال :۲۸۷۶۸)

''ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے، دین اسلام کا ستون فقہ ہے۔ اور شیطان پر ہزار عابدوں کے مقابلے میں ایک فقیہ عالم (کو گمراہ کرنا) سخت ہوتا ہے''۔

طلب الفقہ حتم واجب علی کل مسلم. (کنز العمال ۱۰/۱۵۹ [۲۸۸۲۵])

''ہر مسلمان پر فقہ کا طلب کرنا ضروری اور واجب ہے''۔

تدوین فقہ اور ائمہ اربعہ:

یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر، وسیع اور دائمی نظام حیات ہے اور اس نے اپنی اس امتیازی شان ہمہ گیری اور دوامی حیثیت کی بقاء کی خاطر اپنے اندر لچک اور گنجائش رکھی ہے تا کہ ہر دور میں اور ہر جگہ انسانی ضروریات کا ساتھ دے سکے اور کسی منزل پر اپنے پیروکاروں کی رہبری سے قاصر نہ رہے۔

حضور اقدس ﷺ نے زندگی کے تمام گوشوں سے متعلق ایک جامع ضابطہ حیات امت کو عطا فرمایا جس میں تمام شعبوں سے متعلق قواعد وضوابط بیان کر دیئے گئے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو کہ حضور ﷺ کے تربیت یافتہ تھے دین وشریعت کو قائم رکھا اور چار دانگ عالم میں اس کو پھیلا دیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نئے نئے مسائل پیش آتے گئے جن کا بظاہر قرآن وحدیث میں حکم نہیں ملتا تھا۔ چنانچہ علماء ربانیین نے اس ضرورت کا احساس کیا اور اس کے لئے باضابطہ سب سے پہلے سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ آمادہ ہوئے اور اس کے بعد دیگر ائمہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے منتخب فرمایا جن میں ائمہ اربعہ کا ذکر خاص طور پر ملتا ہے۔

الامن اشتھرت مذاھبھم ، ھم اربعۃ :ابو حنیفۃ الکوفی و مالک و احمد و الشافعی و اولھم الاول و یعاصرہ الثانی الخ (مقدمۃ الفوائد البھیۃ :ص۶)

''جن کے مذاہب نے شہرت حاصل کی وہ چار ہیں امام ابوحنیفہ کوفی، امام مالک، امام احمد اور امام شافعی ان چاروں میں سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پہلے (یعنی امام ابوحنیفہ) مقدم ہیں''۔

سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی:

آپ کا پورا نام نعمان بن ثابت الکوفی ہے لیکن آپ کی شہرت آپ کی کنیت کے ساتھ ہے جو''ابوحنیفہ'' ہے۔ عام طور پر امام صاحبؒ کا عجمی النسل ہونا مسلم ہے۔ علامہ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء ۶/۵۳۱ میں امام صاحبؒ کے پوتے اسماعیل بن حماد کی زبانی یہ روایت بیان کی ہے:

''ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں آیا، ہم فارسی نسل کے ہیں، ہمارے دادا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے''۔

تحصیل علم:

امام صاحب بیس (۲۰) سال کی عمر میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ سب سے پہلے ادب وانساب اور اس کے بعد خصوصاً علم کلام حاصل کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد فقیہ وقت امام حماد کے حلقہ درس میں شریک ہونے لگے۔ امام صاحب نے اگرچہ مختلف اساتذہ سے فقہ وحدیث کی تحصیل کی ہے لیکن خصوصیت سے حضرت حمادؒ کے تربیت یافتہ تھے۔

شرف تابعیت:

اللہ تعالی نے امام صاحب کو تابعی ہونے کے شرف سے بھی نوازا تھا۔ بعض روایات کے مطابق جس زمانہ میں آپ کوفہ میں پیدا ہوئے تھے تو بہت سے صحابہ کرام وہاں موجود تھے۔ اور اس میں تو کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ بعض صحابہ کو آپ نے دیکھا تھا۔

امارؤيته لانس رضي الله عنه وادراكه لجماعة من الصحابة بالسن فصحيحان لاشك فيهما.

(الخيرات الحسان: ٥٥)

''یعنی امام صاحب کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت اور صحابہ کرام کی ایک جماعت کا زمانہ پانا دونوں باتیں صحیح ہیں اور شک وشبہ سے پاک ہیں''۔

حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان ۳/۲۶۰ میں ترجمة عائشة بنت عجرد کے تحت یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے:

ان اباحنيفة صاحب الرى سمع عائشة بنت عجرد تقول سمعت رسول الله ﷺ اكثر جندالله الجراد لاآكله ولااحرمه۔

''بے شک ابوحنیفہ صاحب رَیٰ نے حضرت عائشہ بنت عجرد کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ روئے زمین پر اللہ کا بہت بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں جس کو نہ میں کھاتا ہوں اور نہ میں حرام کہتا ہوں''۔

یہ شرف ایسا ہے کہ جس میں ائمہ اربعہ میں سے کوئی آپ کا شریک نہیں بلکہ یہ امتیازی شان صرف آپ کو ہی حاصل ہے۔

وفي فتاوى شيخ الاسلام ابن حجر انه ادرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة بعد مولده

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھا سنة ثمانین فھو من طبقة التابعین ولم یثبت ذالک لاحد من ائمة الامصار المعاصرین کالاوزاعی بالشام والحمادین بالبصرة والثوری بالکوفة ومالک بالمدینة الشریفة واللیث بن سعد بمصر. (الخیرات الحسان :ص ٤٨)

''امام صاحب نے ان صحابہ کرام کی ایک جماعت کو پایا جو ۸۰ ھ میں آپ کی پیدائش کے بعد کوفہ میں موجود تھے اور اسی وجہ سے آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے، یہ شرف ایسا ہے جو آپ کے معاصرین میں سے کسی کو حاصل نہیں''۔

امام اعظم کو ایک طرف تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے جو بقیہ تینوں ائمہ میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے، دوسری طرف آپ ان سب سے بڑے ہیں۔

الحاصل ان التابعین افضل الامة بعد الصحابة فنعتقد ان الامام الاعظم والھمام الاقدم ابوحنیفة افضل الائمة المجتھدین واکمل الفقھاء فی علوم الدین ثم مالک فانه اتباع التابعین ثم الامام الشافعی لکونه تلمیذ الامام مالک بل تلمیذ الامام محمد ثم الامام احمد کالتلمیذ للشافعی. (شرح الفقه الاکبر :ص ٣٤٦)

''حاصل یہ کہ صحابہ کرام کے بعد اس امت کے افضل ترین افراد تابعین ہیں پس ہمارا اعتقاد ہے کہ امام اعظم کا مرتبہ ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا ہے اور فقہاء علوم دینیہ میں آپ سب سے بلند و اکمل ہیں، آپ کے بعد امام مالک جو کہ تبع تابعی ہیں پھر امام شافعی جو کہ امام مالک بلکہ امام محمد کے بھی شاگرد ہیں پھر امام احمد جو امام شافعی کے شاگرد کے درجے میں ہیں''۔

دیگر ائمہ کرام کی توثیق:

امام مالکؒ سے امام شافعیؒ نے کہتے ہوئے سنا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے اور ان سے گفتگو کی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے اس شخص کو دیکھا ہے کہ جو اگر پتھر کے ستون کو دیکھ کر یہ کہہ دے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو وہ اس بات کو اپنی دلیل سے ثابت کرے گا۔ (سیر اعلام النبلاء ۶/۵۳۴)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ علم فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

(اعلام النبلاء ۶/ ۵۳۷......البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۰۸)

یزید بن ہارون فرماتے ہیں میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کسی کو بردبار نہیں دیکھا۔

(سیر اعلام النبلاء :ص ۶/ ۵۳۷)

علی بن عاصم فرماتے ہیں کہ اگر امام ابوحنیفہ کے علم کا موازنہ ان کے ہم عصر فقہاء کے ساتھ کیا جائے تو یہ ان پر بھاری رہے گا۔ (حوالہ بالا)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ابن مبارک فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔

ابن مبارک یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ وسفیان کے ذریعے میری امداد نہ فرماتے تو میں آج عام لوگوں کی طرح ہوتا۔

امام اعظم کی وفات:

وكانت وفاته في رجب من هذه السنة اعني سنة خمسين ومائة وكان مولده في سنة ثمانين فتم له من العمر سبعون سنة وصلى عليه ببغداد ست مرار لكثرة الزحام وقبره هناك رحمه الله.

(البدايه والنهاية: ١٠/ ١١٠)

رجب کے مہینے ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی اور بغداد میں نماز جنازہ پڑھائی گئی۔

امام مالک رحمہ اللہ:

مالک نام، ابوعبداللہ کنیت، امام دارالہجرۃ لقب اور والد کا نام انس تھا۔ خالص عرب خاندان سے تھے جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز تھا۔ معتبر روایت کی بناء پر سن پیدائش ۹۳ھ ہے۔

امام مالک کے خاندان کا جس طرح دینی وعلمی لحاظ سے ایک ممتاز مقام تھا اسی طرح آپ کا مولد ومسکن مدینۃ الرسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام علماء وفضلاء کا مخزن تھا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سیکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم دور دراز مقامات میں نکل گئے تھے لیکن معدن، سونا نکلنے کے بعد بھی معدن ہے۔

آپ ہمیشہ مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے، مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کبھی کسی اور شہر منتقل نہیں ہوئے۔ امام مالکؒ نے علماء مدینہ سے کسب علم کیا اور ایک طویل عرصے تک عبدالرحمٰن بن ہرمز کی شاگردی اختیار کی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نافع اور ابن شہاب زہری اور اپنے علم فقہ کے استاد ربیعۃ بن عبدالرحمٰن عرف ربیعۃ الرأی سے کسب فیض کرتے رہے۔

مولانا سید سلیمان ندویؒ نے امام مالکؒ کے مجلس درس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے:

"جاہ وجلال اور شان وشوکت سے کاشانہ امامت پر بارگاہ شاہی کا دھوکہ ہوتا تھا، طلبہ کا ہجوم، مستفتیوں کا اژدحام، امراء کا ورود، علماء کی تشریف آوری، سیاحوں کا گزر، حاضرین کی مؤدب نشست، درخانہ پر سواریوں کا انبوہ دیکھنے والوں پر رعب ووقار طاری کردیتا تھا۔ (محدثین عظام: ص۹۲ بحوالہ حیات مالک)

امام مالکؒ کی وفات ہارون الرشید کے دور میں مدینہ منورہ میں ۱۷۹ھ میں ہوئی اور جنت البقیع میں آرام فرما ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۸۰.....سیر اعلام النبلاء، ۷/ ۳۸۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام شافعی رحمہ اللہ:

آپ کا اسم گرامی ابو عبداللہ محمد بن ادریس القریشی الہاشمی تھا۔آپ کا نسب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جد امجد عبد مناف میں جا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مل جاتا ہے۔آپ کی ولادت فلسطین میں غزہ کے مقام پر ۱۵۰ھ میں ہوئی اور اتفاق سے یہ وہی سال ہے جس سال امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

آپ نے بچپن میں ہی قرآن شریف حفظ کرلیا،اس کے بعد عربی زبان میں کمال حاصل کرنے کے لئے ھزیل قبیلہ کے گاؤں تشریف لے گئے۔آپ نے مکہ مکرمہ کے مفتی مسلم الزنجی کی شاگردی اختیار کی یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی جبکہ آپ کی عمر ۱۵ سال تھی۔اس کے بعد مدینہ منورہ منتقل ہوکر امام مالکؒ سے علم فقہ حاصل کیا۔۱۸۳ھ میں بغداد تشریف لے گئے جہاں آپ نے امام محمد بن حسنؒ سے فقہاء عراق کے علوم حاصل کئے۔ ۱۸۷ھ میں مکہ مکرمہ میں امام احمدؒ نے آپ سے ملاقات کی انہوں نے آپ سے فقہ اور اصول ناسخ ومنسوخ میں کسب فیض کیا۔اس کے بعد آپ ۲۰۰ھ میں مصر تشریف لے گئے جہاں آپ نے اپنے فقہی مذہب کی بنیاد رکھی اور مصر میں ۲۰۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور قرافہ کے مقام پر آپ کی تدفین ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۶۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ کا نام ابو عبداللہ احمد بن حنبل بن حلال بن اسد الذھلی الشیبانی تھا۔ ۱۶۴ھ میں بغداد میں ولادت ہوئی اور وہیں آپ نے تربیت حاصل کی۔

ابتدائی دور میں بغداد میں آپ نے امام شافعیؒ کی تقلید کی لیکن پھر بعد میں آپ مستقل امام مجتہد بن گئے اور حنبلی مذہب کی بنیاد رکھی۔آپ نے احادیث کے جمع اور حفظ کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دیں یہاں تک کہ اپنے دور میں امام المحدثین کہلانے لگے۔

> حضرت ابراہیم حربی فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد کو دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر اولین وآخرین کے علوم جمع فرما دیے ہیں۔
>
> امام شافعیؒ جب مصر تشریف لے گئے تو فرمایا جب میں بغداد سے نکلا تو وہاں امام احمدؒ سے بڑا نہ کوئی فقیہ تھا اور نہ پرہیزگار۔
>
> ابن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دو آدمیوں کے ذریعے اعزاز بخشا،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ارتداد کے وقت اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے فتنہ خلق قرآن کے وقت۔ (تذکرۃ الحفاظ ۲/۱۵)
>
> ۲۴۱ھ میں بغداد میں آپ کی وفات ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ ۱۰/۳۴۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ائمہ اربعہ کی تقلید پرامت کا اجماع:

یہ چاروں ائمہ کرام جمہور اہل اسلام کے وہ ائمہ ہیں جن کے مذاہب نے شہرت حاصل کی اور فقہ کی تدوین کے لئے اللہ تعالی نے ان ہی چار کا انتخاب فرمایا۔ان کے فقہی مسالک اصول شرعیہ سے ماخوذ و مستنبط ہیں اس لئے سب اپنے مقام پر درست وحق ہیں اوران کی تقلید پرامت کا مسلسل اجماع چلا آرہا ہے۔ان کے علاوہ دوسرے مجتہدین کے اقوال اول تو منتشر ہیں اوردوسرے یہ کہ شرائط وقیود کے اعتبار سے منقح بھی نہیں ہیں۔اوراس کے ساتھ ساتھ اجتہاد مطلق کا دروازہ بھی بند ہو چکا ہے(ادب المفتی و المستفتی:ص ۲۹)۔اس لئے ان ہی چار ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

التقریر والتحبیر ۳/۴۷۲ میں "التحریر" کی عبارت پیش خدمت ہے:

ذکر بعض المتأخرین (ابن الصلاح) منع تقلید غیر الائمة الاربعة لانضباط مذاهبهم ...... ولم یدر مثله فی غیرهم الآن لانقراض اتباعهم وهو الصحیح۔

''بعض متاخرین یعنی ابن صلاح نے ذکر کیا ہے کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ کی تقلید نہیں کی جائے گی بوجہ ان ائمہ کے مذاہب منضبط ہونے کے.........اوراس وقت ان حضرات (ائمہ اربعہ) کے علاوہ ان جیسا اور کوئی موجود نہیں ہے بوجہ ان (دیگر حضرات) کے متبعین کے ناپید ہوجانے کی وجہ سے اور یہی (بات) صحیح ہے''۔

فقہ حنفی کے امتیازات وخصوصیات اور مجلس شوریٰ:

(۱) جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا اس کی ضرورتیں بڑھتی اور پھیلتی گئیں، پھر اسلامی حکومتوں کی بڑھتی ہوئی حدود نے نئے نئے مسائل پیدا کئے۔ادھر مزاجوں میں بڑی تیزی سے انقلاب آچکا تھا۔سادہ دلی اور سادہ زندگی جو صحابہ کرام کا شیوہ خاص تھا ختم ہوتا جارہا تھا۔ایران وروم اور دوسرے عجمی ممالک کی سہل پسندی طبیعتوں میں مرکوز ہوتی جارہی تھی اس لئے حالات کا تقاضا ہوا کہ کتاب وسنت کی تعلیمات ایک نئے انداز سے مرتب ہوں۔صحابہ کرام کے اقوال تلاش کئے جائیں اور دین کا سارا ذخیرہ سامنے رکھ کر''نظام حیات'' کی ترتیب ایسے جاذب نظر اور دلکش انداز میں ہو جسے ہر عالم وجاہل، ذہین وغبی، عربی وعجمی اور شہری وبدوی بآسانی سمجھ لے اور جو مسائل صراحۃ کتاب وسنت اور اقوال صحابہ میں موجود نہیں ہیں علماء کے باہمی غور وفکر اور بحث وتمحیص سے مستنبط ہوں تاکہ آنے والی نسلیں پریشانیوں سے دوچار نہ ہونے پائیں اور کتاب وسنت کی روشنی میں آسانی سے زندگی گزار سکیں۔اور ساتھ ہی ان کی عجلت پسند اور سہل طلب طبیعتیں تلاش وتجسس کی مشقت سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ اس کام کے لئے اللہ تعالی نے حضرت امام صاحب کی ذات گرامی کو مخصوص اور منتخب فرمایا۔حضرت امام صاحب وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے فقہ کو باضابطہ طریقے سے مدون اور مبوب فرمایا۔اگرچہ شروع ہی سے فقہ اور اس کے احکامات موجود تھے لیکن وہ حضرات صرف اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے تھے جبکہ امام صاحب نے بعد والوں کا لحاظ کرتے ہوئے فقہ کو جمع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر کے کتابی شکل سے مزین کیا۔ چنانچہ ابن حجر شافعیؒ فرماتے ہیں:

انه اول من دون علم الفقه ورتبه ابوابا و کتبا علی نحو ما هو علیه الیوم وتبعه مالک فی مؤطنه ومن قبله انما کانوا یعتمدون علی حفظهم. (الخیرات الحسان :ص ۷۳)

''امام ابوحنیفہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور اسے ابواب وفصول سے اس طرح مرتب کیا جس طرح آج کل اس کی مرتب کردہ شکل موجود ہے۔ اور امام مالک نے مؤطا میں ان کی پیروی کی ہے۔ امام ابوحنیفہ سے پہلے لوگوں کا اعتماد حافظہ پر ہوا کرتا تھا''۔

امام ابوحنیفہ نے تدوین کا یہ کام صرف اپنی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے لئے ایک جماعت (مجلس شوریٰ) تیار کی جن کی تعداد ایک ہزار تک تھی لیکن ان میں سے چالیس علماء خصوصی صلاحیتوں کے مالک تھے چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

ونقل ط عن مسند الخوارزمی ان الامام اجتمع معه الف من اصحابه أجلهم وافضلهم اربعون قدبلغوا احد الاجتهاد فقربهم وأدناهم. (شامی: ۱/۶۷)

اس کے بعد علامہ شامی مزید لکھتے ہیں:

فکان اذاوقعت واقعة شاورهم الخ۔ یعنی جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو امام صاحب اپنے تمام اصحاب علم وفن سے مشورہ اور بحث ومباحثہ کرتے اور پہلے ان سے فرماتے کہ جو کچھ ان کے پاس احادیث اور اقوال صحابہ کا ذخیرہ ہے وہ پیش کریں، پھر اپنا ذخیرہ احادیث ان کے سامنے رکھتے۔ اس کے بعد ایک ایک ماہ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ وقت اس مسئلہ پر بحث کرتے تا آنکہ حتمی بات طے پاجائے تو اس مسئلہ کو لکھوادیتے اس طرح شورائی طریقہ پر سارے اصول منضبط ہوئے۔ ایسا نہیں کہ تنہا کوئی بات کہی ہو۔

اور یہ مجلس شوریٰ ایسی تھی کہ کسی اور کو ایسا اعزاز نہ مل سکا۔ یہی وجہ ہے کہ ابن حجر مکیؒ اس جماعت کی تعریف اور اس پر حد درجہ اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں:

قال رجل عند وکیع اخطأ ابو حنیفة رحمه الله فزجره وکیع وقال الخ۔ یعنی امام وکیع کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ امام صاحب سے (کسی مسئلہ میں) غلطی سرزد ہوگئی۔ اس جملہ کے سنتے ہی امام وکیع نے اس شخص کو سختی سے ڈانٹا اور فرمایا کہ جو شخص یہ کہے وہ جانوروں کی طرح بلکہ اس سے بھی بدتر ہے...... امام ابوحنیفہ کیسے غلطی کر سکتے ہیں؟ جبکہ ان کی مجلس میں فقہ کے ائمہ امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں، حدیث کے ائمہ ہیں (یہ کہہ کر پھر) انہیں شمار کیا اسی طرح لغت عربی کے ائمہ ہیں (پھر) انہیں بھی شمار کیا، زہد وتقویٰ کے امام جیسے حضرت فضیل اور داؤد طائی وغیرہ جیسے حضرات موجود ہیں۔ جس کے ساتھی یہ حضرات ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا اس لئے کہ اگر وہ غلطی کرے گا تو یہ حضرات فوراً انہیں حق کی طرف لائیں گے۔ (الخیرات الحسان: ص ۷۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس جماعت نے کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کا پورا ذخیرہ سامنے رکھا تا کہ کوئی گوشہ نظروں سے اوجھل نہ رہے۔ اور ہر طرح چھان بین کرنے کے بعد مسائل کو قلمبند کیا گیا۔ اس عرق ریزی، غور وفکر، اخلاص وللّٰہیت اور فضل وکمال کے ساتھ فقہ کی تدوین ہوئی جو ہر جہت سے مہذب اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے۔

(۲) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ مجلس شوریٰ کی بحث وتمحیص کے بعد جو بات طے ہو جائے وہی حتمی قرار پائے بلکہ تلامذہ اور اصحاب کو حکم دے رکھا تھا کہ تم خواہ مخواہ کسی ایک بات پر جم نہ جانا بلکہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی اور وزنی اور قابل اعتماد دلیل شرعی مل جائے تو اس کو اختیار کر لینا اور اسی کا دوسروں کو حکم دینا۔ اس لئے کہ مقصود کتاب وسنت اور اقوال صحابہ پر عمل ہے، اپنی بات پر ضد اور اپنی فہم کی اشاعت پیش نظر نہیں۔ چنانچہ علامہ شامی اسی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فاعلم ان اباحنیفة من شدة احتیاطه وعلمه بان الاختلاف من آثار الرحمة قال لاصحابه ان توجه لکم دلیل فقولوا به. (عقود رسم المفتی: ص۱۶)

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے احتیاط اور تقویٰ پر سختی سے عمل پیرا ہوتے ہوئے اور اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اختلاف رحمت کے آثار میں سے ہے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی دلیل مل جائے تو اسی کو اختیار کرو''۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صاحبین کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف مشہور ومعروف ہے۔ اور تقریباً ایک تہائی مسائل میں صاحبین نے اختلاف کیا ہے۔ یہ اقوال بھی فقہ حنفی کی تدوین میں شامل اور مذہب کا حصہ ہیں۔ اور اس اختلاف کا رحمت ہونا مختلف ضرورت کے مواقع پر اہل علم پر مخفی نہیں۔ برخلاف دوسرے ائمہ کرام کے کہ وہاں صاحب مذہب کے قول کے علاوہ ان کے اصحاب کے اقوال مذہب میں شامل نہیں سمجھے جاتے۔ اور کہیں خود صاحب مذہب سے ایک سے زائد قول مروی ہوں تو ان میں بھی صرف ایک قابل عمل ہوتا ہے۔ جیسے امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں بعض مسائل میں قول قدیم وجدید ملتا ہے۔ لیکن خود امام شافعی رحمہ اللہ کی صراحت کے مطابق ان کا قول جدید ہی معتبر ہے قول قدیم نہیں۔

حاصل یہ کہ اختلاف کی بناء پر رحمت کے آثار اور جو توسع احناف کے یہاں پایا جاتا ہے دیگر مذاہب میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

افتاء اور اس کی اہمیت:

ماقبل تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ اب اجتہاد مطلق کا دروازہ تو بند ہو گیا۔ لہٰذا ان ہی چار ائمہ میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ چوں کہ انسانی زندگی اپنے تمام تر شعبوں کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور عموماً ہر شخص کے حالات ہر زمانے میں یکساں نہیں ہوتے بلکہ مختلف ڈھنگ سے صورت حال سامنے آتی ہے۔ سب میں یہ فہم وبصیرت کہاں کہ فقہاء کے بیان کردہ جزئیات سے اپنے حالات کے مطابق ہر ہر جزئیہ کا جواب حاصل کریں اور وہ جواب بالکل صحیح بھی ہو کیونکہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اول تو حالات واقعی اور فقہی عبارات کا انطباق ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جہاں فقہاء میں اختلاف ہوا اور اس اختلاف کے نتیجے میں مختلف اقوال سامنے آئے یا متقدمین سے کسی جزئیہ کی صراحت نہ ہونے کی صورت میں متأخرین کی تخریج میں اختلاف ہوا اب ان مختلف اقوال میں کسی ایک قول کو عمل کے لئے متعین کرنا اور بسا اوقات نئے پیش آمدہ مسئلہ کی متقدمین ومتأخرین دونوں سے صراحت نہ ہونے کی صورت میں ان ہی حضرات کے اصولوں کی روشنی میں ان مسائل کا حل بیان کرنا یہ ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو قرآن وحدیث اور متقدمین ومتأخرین فقہاء کے کلام پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ مسائل ضروریہ مستنبط کر کے یکجا کرتی رہے تاکہ عام افراد اپنے دن رات کے پیش آمدہ مسائل میں کہیں الجھاؤ کا شکار نہ ہوں۔ اور بلاشبہ اسی استنباط واستخراج کا نام ''فتویٰ'' ہے۔ اور جو شخص اس استنباط واستخراج میں مہارت تامہ کا حامل ہو وہ ''مفتی'' ہے۔

افتاء ایک اہم اور حد درجہ احتیاط کی متقاضی ذمہ داری ہے یہی وجہ ہے کہ اسلاف اس ذمہ داری کے قبول کرنے سے احتراز کرتے تھے اور جن کو وہ اپنے سے علم وعمل میں برتر سمجھتے تھے ان پر یہ ذمہ داری ڈالنا چاہتے تھے۔ پھر اس باب میں ان کا یہ حال تھا کہ اگر کسی مسئلہ مستفسرہ کی صحیح صورت معلوم ہوتی تو بلاتکلف بتادیتے اور اگر معلوم نہ ہوتی تو صفائی سے کہہ دیتے کہ ''ہمیں یہ مسئلہ معلوم نہیں، کسی اور سے پوچھ لیا جائے''۔ کھینچ تان اور تکلف وتصنع کو کسی حال میں پسند نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سو بیس انصاری صحابہ کو دیکھا ہے کہ ان سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو وہ دوسرے صحابی کے پاس بھیجتے، وہ تیسرے کے پاس، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا یہاں تک کہ وہ سائل پہلے صحابی کے پاس واپس آجاتا۔ (ادب المفتی والمستفتی: ص ۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے تمام سوالوں کے جواب دینے کے لئے تیار بیٹھا رہے وہ پاگل ہے۔ (حوالہ بالا: ص۹)

قاسم بن محمد بن ابی بکر سے کسی نے کوئی بات دریافت کی، آپ نے جواب دیا کہ مجھے یہ مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں تو آپ کے سوا کسی اور کو اس منصب کے لائق نہیں جانتا اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت قاسم نے فرمایا: میری لمبی داڑھی اور میرے اردگرد لوگوں کے بھیڑ کو نہ دیکھ، مجھے تیرا مسئلہ اچھی طرح معلوم نہیں ہے۔ اس مجلس میں ایک قریشی شیخ بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا: اے میرے بھتیجے! اس مجلس میں میں نے آج تک آپ سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا، آپ جواب دیجئے۔ حضرت قاسم نے فرمایا: مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میری زبان کٹ جائے اس کے مقابلے میں کہ میں ایسے مسئلہ کا جواب دوں جس کا علم میرے پاس نہ ہو۔ (حوالہ بالا)

یہ اور اس طرح کے بیسیوں واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سلف صالحین منصب افتاء کے سلسلے میں بڑی ہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احتیاط کیا کرتے تھے۔

مشکوٰۃ کتاب العلم میں روایت مروی ہے:

من افتیٰ بغیر علم کان اثمه علی من افتاه.

''جوشخص بغیر علم کسی مسئلہ کا جواب دے گا اس کا گناہ اسی پر ہوگا''۔

اسی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس وقت تک مسند افتاء پر جلوہ افروز نہ ہوئے جب تک ستر علماء کرام نے ان کی اہلیت کی گواہی نہ دی۔ [البدایۃ والنہایۃ ج ۱۰/ص ۱۸۰]

امام مالک فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ایک مسئلہ مجھے سونے، کھانے اور پینے سے روکے رکھتا تھا۔

[الموافقات ٤/٢٢٧]

نیابت نبوت:

علامہ شاطبی نے موافقات ۴/۱۹۳ میں اس پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ امام موصوف نے یہاں تک صراحت کردی کہ ''مفتی امت میں افتاء اور تعلیم وتبلیغ کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ کا نائب ہوتا ہے''۔ اس سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ فتویٰ درحقیقت حکم خداوندی کا اظہار ہے۔ اور مفتی خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین واسطے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے فتویٰ دینے میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے بلکہ جواب دیتے وقت جنت اور جہنم کا استحضار بھی ہونا چاہیے کہ ان دونوں میں کس کو پسند کرتا ہے۔ [ادب المفتی والمستفتی :ص۸]

الحمدللہ دارالافتاء دارالعلوم یاسین القرآن کے قیام کو تقریباً پندرہ برس کا عرصہ ہو چکا ہے۔ عرصہ ہذا میں دارالافتاء سے کئی ہزار فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں۔ بندے کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ شائع ہو جائے لیکن تعلیمی، تدریسی اور انتظامی مصروفیات کی بنا پر یہ خواہش پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکی تھی البتہ چھ سال قبل اللہ کا نام لے کر اس کام کو شروع کیا، جو محض اللہ کے فضل وکرم اور بعض احباب کے تعاون سے کتاب العقائد کی صورت میں ناظرین کے سامنے آچکا ہے، جس میں عقائد سے متعلق تقریباً پانچ سو اہم مسائل کے جواب مفصل ومدلل انداز میں آچکے ہیں۔

الحمدللہ کتاب العقائد کے بعد اب ''نجم الفتاویٰ'' کی دو اور جلدیں ہدیہ ناظرین ہیں، جن میں کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج تک تقریباً دو ہزار اہم فتاویٰ جات رقوم ہیں۔ نیز کتاب العقائد کی پہلی جلد میں بھی بعض اہم فتاویٰ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ کا یہ مجموعہ اب تین جلدوں میں احباب کی خدمت میں حاضر ہے۔

آخر میں بندہ ناچیز یہ اقرار بھی کرتا ہے کہ علم فتویٰ ایک پرخطر اور مہتم بالشان علم ہے جس کے لئے نہایت اعلیٰ صلاحیتوں اور استعداد کی ضرورت ہے جن سے بندہ عاجز ہے البتہ توفیق الٰہی اور فضل خداوندی کے بعد اپنے تمام اساتذہ ومشائخ عظام کی دعاؤں کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے سے یہ کام لیا اور لے رہا ہے۔ خاص طور پر میرے ہر دو مشائخ مفتی اعظم پاکستان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی نور اللہ مرقدہٗ اور امام الحدیث قدوۃ العلماء حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی قدس سرہٗ پر لاتعد ولاتحصی رحمتیں نازل ہوں کہ ناچیز کو علوم ظاہرہ وباطنہ میں جوادنیٰ سی سوجھ بوجھ حاصل ہوئی ہے یہ ان ہی حضرات کی توجہات اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ بندہ اس فتاویٰ کے طبع ہونے میں اپنے ان تلامذہ کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہے جن کی کاوشوں سے فتاویٰ کا یہ مجموعہ ناظرین کے سامنے ہے خصوصاً عزیزم مفتی وقار احمد سلمہٗ نے اس کی ترتیب وتبویب اور حوالہ جات کی نظر ثانی میں کلیدی کام کیا ہے جبکہ بعض شرکاء تخصص نے بارہا تمام عربی حوالہ جات کی اصل سے مراجعت اور عبارات کی تصحیحات کی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ان ہی حضرات کی انتھک محنت اور کاوشوں سے یہ مجموعہ مورد وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے علم وعمل اور حیات میں بے پایاں برکات نصیب کرے۔ آمین۔

آخری گزارش بندے کی ان اہل علم حضرات سے جن کی نظر سے یہ کتاب گزرے گی کہ الدین النصیحۃ کے بمصداق اس کو اصلاح کی نظر سے دیکھیں۔ جہاں بھی کوئی قابل اشکال بات محسوس کریں بندے کو ضرور آگاہ کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو ہر خاص وعام کے لئے نافع بنائے۔ مؤلف اور جملہ معاونین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

فقط

(شیخ الحدیث مفتی) سید نجم الحسن امروہوی (دامت برکاتہم)

خادم دار العلوم یٰسین القرآن کراچی

۱۸/شوال ۱۴۳۱ھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب

﴿الایمان والعقائد﴾

(ایمان اور عقائد کے احکام کا بیان)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب الایمان و العقائد﴾

(ایمان اور عقائد کے بیان میں)

(۱) کیا ایمان مخلوق ہے؟

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا کہنا یہ ہے کہ ایمان مخلوق ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا اس سے انسان کافر ہوجاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... صورت مسئولہ میں جواب سے قبل اصل مسئلہ کی تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے اور وہ یہ کہ خود مشائخ احناف میں اختلاف رہا ہے کہ ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔بعض احناف مخلوق اور بعض غیر مخلوق ہونے کے قائل تھے لیکن یہ نزاع لفظی ہے نہ کہ حقیقی کیونکہ جو حضرات ایمان کے غیر مخلوق ہونے کے قائل تھے ان کا کہنا یہ تھا کہ ایمان نام ہے اللہ تعالی کی طرف سے توفیق اور عنایات کے حصول کا اور یہ غیر مخلوق ہے لہٰذا ایمان غیر مخلوق ہوا۔

اور جو حضرات مخلوق ہونے کے قائل تھے ان کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق قلبی اور اقرار باللسان کا اور یہ دونوں بندوں کے افعال میں سے ہیں اور بندہ اپنے تمام افعال کیساتھ مخلوق ہے لہٰذا ایمان بھی مخلوق ہے۔

اس تفصیل کے بعد کسی ایک جانب میں کفر کا حکم لگانا بعید معلوم ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض مصنفین نے کفر کے قول کو مبالغہ آمیزی پر محمول کیا ہے خاص طور پر جب دو طرح کی صراحت ہمارے مشائخ سے موجود ہے تو پھر ایک جانب کی تکفیر کا نتیجہ (العیاذ باللہ) اوپر تک پہنچے گا۔لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ کسی ایک جانب کی تکفیر کے بجائے اس میں سکوت اختیار کیا جائے۔

لمافي التاتارخانية (۵/۵۴۷) : من قال بخلق القرآن فهو كافر وكذا من قال بخلق الايمان فهو كافر وروى عن بعض السلف انه روى عن ابى حنيفة رحمه الله ان الايمان غير مخلوق .... وحكى عن الشيخ الامام الزاهد انه قال لسائل هذه المسئلة: ايمان كردش بنده است بخداى تعالى بتوفيق وى وكردش بنده فعل بنده است وبنده باهمه افعال آفريده است، وتوفيق وهدايت حق كه بنده رادار ازصفت خدا است ، وحق عزوجل باصفات خويش ناآفريده است. وسئل مرة اخرى عن هذه المسئلة فقال: ان اردت بالايمان التصديق والاقرار فهذا فعل العبد والعبد بجميع افعاله مخلوق وان اردت توفيق الله وهدايته على اتيان الايمان بالله تعالى فالله تعالى بجميع افعاله غير مخلوق.

وفي شرح الفقه الاكبر (صـ۱۴۲) : ان الايمان مخلوق اوغير مخلوق اختلف فيه مشائخ الحنفية

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فذهب اهل سمرقند الی الاول وذهب اهل بخاریٰ الی الثانی مع اتفاقهم ان افعال العباد کلها مخلوقة لله سبحانه ، وبالغ بعض مشائخ بخاریٰ فکفروا من قال بان الایمان مخلوق ....قال ابن الهمام فی المسایرة :ونص ابی حنیفة رحمه الله فی کتابه الوصیة صریح فی خلق الایمان حیث قال: نقر بان العبد مع جمیع اعماله واقراره ومعرفته مخلوق، فلما کان الفاعل مخلوقا فاولی ان یکون فعله مخلوقا انتهی.

(۲) کتب سماویہ پرایمان کی کیفیت

سوال کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرکوئی شخص چارآسمانی کتب پرایمان لائے مگروہ صحائف جودیگرانبیاء پرنازل کئے گئے ان پرایمان نہ لائے یا اسے معلوم ہی نہ ہوتوایسا شخص مسلمان سمجھا جائے گا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں جملہ کتب سماویہ پراجمالی ایمان کافی ہے یعنی جوکچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وہ سب حق ہے۔تفصیلی ایمان لاناضروری نہیں،ہاں! اگران میں سے کسی کاانکارکردیاتواس صورت میں یہ شخص مؤمن نہیں کہلائے گا۔الغرض جس قدرصحائف کے بارے میں معلومات ہوں اسی قدرایمان ضروری ہوگا۔

لمافی الصحیح لمسلم (۲۷/۱): حدثنا عبیدالله بن معاذ العنبری ....قال حدثنی عمر بن الخطاب ..... قال فأخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن بالله وملٰئکته وکتبه ورسله والیوم الآخر.

وفی المشکوة (ص۱۱): عن عمر بن الخطابص ....قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللهوملٰئکته وکتبه ورسله والیوم الآخر.

وفی المرقات (۵۷/۱) تحت هذه الروایة : (وکتبه) ای ونعتقد بوجود کتبه المنزلة علی رسله تفصیلا فیما علم یقینا کالقرآن والتوراة والزبور والانجیل واجمالا فیماعداه وانها منسوخة بالقرآن.

(۳) چارآسمانی کتابوں کےعلاوہ دیگرصحائف پربھی ایمان لاناضروری ہے

سوال......کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیاچارآسمانی کتابوں کےعلاوہ دیگرصحائف پربھی ایمان لاناضروری ہے،اگرکوئی شخص چارآسمانی کتابوں پرایمان رکھتاہولیکن وہ صحائف جودیگرانبیاءپرنازل ہوئےان کولاعلمی کی وجہ سےیاعلم ہونے کےباوجودنہ مانتاہوتوایسےشخص کےبارےمیں کیاحکم ہے؟قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......چارآسمانی کتابوں کے علاوہ دیگرانبیاء پرنازل ہونے والےصحائف پربھی ایمان لاناضروری ہے،کیونکہ ان میں سےہرایک پرایمان دوسرےپرایمان لانےسےوابستہ ہے،ان میں ایک کاانکاربھی گمراہی اوراللہ تعالیٰ سےدوری کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موجب ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص لاعلمی کی وجہ سے یا علم کے باوجود (کہ ان صحائف پر بھی ایمان لانا ضروری ہے) دیگر صحائف کا انکار کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لقوله تعالى (النساء: ١٣٦):يٰاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاًۢ بَعِيْدًا○

وفي مشكوة المصابيح (١/١١):عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض......قال فاخبرني عن الايمان قال أن تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر ......

وفي المحرر الوجيز (٢/١٢٣):(والكتاب)المذكور اولا هو القران والمذكور ثانيا هواسم جنس لكل ما نزل من الكتاب ......

وفي التفسير المظهرى (٢/٢٦١): (وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ) اى قبل القرآن من التوراة والانجيل والزبور وسائر الكتب والصحف ......(وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ) يعني بشئ من ذلك (فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاًۢ بَعِيْدًا) من المقصد بحيث لا يكاد يعود الى طريقة الصواب فان الايمان بكل واحد منها ملازم للاخر فالكفر بواحد منها بعد من الله وضل عن سواء السبيل وبالكفر بجميع ذلك بالطريق الاولى.

وفي شرح العقيدة الطحاوية (٢/٣٥٤):ونومن بالملائكة والنبيين والكتب المنزلة على المرسلين ونشهد انهم كانوا على الحق المبين

هذه الامور من اركان الايمان قال تعالى : "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ "وقال تعالى"لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ" الاية (البقرة:١٧٧)

فجعل الله سبحانه وتعالى الايمان هو الايمان بهذه الجملة وسمى من امن بهذه الجملة مؤمنين كما جعل الكافرين من كفر بهذه الجملة .

وفي شرح الفقه الاكبر(ص٩-١٢):أصل التوحيد وما يصح الاعتقاد عليه يجب أن يقول :امنت بالله وملائكته وكتبه ورسله

(وكتبه)اى المنزلة من عنده كالتوراة والانجيل والزبور والفرقان وغيرهامن غير تعيين عددها.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴) ایمان کیلئے فقط توحید ورسالت کا اقرار کافی ہے؟

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ہندو دوران تقریر یوں کہنے لگا جبکہ وہ بلدیاتی انتخابات میں اپنے لئے ووٹ مانگ رہا تھا اور علاقہ بھی مسلمانوں کا تھا ''مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیوں کلمہ نہ پڑھوں؟ اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کروں اور محمد عربی ﷺ کو اپنا پیغمبر نہ مانوں؟ کیا ان الفاظ کے کہنے سے اسے مسلمان تصور کیا جائے گا یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں صرف اس قدر کہنا کافی نہیں ہے بلکہ تمام قطعیات پر ایمان لانا ضروری ہے لہٰذا اگر مذکورہ ہندو شریعت مطہرہ کی تمام قطعی ویقینی باتوں کو من وعن تسلیم کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو اسے مسلمان ہی تصور کیا جائے گا اور اگر قطعیات میں کسی ایک چیز کا بھی منکر ہو تو اسے مسلمان نہیں سمجھا جائے گا بلکہ وہ بدستور ہندو ہی ہے۔

لما فی مشکوة المصابیح (۱/ ۱۲): عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله واقام الصلوة وایتاء الزکوة والحج وصوم رمضان متفق علیه.

عن العباس بن عبد المطلب قال قال رسول الله ﷺ ذاق طعم الایمان من رضی بالله رباًوبالاسلام دیناًوبمحمد رسولاً رواه مسلم.

وفی شرح الفقه الاکبر (صـ۱۵۴): اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ما هو من ضرورات الدین کحدوث العالم ......فمن واظب طول عمره علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمه سبحانه بالجزئیات لا یکون من اهل القبلة.

وفی الیواقیت والجواهر (صـ۳۹۵): اما من خرج ببدعته من اهل القبلة کمنکری حدوث العالم ومنکری البعث للنشر والحشر للاجسام والعلم بالجزئیات علی ما مر فی مبحث اسمه تعالی العالم فلا نزاع فی کفرهم لانکارهم بعض ما علم مجیٔ الرسول به ضرورة.

وفی الشامیة (۴/ ۲۶۳): صرح فی کتابه المسایرة بالاتفاق علی تکفیر المخالف فیما کان من اصول الدین وضروریاته.

(۵) نصرانی کے مسلمان ہونے کی کیفیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی نصرانی یوں کہے کہ میں نصرانیت سے برأت کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعلان کرتا ہوں اور ساتھ میں شہادتین کا اقرار کرے تو مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص فیمابینہ وبین اللہ تو مسلمان ہوگا البتہ دنیاوی احکامات کے اجراء کے لئے یا تو یہودیت سے بھی برأت کا اعلان ضروری ہوگا یا یہ صراحت ضروری ہوگی کہ ''میں دین اسلام میں داخل ہوتا ہوں''۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کوئی نصرانی ہمارے درمیان رہتے ہوئے اسلام قبول کرے ورنہ اگر میدان جنگ میں ہو تو ہر ایسا کلمہ جو اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرے اس کے خون کو بچانے کے لئے اس کلمہ کی وجہ سے اسے مسلمان سمجھا جائے گا۔

لمافی البزازیة علی هامش الهندية (۳۱۳/۶): واذا قال النصرانی اشهد ان لااله الاالله واتبرأ عن النصرانية لايحكم باسلامه لجواز انه دخل فی اليهود اذ اليهود يقول ايضا وانّ زاد وقال وادخل فی دين الاسلام زال الاحتمال.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲۲۶/۴): الكفار اصناف خمسة:من ينكر الصانع كالدهرية ومن ينكرالوحدانية كالثنوية ومن يقربهمالكن ينكربعثة الرسل كالفلاسفة ومن ينكر الكل كالوثنية، ومن يقر بالكل لكن ينكر عيوم رسالة المصطفيا كالعيسوية فيكتفى فی الاولين بقول لااله الاالله وفی الثالث بقول محمد رسول الله وفی الرابع باحدهما وفی الخامس بهما مع التبرى عن كل دين يخالف دين الاسلام.

وفی الشامية تحته: (وفی الخامس بهما مع التبرى) ذكر ابن الهمام فی المسايرة ان اشتراط التبرى لاجراء احكام الاسلام عليه لالثبوت الايمان فيمابينه وبين الله تعالی ....قال فی الفتح : ان اشتراط التبرى انما هو فيمن بين اظهرنا منهم واما من فی دارالحرب لوحمل عليه مسلم فقال محمد رسول الله فهو مسلم.

(۶) مرتد کے مسلمان ہو جانے کے بعد اس کی نیکیوں کے لوٹ آنے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرتد اگر مسلمان ہو جائے تو اس کی نیکیاں دوبارہ لوٹ کر آتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......ارتداد کی وجہ سے سابقہ نیک اعمال ختم ہو جاتے ہیں البتہ اگر وہ توبہ کر کے دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے تو اس کے سابقہ نیک اعمال آئندہ کے نیک اعمال میں معاون ہوں گے۔

لما فی التاتارخانية (۳۶۱/۵): ثم ما يكون كفرابلا خلاف يوجب احباط العمل وتلزمه اعادة الحج ان كان قد حج..........وفی اليتيمة ، قيل له : لو تاب أتعود حسناته ؟ قال: هذه المسئلة مختلفة فعند ابی علی وابی هشام واصحابنا انها لا تعود ، وعند ابی القاسم انها تعود ونحن قلنانه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لایعود مابطل ثوابه لکنه تعود طاعته المتقدمة مؤثرة فی الثواب من بعد.

وفی الدر المختار مع رد المحتار (۲۵۱/۶): وما أدی منها فیه یبطل ولایقضی من العبادات الا الحج.

وفی الشامیة: (وما أدی منها فیه یبطل) فی التتارخانیة معزیا الی الیتیمة قیل له لو تاب تعود حسناته؟ قال هذه المسئلة مختلفة فعند ابی علی وابی هاشم واصحابنا انه یعود وعند ابی القاسم الکعبی ونحن نقول انه لا یعود ما بطل من ثوابه لکنه تعود طاعاته المتقدمة مؤثرة فی الثواب بعد اه بحر.

(۷) قریب المرگ شخص کا حکم

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مرض کی شدت کی بناء پر قریب المرگ ہے اسی حالت میں اس کے منہ سے کوئی شرکیہ کلمہ نکل جاتا ہے۔ کیااس کلمہ کا اعتبار کیاجائے گااوروہ شخص اس کلمہ کی بناء پرمشرک سمجھا جائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں قریب المرگ شخص کے کلمات کا اعتبار کیاجائے گا۔

لمافی الصحیح البخاری (۶۷۴/۲): حدثنااسحق بن ابراهیم ....عن سعید بن المسیب عن ابیه قال لماحضرت ابا طالب الوفاة دخل علیه النبیا وعنده ابوجهل وعبدالله بن امیة فقال النبیا ای عم قل لااله الاالله احاج لک بها عندالله فقال ابوجهل وعبدالله بن ابی امیة یااباطالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فقال النبیالاستغفرن لک مالم انه عنک فنزلت ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی من بعد ماتبین لهم انه اصحب الجحیم.

(۸) غیراللہ کے نام پرچھوڑی گئی گائے کوتصحیح نیت کے بعداللہ کے نام سے ذبح کرنے کا حکم

سوال...... کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص کے پاس کافی تعداد میں گائیں موجود ہیں اس شخص نے ان میں سے ایک گائے کوغیراللہ کیلئے مقررکردیا تھابطورثواب کے، پھراس شخص کی نیت بدل گئی اوراس نے وہی گائے بسم اللہ، اللہ اکبرکہہ کرذبح کردی اب مفتی صاحب آپ بتائیں کیااس گائے کا گوشت حرام ہے یاحلال ہے؟ کیااس کے گوشت کوکھایاجاسکتاہے؟ براہ کرم تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... کسی بھی چیز کوغیراللہ کے نام پرمقررکرنانذرمعصیت ہے، اوران جیسی نذروں کوترک کرنالازم ہے۔ اگریہ نذرجانور کی صورت میں ہو، توجانورپرذبح کے وقت کی نیت اورکلمات کااعتبارہوتاہے، کہ اگراس وقت اس کی نیت درست ہو، اوراللہ تعالیٰ کانام لے کرذبح کیاجائے، تویہ ذبح کرنادرست، اوراس جانورکاگوشت حلال ہوتاہے۔ لہٰذاصورت مسئولہ میں چونکہ اس شخص کی نیت تبدیل ہوچکی ہے، اوراس گائے کواللہ تعالیٰ کانام لے کرذبح کردیاہے، اس لئے یہ ذبح درست ہے، اوراس گائے کاگوشت کھاناحلال ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی الدرالمختار(۳۰۲/۶): وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح...... والمعتبر الذبح عقب التسمية قبل تبدل المجلس...... الخ.

"وفی الهامش" "من الذابح" اراد بالذابح محلل الحيوان ليشمل الرامی والمرسل وواضع الحديد، واحترز به عمالو سمی له غيره فلا تحل...... "حال الذبح" قال فی الهداية: ثم التسمية فی ذكاة الاختيار تشترط عند الذبح، وهی علی المذبوح وفی الصيد تشترط عند الارسال والرمی...... "قبل تبدل المجلس" ای حقيقة او حكما كالفاصل الطويل كمايأتی فافهم...... وان كان كثيرا لا يحل لأن ايقاع الذبح متصلا بالتسمية بحيث لا يتخلل بينهما شئ لايمكن الا بحرج عظيم فأقيم المجلس مقام الاتصال والعمل القليل لا يقطعه والكثير يقطع.

وفی الدرالمختار(۴۳۹/۲): واعلم ان النذر الذی يقع للأموات من اكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الی ضرائح الأولياء الكرام تقربا اليهم فهو بالإجماع باطل وحرام مالم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سيما فی هذه الأعصار.

"وفی الهامش" "تقربا اليهم"كان يقول يا سيدی فلان ان رد غائبی او عوفی مريضی او قضيت حاجتی فلک من الذهب او الفضه او من الطعام او الشمع او الزيت كذا بحر "باطل وحرام" لوجوه: منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لايجوز لانه عبادة والعبادة لاتكون لمخلوق، ومنها ان المنذور له ميت والميت لايملک، ومنها انه ان ظن ان الميت يتصرف فی الأمور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلک كفر.

وفی التفسير المظهری(۱۹۳/۳، ۱۹۴): قال ابو عبيدة السائبة البعير الذی يسيب وذلک ان الرجل من اهل الجاهلية اذا مرض اوغاب له قريب نذر فقال ان شفانی الله او شفی مريضی او رد غائبی فناقتی هذه سائبة ثم تسيب فلا تحبس عن رعی وماء ولا يركبها احد فكانت بمنزلة البحيرة وقيل الناقة اذ انتجت ثنتی عشره اناثا سيّبت ولم يركب ظهرها ولم يجز وبرها ولم يشرب لبنها الا ضيف. ...... والسائبة كانو يسيبونها لألهتهم لايحمل عليها شئ.

(۹) مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اگر کوئی شخص مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ لے تو اس کلمہ کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں جو شخص مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ لے اس کا اعتبار کیا جائے گا بشرطیکہ غرغرہ کی حالت میں نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پڑھے بلکہ اس سے پہلے پڑھے۔

لما فی قوله تعالى (النساء : ۱۸) : وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انی تبت الآن ولا الذين يموتون وهم كفار اولئک اعتدنا لهم عذابا اليما ۝

قال ابو عبد الله القرطبی تحتها (۵/ ۹۳) : قوله تعالى (ليست التوبة) نفى سبحانه ان يدخل فی حكم التائبين من حضره الموت وصار فی حين اليأس كما كان فرعون حين صار فی غمرة الماء.

وفی الصحيح للبخاری (۲/ ۹۸۸) : حدثنا ابو اليمان .... سعيد بن المسيب عن ابيه قال لما حضرت ابا طالب الوفاة جاءه رسول الله ا فقال قل لا اله الا الله كلمة احاج لک بها عندالله.

(۱۰) ملحد کی تعریف

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت میں ملحد کسے کہتے ہیں؟ امید ہے کہ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... ملحد وہ کہلاتا ہے جو شریعت سے ہٹ کر کفر کی طرف مائل ہو اور قرآن وسنت کے صحیح معانی ومفاہیم کو چھوڑ کر ادھر ادھر کی تاویلات کرے۔

لمافی شرح العقائد (ص ۲۴۴) : الحاد ای ميل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بكفر لكونه تكذيبا للنبی فيماعلم مجيئه بالضرورة.

وفی ردالمحتار (۴/ ۲۴۱) : والملحد : وهو من مال عن الشرع القويم الى جهة من جهات الكفر ، من الحد فی الدين : حاد وعدل لايشترط فيه الاعتراف بنبوة نبينا ولا بوجود الصانع تعالى وبهذا فارق الدهری ايضا ولا اضمار الكفر وبه فارق المنافق ، ولا سبق الاسلام وبه فارق المرتد فالملحد اوسع فرق الكفر حدا: ای هو اعم من الكل.

(وهكذا فی القاموس الفقهی : ص۳۲۹)

(۱۱) زندیق کی تعریف

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زندیق کی تعریف کیا ہے؟ بحوالہ نقل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... زندیق کا اطلاق ایسے شخص پر کیا جاتا ہے جو کسی دین کا پابند نہیں ہوتا۔ نیز وہ بظاہر اسلام کو ظاہر کرتا ہے اور بباطن کفریہ عقائد رکھتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی القاموس الفقهی (ص۱۶۰): الزندیق من یؤمن بالزندقة ....وقال العلامة ابن کمال باشاان الزندیق فی لسان العرب یطلق علی من ینفی الباری تعالی، وعلی من یثبت الشریک وعلی من ینکر حکمته. عندالمالکیة والشافعیة والحنابلة والجعفریة والزیدیة: هو الذی یظهر الاسلام ویخفی الکفر وکان یسمی فی عصر النبوة منافقا فصار فی العرف الشرعی زندیقا.

عندالحنفیة وفی قول للشافعیة :هو الذی لاینتحل دینا.

وفی ردالمحتار (۶۹/۴): یازندیق یامنافق الاول هو من لایتدین بدین، والثانی هو من یبطن الکفر ویظهر الاسلام.

وفی التقریرات (ص۷۴) تحت تعریف الزندیق: (قوله الاول هو من لایتدین بدین) وجعله فی النهر بمعنی المنافق.

وفی الدرالمختار (۲۴۳/۴): والمنافق الذی یبطن الکفر ویظهر الاسلام کالزندیق الذی لایتدین بدین.

وفی الشامیة تحته: ویجب ان یکون حکم المنافق فی عدم قبولنا توبته کالزندیق لان ذلک فی الزندیق لعدم الاطمینان الی مایظهر من التوبة اذا کان یخفی کفره الذی هو عدم اعتقاده دینا والمنافق مثله فی الاخفاء.

وفی ردالمحتار (۲۴۱/۴): قال العلامة ابن کمال باشافی رسالته: الزندیق فی لسان العرب ....والفرق بینه وبین المرتد العموم الوجهی لانه قد لایکون مرتدا، کما لو کان زندیقا اصلیا غیر منتقل عن دین الاسلام، والمرتد قد لایکون زندیقا کمالوتنصراوتهود وقد یکون مسلما فیتزندق واما فی اصطلاح الشرع، فالفرق اظهر لاعتبارهم فیه ابطان الکفر والاعتراف بنبوة نبینا علی مافی شرح المقاصد لکن قید الثانی فی الزندیق الاسلامی بخلاف غیره.

(۱۲) ارتداد کے بعد سابقہ عبادات کا ثواب

سوال ..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بہت عبادت گزار ہو، اچانک اس سے ایسا فعل سرزد ہو جائے جس سے وہ کافر ہو جائے اور وہ فوراً کلمہ بھی پڑھ لے اور توبہ کر لے تو اس کی سابقہ عبادات کا ثواب باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً ..... صورت مسئولہ میں اس آدمی کا پہلا ثواب ختم ہو جائے گا لیکن اس کی وہ عبادات اور طاعات جو اس نے پہلے کیں وہ ثواب میں مؤثر ہوں گی۔ اور ثواب میں مؤثر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی طرف لوٹنے کی وجہ سے اس کو جدید ثواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عطا فرمائیں گے جو اس ثواب کے علاوہ ہوگا جو باطل ہو چکا ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس شخص سے ان عبادات کے لوٹانے کا مطالبہ دوبارہ نہیں ہوگا جو یہ کافر ہونے سے پہلے ادا کر چکا۔

لما فی البحر الرائق (۵/ ۱۲۷): لو تاب أ تعود حسناته ....نقول انه لایعود مابطل من ثوابه لکنه تعود طاعاته المتقدمة مؤثرة فی الثواب بعد اه.

وفی ردالمحتار (۲/ ۷٦): وفی البحر والنهر ....تعود طاعته المتقدمة مؤثرة فی الثواب بعد اه ولعل معنی کونها مؤثرة فی الثواب بعد ان الله تعالی یثیبه علیها ثوابا جدیدا بعد رجوعه الی الاسلام غیر الثواب الذی بطل او ان الثواب بمعنی الاعتداد بها وعدم مطالبة بفعلها ثانیا وان حکمنا ببطلانها لان ذلک فضل من الله تعالی.

(۱۳) جس کو اسلام کے بارے میں زندگی بھر پتہ نہ چلا

سوال .....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا شخص جس کے پاس کسی بھی واسطہ سے اسلام نہیں پہنچا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس سے اس بارے میں باز پرس ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً .....اگر کوئی شخص ایسی جگہ موجود ہو جہاں کوئی دوسرا انسان نہیں پہنچ سکا، کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہو یا صحرا میں گوشہ نشین ہو جہاں اس کی ہدایت کا کوئی سامان نہ ہو تو اگر یہ شخص کفر یا شرک کا ارتکاب کرے گا تو اس پر مؤاخذہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے اسے عقل وشعور عطا کیا وہ اس کے ذریعے قدرت کی نشانیاں دیکھ کر اس کی وحدانیت کو پہچان سکتا ہے۔ البتہ باقی احکامات یعنی حلال وحرام کی تمیز، نماز اور روزہ کی عدم ادائیگی پر اس کا مؤاخذہ نہیں ہوگا کیونکہ یہ احکامات عقل سے معلوم نہیں ہو سکتے۔

لما فی روح المعانی (۱۵/ ۳۹): روی عن ابی حنیفة ص انه قال: لولم یبعث الله تعالی رسولا لوجب علی الخلق معرفته وقدصرح غیر واحد من علمائهم بان العقل حجة من حجج الله تعالی ویجب الاستدلال به قبل ورود الشرع .....وماکنا معذبین فی الاعمال التی لاسبیل الی معرفتها الابالشرع الابعد مجئ الشرع.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی کلمات الکفر وغیرها﴾

(کفریہ کلمات اور افعال کے بیان میں)

(۱۴) اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار اور حکم متواتر کا انکار

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نعیم اور خرم کی آپس میں گفتگو ہو رہی تھی باتوں باتوں میں نعیم نے خرم سے کہا کہ یار نماز پڑھ لیا کرو۔ خرم نے غصہ میں کہا ایسی باتیں نہ کرو میں ہندو ہوں اور میں نماز نہیں پڑھتا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ خرم اس کلام سے ہندو بن گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... جب کوئی شخص غیر مسلم ہونے کا اقرار یا نصوص قطعیہ کا انکار کرے تو بلاشبہ وہ شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے پس صورت مسئولہ میں جب نعیم نے خرم سے کہا کہ نماز پڑھ لیا کرو تو جواب میں خرم کا یہ کہنا کہ ''ایسی باتیں نہ کرو میں ہندو ہوں اور میں نماز نہیں پڑھتا'' تو خرم نے غیر مسلم ہونے کا اقرار کیا جس کی بنا پر خرم دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا۔ لہٰذا خرم کو چاہئے کہ وہ اللہ جل شانہ سے توبہ واستغفار کر کے ایمان کی بھی تجدید کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو از سر نو نکاح کرے۔

لما في القران الكريم(النحل:١٠٦): من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان ولكن من شرح بالكفر صدراً فعليهم غضب من الله ولهم عذاب عظيم.

وفي الهندية(٢/٢٥٧): ومن يرض بكفر نفسه فقد كفر......(ص٢٦٨) لو قال لمريض صل فقال والله لا أصلي أبد اولم يصل حتى مات يكفر.

وفي التاتارخانية(٥/٥١٥): مسلم قال: أنا ملحد: يكفر لأن الملحد كافر، هكذا ذكره الامام ابو المعين ولو قال: ما علمت انه كفر: لا يعذر بهذا.

وفيه ايضاً (٥/٤٧٥): أنا يهودي أو مجوسي إن كنت فعلت كذا أمس: وهو يعلم انه قد كان فعله لاشك أنه ليس عليه الكفارة، وهل يصير كافرا؟ فهو على التفصيل الذى قلنا: ان كان عنده انه يمين ولا يكفر متى حلف بهذ الايصير كافرا وإن كان عنده انه يكفر حين حلف بهذا يصير كافرا في الماضي والمستقبل.

(۱۵) حالت نیند میں کفریہ کلمات کہنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نیند کی حالت میں کفریہ کلمات ادا کرتا ہے، آیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ شخص ایمان سے خارج ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر کوئی شخص نیند کی حالت میں کفریہ کلمات کہہ دے تو اس سے وہ ایمان سے خارج نہیں ہوگا۔

لما في رد المحتار (۳/۲۴۳): وفي التحرير وتبطل عباراته من الاسلام والردة والطلاق، ولم توصف بخبر وانشاء وصدق وكذب كالحان الطيور اه ومثله في التلويح. فهذا صريح في ان كلام النائم لايسمى كلاما لغة ولاشرعا بمنزلة المهمل.

(۱۶) مرتکب کبیرہ کو کافر کہنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مسلمان کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو اسے کافر کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... کسی مسلمان کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں ہے بلکہ یہ خود گناہ کبیرہ ہے لہٰذا کسی مسلمان کو بغیر ارتکاب کفر کے کافر کہنا (اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ گار ہو) خود گناہ کبیرہ ہے۔

لمافي شرح العقائد (صـ ۱۸۲): والكبيرة لاتخرج العبد المؤمن من الايمان ولا تدخله في الكفر .... ان حقيقة الايمان هو التصديق القلبي فلا يخرج المؤمن عن الا تصاف به الابما ينافيه ومجرد الاقدام على الكبيرة لغلبة شهوة أوحمية .... خصوصا اذا اقترن به خوف العقاب ورجاء العفو والعزم على التوبة لاينافيه نعم اذا كان بطريق الاستحلال والاستخفاف كان كفرا .... الأيات والاحاديث الناطقه باطلاق المؤمن على العاصي كقوله تعالى يآايها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلىٰ وقوله تعالى يآايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وقوله تعالى وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا الاية.

وفي فتح الملهم (۱/۲۶۹): (فقال رسول الله اللهم وليديه فاغفر)في هذا الحديث حجة لقاعدة عظيمة لاهل السنة ان من قتل نفسه او ارتكب معصية غيرها ومات من غير توبة فليس بكافر ولايقطع له بالنار بل هو في حكم المشيئة.

وفي حاشية النووي على الصحيح لمسلم ج ۱/ص ۵۷ :- ان مذهب اهل الحق انه لايكفر المسلم بالمعاصي كالقتل والزنا.

(۱۷) صحابہ کرام اور تابعین کو گالیاں دینے والا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کرام اور تابعین کو گالیاں دینے کی وجہ سے آدمی کافر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......حضور اکرم ﷺ اور شیخین کے علاوہ دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو گالیاں دینے والا کافر نہیں ہوتا البتہ سخت گناہ گار ہوگا۔

لما في مصنف ابن ابی شیبة (۲ / ۴۰۸): عن عائشة قالت امروا بالاستغفار لاصحاب محمد ا فسبوهم. وعن عطاء قال قال رسول الله ا من سبّ اصحابی فعلیه لعنة الله.

وفي الشامية (۴ /صـ۲): من سب الشيخين اوطعن فيهما كفر.

وفيه ايضاً (۴/۲۳۷): الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر ....وسبّ احد من الصحابة وبغضه لايكون كفرا لكن يضلل.

(۱۸) مسلمان کو کافر یا مشرک کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی کسی مسلمان کو مشرک کہے اور کہنے والا بھی مسلمان ہو تو کہنے والے پر کفر لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو کافر یا مشرک کہے تو اگر کہنے والے کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ کافر ہے تو پھر کہنے والے پر بھی کفر لازم آتا ہے۔اور اگر کہنے والے کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ برا بھلا یا گالم گلوچ کے طور پر کہتا ہے تو اس صورت میں کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔البتہ اس قسم کے الفاظ زبان پر لانے سے اجتناب اور احتیاط لازم ہے اس لئے کہ کفر وایمان کا مسئلہ سنگین اور نازک مسئلہ ہے اسے مزاح نہیں بنانا چاہئے۔

لما في التاتارخانية (۵/ ۵۱۳): ولوقال لمسلم اجنبی یا کافر اولاجنبية یاکافرة ولم يقل المخاطب شيئا أو قال لامرأته يا كافرة ولم تقل المرأة شيئا.......... والمختار للفتوى في جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات ان كان اراد الشتم ولا يعتقد ه كافراً لايكفر وان كان يعتقده كافراً فخاطبه بهذا بناء على اعتقاده انه كافر يكفر.

وهكذا في الهندية (۲/ ۲۷۸).

(۱۹) آپ علیہ السلام کی پسند فرمودہ کے متعلق استہزاء کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں چیز مجھے پسند ہے۔ایک شخص استہزاء کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جو چیز آپ علیہ السلام کو پسند ہے مجھے پسند نہیں (معاذ اللہ)۔شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اگر وہ شخص استہزاءً یہ کہے کہ جو چیز آپ ﷺ کو پسند ہے وہ مجھے پسند نہیں تو ان کلمات کے کہنے سے یہ شخص کافر ہوجائے گا۔

لمافی البحر الرائق (۵/ ۱۲۱): ویکفر...... بقوله انا لااحبه حين قيل له ان النبيا كان يحب القرع وقيل: ان كان على وجه الاهانة.

وفي التاتارخانية (۵/ ۴۸۱): ولو قال رجل لغيره: كان رسول الله يحب كذا بان قال مثلايحب القرع فقال ذلك الغير: انا لا احبه فهذاكفر هكذا روى عن ابي يوسف نصا......... وبعض المتأخرين قالوا: اذا قال ذلك على وجه الاهانة كان كفرا وبدونه لايكون كفرا.

وهكذا في الهندية (۲/ ۲۶۵).

وفي ردالمحتار (۴/ ۲۲۲): ان ماكان دليل الاستخفاف يكفر به وان لم يقصد الاستخفاف.

(۲۰) روزہ اور نماز کو تکاسلاً ترک کرنے والا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک عزیز ہیں، میں ان سے بار بار نماز کا کہتا ہوں لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے اور کل ان کے گھر والوں نے بتلایا کہ وہ روزہ بھی نہیں رکھتے لیکن وہ ان دونوں چیزوں کا انکار بھی نہیں کرتے۔ کیا ایسے شخص کو مسلمان سمجھا جائے یا کافر؟ اور شریعت مطہرہ نے ایسے شخص کے لئے کیا سزا تجویز کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر کوئی شخص نماز کی فرضیت کا انکار نہیں کرتا لیکن سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز بھی نہیں پڑھتا تو ایسے آدمی کو کافر کہنا جائز نہیں ہے بلکہ ایسا شخص فاسق ہے اور شرعاً اس کی سزا یہ ہے کہ اسے قید کیا جائے اور بعض حضرات کے نزدیک اتنا مارا جائے کہ جسم سے خون نکل آئے اور یہ سزا اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک وہ تائب ہوکر نماز پڑھنا شروع نہ کردے یا مرجائے۔ اسی طرح جو آدمی روزہ نہیں رکھتا لیکن اس کی فرضیت کا انکار بھی نہیں کرتا وہ بھی کافر نہیں بلکہ فاسق ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اسے بھی قید کردیا جائے اور دن کو اس کا کھانا پینا بھی بند کیا جائے یا امام (خلیفہ وقت) اگر چاہے تو اپنی صوابدید پر کوئی سزا تجویز کرے۔

لما في عمدة القاري (۱/ ۱۸۱): قال النووي يستدل بالحديث على ان تارك الصلاة عمدا معتقدا وجوبها يقتل ......وقال ابوحنيفة والمزني يحبس الى ان يحدث توبة ولا يقتل ...... ولو ترك صوم رمضان حبس ومنع الطعام والشراب نهارا لان الظاهر انه ينويه لانه معتقد لوجوبه.

وفي فيض الباري (۱/ ۱۰۶): قال الامام الشافعي ومالك ان تارك الصلوة يقتل حدا لا كفرا ...... وقال امامنا الاعظم انه ليس بكافر ولايقتل ولكنه يحبس ثلا ثا فان عاد الى الصلوة فبها والا يضرب ضربايتفجر منه الدم.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الدرالمختار مع رد المحتار (۳۵۲/۱): وتارکھا عمدا مجانة ای تکاسلا فاسق یحبس حتی یصلی ......وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم.

وفی الشامیة: "قیل یضرب" ظاهر الحلیة انه المذهب.

(۲۱) کسی بزرگ سے اولاد کا سوال اور والدین کی اطاعت

سوال ..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ طریقہ رائج ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اولاد نہ دیں اور آٹھ/نو سال تک اس کے ہاں اولاد نہ ہو تو ہمارے ہاں ایک بابا گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہے۔ جس کے ہاں اولاد نہ ہو وہ اسے پانچ سو یا ہزار روپے دیتا ہے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ مجھے میرے والدین مجبور کر رہے ہیں کہ میں اس بابا کے پاس جاؤں، اگر یہ عمل ناجائز ہے اور میں نہ جاؤں تو والدین کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے گناہ ہوگا یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... اولاد دینا یا نہ دینا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو اولاد نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں بچہ دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں بچی دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں بالکل محروم کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے دعا تو کروائی جاسکتی ہے لیکن اس طرح سے کہ عقیدہ میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ اپنے والدین کو سمجھائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی ہدایت کے لئے دعا بھی کریں۔ آپ کے لئے کسی صورت میں ان کی یہ بات ماننا جائز نہیں ہے بلکہ اگر آپ نے ان کی بات مانتے ہوئے ایسا کرلیا تو آپ گناہ گار ہوں گے۔

لمافی قوله تعالی (الشوری: ۴۹): لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَايَشَآءُ ط يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَo اَوْيُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ج وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌo

قال العلامة الآلوسی تحت هذه الآیة (۲۵ / ۵۳): ان الملک ملکه سبحانه من غیر منازع ومشارک یتصرف کیف یشاء فلیس علی من هو احقر جزء من ملکه تعالی ان یعترض ویرید ان یجری التدبیر حسب هواه الفاسد.

وفی کنز العمال (۳۵۸/۲): [۴۲۳۵] عن علیص عن النبی ا .... لاطاعة الافی معروف.

وفیها ایضا (۶۷/۶): [۱۴۸۷۴] لاطاعة لاحد فی معصیة الله انما الطاعة فی المعروف.

[۱۴۸۷۵] لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق.

(۲۲) اپنی بیوی سے کہنا کہ "تجھے اللہ تعالیٰ سے زیادہ پسند کرتا ہوں" اس کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے میں ایک شخص ہے وہ اکثر گفتگو میں یہ بات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہتا رہتا ہے کہ ’’میں اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ پسند کرتا ہوں‘‘ لہٰذا مفتی صاحب مجھے آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا وہ شخص اس طرح کہنے سے کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کے انکار کرنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی چونکہ ضروریات دین میں سے ہے، لہٰذا جو شخص بھی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے مقابلے میں مخلوق میں سے کسی کیلئے زیادتی محبت کا اقرار کرتا ہے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر اس شخص نے اپنی بیوی کو یہ جملہ ’’کہ میں تجھے اللہ سے زیادہ پسند کرتا ہوں‘‘ یہ جانتے ہوئے کہا کہ میں کلمۂ کفر کہہ رہا ہوں تو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی لہٰذا اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ لیکن اگر اس نے یہ جملہ جہالت ورناواقفیت کی بناء پر کہا ہے تو پھر یہ شخص کافر تو نہیں ہوگا اور نہ ہی اس پر اس کی بیوی حرام ہو گی البتہ یہ جملہ کہنے کی وجہ سے یہ شخص سخت گناہگار اور فاسق ہوگا لہٰذا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی کر لینا چاہئے۔

لـمـافـي صـحـيح البخاري (۱/۷): حدثنا محمد ابن المثني...... عن انس عن النبي ﷺ قال ثلث من كـن فيـه وجد حلاوة الايمان ان يكون الله ورسوله احب اليه مما سواهما وان يحب المرء لايحبه الا لله وان يكره ان يعود في الكفر كما يكره ان يقذف في النار.

وفـي منح الروض الازهر في شرح الفقه الاكبر (صـ ۴۵۱): ثم اعلم انه اذا تكلم بكلمة الكفر عالماً بـمعناها ولا يعتقد معناها، لكن صدرت عنه من غير اكراه، بل مع طواعية في تأديته، فانه يحكم عليه بالكفر بناء على القول المختار عند بعضهم من ان الايمان هو مجموع التصديق والاقرار، فبإجرائها يتبـدل الاقـرار بـالانـكـار، أما اذا تكلم بكلمة ولم يدر انها كلمة كفر، ففي فتاوىٰ قاضيخان حكاية خلاف من غير ترجيح حيث قال: قيل: لايكفر لعذره بالجهل، وقيل يكفر ولا يعذر بالجهل، أقول: والاظهر الأول الا اذا كان من قبيل مايعلم من الدين بالضرورة فانه حينئذ يكفر ولا يعذر بالجهل.

وفـي البـحـر الـرائـق (۵/۲۰۳): ويكفر ان اعتقدان الله تعاليٰ يرضي بالكفر...... وبقوله لامرأته أنت احب الي من الله وقيل لا...... ومحل الاختلاف عند عدم قصدا لاستهزاء......الخ.

وفي الهندية (۲/۲۵۹): ولو قال لأمرأته أنت احب الي من الله تعاليٰ يكفر كذا في الخلاصة.

وفـي (صــ۲۸۳): مـا كـان في كونه كفرا اختلاف فان قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عـن ذالک بـطـريـق الاحتياط وما كان خطأ من الالفاظ ولايوجب الكفر فقائله مؤمن علي حاله ولا يـؤمـر بـتـجـديـد الـنكاح والرجوع عن ذالک كذا في المحيط، اذا كان في المسئلة وجوه توجب الـكـفـر ووجه واحد يمنع فعلي المفتي ان يميل الي ذالک الوجه كذا في الخلاصة، في البزازية الا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اذا صرح بارادة توجب الکفر فلا ینفعه التأویل حینئذ کذا فی البحر الرائق، ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان کانت نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاتنفعه فتوی المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذالک وبتجدید النکاح بینه وبین امرأته کذا فی المحیط.

وفی الشامیة(۴/۲۲۴): وفی الفتاوی الصغری: الکفر شیٔ عظیم فلا اجعل المؤمن کافرا متی وجدت روایة انه لا یکفر اهـ وفی الخلاصة وغیرها: اذا کان فی المسألة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنعه فعلی المفتی ان یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم زاد فی البزازیة الا اذا صرح بارادة موجب الکفر فلا ینفعه التأویل ح...... والذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن أو کان فی کفره اختلاف ولوروایة ضعیفة فعلی هذا فأکثر الفاظ التکفیر المذکورة لایفتی بالتکفیر فیها......الخ. وفی (ص۲۳۰): نعم سیذکر الشارح ان ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح، وما فیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح اهـ وظاهره انه امر احتیاط.

(۲۳) شریعت کے خلاف اشعار کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شاعر ایسے اشعار لکھتا ہے جس کے ظاہری معنی یقینی طور پر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوتے ہیں مثلاً اللہ تعالی سے کھلم کھلا شکوہ، شراب کو ہر پریشانی کا حل بتانا (جبکہ وہ شاعر خود بھی کھلے عام شراب پیتا ہو) اس کے علاوہ علماء دین کی تذلیل، انہیں بے کار اور بے خبر کہنا۔ شاعر مذکور کا حکم کیا ہے؟ خصوصا جبکہ اس شاعر کا انتقال ہو چکا ہو اور ان کلمات کے بارے میں اس کی مراد بھی نہیں پوچھی جاسکتی۔ نیز اس طرح کے بہت سے اشعار اس کے دیوان میں موجود ہیں اس دیوان کا کیا حکم ہوگا۔ نمونہ کے طور پر بعض اشعار کا ترجمہ یہ ہے:

۱۔ میرے محبوب کی آنکھوں میں بہت سارے خوبصورت جہاں ہیں (آگے شاعر اللہ تعالی سے خطاب کر کے کہتا ہے) لہٰذا تو اپنی دنیا کو مجھ سے لے لے، مجھے تیری دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (معاذ اللہ)

۲۔ جام شراب اٹھا کر مسلمان ہوجا اور اسی جہاں میں جنتی ہوجا۔

الجواب حامداًومصلیاً......جس شخص کے اشعار میں ایسے مفہوم اور معنی موجود ہوں جو اللہ تعالی سے شکوہ، عدم رضا بالقضاء، شراب کو ہر پریشانی کا حل سمجھنے، حلت خمر اور انکار حرمت پر مبنی ہو، حاملین دین علماء کرام کی تذلیل، استخفاف دین یا استخفاف علم دین پر مبنی ہو تو یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا اور اگر مندرجہ بالا امور ان حیثیات پر مبنی نہ ہوں تو یہ شخص کافر نہیں ہوگا البتہ گنہگار ہوگا۔

اب سوال میں ذکر کردہ شاعر کے بارے میں یہ معلوم کرنا کہ اس نے یہ اشعار کس نیت سے کہے مشکل ہے لہٰذا ایسی صورت میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔البتہ ایسے اشعار کا پڑھنا خطرے سے خالی نہیں ہے لہٰذا ان سے ازحد اجتناب ضروری ہے۔

لمافی السراجیة (ص۹۲): ماتیقن منه انه ردة یحکم بها ومایشک فی انه ردة لایثبت لان الثابت لایزول بالشک ....فینبغی للعالم اذا رفع الیه مثل هذا ان لایبادر باکفار اهل الاسلام مع انه یقضی بصحة الاسلام تحت ظلال السیوف.

وفی الهندیة (۵/ ۳۵۱): قرأة شعر الادیب اذا کان فیه ذکر الفسق والخمر والغلام یکره.

وفی الشامیة (۱/۴۷): ان المحرم منه ماکان فی اللفظ مالایحل کصفة الذکورة والمرأة المعینة الحیة ووصف الخمر المهیج الیها والحانات والهجاء لمسلم اوذمی اذا أراد المتکلم هجاءه.

(۲۴) یوں کہنا کہ میں اسلام کو چھوڑتا ہوں یا داڑھی مونڈنے پر اچھا لگتا ہوں

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص لوگوں کے سامنے کہے کہ:

۱۔ ''میں یہ اسلام چھوڑ دیتا لیکن لوگ کہیں گے کہ اپنے مذہب کو چھوڑ دیا'' تو آیا ان الفاظ سے یہ کافر ہوگا یا نہیں؟

۲۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ ''فلاں گانا مجھے بہت پسند ہے'' یا یوں کہے کہ ''فلاں گانا بڑا اچھا ہے'' تو یہ شخص کافر ہوگا یا نہیں؟ حالانکہ اس نے ایک حرام چیز کو پسند کیا۔

۳۔ کسی نے داڑھی مونڈھ کر کہا کہ ''واہ کتنا خوبصورت لگ رہا ہوں'' یا دوسرے نے کہا ''واہ بھائی کتنے خوبصورت لگ رہے ہو'' یا یوں کہا کہ ''اگر تم داڑھی مونڈھ لوگے تو بہت خوبصورت لگو گے'' یا ''اگر میں داڑھی مونڈھ لوں تو بہت خوبصورت لگوں گا''۔ تو یوں کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟ حالانکہ اس نے ایک حرام چیز کو پسند کیا اور اس میں خوبصورتی کو بیان کیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ کی پہلی صورت میں اس شخص نے کفر کو پسند کیا تو یہ شخص کافر ہوگیا لہٰذا اس کا نکاح اور اعمال ختم ہوگئے۔

۲۔ دوسری صورت میں اگر گانے کو حلال سمجھ کر اس طرح کہا اور دین کی خفت مقصود ہے تو کفر ہوگا ورنہ فسق اور معصیت کا مرتکب ہوا ہے اس پر استغفار کرے اور آئندہ اس طرح کے کلام سے اجتناب کرے۔

۳۔ تیسری صورت میں بھی اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سے اعراض اور استخفافِ دین مقصود ہے تو کفر ہے وگرنہ فسق اور معصیت ہے۔

لمافی خلاصة الفتاوی (۴/۳۸۶): مجوسی اسلم فاعطی شیئاً فقال مسلم لیت کافر فنسلم حتی یعطونی شینا یکفر لانه تمنی الکفر وذلک کفر.

وفی الهندیة (۲/۲۵۷): ومن یرضی بکفر نفسه فقد کفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی شرح الفقه الاکبر (صـ۱۸۲): من قال دعنی اصیر کافرا کفر ای لانه نوی الکفر او کدت ان اکفر کفر، وفیه بحث اذ لایلزم من مقاربة الکفر مفارقته اللهم الاان یرید قصدت الکفر وماکفرت فانه یکفر لقصده ونیته.

وفی البنایة شرح الهدایة (۲۰۶/۹): ان مجرد الغناء والاستماع معصیة لماروی صدر الشهید فی الکراهیة فی کتاب الواقعات عن رسول اللہ انه قال استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق ....الی آخر الروایة.

وفی الهندیة (۲۶۳/۲): من لم یقر ببعض الانبیاء اولم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر.

وفی شرح الفقه الاکبر (صـ۱۵۲): ان استحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر اذا ثبت کونها معصیة بدلالة قطعیة وکذا الاستهانة بها کفر.

وفی النبراس (صـ۵۶۶): واستحلال المعصیة صغیرة کانت او کبیرة کفر لانه تکذیب للشارع اذا ثبت کونها معصیة بدلیل قطعی.

(۲۵) کیا صدقہ فطر کا منکر کافر ہے؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو صدقہ فطر کا انکار کرتا ہے کیا اس انکار کی وجہ سے یہ شخص کافر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً..... صدقہ فطر کا منکر کافر نہیں ہے البتہ فاسق اور گناہ گار ہوگا۔

لمافی البحرالرائق (۲۵۱/۲) فی بحث صدقة الفطر: والاجماع المنعقد علی وجوبها لیس قطعیا لیکون الثابت الفرض لانه لم ینقل تواترا ولهذا قالوا من انکر وجوبها لایکفر.

وفی الدر المختار (۳۵۸/۲): فرض رسول اللہ ازکاة الفطر معناه قدر للاجماع علی ان منکرها لایکفر.

(۲۶) ممنوع اور حرام کام پر خوشی کا اظہار کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انسان کبھی ایسی باتوں اور ایسے واقعات پر خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ کام شرعاً ممنوع ہوتے ہیں جیسا کہ کسی شخص کا اس بات پر خوشی کا اظہار کرنا کہ اس کا دوست جوا کھیل کر جیت گیا ہے اور کبھی انسان ایسے کام پر خوشی کا اظہار کرتا ہے جو کہ شریعت کی طرف سے مشروع ہوتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹے کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا لہٰذا ان دونوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورتوں میں خوشی کا اظہار کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......شریعت مطہرہ کے ایسے احکامات جن کی حرمت کسی دلیل قطعی سے ثابت ہو اس پر خوشی کا اظہار کرنا کفر ہے البتہ وہ احکامات جن کو مشروع قرار دیا گیا ہے اس پر خوشی کا اظہار کرنا اچھی بات ہے اور باعث ثواب ہے۔

لمافی التاتارخانية (۵/۵۲۵): اذا سقي ولده الخمر اول مرة فجاء اقربا نه ونثروا الدراهم والسكر فقد كفروا وفي الفتاوى الخلاصة: اولم ينثروا الدراهم ولكنهم قالوا مبارك باد فقد كفروا.

(وهكذا في الهندية : ۲/۲۷۳)

(۲۷) ویزے کے حصول کے لئے اپنے آپ کو قادیانی یا شیعہ ظاہر کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بھائی کینیڈا جانا چاہتے ہیں۔ اب ایجنٹ کہتا ہے کہ اگر اپنے آپ کو قادیانی یا شیعہ ظاہر کردیں تو ویزے میں آسانی رہے گی۔ کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اپنے آپ کو شیعہ یا قادیانی ظاہر کرنا ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص کفر کا اقرار کرے اور کفر کا اقرار موجب کفر ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں اپنے آپ کو شیعہ یا قادیانی ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔

لـمـافـي الهـنـدية (۲/۲۸۳) : رجـل كـفـر بلسـانه طائعاوقلبه مطمئن بالايمان يكون كافراو لايكون عندالله مؤمنا كذافي فتاوى قاضيخان.

وفيهاايضا (۲/ ۲۵۷): ومن يرضى بكفر نفسه فقد كفر.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/ ۲۲۲): ومن هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقد للاستخفاف.

وفي الشامية: (من هزل بلفظ الكفر)اى تكلم به باختياره غير قاصد معناه.

(۲۸) داڑھی کو اونٹ کی دم کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میاں بیوی کا کسی بات پر جھگڑا ہوا، بیوی نے غصہ کی حالت میں اپنے شوہر کی داڑھی پکڑی اور جھنجھوڑی اور کہا کہ یہ تمہاری داڑھی نہیں بلکہ میرے اونٹ کی دم ہے کیا وہ عورت اس طرح کہنے سے کافر تو نہیں ہوگئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر مذکورہ عورت نے یہ قول وفعل بطور استخفاف واستہزاء کے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو کمتر سمجھتے ہوئے کیا ہو تو دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی ورنہ نہیں۔

لـمـافـي الـتـاتارخانية (۵/۴۸۲): رجل قال لاخر البس الثياب البيض فان هذا سنة رسول الله ا فقال ذالک الرجل لو كان هذا سنة پس مغان دست ....فقد قيل هذا استخفاف بسنة رسول اللہا وانه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كفر .... وكذالك في سائر السنن.

وفي الدرالمختار مع رد المحتار (٢٢٢/٤): من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف.

وفي الشامية : ان ماكان دليل الاستخفاف يكفر به.

(۲۹) آپ ﷺ کے بارے میں حاضروناظر، عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھنے والے شخص کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر اور عالم الغیب ہیں اسی طرح وہ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ اولیاء اور بزرگان دین تمام امور میں تصرف کرتے ہیں کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً...... جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور ہر جگہ حاضر ہیں اور ہر فعل کو دیکھنے والے ہیں اور اولیاء کائنات کے تمام امور نصرت کرتے ہیں جیسا وہ چاہیں تو ایسا شخص مسلمان نہیں کیونکہ یہ تمام صفات صرف اللہ رب العزت کے ساتھ خاص ہیں۔

لمافي قوله تعالى (النمل:٦٥): قُلْ لَايَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّااللهُ ط الاية

(الانعام: ٥٩): وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهَا اِلَّاهُوَ ط الاية

وفي الصحيح للبخاري (١٠٩٨/٢) : عن عائشة رضي الله عنها من حدثك ان محمدارأى ربه فقد كذب ......ومن حدثك انه يعلم الغيب فقد كذب وهو يقول لايعلم الغيب الاالله.

وفي البحر الرائق (٨٨/٣) : وفي الخانية والخلاصة لوتزوج بشهادة الله ورسوله لاينعقد ويكفر لاعتقاد ان النبيا يعلم الغيب.

وفي الشامية (٤٣٩/٢) : ان ظن الميت يتصرف في الامور دون الله واعتقاده ذلك كفر.

(۳۰) مؤذن کو گالی دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص مؤذن کو گالی دے یا اس کے لئے گالی کے مشابہ الفاظ استعمال کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ جیسے کوئی شخص یوں کہے کہ ؎

وصال شب میں دی مؤذن نے اذان ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اگر اذان کی توہین مقصود ہو تو یہ شخص کافر ہو جائے گا لیکن اگر اذان کی توہین مقصود نہیں بلکہ مؤذن کی توہین مقصود ہے (جیسا کہ سوال سے معلوم ہوتا ہے) تو کافر نہ ہوگا البتہ اسے اس پر توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسے کلام سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافي شرح الفقه الاكبر(صـ١٥٢): الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر.

وفي التتارخانية (٥/٥٠٠): واذا سمع المؤذن يؤذن فقال السامع اين بانگ پاسبان است يكفر وفي اليتيمة مؤذن اذن فقال رجل اين بانگ غوغا است يكفر ان قال على وجه الاستخفاف. وفيها سئل الجحندى عن مؤذن يؤذن فقال له رجل استهزاء من هذا المخادع الذى يؤذن هل يكفر ؟ فقال ان استهزء بالاذان يكفر وان استهزء بالموذن لايكفر.

وفي الهندية (٢/٢٦٩):مؤذن اذّن فقال رجل اين بانگ غوغا است يكفر ان قال على وجه الانكار.

(۳۱) ملاقات کے وقت جھکنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل عموی طور پر جب ایک شخص دوسرے سے ملتا ہے تو سر جھکا کر ملتا ہے۔اس طرح سر جھکا کر ملاقات کرنا صحیح ہے یانہیں؟ بعض ساتھیوں کا کہنا ہے کہ یہ بھی غیراللہ کے سامنے جھکنے میں شامل ہے۔آیاان کی بات درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......ملاقات کے وقت کسی کے سامنے جھکنا مکروہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافي المشكوة (صـ٤٠١): عن انس قال قال رجل يارسول الله الرجل منا يلقى اخاه اوصديقه اينحني له قال لاقال أفيلتزمه ويقبله قال لاقال أفيأخذ بيده ويصافحه قال نعم.

وفي المرقات (٩/٧٦) تحت هذه الرواية: (اينحني له) من الانحناء وهو امالة الرأس والظهر تواضعا وخدمة (قال لا) اى فانه في معنى الركوع وهو كالسجود من عبادة الله سبحانه ....وفي شرح مسلم للنووى :حنى الظهر مكروه للحديث الصحيح في النهى عنه ولاتعتبر كثرة من يفعله ممن ينسب الى علم وصلاح.

وفي الهندية (٥/٣٦٩): الانحناء للسلطان أو لغيره مكروه لانه يشبه فعل المجوس.ويكره الانحناء عندالتحية وبه وردالنهى.

وفي الشامية (٦/٣٨٣): وفي المحيط انه يكره الانحناء للسلطان وغيره.

(۳۲) کسی کے سامنے سجدہ کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے جو ہمارے گھر کے قریب رہتا ہے ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آنے والے مہمان کوخوش آمدید کہنے کے لئے خوشی سے اس کے سامنے سجدہ کیا۔کیا یہ شخص کافر ہوگیا یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس شخص نے عبادت کے طور پر سجدہ نہیں کیا لہٰذا کافرنہیں ہوالیکن ایک حرام کام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا جس پر توبہ واستغفار کرنا چاہیےاور آئندہ کے لئے اس طرح کے فعل سے اجتناب لازم ہے۔

لمافي الهندية (۳۶۸/۵): من سجد للسلطان علی وجه التحية اوقبل الارض بين يديه لايكفر ولكن يأثم لارتكابه الكبيرة هو المختار.

وفي الدرالمختار (۳۸۳/۶): وكذا مايفعلونه من تقبيل الارض بين يدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن وهل يكفر ان علی وجه العبادة والتعظيم كفر وان علی وجه التحية لاوصار آثمامرتكباللكبيرة.

(۳۳) اگرکوئی شخص اپنی بیوی سے کہے "تو مجھےاللہ سے زیادہ پیاری ہے"

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو اپنی بیوی سے کہے کہ "تو مجھے اللہ سے زیادہ پیاری ہے" شریعت میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگر اس شخص کی محبت اور پیار سے مراد شہوت ہو تو کافرنہیں ہوگا اور اگر محبت سے مراد عبادت کی محبت اور فرمانبرداری ہوتو کافر ہوگا۔

لمافي الاشباه والنظائر (ص۱۹۱): ولايكفران قال امرأتی احب الی من الله تعالی ان اراد محبةالشهوة وان اراد محبة الطاعة كفر.

وفي التاتارخانية (۴۶۸/۵): واذا قال لامرأته انت احب الی من الله تعالی فقد كفر.

(۳۴) غیبت کوحلال سمجھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص غیبت کوحلال سمجھتا ہے۔کیا اس وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً......غیبت کوحلال سمجھنا اللہ تعالی کی حرام کردہ چیز کوحلال سمجھنا ہے جو موجب کفر ہے لہٰذا یہ شخص کافر ہوگیا۔

لمافي قوله تعالی (الحجرات:۱۲): يآايها الذين آمنوا اجتنبوا كثيرامن الظنز ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولايغتب بعضكم بعضا ط الاية.

وفي الفقه الاكبر (ص۱۵۲): ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدلالة قطعية.

وفي الشامية (۲/۴۰۹): الغيبة على اربعة اوجه :في وجه هي كفر بان قيل له لاتغتب فيقول ليس هذا غيبة لاني صادق فيه فقد استحل ماحرم بالادلة القطعية.

(۳۵) گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کوئی گناہ کرتا ہے اور اسے حلال سمجھ کر کرتا ہے اور وہ گناہ کبیرہ بھی نہیں بلکہ صغیرہ ہے تو کیا یہ شخص کافر ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر کوئی شخص گناہ کو حلال سمجھ کر کرتا ہے اگر چہ وہ گناہ صغیرہ ہو تو یہ شخص کافر ہو جائیگا جبکہ اس گناہ کا گناہ ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہو۔

لمافي الفقه الاكبر (صـ۱۵۲): ان استحلال المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها بدلالة قطعية.

وفي النبراس (صـ۵۶۲): واستحلال المعصية اى اعتقاد كونها حلالا صغيرة اوكبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي هو الكتاب والسنة المتواترة.

(۳۶) کیا معراج کا منکر کافر ہے؟

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص معراج کا انکار کرے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص بغیر آلات کے اس طرح سیر کرتا پھرے تو اس انکار پر یہ شخص کافر ہو جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... معراج کے دو حصے ہیں اول مکۃ المکرمہ سے بیت المقدس تک اور دوسرا بیت المقدس سے آسمانوں کا سفر۔ اگر کوئی شخص پہلے حصے یعنی مکہ سے بیت المقدس تک کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اور اگر بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کا انکار کرے تو کافر نہیں لیکن گمراہ وگناہ گار ہوگا۔

لمافي روح المعاني (۱۵/۱۳): الاسراء الى بيت المقدس قطعي ثبت بالكتاب فمن انكر فهو كافر والمعراج ليس كذلك فمن انكره ليس بكافر بل مبتدع.

وفي شرح الفقه الاكبر (صـ۱۱۱): وفي كتاب الخلاصة :من انكر المعراج ينظران انكرالاسراء من مكة الى بيت المقدس فهو كافر، ولو انكر المعراج من بيت المقدس لايكفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۷) جان چھڑانے کے لئے کلمہ کفر کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت صرف اپنے شوہر سے جان چھڑانے کے لئے کلمہ کفر کہتی ہے جبکہ اس کے دل میں کفر نہیں ہے کیا اس طرح کلمہ کفر کہنے سے وہ مرتدہ ہوجائے گی؟ اور اس کا نکاح ختم ہوجائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کلمہ کفر کہنے سے عورت مرتدہ ہوجائے گی اور اس کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا البتہ اسے قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ ایمان لائے اور جب ایمان لے آئے تو دوبارہ پہلے شوہر کے ساتھ اس کا نکاح کردیا جائے گا تاکہ عورتوں کے لئے اس طرح نکاح ختم کرنے کے لئے کفر کا دروازہ نہ کھل جائے۔

لمافي الهندية (۲/۲۸۳): رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالايمان يكون كافرا ولايكون عندالله مؤمنا كذافي فتاوى قاضيخان.

البحر الرائق (۳/۲۷۴): وصحح في المحيط والخزانة طاهر الرواية من وقوع الفرقة والجبر على تجديد النكاح من الاول وعدم تزوجها بغيره بعد اسلامها وقال الولوالجي: وعليه الفتوى.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/۲۲۲): ومن هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقد للاستخفاف.

وفي الشامية: (من هزل الخ) اى تكلم باختياره غير قاصد معناه.

(۳۸) بغیر وضو جان بوجھ کر نماز پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے بغیر وضو نماز پڑھ لی تو کیا اس سے کافر ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر جان بوجھ کر کسی نے بغیر وضو نماز پڑھ لی تو یہ کافر ہوجائے گا۔

لمافي شرح الفقه الاكبر (صـ۲۷۱): ومن صلى مع الامام بجماعة بغير طهارة عمدا كفر وفيه ان قيد الجماعة لايظهر وجهه.

وفي الهندية (۲/۲۶۸): ولو صلى بغير وضوء معتمدا يكفر قال الصدر الشهيد رحمه الله وبه نأخذ.

وفي ردالمحتار (۴/۲۲۲): ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدر من المنتهكين له لدلالتها على الاستخفاف بالدين كالصلاة بلاوضوء عمدا.

(۳۹) یوں کہنا: میں نماز نہیں پڑھتا میں تو کافر ہوں

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے شوہر نماز پڑھنے جاتے تھے، دو دن سے نماز پڑھنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں جارہے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ آپ نماز پڑھنے کیوں نہیں جاتے نماز پڑھنے جایئے، تو انہوں نے کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتا میں تو کافر ہوں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح کہنے سے ہمارے نکاح پر تو کوئی فرق نہیں پڑا؟ میرے ایک عزیز کا کہنا تھا کہ اس طرح کے کلمات سے نکاح ختم ہوجاتا ہے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرماکر ہماری اس پریشانی کو دور فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......اس طرح کے کلمات کہنے سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے لہذا آپ کے شوہر کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے، اس فعل شنیع پر استغفار کے ساتھ آئندہ اس طرح کے کلمات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

نیز تجدید نکاح کیلئے عام معروف مجلس نکاح کا انعقاد ضروری نہیں بلکہ کوئی سے بھی دو دیندار افراد کے سامنے ایجاب وقبول کرلینا کافی ہے، اور اگر اپنے خاندان کے بڑوں کے سامنے ہوجائے تو زیادہ مناسب ہے۔

لما في التاتارخانية (۴۹۵/۵): سئل عن رجل قال لامرأته نماز كن فقالت نمی كنم ،فقال الرجل تومسلمان نيستی فقالت من كافرم قال كافر شده است.

وفي الهندية (۲۸۳/۲): رجل كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالايمان يكون كافرا ولا يكون عندالله مومنا

وفي الدرالمختار (۲۲۲/۴): من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف.

وفي الشامية (من هزل)اى تكلم به باختياره غير قاصد معناه......

وفي الدرالمختار (۲۴۶/۴): مايكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد زنا وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح .

وفي الشامية (والتوبة)اى تجديد الاسلام.

(۴۰) یوں کہنا کہ میں نماز نہیں جانتا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ آؤ نماز پڑھ لیں تو اس نے جواب میں کہا کہ "میں نماز نہیں جانتا"۔ کیا ان الفاظ سے یہ شخص کافر ہوجائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس نے یہ الفاظ استخفافا کہے یا نماز کا انکار کرتے ہوئے کہے یا اس کو فرض نہ سمجھتے ہوئے انکار کیا تو یہ شخص کافر ہوجائے گا۔

لمافي الفقه الاكبر (ص۱۷۰) : من قال لااصلي جحودا أو استخفافا اوعلى انه لم يؤمر اوليس بواجب انتهى فلاشك انه كفر في الكل ....كفره ظاهر ان اراد به عدم الوجوب بخلاف ماذا ارادالجواب.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الهندية (۲۶۸/۲): وقول الرجل لااصلی يحتمل اربعة اوجه ....والرابع لااصلی اذليس يجب علی الصلاة ولم اؤمر بها يكفر ولواطلق وقال لااصلی لايكفر لاحتمال هذه الوجوه.

(۴۱) نماز کو گالی دے کر یوں کہنا کہ نماز ضروری ہے یا بچے کو چپ کرانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نماز پڑھ رہی تھی کہ اس دوران اس کا بچہ بہت شدت سے رونے لگا جب نماز ختم کی اور بچہ کو اٹھالیا تو دیور نے پوچھا، پہلے کیا کررہی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ نماز پڑھ رہی تھی تو دیور نے غصہ سے نماز کو فحش گالی دی اور کہا کہ پہلے نماز ضروری ہے یا بچے کو چپ کرانا اور تسلی دینا (العیاذ باللہ)۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اس شخص کے بارے میں اس طرح کے کلمات کہنے کی بناء پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کا نکاح باقی ہے یا ختم ہوگیا؟ مکمل تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص ان کلمات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور اس کا نکاح بھی ختم ہوگیا اسے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے اور آئندہ اس طرح کے بے ہودہ کلمات سے سخت احتراز کرنا چاہیے مبادا کہ اللہ تعالیٰ کا ایسے شخص پر عذاب نازل ہوجائے اور اسے دوسروں کیلئے عبرت بنادیا جائے۔

لما فی شرح العقائد (صـ۱۶۹)(ط.المصباح): ومن وصف الله تعالی بما لا يليق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انكر وعده اووعيده يكفر.

وفی الهندية (۳۳۹/۱):ارتد احد الزوجين عن الاسلام وقعت الفرقة بغير طلاق فی الحال قبل الدخول وبعده.

وفی الدرالمختار (۲۲۲/۴):وفی الفتح من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد

وفی الشامية (من هزل بلفظ كفر) ای تكلم به باختياره غير قاصد معناه ......ولاعتبار التعظيم المنافی للاستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدر من المنهتكين لدلالتها علی الاستخفاف بالدين كالصلاة بلا وضوء عمداًبل بالمواظبة علی ترک سنة استخفافا......

قلت:ويظهر من هذا ان ما كان دليل الاستخفاف يكفر به وان لم يقصد الاستخفاف لانه لو توقف علی قصده لمااحتاج الی زيادة عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصديق.

وفيها ايضاً(۱۹۳/۳):(وارتد اد احدهما)ای الزوجين (فسخ) فلا ينقص عدداً.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۲) خلیفۂ اوّل کے زمانہ میں مانعین زکوٰۃ کی تفصیل اور منکر زکوٰۃ کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد کچھ لوگوں نے زکوۃ کا انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کا حکم دیا جب کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس میں کچھ شبہات تھے، کیا خلیفہ اول ان لوگوں کو مرتد شمار کرتے تھے؟ اگر ایسا ہی تھا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے شبہات کیسے تھے جب کہ وہ لوگ دین کے ایک اہم رکن کا انکار کر رہے تھے؟ اور اگر انہیں مرتد شمار کیا تھا تو آج کل جو حضرات زکوۃ کا انکار کرتے ہیں انہیں مرتد نہیں سمجھا جاتا، اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......رسول اللہ ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد جن لوگوں سے خلیفہ اول نے قتال کا حکم دیا تھا ان کی تین قسمیں تھیں، پہلی قسم ان لوگوں کی تھی جو دین اسلام سے بالکل منحرف ہو گئے تھے اور مسیلمہ کذاب (جس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا تھا) کی پیروی کرنے کے ساتھ لوگوں میں اس کا پرچار کرنے لگے تھے۔

دوسری قسم ان لوگوں کی تھی جنہوں نے نماز روزہ کے ترک کرنے کے ساتھ شریعت کا بھی انکار کر دیا تھا۔

تیسری قسم ان لوگوں کی تھی جو اصل دین پر تو قائم تھے لیکن انہوں نے زکوۃ خلیفہ کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اب پہلی دو قسم کے لوگ تو حقیقۃ مرتد تھے لہٰذا ان سے قتال میں تو کوئی تردد ہی نہیں البتہ تیسری جماعت اگرچہ مرتد تو نہ تھی کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ کا انکار نہیں کیا تھا بلکہ صرف خلیفہ کو دینے سے انکار کیا تھا چنانچہ اسی شبہ کی وجہ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس بات پر مُصر تھے کہ ان سے کیسے قتال ہوگا جبکہ وہ کلمہ گو ہیں لیکن یہ وہ دور تھا کہ رسول اللہ ﷺ ابھی ابھی دنیا سے رخصت ہوئے تھے اگر اس معاملے پر سختی نہ کی جاتی تو خطرہ تھا کہ آگے چل کر لوگ اپنی من مانی سے ایک ایک چیز کا انکار کرنے لگیں گے، یہ انتہائی نازک دور تھا ارتداد کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کرنا تھا لہٰذا خلیفہ اول نے انتہائی ایمانی فراست کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان ارتداد وانکار کے فتنوں کا قلع قمع کر دیا۔ یہ اصل واقعہ کی حقیقت تھی۔

اب صورت مسئولہ میں اگر کوئی شخص زکوۃ کی رکنیت کا ہی سرے سے انکار کر دے، جبکہ زکوۃ کا دین کا رکن ہونا معروف ومشہور ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے، ہاں اگر رکن ہونے کا انکار نہ کرے بلکہ حکومت کی زکوۃ وصولی کو نہ مانے یا کوئی اور شبہ ہو تو یہ علیحدہ مسئلہ ہے اس سے اسلام سے خارج نہ ہوگا۔

لما فی القرآن الکریم: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ الایۃ (البقرۃ:۴۳)

وایضا فی مقام اٰخر: خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا وَصَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ الایۃ (التوبۃ:۱۰۳)

وفی الصحیح لمسلم (۱/۳۷): عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال لما توفی رسول اللہ ﷺ واستخلف ابوبکر بعدہ وکفر من کفر من العرب......فقال ابوبکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

و الزکوة فان الزکوة حق المال......فقال عمر بن الخطاب فوالله ما هو الا ان رأیت الله قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انه حق.

وفی فتح الباری (۱۲/۲۳۳): (لاقاتلن من فرق بین الصلوة والزکاة)......والمراد بالفرق من اقر بالصلوة وأنکر الزکوة جاحداً أومانعاًمع الاعتراف وانما اطلق فی اول القصة الکفر لیشمل الصنفین فهو فی حق من جحد حقیقة وفی حق الاخرین مجاز تغلیباً......

وفی فتح الملهم(۱/۵۵۰):ان اهل الردة کانوا اصنافاً منهم من ارتد عن الملة ودعاالی نبوة مسیلمة وغیره ومنهم من ترک الصلوة والزکاة وانکرالشرائع کلها هؤلاء هم الذین سماهم الصحابة کفارا ......
فاما مانعواالزکاة منهم المقیمون علی اصل الدین فانهم اهل بغی ولم یسموا علی الانفراد منهم کفاراًوان کانت الردة قد اضیفت الیهم لمشارکتهم المرتدین فی منع بعض ما منعوه من حقوق الدین......

وفیه ایضاً(۱/۵۵۲): أما الیوم وقد شاع دین الاسلام واستفاض فی المسلمین علم وجوب الزکاة حتی عرفها الخاص والعام واشترک فیه العالم والجاهل فلا یعذر بتأویل یتأوله فی انکارها بل یکفر......

وفی التاتارخانیة (۵/۴۹۷):ولو قیل لرجل :اد الزکاة فقال لا ادری یکفر کذا قیل وفی الخانیة قیل هذا اذاقال علی وجه الرد والجحود......

وفی الهندیة (۲/۲۶۹): اذا قیل لرجل اد الزکوة فقال لا اؤدی یکفر قیل مطلقاًوقیل فی الاموال الباطنة لایکفر وفی الاموال الظاهرة یکفر.

وفی رد المحتار (۴/۲۲۴): والحاصل ان من تکلم بکلمةالکفر هازلااو لاعباًکفر عند الکل ولااعتبار باعتقاده کما صرح بہ فی الخانیة ......ومن تکلم بها عامداًعالماًکفرعندالکل .

وفیها ایضاً (۴/۲۲۲): وکذا مخالفة او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود.

(۵۳) یوں کہنا: میری نماز معاف کردی گئی ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بزرگ ہمارے پاس آئے، اپنے تئیں بڑے بزرگ ہونے کے مدعی تھے لیکن نماز روزہ وغیرہ کی پابندی نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ میری نماز وغیرہ معاف کردی گئی ہے۔ ویسے بھی شریعت وطریقت میں فرق ہے۔ کیا ان کی یہ باتیں صحیح ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً...... پہلے یہ سمجھئے کہ بزرگ کسے کہا جاتا ہے کتب عقائد کی معرکۃ الآراء کتاب ''شرح العقائد النسفیۃ'' ص۱۴۵ (ط:المصباح) میں ولی یا بزرگ کی تعریف ملاحظہ ہو

"والولی هو العارف بالله تعالی وصفاته حسب ما يمكن المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات"

(یعنی بزرگ وہ شخص کہلاتا ہے جو اپنی بساط اور مقدور بھر طاقت کے بقدر اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا پہچاننے والا ہو، طاعات پر مواظبت کرنے والا ہو اور گناہوں سے بچنے والا ہو، دنیا کی لذات اور شہوات میں زیادہ انہماک سے اعراض کرنے والا ہو) اسی طرح عقائد کی مشہور و معروف کتاب فقہ اکبر (جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب ہے) کی شرح میں ملا علی قاریؒ صفحہ ۷۹ میں تقریباً یہی تعریف ذکر کرتے ہیں:

" والولی هو العارف بالله وصفاته بقدر ما يمكن له، المواظب على الطاعات، المجتنب عن السيئات، المعرض عن الانهماک فی اللذات والشهوات والغفلات واللهوات"

حاصل تعریف چار چیزیں ہیں:

اول: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت حاصل ہو،

دوم: اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مواظبت اختیار کرنے والا ہو،

سوم: گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو،

چہارم: ان تمام لذات وخواہشات سے بھی احتراز کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کا سبب بنیں۔

ان صفات کا حاصل یہ ہے کہ انسان ہر دم ایسے رہے کہ گویا اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہیں، چنانچہ خود نبی کریم ﷺ احسان جو کہ ایک شرعی اصطلاح اور ولایت اور بزرگی کا اعلیٰ درجہ ہے کی تعریف اپنے فرمان عالی میں یہی فرماتے ہیں

"ان تعبدالله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یراک" (مشکوۃ المصابیح ص۱۱)

اس دنیا میں سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت آپ ﷺ کو حاصل تھی، اسی معرفت اور اللہ تعالیٰ سے قرب کا اثر تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ادنیٰ سی نافرمانی برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے، اس طرح کے واقعات آپ کی حیات مبارکہ میں کثرت سے ملیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو قطعاً برداشت نہ کیا چنانچہ ایک موقع پر جب ایک صحابی نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دیں تو چونکہ شریعت مطہرہ نے ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے منع فرمایا ہے تو آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ غصے کی وجہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

"ایلعب بکتاب الله عز وجل وانا بین اظهرکم "(مشکوۃ المصابیح، ص۲۸۴)

(کلام باری اور احکام الٰہی سے کھیلا جا رہا ہے حالانکہ ابھی تو میں بقید حیات اور صفحۂ ہستی پر موجود ہوں)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ نے اللہ تعالی کے حکم کی نافرمانی کو کھیل اور مذاق سے تعبیر فرمایا۔ آپ کی اسی ناراضگی کو دیکھ کر فاروق اعظم کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میں ایسے شخص کی گردن نہ اڑادوں۔ یہ صرف مثال کے طور پر تھا ورنہ آپ کو بیسیوں ایسی مثالیں ملیں گی۔ آپ کے بعد یہ معرفت آپ کے واسطے سے صحابہ کو حاصل ہوئی، چنانچہ صحابہ کی زندگی بھر کا معمول دیکھ لیجئے کہیں آپ کو عمداً نافرمانی کی بو بھی محسوس نہیں ہوگی اور اگر اللہ تعالی کی معرفت کے آثار دیکھنے ہوں تو صحابہ کی زندگی پر ایک نظر ڈال لیجئے آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ معرفت کے بعد انسان کی حالت کیسی ہوتی ہے ان میں کتنے حضرات ایسے ملیں گے جو اذان کی آواز سنتے توان کا رنگ اللہ کے خوف سے متغیر ہو جاتا جب ان سے پوچھا جاتا تو فرماتے کہ احکم الحاکمین کے دربار میں حاضری کا وقت آ گیا اس خوف سے یہ حالت ہے، ان کی نماز کو دیکھ لیجئے، ان کے زہد کو دیکھ لیجئے، ان کے راتوں کو اپنے مالک کے سامنے کھڑے ہو کر رونے کو دیکھ لیجئے، یہ اپنے دعوے میں سچے لوگ تھے کیونکہ ان کی سچائی کی گواہی خود اللہ تعالی نے دی ہے، نہ صرف سچائی کی گوائی دی ہے بلکہ انہیں سچائی کا معیار بنا دیا اور فرمایا:

”وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ“

(التوبة: ۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ تعالی ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔

اسی طرح دوسری جگہ پر فرمایا:

”اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی“ الاية (الحجرات: ۳)

یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالی نے تقوی کیلئے خالص کر دیا ہے۔

اب اس کے بعد ان لوگوں کو جو ولایت کے مدعی ہیں اس معیار پر پرکھ لیجئے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے صرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو تو معیار بنایا ہے، دین کے نام پر اپنی تجوریاں بھرنے والوں کو معیار نہیں بنایا اگر ان میں یہ صفات آپ کو مل جائیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر یہ صفات ان میں نہ ملیں بلکہ صرف دنیا جمع کرنے کی حرص نے ایسے لبادے میں رکھا ہوا ہے تو جان لیجئے کہ آپ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور وہ بھی دین کے نام پر، اگر ان لوگوں کو دھوکہ سے ہی کام چلانا تھا تو دنیا کے اعتبار سے دھوکہ دہی کرتے اگر چہ وہ بھی برا تھا لیکن دین کے نام پر دھوکہ اس سے کہیں بڑھ کر برا ہے۔

کیا آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ اگر اس نماز اور دوسری عبادات کی مشقت سے مبرا کرنے کی مستحق کوئی ہستی ہوسکتی تھی تو رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اس کی زیادہ مستحق تھی لیکن کیا آپ کی حیات مبارکہ سے کوئی ایک واقعہ ایسا ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہو کہ اللہ تعالی نے میری مشقت کو دیکھتے ہوئے میری نماز وغیرہ معاف کردی یا عملاً آپ نے کبھی ایسا کیا ہو، چلیں قرآن یا احادیث صحیحہ سے نہ سہی بلکہ ضعیف احادیث سے ہی ثابت کر دیجئے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ حدیث کی کتابوں کو چھوڑیں کسی تاریخی حوالے سے ہی کوئی واقعہ ایسا نقل کر دیجئے، اگر رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ سے ثابت نہیں کر سکتے تو صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی زندگی کا ہی کوئی واقعہ ایسا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثابت کر دیجئے۔ آپ اور ایسے شیطانی دھوکہ میں گرفتار پیر ساری زندگی ایک حوالہ ایسا نہیں پیش کر سکتے صرف لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں تا کہ کرنا کچھ نہ پڑے اور زندگی آرام سے گزر جائے۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالی کے ہاں سب مخلوقات سے زیادہ محبوب ہیں لیکن اللہ تعالی نے ان کیلئے نہیں فرمایا کہ آپ کی نماز وغیرہ معاف کر دی گئی، عام حالات میں تو دور کی بات ہے لیکن اگر کسی درجے میں معافی ہو سکتی ہوتی تو جب رسول اللہ ﷺ یا آپ کے صحابہ تکلیف میں تھے اس وقت تو اس معافی کا اعلان ہونا چاہیے تھا خاص طور پر جب کہ یہ تکالیف بھی دین کی وجہ سے ہوں، چلیں ہمیشہ کیلئے نہ سہی صرف تکلیف تک کے زمانے کیلئے یہ اعلان کر دیا جاتا کہ آپ کی نماز وغیرہ معاف کر دی گئی، لیکن آپ کو معلوم ہوگا کہ...... احد کے میدان میں جب مسلمانوں کو ظاہری طور پر شکست ہوئی تو اس میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہو گئے آپ کے چہرے پر زخم آئے، لوہے کی زرہ اندر دھنس گئی، دندان مبارک شہید ہو گئے (بخاری شریف، ۲/۵۸۴) اس وقت آپ کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی، کیا کہیں ایسا موجود ہے کہ صرف اس موقع کیلئے ہی نمازیں وغیرہ معاف کر دی گئی ہوں؟

یہ خندق کا میدان ہے، پیٹ پر پتھر باندھے خندق کھودی جا رہی ہے، صحابہ اس حالت میں شکایت کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے ہیں، دو جہاں کے سردار اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹاتے ہیں اور فرماتے ہیں آپ لوگوں نے ایک ایک پتھر باندھا ہے جبکہ میں نے دو پتھر باندھے ہوئے ہیں، اب دشمن نے آکر مدینہ منورہ کے گرد گھیرا ڈال لیا ہے ہر دم یہ خطرہ ہے کہ دشمن خندق پار کر کے حملہ نہ کر دے تیروں کی بارش ہو رہی ہے، ایسی حالت میں آپ کی چار نمازیں قضاء ہو گئیں جب ذرا فرصت ملی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالی ان کافروں کو تباہ کریں کہ انہوں نے ہمیں نماز پڑھنے کا موقع بھی نہیں دیا (البدایۃ والنہایۃ، ۲/۱۱۲) اس کے بعد آپ نے چاروں نمازوں کی ادائیگی فرمائی۔

اور تو اور آپ اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں بخار کی شدت اور کمزوری سے چلا بھی نہیں جا رہا، چلنا تو دور کی بات ہے آپ پر غشی کے دورے پڑ رہے ہیں کئی دفعہ وضو کا پانی طلب فرمایا لیکن دوبارہ بے ہوشی طاری ہو گئی جب کافی دیر اس طرح گزر گئی اور صحابہ آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں، اس کے بعد آپ دو صحابہ کا سہارا لے کر مسجد میں پہنچے، صحابہ وہ منظر بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین پر جمتے نہ تھے اور گھسٹ رہے تھے (بخاری شریف، ۲/۶۳۹) آپ تشریف لائے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گئے اسی حالت میں نماز کی ادائیگی فرمائی، "صلی اللہ علیہ وسلم" یہ وصال کے قریب کا دور ہے، اللہ تعالی اپنے محبوب سے ایسی حالت میں ہی نماز معاف کر دیتے۔

آپ کے بعد آپ کے خلفاء کا حال بھی ذرا دیکھ لیجئے خلیفہ اول کا دور ہے کچھ لوگوں نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا اور بعض نے صرف حکومت کو دینے سے انکار کیا آپ نے ان سب سے قتال کا حکم جاری فرمایا کہ ان سے قتال کیا جائے اگر مان جائیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے چنانچہ اسی موقع پر آپ نے فرمایا

"واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ" (الصحیح لمسلم، ۱/۳۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی اللہ کی قسم میں ہر اس شخص سے قتال کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔
کہ ایک کی ادائیگی کی اور دوسرے کی ادائیگی نہ کی۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے مجوسی کے خنجر کے وار سے اکثر اوقات بے ہوش رہنے لگے، موت کی علامات ظاہر ہوگئی ہیں، ایسے میں بھی جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو آپ کو ہوش میں لایا جاتا ہے اسی حالت میں آپ نماز کی ادائیگی فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”ہاں ہاں اس شخص کا اس دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں جو نماز کی ادائیگی نہیں کرتا“۔ یہ وہ افراد ہیں جو اس امت کے سب سے بڑے بزرگ ہیں، موجودہ بزرگوں کی بزرگی میں شک ہوسکتا ہے لیکن ان کی بزرگی میں رتی برابر شک نہیں کیونکہ ان کی بزرگی کی گواہی قرآن نے دی ہے۔ اسی طرح کی مثالیں اگر بیان کرنی شروع کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے، مقصود صرف نمونہ دکھانا ہے کہ یہ حضرات جن کی ولایت میں کوئی شبہ ہی نہیں عام حالات میں تو درکنار انتہائی مشکل حالات میں ان حضرات نے دعوی نہیں کیا ہمارے لئے شریعت کے احکام ختم کردیے گئے، ہم نے تو بڑی قربانیاں دی ہیں، ہاں ایک بات جو ان حضرات میں قدر مشترک ملے گی کہ جب ان پر کوئی مشکل وقت آیا ان کے رجوع الی اللہ میں اضافہ ہوگیا، یہی ان کے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونے کی بڑی نشانی تھی جو ان کو رسول اللہ ﷺ سے ملی تھی، چنانچہ حضرت حذیفہ رسول اللہ ﷺ کا معمول بیان فرماتے ہیں کہ

”کان النبی ﷺ اذا حزبہ امر صلّٰی“ (مشکوۃ المصابیح، ص۱۱۷)

(یعنی جب رسول اللہ ﷺ کو کسی معاملے میں پریشانی لاحق ہوتی آپ نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے)

اب آخر میں مختصراً ایک نظر ان روایات اور وعیدات پر ڈال لیجئے جو ارکان کے ترک پر وارد ہیں، اور اگر کوئی شخص ان ارکان کا منکر ہو تو اس کا حال اس سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ سب سے پہلے نماز سے ابتداء کرتے ہیں

عن ابی سفیان قال سمعت جابرا یقول سمعت النبی ﷺ یقول ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلوۃ (الصحیح لمسلم، ۱/۶۱)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ ”نماز اسلام اور شرک وکفر کے درمیان فرق کرنے والی ہے گویا جو شخص نماز کی ادائیگی کرنے والا ہے وہ مسلمان ہے اور جو ادائیگی نہیں کررہا اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسرے نمبر پر روزے کو لے لیجئے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ ولا مرض لم یقض عنہ صوم الدھر کلہ وان صامہ۔ (مشکوۃ المصابیح، ص۱۷۷)

آپ نے فرمایا جو شخص رمضان المبارک کا ایک روزہ جان بوجھ کر بلا وجہ قضاء کرتا ہے پھر اگر وہ اس کے بدلہ زندگی بھر روزے رکھ لیے تب بھی یہ اس ایک قضاء کردہ روزہ کی کفایت نہیں کرسکتے۔

زکوۃ کی ادائیگی نہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝ (التوبۃ:۳۴،۳۵)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے۔ جو کہ اس روز واقع ہوگی کہ ان کو دوزخ کی آگ میں تپایا جاویگا پھر ان سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جاوے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر رکھا تھا سو اب اپنے کرنے کا مزہ چکھو۔

اسی طرح باوجود استطاعت کے حج کی ادائیگی نہ کرنے والوں کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ من ملک زادا وراحلۃ تبلغہ الی بیت اللہ ولم یحج فلاعلیہ ان یموت یھودیا او نصرانیا۔ (بجامع الترمذی، ۱/۱۶۷)

(یعنی تم میں جو شخص حج کے زادراہ اور سواری کی استطاعت رکھتا ہو کہ وہ اسے بیت اللہ تک پہنچادے اس کے باوجود حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر)

اب ان سب روایات وغیرہ کے ذکر کرنے کے بعد ایسے کھوکھلے دعوے کی حقیقت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے اور اس کی اس سے بھی زیادہ صراحت اہل سنت والجماعت کا وہ اتفاقی مسئلہ ہے جو عقائد کی تمام کتابوں میں موجود ہے اور اہل سنت والجماعت کے کسی عالم نے اس پر کسی بھی اعتبار سے کلام نہیں کیا اور وہ یہ کہ

"ان العبد ما دام عاقلابالغالا یصل الی مقام یسقط عنہ الامر والنھی لقولہ تعالیٰ "واعبد ربک حتی یاتیک الیقین" (شرح فقہ اکبر، صـ۱۲۲، شرح العقائد النسفیۃ صـ۱۶۶)

(جب تک کوئی بندہ عاقل بالغ ہے وہ ایسے مقام تک نہیں پہنچ سکتا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے احکامات ومنہیات ساقط ہو جائیں، اللہ تعالیٰ کے اس قول کی وجہ سے کہ "اپنے رب کی عبادت مرتے دم تک کیجئے)

اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ اس سے عبادات ساقط کردی گئیں تو یا تو وہ پاگل ہے یا پھر دین کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، اور دنیا سے اسلام کی روح کو ختم کرنا چاہتا ہے، ایسا شخص اس دشمن سے کہیں زیادہ خطرناک ہے جو مسلمانوں کو جنگ میں لڑنے کی دعوت دے رہا ہو یا مسلمانوں کو ختم کرنے کی سازش کر رہا ہو کیونکہ اس کی سازش اگر کامیاب بھی ہوگئی تو جو مسلمان بچ جائیں گے کم سے کم انہیں یہ تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے لیکن اگر اس دھوکے باز کا وار چل گیا جس نے بزرگی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے تو یہ مسلمانوں کو گھر بیٹھے ختم کردے گا اور انہیں احساس بھی نہیں ہوگا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ چنانچہ فقہاء نے ضروریات دین (جس میں ارکان بطریق اولی داخل ہیں) میں سے کسی ایک چیز کے منکر کو کافر قرار دیا ہے اور اگر کوئی شخص سب ہی کا منکر ہو تو اس کے اسلام سے خارج ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باقی رہا یہ کہنا کہ شریعت وطریقت میں فرق ہے، جیسا کہ اور بھی ایسے بہت سے حضرات کہتے ہیں، درحقیقت یہ کہنا خود بہت بڑی جہالت کی علامت ہے کہ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جسے طریقت کی ہوا بھی نہ لگی ہو ورنہ شریعت وطریقت کیسے علیحدہ علیحدہ ہوسکتی ہے جبکہ دونوں کی ابتداء وانتہاء ایک ہی ہے، چنانچہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ انہی جیسے حضرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **اذا رأيتم الرجل قد اعطى من الكرامات حتى يرتفع في الهواء فلا تغتروا**

به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامر والنهي وحفظ الحدود والوقوف عند الشريعة.

(البداية والنهاية، ۳۸/۱۱)

(ترجمہ) اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اعلیٰ درجہ کی کرامتوں کا مظاہرہ کر کے ہوا میں اڑ رہا ہے، تب بھی اس کے دھوکے میں نہ آؤ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ احکام شریعت اور حفظ حدود کے معاملے میں اس کا کیا حال ہے؟

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامیؒ جن کی کتاب ''ردالمحتار'' کو ہمارے زمانے میں فتویٰ کی بنیادی کتاب کی حیثیت حاصل ہے، اپنی اسی کتاب میں (۶۰/۱) میں شریعت وطریقت کے تلازم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

الطريقة سلوك طريق الشريعة :والشريعة :اعمال شرعية محدودة وهما والحقيقة ثلاثة متلازمة ......والمراد من الثلاثة اقامة العبودية على وجه المراد من العبد.

(ترجمہ) طریقت، شریعت کی راہ پر چلنے کو کہتے ہیں اور شریعت، شریعت کے متعینہ اعمال کو کہتے ہیں اور یہ دونوں اور حقیقت پھر ان تینوں کا مجموعہ لازم وملزوم ہیں......اور تینوں سے مراد یہ ہے کہ بندے سے جس طرح بندگی مطلوب ہے اس طرح بندگی قائم کرنا۔

لہٰذا آپ کے ہاں آنے والے صاحب جو بزرگ کے بجائے شیطان کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں اگر عبادات کے منکر ہیں تو ان کے اسلام سے خارج ہونے میں کوئی تردد نہیں آپ ان کی صحبت سے دور رہیں یہ اچھا ہے کہ انہوں آپ کے ایمان پہ ڈاکہ نہیں ڈالا ورنہ اس طرح شیطان صفت لوگ دوسروں کا ایمان بھی خراب کرتے ہیں۔ اور آئندہ کیلئے ہر اس شخص کو بزرگ نہ سمجھیں جو سنتوں کا تارک ہو چہ جائیکہ فرائض کے تارک کو بزرگ سمجھنا شروع کردیا جائے، اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

لما في قوله تعالى: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝

(الحجر: ۹۸، ۹۹)

وايضاً: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۝ (طه: ۱۳۲)

وايضاً: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء: ۱۰۳)

وايضاً: وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَادُمْتُ حَيًّا ۝ (مريم: ۳۱)

وايضاً: يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(البقرة: ۱۸۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الصحیح للبخاری (۱/۶): عن ابن عمر قال قال رسول اللهﷺبنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله و اقام الصلوة وایتاء الزکوة والحج وصوم رمضان.

وفیه ایضاً(۱/۸): عن ابن عمر ان رسول اللهﷺقال امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله ویقیموا الصلوة ویوتوا الزکوة فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی الله.

وفی الهندیة (۱/۵۰): الصلوة فریضة محکمة لا یسع ترکها ویکفر جاحدها کذا فی الخلاصة ولا یقتل تارک الصلوة عامداً غیر منکر وجوبها بل یحبس حتی یحدث توبة.

وفی الدرالمختار (۱/۳۵۲): (ویکفر جاحدها) لثبوتها بدلیل قطعی (وتارکها عمداًمجانة) ای تکاسلا فاسق (یحبس حتی یصلی) لانه یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منه الدم وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حداًوقیل کفرا.

(۴۴) جوشخص شیخین کوکافر لکھے

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص لوگوں کے سامنے کہے کہ میں شیخین یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مانتا ہوں اوران کی عزت کرتا ہوں پھراپنی کتاب میں لکھے کہ وہ کافر ہیں (العیاذ باللہ) تو ایسے شخص کا ازروئے شریعت کیا حکم ہے؟ ایسے شخص کی اتباع کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......جوشخص شیخین کوکافر لکھے (العیاذ باللہ) تو اس سے وہ خود کافر ہوجاتا ہے کیونکہ ان حضرات کا ایمان نصوص قطعیہ سے ثابت ہے ایسے شخص کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کی اتباع کی جائے گی۔

لمافی الفقه الاکبر (ص۷۰): فقد اجمعوا علی من انکر صحبة ابی بکر الصدیق کفر بخلاف صحبة غیره لورود النص فی حقه حیث قال الله تعالی الاتنصروه فقد نصره الله اذ یقول لصاحبه......

وفی خلاصة الفتاوی (۴/۳۸۱): الرافضی ان کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر.

وفی رد المحتار (۴/۲۳۶): اوالکافر بسب الشیخین اوبسب احدهما فی البحر عن الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین اوطعن فیهما کفر.

(۴۵) یوں کہنا کہ ’’میں حلال وحرام نہیں جانتا‘‘

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کسی کام میں مصروف تھا دوسرے نے منع کیا کہ یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کام حلال نہیں ہے بلکہ حرام ہے تو اس شخص نے کہا کہ میں حلال وحرام نہیں جانتا تو کیا یہ شخص ان الفاظ سے کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر یہ الفاظ اس نیت سے کہتا ہے کہ وہ حلال وحرام کو ایک جانتا ہے یا دونوں کے استعمال میں کوئی فرق نہیں سمجھتا تو کافر ہو جائے گا۔

لـمـافي شرح الفقه الاكبر (صـ۱۷۴): ومن قال لااعرف الحلال والحرام كفر يعني اذا اراد به عدم الفرق في الاستعمال اواعتقاد الاستحلال بخلاف الاعتراف بانه من الجهال.

وفـي ردالـمـحتار (۲۲۳/۴): فـي البحر والاصل ان من اعتقد الحرام حلالا فان كان حراما لغيره كـمـال الـغيـر لايـكـفـر وان كـان لـعيـنـه وان كان دليله قطعيا كفر والا فلاوقيل التفصيل في العالم امـاالـجـاهـل فـلايفرق بين الحلال والحرام لعينه ولغيره وانما الفرق في حقه ان ماكان قطعيا كفربه والافلا.

(۴۶) غیر قبلہ کی طرف اور بغیر وضوء نماز پڑھنے والے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لی تو اس کا کیا حکم ہے جبکہ اس نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہو؟ نیز اگر بغیر وضو نماز پڑھ لی تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگر کسی شخص نے غیر جہت قبلہ کی طرف جان بوجھ کر نماز پڑھ لی تو یہ شخص سخت گناہ گار ہوگا البتہ اس عمل کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا۔اور اگر بغیر وضو کے نماز پڑھی تو کافر ہو جائے گا کیونکہ بغیر وضو کے نماز پڑھنا استخفاف کی علامت ہے۔

لـمـافـي الـبـحـر الـرائق (۲۸۶/۱): ومن صلى الى غير جهة الكعبة متعمدا لايكفر هوالصحيح لان ترك جهة الكعبة جائز في الجملة بخلاف الصلاة بغير طهارة لعدم الجواز بغير طهارة بحال.

(هكذا في الطحطاوي على المراقي : ص۱۹۸)

وفي ردالمحتار (۲۲۲/۴): ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تـصـدر من المنهتكين لدلالتها على الاستخفاف بالدين كالصلاة بلاوضوء عمدا.........قلت ويظهر من هذا ان ماكان دليل الاستخفاف يكفر به.

(۴۷) کیا محمد بن عبدالوہاب النجدی خوارج میں سے تھا؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محمد بن عبدالوہاب النجدی مسلمانوں کے خون اور اموال واعراض کے پامال کرنے کو جائز سمجھتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ موجودہ دور میں تمام لوگ مشرک ہیں اور وہ سلف کو برا بھلا بھی کہتا ہے آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرات کی ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے کیا وہ خوارج میں سے تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... محمد بن عبدالوہاب نجدی نے شریعت کی حدود سے تجاوز کیا ہے اور سلف اور صلحاء کے راستے کو چھوڑ دیا ہے اور شریعت مطہرہ میں انتہائی غلو سے کام لیا ہے البتہ سوال میں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان کا شمار خوارج میں ہوتا ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں مشائخ کی کتابوں میں اس بات کی صراحت نہ مل سکی لہٰذا ان کو خوارج میں شمار کرنا مناسب نہیں۔

لمافی المهند علی المفند (صـ ۲۸): قد کان محمد بن عبدالوهاب النجدی یستحل دماء المسلمین .... الجواب الحکم عندنا فیهم ماقال فی الدر المختار ......الی ان قال ...... کماوقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة وقتل علماء هم حتی کسر شوکتهم ....ثم اقول لیس هو ولااحد من اتباعه وشیعته من مشائخنا فی سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحدیث والتفسیر والتصوف.

(۴۸) شراب پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کسی حرام چیز کے استعمال کے وقت وقت بسم اللہ پڑھتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر یہ شخص شراب پیتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو اس سے کافر ہو جائے گا۔

لمافی خلاصة الفتاوی (۳۸۹/۴): رجل یشرب الخمر وقال بسم الله اوقال عندالزنا یکفر.

وفی البزازیة علی هامش الهندیة (۳۳۹/۶): شرب الخمر وقال بسم الله اوقال ذلک عندالزنا .... کفر.

وفی الهندیة (۲۷۳/۲): من اکل طعاما حراما وقال عندالاکل بسم الله حکی الامام المعروف بمشتملی انه یکفر.

(۴۹) نقلی داڑھی کی خرید وفروخت اور لگانے والے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ سفید نقلی داڑھی بنا کر بیچتے ہیں۔ اس کو مختلف موقع پر لگایا جاتا ہے۔ کیا اس سے سنت کی تحقیر نہیں ہوتی؟ جو شخص خوش طبعی اور مذاق کے طور پر لگاتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسائے تو اس لگانے والے شخص کا اور جو اس پر ہنستے ہیں شریعت کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً...... نقلی داڑھی بنا کر بیچنا اور اسی طرح لوگوں کو ہنسانے کے لئے اس کو لگانے سے شعائر اسلام کی توہین لازم آتی ہے اور شعائر اسلام کی توہین کفر ہے لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔

لمافی البحر الرائق (۱۲۱/۵): ویکفر ...... باستخفافه بسنة من السنن.

وفی ردالمحتار (۲۲۲/۴): کفر الحنفیة بالفاظ کثیرة، وافعال تصدر من المنتهکین لدلالتها علی الاستخفاف بالدین کالصلاة بلاوضوء عمدا............قلت ویظهر من هذا ان ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به.

(۵۰) کفریہ الفاظ ادا کرنے والے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کسی انسان سے کفریہ الفاظ صادر ہوجائیں تو کیا وہ اس سے کافر ہوجائے گا؟ اگر کافر ہوجائے تو اس کے احکامات کیا ہوں گے؟ اور قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... جب کوئی شخص کفریہ الفاظ زبان سے کہہ دے تو وہ ان الفاظ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجائیگا۔ ایسے شخص کا نکاح ختم ہوجاتا ہے اور اس کے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں۔ اگر کسی شبہ کی وجہ سے ارتداد کو اختیار کرے تو اس کے شبہ کو زائل کیا جائے گا اس کے بعد تین دن کی مہلت دی جائے گی اگر دوبارہ اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ اور اگر بغیر توبہ کے یہ شخص مرگیا تو اس کا حشر کفار کے ساتھ ہوگا (العیاذ باللہ)۔

لمافی التفسیر الکبیر (۹۵/۶): ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الأخرة من الخاسرین ای ومن ینکر شرائع الاسلام وتکالیفه ویجحد اصول الایمان وفروعه فقد ابطل ثواب عمله وخاب فی الدنیا والأخرة، اما فی الدنیا فباعتبار ضیاع اعماله وعدم الافادة منها وفی الآخرة بالخسارة والهلاک فی نارجهنم.

وفی شرح الفقه الاکبر (ص۱۶۵): اعلم ان المرتد یعرض علیه الاسلام علی سبیل الندب دون الوجوب لان الدعوة بلغته ......وتکشف عنه شبهته فان طلب ان یمهل حبس ثلاثة ایام ......فان تاب فیها والاقتل وفی النوادر عن ابی حنیفة وابی یوسف یستحب ان یمهل ثلاثة ایام طلب ذلک اولم یطلب.

وفی الدر المختار (۲۴۵/۴): واعلم ان کل مسلم ارتد فانه یقتل ان لم یتب.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۵۱) یوں کہنا کہ ''کاش شراب حرام نہ ہوتی، روزہ فرض نہ ہوتا''

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک دوست کل آئے اور کہنے لگے کہ کاش اللہ تعالیٰ شراب کو حرام نہ کرتے تاکہ میں تم کو پلاتا اور تمہیں معلوم ہوتا کہ اس میں کتنا مزہ ہے (العیاذ باللہ) تو ان کلمات سے کہیں وہ کافر تو نہیں ہوگئے، نیز اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر نماز روزہ فرض نہ ہوتا تو کیا ہی اچھا ہوتا کیا یہ جملہ بھی کفر کی طرف مفضی ہے یا نہیں؟ دونوں مسئلوں کا مفصل ومدلل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... ایسے احکامات جن کا حکم تمام ادیان میں حرمت کا ہو، تو ان کی حلّت کی تمنا کرنے والا کافر ہوجاتا ہے، جیسے زنا، ناحق قتل اور ایسے احکامات جو کہ سابقہ ادیان میں موجود نہ تھے، یا سابقہ ادیان میں ان کا حکم حلّت کا تھا، اور اب اس دین میں ان کا حکم حرمت کا ہے، تو ان کی حلّت کی تمنا کرنے والا کافر نہیں ہوگا، جیسے شراب کی حرمت، رمضان کا روزہ۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے دوست کا شراب کی حلّت کی تمنا کرنے، اور دوسرے شخص کا نماز، رمضان کے روزے کے فرض نہ ہونے کی تمنا کرنے سے وہ کافر نہیں ہوئے۔ البتہ ایسے کلمات سے اجتناب کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر ان کلمات کو بطور مزاق یا حرام کو حلال سمجھتے ہوئے، استعمال کیا جائے، تو کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔

لمافي شرح الفقه الاكبر(صـ۱۵۲): ولو تمنّى ان لا يكون الخمر حراما او لا يكون صوم رمضان فرضا لما يشق عليه لايكفر، بخلاف ما اذا تمنى ان لا يحرم الزنا وقتل النفس بغير حق فإنه يكفر، لأن حرمة هذين ثابتة في جميع الأديان موافقة للحكمة، ومن أراد الخروج عن الحكمة فقد أراد أن يحكم الله ماليس بحكمة وهذا جهل منه بربه سبحانه. وتوضيحه ما قال بعضهم من ان الضابطة هي ان الحرام الذى كان حلالا في شريعة فتمني حله ليس كفر، والذى لم يكن حلالا في شريعة فتمني حله كفر، لأن حرمته الأبدية إنما هي التى اقتضتها الحكمة الأزلية مع قطع النظر عن أحوال الأشخاص الأولية والأخروية.

وفي الروض الأزهر(صـ۵۰۲،۵۰۳): ومن تمنى ان لا يحرم الخمر ولا يفرض عليهم صوم رمضان لايكفر، ولعل الفرق ان الاوّل من المجمع على حرمته في جميع الكتب، وعند سائر الرسل بخلاف الأخيرين، فإنه كان شرب الخمر حلالا وصوم رمضان لم يكن فرضا على غير هذه الأمة، لكن لم يظهر لي نتيجة هذاالفرق، فانّه لا فرق بين الحكم الإلهي أوّلا بالعموم واخرا بالخصوص.

(۵۲) یوں کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ کا بچہ بھی آجائے تو اس سے کام لیں گے''

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نجی کمپنی کے ایک افسر نے یہ الفاظ کہے: ''اگر اللہ تعالیٰ کمپنی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے کام کو خراب کرے تو اس کو بھی پھانسی دے دیں گے" اور "اگر اللہ تعالیٰ کا بچہ بھی آئے تو اس سے بھی کام لیں گے" (العیاذ باللہ)۔ کیا یہ افسران الفاظ سے کافر ہو گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً............ صورت مسئولہ میں مذکورہ افسران الفاظ کی ادائیگی سے مرتد ہو گیا ہے اسے چاہئے کہ تجدید ایمان کرے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرے اور اگر شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح بھی کرے۔

لمافي التاتارخانية (٥/٤٦١): اذا وصف الله بمالايليق به اوسخرباسم من اسماء الله تعالى او بامر من اوامره اوانكر وعده اووعيده يكفر.

وفي الهندية (٢/٢٥٨): يكفر اذا وصف الله تعالى بمالايليق به .... اوجعل له شريكااو ولدا أوزوجة أونسبه الى الجهل أوالعجز أوالنقص.

(۵۳) آپ ﷺ کو حاضر وناظر، عالم الغیب اور مختار کل سمجھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا عقیدہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وناظر، عالم الغیب اور مختار کل ہیں کیا ایسے شخص کو قربانی میں شریک کرنا صحیح ہے؟ اگر شریک کرلیا تو دیگر شرکاء کی قربانی درست ہوگی یا نہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً............ صورت مسئولہ میں چونکہ مذکورہ شخص ان عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے لہٰذا ایسے شخص کو قربانی میں شریک کرنا صحیح نہیں ہے اور اگر شریک کرلیا تو باقی شرکاء کی قربانی درست نہ ہوگی۔

لمافي الدرالمنثور (٦/٥٣٢): واخرج ابن مردوية عن سلمة بن الاكوعص قال كان رسول الله في قبة حمراء اذ جاء رجل على فرس فقال :من انت ؟قال انارسول الله، قال: متى الساعة؟ قال غيب،ومايعلم الغيب الاالله، قال :مافي بطن فرسي ؟ قال :غيب ومايعلم الغيب الاالله،قال فمتى تمطر ؟ قال :غيب ومايعلم الغيب الاالله.

وفي مختصر تفسير ابن كثير (١/٥٧١): وان يمسسك الله بضر فلاكاشف له الاهو وان يمسسك بخير فهوعلى كل شئ قدير يقول تعالى مخبراً انه مالك الضر والنفع وانه المتصرف في خلقه بمايشاء لامعقب لحكمه ولاراد لقضاء ه.

وفي الصحيح للبخارى (٢/١٠٩٨): عن عائشة رضي الله عنها قالت من حدثك ان محمدا ...... ومن حدثك انه يعلم الغيب فقد كذب.

وفي شرح الفقه الاكبر(ص١٥١): ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام لم يعلموا المغيبات من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاشیاء الا ما علمهم الله تعالی احیانا. وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاده ان النبیا یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالی قل لایعلم من فی السموت والارض الغیب الاالله.

وفی الهندیة (۵/۳۰۴): ولو کان احد الشرکاء ذمیا کتابیا اوغیر کتابی وهو یرید اللحم اویرید القربة فی دینه لم یجز عندنا لان الکافر لایتحقق منه القربة فلحقه بالعدم .... والمسلم لواراد اللحم لایجوز عندنا.

(۵۴) غلطی سے کلمات کفر کہہ دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بھول کر کہا کہ ''نہ میں کافر ہوں نہ مسلمان بلکہ ایک عام آدمی ہوں''۔ اس کے فورا بعد کہا کہ ''افسوس میں نے کیا کہہ دیا''۔ اب ایسے شخص کے بارے میں شرعا کیا حکم ہے؟ کافر ہو گیا یا نہیں؟ اسی طرح اسے تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... ایسے الفاظ کہنے والا اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا لیکن اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اور احتیاطا تجدید نکاح بھی کرلے۔

لمافی الهندیة (۲/۲۷۶): الخاطیٔ اذا اجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ بان کان یرید ان یتکلم بما لیس بکفر فجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ لم یکن ذلک کفر عندالکل.

وفی ردالمحتار (۴/۲۴۷): وماکان خطأمن الالفاظ ولایوجب الکفر فقائله یقر علی حاله ولایؤمر بتجدید النکاح ولکن یؤمر بالاستغفار والرجوع عن ذلک وقوله احتیاطاای یأمره المفتی بالتجدید لیکون وطئه حلالا باتفاق.

(۵۵) یوں کہنا: میں فلاں کام کروں تو میں کافر ہوجاؤں پھر اس کام کو سرانجام دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں کام کروں تو میں کافر ہوں، اب بعد میں وہی کام کرلیا تو کیا اس سے وہ کافر ہو گیا؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... اس طرح کے کلمات کہنے کے وقت اگر واقعی عقیدہ یہ ہو کہ میں اس کام سے کافر ہو جاؤں تو ایسا شخص اس کام کو کرنے سے کافر ہو جائے گا، لیکن اگر یہ عقیدہ نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے کہے جیسے غصے کی وجہ سے کہہ دیا تو ایسا شخص ان کلمات کو کہنے کے بعد اس کام کو کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج تو نہ ہوگا البتہ اس پر توبہ کے ساتھ ساتھ قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔ یعنی یہ قسم سمجھی جائے گی۔

لما فی قوله تعالی :لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(المائدة: ۸۹)

وفی المصنف لعبدالرزاق (۸/ ۴۸۰): عن ابن عباس فی الرجل یقول هو یهودی او نصرانی او مجوسی او بریٔ من الاسلام او علیه لعنة الله او علیه نذر قال یمین مغلظة .

عن ابن طاؤس عن ابیه قال من قال انا کافر اوانا یهودی او نصرانی او مجوسی او اخزانی الله او شبه ذلک فهی یمین یکفرها.

وفی الهدایة (۲/ ۴۸۱): وان قال ان فعلت کذا فهو یهودی او نصرانی او کافر یکون یمینا لانه لما جعل الشرط علما علی الکفر فقد اعتقده واجب الامتناع ......والصحیح انه لا یکفر فیهما ان کان یعلم انه یمین فان کان عنده انه یکفر بالحلف یکفر فیهما لانه رضی بالکفر حیث اقدم علی الفعل.

وفی المحیط البرهانی (۶/ ۷۰): جئنا الی اصل المسئلة وهو قوله یهودی او نصرانی ان فعل کذا اذا کان یمینا وفعل ذلک الفعل حتی حنث ولزمه الکفارة هل یصیر کافرا؟اختلف المشائخ فیه قال شمس الائمة السرخسی المختار للفتوی ان کان عنده انه یکفر متی اتی بهذاالشرط ومع هذا اتی به یصیر کافرا لرضانه بالکفر وکفارته ان یقول لا اله الله وان کان عنده انه اذا اتی بالشرط لا یکون کافرا لا یکفر لان هذه الالفاظ صارت کنایة عن الیمین بالله وکأنه قال والله ان فعلت کذا ولو قال والله ان فعلت کذا وفعل لا یصیر کافرا کذا هنا.

وفی التاتارخانیة (۳/ ۲۲۳): جئنا الی اصل المسئلة وهو قوله هو یهودی او نصرانی ان فعل کذا اذا کان یمینا وفعل ذلک الفعل حتی حنث ولزمته الکفارة هل یصیر کافرا؟اختلف المشائخ فیه قال شمس الائمة السرخسی والمختار للفتوی انه ان کان عنده انه یکفر متی اتی بهذا الشرط ومع هذا اتی به یصیر کافرا لرضانه بالکفر وکفارته ان یقول اشهدان لا اله الا الله محمد رسول الله وان کان عنده انه اذا اتی بالشرط لا یصیر کافرا لا یکفر.

هکذا فی الهندیة، (۲/ ۵۴)

وفی الدرالمختار (۳/ ۷۱۷): (و) القسم ایضا بقوله (ان فعل کذا فهو) یهودی او نصرانی او فاشهدوا علی بالنصرانیة او شریک للکفار او (کافر) فیکفر بحنثه...... (و) الاصح ان الحالف (لم یکفر) سواء (علقه بماض او آت) ان کان عنده فی اعتقاده انه (یمین وان کان)جاهلا و(عنده انه یکفرفی الحلف) بالغموس وبمباشرة الشرط فی المستقبل (یکفر فیهما) لرضاه بالکفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۵۶) حرام کی ابتدا وانتہاء پر بسم اللہ والحمدللہ کہنا/ترک صلوٰۃ وقرأۃ پر قسم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے یا کوئی بھی برا کام کرتا ہے تو اس کی ابتدا میں بسم اللہ اور آخر میں الحمدللہ پڑھتا ہے۔اس کا یہ فعل شرعا کیسا ہے؟

نیز اگر کوئی شخص یہ قسم کھالے کہ میں قرآن کی تلاوت نہیں کروں گا یا نماز نہیں پڑھوں گا تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کوئی شخص شراب پینے کی ابتداء میں یا زنا کے وقت بسم اللہ پڑھے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔اسی طرح آخر میں الحمدللہ کہنے سے بھی کافر ہو جائے گا۔ہاں اگر آخر میں الحمدللہ بطور شکر کے کہتا ہے کہ باوجود فعل حرام کے ارتکاب کے اللہ تعالی نے اسے رسوا نہیں کیا یا باوجود شراب کے حرام ہونے کے شراب اس کے حلق میں رکی نہیں بلکہ حلق سے نیچے اتر گئی تو بعض حضرات کے نزدیک کافر نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ قرآن کی تلاوت نہیں کرے گا یا نماز نہیں پڑھے گا تو اس سے کافر نہیں ہوگا البتہ اگر اس کی نماز نہ پڑھنے کی قسم نماز کے انکار پر مبنی ہو تو کافر ہو جائے گا۔

لمافي التاتارخانية (۵/۴۹۹): من اكل طعاما حراما وقال عندالاكل بسم الله حكى الامام المعروف بالمشتملي عن مشائخه انه يكفر لاستخفافه اسم الله ولوقال عندالفراغ عن الاكل الحمدلله فقد قال بعض المشائخ انه لايكفر لانه شكر الله تعالى برآنكه رسوانه كردش ولقمه بحلق وى اندر نماند واتفاق است ....بوقت مباشرت زنا يابوقت قمار كعبتين بگيرد وبگويد بسم الله كافر گردد بسبب استخفاف به نام خداىٔ عزوجل.

وفي الهندية (۲/۲۷۳): من اكل طعاما حراما وقال عندالاكل بسم الله حكى الامام المعروف بمشتملي انه يكفر ولوقال عندالفراغ الحمدلله قال بعض المتأخرين لايكفر واتفاق است اگر قدح ....همچنيں بوقت مباشرت زنايابوقت قمار كعبتين بگيرد وبگويد بسم الله كافر شود.

وفي الاشباه (ص۱۱۹): ولايكفر بقوله لااصلى الاجحودا.

وفي الهندية (۲/۲۶۸): وقول الرجل لااصلى يحتمل اربعة اوجه ....والرابع لااصلى اذليس يجب على الصلاة اولم اؤمر بهايكفر. والله اعلم بالصواب

(۵۷) کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر وناظر ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ رسول اللہ ﷺ کو حاضر وناظر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سمجھتا ہے اوران کی دلیل انا ارسلنک شاھدا (الاحزاب:۴۵) ہے۔جس میں شاہد کا ترجمہ حاضر وناظر سے کرتے ہیں۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں شاہد کا معنی حاضر وناظر کرنا اور دلیل میں یہ بیان کرنا کہ گواہ وہ ہوتا ہے جو دیکھ کر گواہی دے لہٰذا اس کے معنی حاضر وناظر کے ہوئے قطعاً صحیح نہیں ہے۔کیونکہ اگر اس کے معنی حاضر وناظر کے لیے جائیں تو یہ معنی قرآن وسنت کی دوسری نصوص کے معارض ہے۔کیونکہ خود باری تعالیٰ نے:

۱۔　حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا تو سورہ قصص آیت نمبر۴۴ میں ہے:''اور آپ مغربی جانب نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی''۔اور آیت کے آخر میں فرمایا''وما کنت من الشاھدین''۔پہلے آپ کے وہاں حاضر ہونے کی نفی کی کہ آپ وہاں نہیں تھے پھر صراحۃً شاہد یعنی بقول ان کے جو حاضر وناظر سے شاہد کا ترجمہ کرتے ہیں یہاں حاضر وناظر کی نفی کردی۔

۲۔　سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا، آخر میں آیت نمبر۱۰۲ میں فرمایا''یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ اپنی بات طے کررہے تھے''۔یہاں پہلے آپ کے وہاں حاضر وناظر ہونے کی نفی اشارۃً کی کیونکہ فرمایا یہ غیب کی خبر ہے اور غیب اس چیز کو کہا جاتا ہے جو ابھی تک دیکھی نہ ہو۔اگر آپ حاضر وناظر ہوتے تو پھر''غیب'' کہاں باقی رہا۔اس کے بعد صراحۃً نفی کی کہ وما کنت لدیھم (آپ ان کے پاس نہ تھے) یعنی حاضر وناظر نہ تھے۔

۳۔　سورۂ ہود آیت نمبر۱۷:''جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے بینہ پر ہو اور اس کے ساتھ شاہد ہو............''یہاں شاہد سے مفسرین نے قرآن، بعض نے اعجاز قرآن اور بعض نے انجیل مراد لی ہے۔اب اگر شاہد کے معنی حاضر وناظر کئے جائیں تو پھر قرآن، انجیل یا اعجاز قرآن کے حاضر وناظر ہونے کے کیا معنی ہوں گے۔

اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ میں کتنے ہی ایسے واقعات پیش آئے جن سے آپ کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے:

۱۔　صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صلح کے لئے کفار مکہ کے پاس بھیجا تو اس وقت کفار نے مشہور کردیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا گیا۔اس پر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے صحابہ سے جہاد کے لئے بیعت لی اور آپ جہاد کیلئے تیار ہوگئے حالانکہ بعد میں پتہ چلا کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر جھوٹی تھی۔اگر آپ حاضر وناظر ہوتے تو بتلادیتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے، یہ جھوٹی خبر ہے۔

۲۔　منافقین کی طرف سے معرکۃ الآراء بہتان جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا اس میں آپ کافی دنوں تک سخت پریشان رہے۔کبھی تو صحابہ سے مشورہ کیا جارہا ہے، کبھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان کی خادمہ سے سوالات کئے جارہے ہیں۔یہاں تک کہ حضرت عائشہ اسی غم میں اپنے والد کے یہاں تشریف لے گئیں۔جب تک وحی نازل نہیں ہوئی یہ پریشانی بدستور رہی۔اگر آپ حاضر وناظر ہوتے تو پہلے سے بتلادیتے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۳۔ غزوہ خیبر کے موقع پر آپ کو کھانے میں زہر دیا گیا اور آپ کو پتہ نہ چلا بعد میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بتلانے پر سبب ظاہر ہوا تو آپ کو پتہ چلا۔ اگر آپ حاضر وناظر ہوتے تو آپ کو پہلے سے پتہ ہوتا۔

ان کے علاوہ کتنے ہی ایسے واقعات ہیں جن سے آپ کے حاضر وناظر ہونے کی نفی ہوتی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر جگہ حاضر وناظر یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْد، وَاللهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُوْن، وَاللهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ مُحِيْط﴾ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ لیس کمثلہ شیٔ (یعنی ذات اور صفات کسی بھی اعتبار سے خالق اور مخلوق کے درمیان مماثلت نہیں ہوسکتی) لہٰذا رب تعالیٰ کی صفات کسی مخلوق میں نہیں ہوسکتیں۔

نیز قرآن کریم کی تشریح وتفسیر نقل کی محتاج ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوئی تفسیر یا معنی بیان نہیں کرسکتے جب تک کہ اسلاف اور مقتداء امت میں سے کسی نے یہ معنی یا تفسیر مراد نہ لی ہو ورنہ نبی کریم ﷺ کی اس روایت کی وعید کے مصداق بنیں گے کہ آپ فرماتے ہیں: من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطأ (یعنی اگر کسی نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے اور خیال سے کی اور رائے ہونے کے باوجود حقیقت کے مطابق ہوگئی اور مراد وہی تھی وہ پھر بھی غلطی پر ہے)۔ اور اسلاف امت میں سے کسی نے اس کے معنی حاضر وناظر کے نہیں کئے من ادعیٰ فلیات بحجة.

اب رہی یہ بات کہ اگر شاہد سے مراد حاضر وناظر نہیں تو پھر کیا مراد ہے تو اس کی تشریح میں مختلف اقوال ہیں:

اول: آپ کو اس امت اور سابقہ امتوں کے انبیاء کی تبلیغ پر گواہ بنایا گیا اور اس گواہی کی بنیاد آپ کا حاضر وناظر ہونا نہیں بلکہ قرآن کریم کا یہ بیان ہے "سابقہ امتوں کے انبیاء نے اپنی امتوں تک اللہ کا پیغام پہنچادیا"۔

دوم: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر گواہ بنا کر بھیجا۔

سوم: شاہ عبدالقادرؒ اور امام راغب اصفہانیؒ نے شاہد کا معنی معلم سے کیا یعنی اے نبی! ہم نے آپ کو معلم بنا کر بھیجا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ نبی علیہ السلام اپنے روضہ اطہر سے ہی کائنات کا مشاہدہ کررہے ہیں تو یہ بات بھی روایات کے خلاف ہے۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گھومتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں"۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے روضہ کے پاس درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے"۔ اگر آپ ساری کائنات کا خود مشاہدہ فرماتے ہیں تو پھر جہاں بھی کوئی امتی درود پڑھتا آپ کو معلوم ہوجاتا، حالانکہ جو امتی روضہ اطہر سے دور آپ پر درود پڑھتے ہیں فرشتوں کے ذریعے آپ تک پہنچایا جاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ شاہد کے معنی حاضر وناظر سے کرنا نصوص کے خلاف اور بالکل بے اصل ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔

لمافی روح المعانی (۴۵/۲۲): یآایها النبی انا ارسلنک شاهدا. علی من بعثت الیهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتتحمل عنهم الشهادة بماصدر عنهم من التصدیق والتکذیب وسائر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ماهم عليه من الهدى والضلال ....ثم از تحمل الشهادة على من عاصرها واطلع على عمله امرظاهر واماتحملها على من بعده باعيانهم فان كان مرادا ايضا ففيه خفاء لان ظاهر الاخبار انه عليه السلام لايعرف اعمال من بعده باعيانهم ، روى ابوبكر وانس وحذيفة وسمرة وابوالدرداء عنها ليردن على ناس من اصحابى الحوض حتى رأيتهم وعرفتهم اختلجوا دونى فاقول يارب اصحابى اصحابى فيقال لى انك لاتدرى مااحدثوا بعدك نعم قديقال انه عليه الصلوة والسلام يعلم بطاعات ومعاص تقع بعده من امته لكن لايعلم اعيان الطائعين والعاصين ....واما زعم ان التحمل على من بعده الى يوم القيمة لمانها حى بروحه وجسده يسير حيث شاء فى اقطار الارض والملكوت فمبنى على ما علمت حاله ....وقيل المراد شاهدابان لااله الاالله.

وفى احكام القرآن للقرطبى (۲۰۰/۱۳): قوله تعالى شاهدا قال سعيد عن قتادة شاهد اعلى امته بالتبليغ اليهم وعلى سائر الامم بتبليغ انبيائهم ونحوذلك.

وفيها ايضا (۲۷۶/۱۶) تحت آية "لقد رضى الله عن المؤمنين الاية": وكان رسول الله قبل الصلح قد بعث عثمان بن عفان الى مكة رسولا فجاء خبر الى رسول الله بان اهل مكة قتلوه فدعا رسول الله حينئذ الى المبايعة له على الحرب والقتال لاهل مكة فروى انه بايعهم على الموت.

وفيهاايضا (۱۹۷/۱۲): تحت "آية ان الذين جاؤو بالافك عصبة منكم لاتحسبوه شرالكم بل هو خير لكم لكل امرئ منهم مااكتسب من الاثم ، والذى تولى كبره منهم له عذاب اليم": سبب نزولها مارواه الائمة من حديث الافك الطويل فى قصة عائشة رضوان الله عليها ، وهو خبر صحيح مشهور أغنى اشتهاره عن ذكره.

وفى الصحيح للبخارى (۶۱۰/۲): حدثنا عبدالله بن يوسف ......عن ابى هريرة لمافتحت خيبر اهديت لرسول الله شاة فيها سم.

وفى المشكوة (ص۸۶): عن ابن مسعود ص قال قال رسول الله ان لله ملائكة سياحين فى الارض يبلغونى من امتى السلام.

وفيهاايضا (ص۸۷): عن ابى هريرة ص قال قال رسول الله من صلى عند قبرى سمعته ومن صلى نائيا ابلغته.

(۵۸) غلام علی، غلام مصطفیٰ اور غلام رسول نام رکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غلام علی ، غلام رسول اور غلام مصطفیٰ نام رکھنا کیسا ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......مذکورہ نام رکھنے میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں بلکہ جائز ہیں البتہ فرقِ باطلہ میں سے کسی کے ساتھ تشبہ لازم آئے تو ایسی صورت میں احتراز اولیٰ ہے۔

لمافي الصحيح لمسلم (۲/۲۳۸): عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لايقولن احدكم عبدی وامتی كلكم عبيدالله وكل نساء كم اماء الله ولكن ليقل غلامی وجاريتی وفتای وفتاتی.

وفي المفصل لاحكام المرأة والبيت المسلم (۹/۲۸۳): ويراعى في تسمية المولود اختيار الاسم الحسن والاسم المستحب شرعااو المباح التسمية به ....وترك الاسماء القبيحة اوالمنهی عنها اواللتی تكره التسمية بها...........روی ابوداؤد في سننه عن ابی الدرداء قال قال رسول الله ﷺ انكم تدعون يوم القيامة باسمائكم واسماء آباء كم فاحسنوا اسماء كم ....دلالة الحديث واضحة في اختيار الاسم الحسن للمولود ولانه لاكلفة في هذا الاختيار على الوالد ولان من حق الولد على والده ان يختار له اسما حسنا.

(۵۹) کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہے تو کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص قابل تعزیر ہے اور کسی مسلمان کی ہتک وتوہین کبائر میں سے ہے لہٰذا ایسے کلام سے احتراز لازم ہے۔

لمافي الصحيح لمسلم (۱/۵۷): عن عبدالله بن دينار انه سمع ابن عمر يقول قال رسول اللهﷺ ايما امرئ قال لاخيه كافر فقد باء بها احدهما ان كان كما قال والارجعت عليه.

وفي شرح النووی تحت هذا الحديث: في تاويل الحديث اوجه انه محمول على المستحل لذلك ...... الثانی معناه رجعت عليه نقيصه لاخيه ومعصية تكفيره ...... الرابع ان ذلك يؤل به الى الكفر.

وفيها ايضا (۱/۵۸): عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللهﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله كفر.

وقال النووی تحته: السب في اللغة الشتم والتكلم في عرض الانسان بمايعيبه ......معنى الحديث فسب المسلم بغير حق حرام باجماع الامة وفاعله فاسق.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الدر المختار (۶۹/۴): وعزرا لشاتم بیا کافر .... یافاجر یامخنث یاخائن.

(۶۰) اللھم صل علی محمد نحن عباد محمد لکھنا یا کہنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ''اللھم صل علی محمد نحن عباد محمد'' پمفلٹ پر لکھ کر شائع کرنا کیسا ہے؟ کیا نحن عباد محمد میں عباد کے معنی ''اطاعت گزار اور فرماں بردار ہیں'' کرنا صحیح ہے؟ نیز کسی کا نام عبد محمد بمعنی غلام محمد ہو تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اللھم صل علی محمد نحن عباد محمد پمفلٹ پر لکھ کر شائع کرنا درست نہیں اگرچہ نحن عباد محمد میں عباد کے معنی اطاعت گزار اور فرماں بردار کے لئے جائیں کیونکہ کم سے کم اس میں ایہام شرک ضرور ہے اور جس طرح شرک ممنوع ہے ایہام شرک بھی ممنوع ہے۔

نیز اسی طرح ایہام شرک کی بناء پر عبد محمد نام رکھنا درست نہیں اگرچہ وہ غلام محمد کے معنی میں ہو۔

لما فی المرقات (۱۰۶/۹): وروی الحاکم فی الکنی والطبرانی عن ابی الزبیر الثقفی مرفوعا اذاسمیتم فعبدوا ای انسبوا عبودیتھم الی اسماء اللہ فیشمل عبدالرحیم وعبدالملک وغیرھما ولایجوز عبدالحارث ولاعبدالنبی ولاعبرۃ بماشاع فیما بین الناس.

وفی شرح الفقہ الاکبر (صـ۱۹۳): واماماشتھر من التسمیۃ بعبدالنبی فظاھرہ کفرالاان اراد بالعبد المملوک.

وفی حجۃ اللہ البالغۃ (۶۳/۱): وقد ثبت فی احادیث لاتحصی ان النبی ﷺ غیر اسماء اصحابہ عبدالعزی وعبدالشمس ونحوھا الی عبداللہ وعبدالرحمن وماشبھما فھذہ اشباح وقوالب للشرک نھی الشارع عنھا لکونھا قوالب لہ.

(۶۱) داڑھی کی توہین کرنا یا مذاق اڑانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت ایک شخص سے جس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی کہنے لگی آپ داڑھی کی وجہ سے بکرا لگتے ہیں اور داڑھی کی وجہ سے آپ کو کوئی رشتہ بھی نہیں مل رہا ہے لہٰذا اسے کاٹ دو یا چھوٹا کر دو۔ ایسی عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جبکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے یہ بات مذاقاً کہی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... شعائر اسلام اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑانا یا ان کی توہین کفر ہے لہٰذا ایسے کلمات سے یہ عورت دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی اور اگر شادی شدہ ہے تو نکاح بھی ختم ہوگیا لہٰذا اسے چاہئے کہ تجدید اسلام اور نکاح کرے اور آئندہ کے لئے ایسے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کلام سے اجتناب کرے۔

لمافی البحر الرائق (۱۲۱/۵): ویکفر ......باستخفافه بسنة من السنن.

وفی الهندیة (۲۶۳/۲): من لم یقر ببعض الانبیاء اولم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر.

وفی ردالمحتار (۲۲۲/۴): ولاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیة بالفاظ کثیرة وافعال تصدر من المنتهکین لدلالتها علی الاستخفاف بالدین ....قلت :ویظهر من هذا ان ماکان دلیل الاستخفاف یکفر به.

(۶۲) یوں کہنا کہ "انامؤمن انشاء اللّٰہ"

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کو اپنے بارے میں شک وتردد ہے اس بناء پر یوں کہتا ہے تو کافر ہو جائے گا۔لیکن اگر محض تبرک کے لئے ایسا کہے یا مستقبل کے اعتبار سے کہے یعنی اس خیال سے بھی کہ ابھی تو میں مومن ہوں لیکن مستقبل کے بارے میں معلوم نہیں کہ مجھے ایمان پر دوام وثبات نصیب ہوگا یا نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لمافی الهندیة (۲۵۷/۲): من شک فی ایمانه وقال انامومن ان شاء الله فهو کافر الااذا اوّل فقال لاادری اخرج من الدنیا مومنا فحینئذ لایکفر.

وفی ردالمحتار (۴۶/۳): لاتجوز مناکحة من یقول انامومن انشاء الله لانه کافر قال فی البحر انه محمول علی من یقوله شکافی ایمانه والشافعیة لایقولون بذلک ....وحقق ذلک فی الفتح بان الشافعیة یریدون به ایمان الموافاة کماصرحوا به وهوالذی یقبض علیه العبد وهواخبار عن نفسه بفعل فی المستقبل اواستصحابه الیه.

(۶۳) یوں کہنا کہ میں جزاوسزا سے آزاد ہوں

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ "میں جزاوسزا سے آزاد ہوں، میں نے عبادت کر کے کیا کرنا ہے"۔ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ان کلمات سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا لیکن یہ کلمات اندیشہ کفر سے خالی بھی نہیں ہیں۔چنانچہ بعض حضرات نے ایسے کلمات کہنے والے پر کفر کا حکم لگایا ہے لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ احتیاطاً تجدید ایمان ونکاح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کر لے اور آئندہ ایسے بے ہودہ کلام سے اجتناب کرے۔

لمافی الروض الازھرشرح فقہ الاکبر (صـ۵۲۲): ومن قال انا برئ من الثواب والعقاب اومن الموت والثواب فقد قیل انه یکفرای بناء علی انکاره الامر المقطوع به من ثبوت الثواب والعقاب ووقوع الموت بلاارتیاب والصحیح انه لایکفر لان البراء ة عنها کنایة عن عدم الالتفات الیها.

وفی المحیط البرهانی (۷/۴۳۵): رجل قال :انابرئ من الثواب والعقاب اوقال بالفارسیة: من بیزارم از مزد وثواب فقد قیل انه یکفر.(وهکذا فی التاتارخانیة :۵/۵۳۳ وفی الهندیة:۲/۲۸۱)

(۶۴) ''انبیاء کرام کی قبور میں ازواج مطہرات کو پیش کیا جاتا ہے'' اس طرح کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا انبیاء کی قبور میں ازواج مطہرات کو پیش کیا جاتا ہے؟ نیز اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ بات (کہ انبیاء کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں) من گھڑت اور بے بنیاد ہے اس کی قرآن وسنت اور عقائد اہل سنت والجماعت میں کوئی اصل نہیں۔ نیز ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص بھی اہل سنت والجماعت میں داخل نہیں۔(کما صرح به فی الرسالة الاردیة المسماة بمطالعة بریلویت صـ۲۳)۔

لمافی القرآن الکریم(البقرة:۱۵۴): ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیآء ولکن لا تشعرون.

وفی تکملة فتح الملهم(۵/۳۱): واما الشهداء فعلاقة ارواحهم بأجسادهم اقوی بالنسبة لسائر الموتی حتی ان الارض لاتأکل اجسادهم فاطلق القرآن علیهم اسم الاحیاء ولو کان المراد حیاتهم البرزخیة اوالروحیة فقط ...... وانما الفرق بینهم وبین سائر الموتی ان لأرواحهم تعلقا قویا بالاجساد فحیاتهم جسمانیة بهذا المعنی...... واما الانبیاء علیهم السلام فعلاقة ارواحهم باجسادهم. الشریفة اقوی العلاقات التی تتصور فی انسان بعد طریان الموت علیه...... (صـ۳۰) فیزعم بعض الناس انها عین الحیاة الدنیویة التی عاشوا بها قبل وفاتهم سواء بسواء والحق انه لا یقول احد باثبات الحیاة للانبیاء بعدوفاتهم بهذا المعنی وانما المقصود حیاتهم بمعنی ان لارواحهم تعلقا قویا باجسادهم الشریفة المدفونة فی القبور وبهذا التعلق القوی حدثت لاجسادهم الخصائص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كثيرة من خصائص الاحياء مثل سماع السلام ورده واشتغالهم بالعبادة و مااليٰ ذلك من خصائص المنصوصة...... (ص ٣١) وان هذه العلاقة القوية قد اثرت على بعض الاحكام الدنيوية ايضا فلا تقسم اموالهم بين ورثتهم ولا يجوز لاحد أن ينكح ازواجهم بعد وفاتهم......(ص٣٠) ولا يقول احدمن اهل الحق بنسبة جميع الخصائص التي تثبت لهم في حياتهم السابقه على وفاتهم.

ويقول العلامة السبكي رحمه الله في شفاء الاسقام(ص١٩١) ولا يلزم من كونها (اى الحياة) حقيقية ان تكون الابدان معهاكما كانت في الدنيا من الاحتياج الى الطعام والشراب، والامتناع عن النفوذ في الحجاب الكثيف وغير ذلك من صفات الاجسام التي نشاهدها بل قد يكون لها حكم آخر" (ص٣٢) اما الخوض في كنه احوال البرزخ والسعي في ادراك حقيقة تعلق الروح بالجسد او المشاحة في الاصطلاحات في تسمية هذه العلاقة بالحياة الجسمانية اوبالحياة البرزخية...... فليس من مهامّ اهل الحق ولا من طريق اهل العلم...... (ص٣٠) وبالجملة فان هذه الاحاديث مع حديث الباب تدل على كون الانبياء احياء بعد وفاتهم وهو من عقائد جمهور اهل السنة والجماعة ......

وفي المرقاة (١١/١٤٣): ان الانبياء لايموتون كسائر الاحياء بل ينتقلون من دار الفناء الى دار البقاء وقد وردبه الاحاديث والانباء وانهم احياء في قبورهم فانهم افضل من الشهداء وهم احياء عند ربهم.

(٦٥) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پسندیدہ چیز کواستہزاء ناپسندیدہ کہنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس چیز کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے فلاں چیز پسند ہے اگراس پرکوئی شخص یوں کہے کہ جو چیز آپ کوپسند ہے وہ مجھے پسندنہیں اور یہ بات استہزاء کرتے ہوئے کہتا ہے ایسے شخص کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگرکوئی شخص استہزاء کرتے ہوئے مذکورہ بالا الفاظ کہےتو وہ دائرہ اسلام سے خارج جاتا ہے۔

لمافي البحر الرائق (١٢١/٥): ويكفر ......بقوله انالااحبه حين قيل له ان النبي ﷺ كان يحب القرع وقيل ان كان على وجه الاهانة.

وفي الهندية (٢٦٥/٢): ولو قال رجل مع غيره كان رسول الله ﷺ يحب كذا بان قال مثلا كان يحب القرع فقال ذلك الغير انالااحبه فهذا كفر وهكذا روى عن ابى يوسف رحمه الله تعالى ايضا وبعض المتاخرين قالوا اذا قال ذلك على وجه الاهانة كان كفراوبدونه لايكون كفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(٦٦) یوں کہنا کہ گانا سننے سے سکون ملتا ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ چلو یار گانے سنتے ہیں تاکہ دل کو سکون ہوجائے۔اسی طرح گانے سن کر مزے لیتا ہے یعنی خوش ہوکر سنتا ہے،ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص حرام کے ارتکاب کی وجہ سے سخت گناہگار ہے جس سے اجتناب لازم ہے۔

لما فی خلاصة الفتاوی (٣٤٥/٤): استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیره حرام لانه من الملاهی وقال علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسوق والتلذذ بها من الکفر هذا علی وجه التهدید.

وفی الدرالمختار (٣٤٩/٦): استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله علیه السلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر ای بالنعمة ....فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع.

(٦٧) موسیقی کے ساتھ نعت پڑھنا کیسا ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل چند نعتیں بہت زیادہ رائج ہیں جس میں نعت کے ساتھ موسیقی بھی شامل ہوتی ہے،کیا اس طرح گانوں کی طرز پر موسیقی کے ساتھ نعت پڑھنا جائز ہے؟احادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......شریعت مطہرہ نے موسیقی سے منع فرمایا ہے۔چنانچہ اس کی ممانعت کس قدر سختی سے کی گئی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوسکتا ہے،ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں طبل کی آواز آنا شروع ہوگئی آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں تاکہ یہ آواز غیر اختیاری طور پر بھی آپ کے کانوں میں نہ پڑے،پھر آپ وہاں سے ہٹ گئے اور تین دفعہ ایسا ہی کیا پھر فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔کیا یہ واقعہ اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کافی نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اوران کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو موسیقی سے کس قدر نفرت تھی۔

اس کے علاوہ ایک روایت میں فرمایا کہ جب میری امت پندرہ چیزوں میں مبتلا ہوجائے گی تو ان میں مصائب کا نزول شروع ہوجائے گا ان چیزوں میں سے ایک چیز آپ نے یہ بھی ذکر فرمائی کہ جب ان میں گانے والیاں اور آلات موسیقی عام ہوجائیں گے۔

اب اس کے بعد ہر صاحب بصیرت شخص یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ جس چیز سے آپ کو اس قدر نفرت تھی کہ آپ اس کی آواز سننا پسند نہیں فرماتے تھے تو اب اگر اسی کے ساتھ آپ کا ذکر مبارک کیا جائے اور اسے ثواب بھی گردانا جائے تو اس سے بڑھ کر اور حماقت کیا ہوگی۔یہی وجہ ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں احناف کی کتب کے حوالے سے یہ جزئیہ نقل کیا ہے:

من قرأ القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر (ص ۱۶۷)

(جو شخص کلام مقدس کو دف یا بانسری پر پڑھے وہ کافر ہے)

اس کے بعد اپنا فتویٰ نقل کرتے ہوئے ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

قلت !ویقرب منه ضرب الدف والقضیب مع ذکر الله تعالی ونعت المصطفی ﷺ،وکذا التصفیق علی الذکر.

اس (کفر) کے قریب ہے دف اور بانسری بجانا اللہ کے ذکر اور محمد ﷺ کی نعت کے ساتھ، اور یہی حکم ذکر کے ساتھ تالی بجانے کا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ یہاں دف وغیرہ کا ذکر ہے جس کا بعض مواقع پر جواز بھی ثابت ہے، اور رہی آجکل کی موسیقی اس کے ناجائز ہونے میں تو کسی کا اختلاف بھی نہیں، اس کے بعد بھی اتنی جرأت؟ وہ ذات رؤف وکریم ہے ورنہ ہمارے اس فعل پر نہ معلوم ہمارے اوپر کیا کچھ نازل ہو جاتا اور ہم اسی کے مستحق تھے، کہ اللہ کے نبی ﷺ کا جب ہم نے سرعام مذاق اڑانا شروع کر دیا آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ یہ مذاق ہے یا نہیں؟ کہ جس چیز سے آپ منع کریں ہم نہ صرف وہی کام کریں بلکہ اسے علی الاعلان کرتے ہوئے اس پر یہ بھی سمجھیں کہ ہمیں اس پر ثواب بھی مل رہا ہے، تعجب ہے مسلمانوں کی سوچ پر کہ نہ معلوم انہیں کیا ہو گیا ہے کہ العیاذ باللہ اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کو انہوں نے فرمانبرداری سمجھ کر اس پر فخر کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی حقیقی سمجھ عطا فرمائیں۔ امین

لما فی قوله تعالی :وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ٥ (لقمان:٦)

وفی الجامع الترمذی (۲/۴۴): عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ :اذا فعلت امتی خمس عشرة خصلة حل بهاالبلاء...... واتخذت القیان والمعازف.

وفی ابن ماجة (ص۱۳۷):حدثنا محمد بن یحی ......عن مجاهد قال کنت مع ابن عمر فسمع صوت طبل فادخل اصبعیه فی اذنیه ثم تنحی حتی فعل ذلک ثلاث مرات ثم قال هکذا فعل رسول الله ﷺ.

وفی البدائع الصنائع (۶/۵۱۳):......دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء معصیة وکذا الاستماع الیه وکذا ضرب القصب والاستماع الیه الا تری ان اباحنیفة رضی الله عنه سماه ابتلاء.

وفی الدرالمختار (۶/۳۴۸): وفی السراج ودلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام ویدخل علیهم بلااذنهم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۶۸) کسی ہندو کو کافر کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کے گاؤں میں تین چار ہندو رہتے ہیں اور وہ لوگ زید کے گاؤں والوں سے برابر کے تعلقات رکھتے ہیں۔ان ہندوؤں کو کافر کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر یہ ہندو کافر کہنے کو برا اور ہتک آمیز محسوس کرتے ہوں تو ان کو کافر کہہ کر مخاطب کرنا جائز نہیں ہے۔

لمافي الهندية (۳۴۸/۵): لوقال ليهودي او مجوسي ياكافر يأثم ان شق عليه.

(وهكذا في الدرالمختار (۷۶/۴)

(۶۹) یوں کہنا کہ میں انشاء اللہ نہیں جانتا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنے ماتحت سے کہتا ہے کہ یہ کام کردینا اور وہ کہتا ہے Ok (اوکے) انشاء اللہ یعنی ٹھیک ہے جناب انشاء اللہ۔اس پر موصوف غصے میں آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں انشاء اللہ نہیں جانتا بس یہ کام کل تک ہونا چاہئے۔ایسے جملے ادا کرنے والے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص یہ جملہ ادا کرنے سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا لہٰذا ایسے شخص کو تجدید ایمان اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں تجدید نکاح کرنا چاہئے۔

لمافي التاتارخانية (۴۶۶/۵): ولوقال لغيره ان شاء الله كه فلاں كار بكنى فقال بى ان شاء الله بكنم يكفر.　　　وهكذا في الهندية (۲۶۱/۲)

(۷۰) یوں کہنا: میں اللہ اور قرآن کو نہیں مانتا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو آدمی کسی کے کام کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں آپس میں بحث ومباحثہ کررہے تھے کہ ایک نے اللہ اور قرآن مجید کی قسم کھائی،جبکہ دوسرا شخص کہنے لگا کہ میں اللہ اور قرآن کو نہیں مانتا (العیاذ باللہ) تو کیا ان الفاظ سے اس کے ایمان پر کوئی اثر پڑا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......اللہ تعالیٰ اور کلام مقدس کا انکار کفر ہے،لہٰذا یہ شخص ان کے انکار سے کافر ہوگیا اسے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے اور اپنے اس فعل قبیح پر اللہ تعالیٰ جل شانہ کے حضور استغفار کے ساتھ ساتھ آئندہ اس طرح کے کلام سے احتراز کرنا چاہیے۔

لما في البحر الرائق (۱۲۲/۵): ويكفر اذا انكر آية من القرآن او سخر بآية منه......

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفیه ایضاً (۵/۱۲۰): فیکفر اذا وصف الله بمالا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انکر وعده او وعیده او جعل له شریکا ......

وفی قاضی خان علی هامش الهندیة (۳/۵۷۳): رجل کفر بلسانه طائعا وقلبه علی الایمان یکون کافرا ولا یکون عندالله تعالی مؤمنا.

وفیه ایضاً (۳/۵۸۱): اجمع اصحابنا علی ان الردة تبطل عصمة النکاح وتقع الفرقة بینهما بنفس الردة

وفی الخلاصة (۴/۳۸۳): ومنها ان ردة احد الزوجین یوجب البینونة بینهما فی الحال بدون قضاء القاضی ..... اذا وصف الله تعالی بما لایلیق به اوسخر باسم الله او بامر من اوامره او انکر وعده اووعیده.

وفی الهندیة (۲/۲۵۸): یکفر اذا وصف الله تعالی بما لایلیق به اوسخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره اوانکر وعده ووعیده

وفیها ایضا(۲/۲۶۶): اذا انکر الرجل آیة من القرآن او تسخر بآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر......

وفیها ایضاً(۲/۲۸۳):رجل کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان یکون کافرا ولا یکون عندالله مؤمنا.

وفی الدرالمختار (۳/۱۹۳):(وارتداد احدهما) ای الزوجین (فسخ) فلا ینقص عدداً(عاجل) بلا قضاء.

وفیه ایضاً (۴/۲۴۶): مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا ومافیه خلاف یومر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح.

(۱۷) مذاقاً سوال کرنا کہ کیا تمہارے نبی نے شراب پی؟

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے مذاق میں سوال کیا کہ'' کیا تمہارے نبی نے شراب پی ہے؟'' (العیاذ باللہ)۔ بعد میں سب کے زور دینے پر کلمہ پڑھ لیا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً..........صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص مذاق واستخفاف کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ بعد میں اگر تجدید ایمان کرلیا ہے تو صحیح ہے اور اگر شادی شدہ ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی الهندیة (۲/۲۶۳): سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمهم علی الزنا ونحوه ...... یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم ....وقال مع ذلک ان الانبیاء علیهم السلام عصوا فکافر لانه شاتم.

وفی ردالمحتار (۴/۲۳۴): ایما رجل مسلم سب رسول الله او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله تعالی وبانت منه امرأته.

(۷۲) ’’اگر میں نے یہ کام کیا تو میں امت محمدیہ میں سے نہیں‘‘ کہنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں امت محمدیہ میں سے نہیں پھر اس نے وہ کام کر بھی لیا۔ اب آپ یہ بتائیں کہ یہ قسم ہے کہ وہ حانث ہو چکا ہے، اس کام کے کرنے کی بناء پر یا یہ الفاظ کفر ہیں کہ اس کام کے کرنے کی بناء پر اس کا ایمان ختم ہو گیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں مذکورہ الفاظ قسم کے ہیں البتہ اگر مذکورہ شخص اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ اس طرح قسم کھانا کفر ہے تو جب وہ کام کرے گا تو کافر ہو جائے گا اور امت محمدیہ سے نکل جائے گا اور اگر کوئی اعتقاد نہ ہو صرف جہالت کی وجہ سے ایسی قسم کھائی ہو تو کافر نہیں ہوگا۔

لمافی الهندیة (۲/۵۴): اذا قال ان فعل کذا فانا بریئ من القرآن الذی تعلمت حیث یکون یمینا ولو قال انا بریئ عن الحجة وعن الصلاة کان یمینا ....ولو قال ان فعل کذا فهو یهودی او نصرانی او مجوسی او بریئ من الاسلام او کافر ....او نحو ذلک مما یکون اعتقاده کفر فهو یمین استخفافا ....والمختار للفتوی ان کان عنده انه یکفر متی اتی بهذا الشرط ومع هذا اتی یصیر کافرا ....وان کان عنده انه اذا اتی بهذا الشرط لایصیر کافرا لایکفر.

وفی الدرالمختار (۳/۷۱۴): وبریئ من الاسلام ومن المؤمنین یمین لانه کفر وتعلیق الکفر بالشرط وسیجیئ انه ان اعتقد الکفر به یکفر والا یکفر.

وفی الشامیة : یکفر بالتشدید ای تلزمه الکفارة.

(۷۳) ’’کاش نماز روزہ فرض نہ ہوتے‘‘ یہ کہنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ کاش نماز روزہ فرض نہ ہوتے ایسا شخص کا کیا حکم ہے آیا کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر مذکورہ شخص تاویل کر کے یہ بات کہتا ہے بایں معنی کہ اس کی ادائیگی میں مشقت ہوتی ہے اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا تو کافر نہیں ہوگا اور اگر بغیر تاویل کے کہے تو کافر ہو جائے گا۔

وفي الخانية (۴/۴٦٨): ولو تمنى ان الله تعالى لولم يفرض صوم رمضان لماشق عليه لايكون كافرا......اذانوى انه لايمكنه اداء حقوقه ......ولوقال ان هذه الطاعات جعلها الله عذاباعلينا ان نوى ان طاعتها مشقة علينا لايكون كفرا. وهكذافي الهندية (۲/۲۷۰)

(۷۴) چند شرکیہ اشعار

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ اپنے آپ کو صوفی اور فنافی اللہ کہتا ہے نے یوں کہا کہ ؎

قطرہ دریا میں گر کر فنا ہوگیا بندہ وجد میں جاکر خدا ہوگیا

''خداتعالی ازل سے وحدہ لاشریک تھا لیکن بعد میں اس نے اپنے روبرو آئینہ دیکھا پھر خدا جیسا کہ ایک دوسرا ہوگیا (العیاذ باللہ) ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ کلمات شرکیہ ہیں اور ایسا اعتقاد رکھنا کفر اور ان کلمات کا پڑھنا حرام ہے۔

لمافي قوله تعالى: هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ الاية (الحشر:۲۳) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ (الاخلاص: ۱)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُۚ الاية (النساء :۴۸)

(۷۵) اناموٴمن حقا اور انا موٴمن انشاء اللہ کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ انا موٴمن حقا اور انا موٴمن انشاء اللہ۔ یہ دونوں قول کہنا صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے؟ اور کس مذہب کے مطابق صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً..........صورت مسئولہ میں اگر کوئی شخص انا موٴمن حقا کہے تو عندالاحناف اس طرح کہنا درست ہے جبکہ شوافع کے نزدیک درست نہیں۔ اور انا موٴمن انشاء اللہ کہا تو اگر ایمان میں شک کی وجہ سے کہے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا لیکن اگر اس وجہ سے کہے کہ معلوم نہیں دنیا سے جاتے وقت میرا کیا حال ہوگا، یا کسی اور ایسی ہی تاویل کی بنیاد پر کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

لمافي التاتارخانية (۵/۵۳۳): فاما الاستثناء في الايمان هل هو شك ام لا قال بعض الفقهاء: ان هذا شك في الايمان وقال بعضهم ليس بشك وصورة الاستثناء ان يقول انا مومن انشاء الله وهذا هو المذهب عند الشافعي وقال ابو حنيفة ينبغي ان يقول انامؤمن حقا وهذا هوالاصح. وقال بعضهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لاخلاف فی المسألة لان الشافعی قال انا مؤمن انشاء الله علی وجه الخوف وقال ابوحنیفة انا مومن حقا علی وجه حسن الظن بالله تعالی.

وفی خلاصة الفتاوی (۳۸۶/۴): رجل قال انا مؤمن انشاء الله یکفر ان قال من غیر تاویل ولوقال لاادری اخرج من الدنیا مؤمنااولالایکفر. (وهکذافی الهندیة ۲۵۷/۲)

(۷۶) ''فلاں کا چہرہ ملک الموت کے چہرے کی طرح ہے'' کہنے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید اور عمر دونوں میں آپس میں دشمنی ہے ایک روز زید نے یوں کہا کہ عمر کے چہرے کو تو میں ملک الموت (موت کے فرشتے) کے چہرے کی طرح سمجھتا ہوں۔ آیا اس طرح کہنے سے زید کافر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر زید نے یہ جملہ بوجہ موت کی ناگواری کے کہا ہے تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا۔ اور اگر ملک الموت (موت کے فرشتے) کی اہانت کے طور پر کہا ہے تو کافر ہو جائے گا۔

لمافی التاتارخانیة (۴۸۹/۵): اذا قال لغیره رؤیتی ایاک کرؤیة ملک الموت هذا خطاعظیم وهل یکفر هذا لقائل ؟ فیه اختلاف ....وقال بعضهم : ان قال ذلک لعداوة ملک الموت یصیر کافرا وان قال لکراهة الموت لایصیر کافرا.

وهکذا فی الهندیة (۲۶۶/۲)

(۷۷) اللہ تعالیٰ کیلئے کسی جگہ یا مکان میں ہونے کے اعتقاد کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اللہ رب العزت کیلئے مکان کو ثابت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں عرش پر ہیں یا اس پر بیٹھے ہوئے ہیں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کوئی شخص اللہ رب العزت کیلئے مخصوص مکان کو ثابت کرے اور اس کا اعتقاد رکھے تو وہ کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے چاہے یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہیں یا آسمانوں پر ہیں یا اس کے علاوہ کسی اور جگہ۔

لمافی التاتارخانیة (۴۶۴/۵): اذا قال الله تعالی فی السماء عالم ان اراد به المکان کفر وان اراد به الحکایة عماجاء فی ظاهر الاخبار لایکفر وان لم تکن له نیة یکفر عنداکثرهم.وفی التخییر وهوالاصح وعلیه الفتوی. وهکذا فی الهندیة (۲۵۹/۲)

(۷۸) ''اسلامی معاشی نظام، معاشی ترقی سے روکتا ہے'' یہ کہنے والے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ ڈیموکریسی کا نظام انسانوں کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اقتصادی ضروریات کو متضمن ہے اور اس میں انسان ترقی کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے اور اسلامی نظام ترقی سے روکتا ہے معیشت میں کیونکہ شریعت نے بہت سارے تصرفات سے منع کیا ہے شریعت کا کیا حکم ہے اس شخص کے بارے میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کا قول اگر ظاہر پر مبنی ہو بایں معنی کہ ظاہری طور پر ڈیموکریسی کے نظام کو دیکھ کر یہ بات کہہ رہا ہوں تو ایسا شخص فاسق وفاجر شمار ہوگا اور اگر وہ اعتقاد کے اعتبار سے ایسا کہہ رہا ہو بایں معنی کہ اسلامی نظام انسان کی معاشی ضروریات کو پورا نہیں کرتا ہے اور یہ ایک ناقص نظام ہے تو ایسا شخص کافر ہو جائے گا اور دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

لمافی قوله تعالی (آل عمران :۸۵): ومن يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝

(آل عمران: ۱۹): إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللهِ الْإِسْلَامُ الاية

(المائدة : ۳): اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا ط الاية

(۷۹) توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص توہین رسالت کا مرتکب ہو تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......توہین رسالت کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے لہٰذا اگر ایسا شخص توبہ کرلے اور تجدید ایمان کرلے تو ٹھیک ورنہ ایسا شخص واجب القتل ہے۔

لمافی التاتارخانية (۵/۴۷۷): من لم يقر ببعض الانبياء عليهم السلام اوعاب نبيا بشئ اولم يرض بسنة من سنن المرسلين عليهم السلام فقد كفر.

وفی الهندية (۲/۲۶۳): من لم يقر ببعض الانبياء عليهم السلام اولم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر ...... قال ابوحفص الكبير كل من ارادبقلبه بغض نبی كفر.

(۸۰) یوں کہنا کہ اگر اللہ خود بھی منع کرے تو ہم نہیں مانیں گے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مجمع مسجد کے قریب بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا ایک عالم وہاں سے گزرے تو انہوں نے ان لوگوں کو منع کیا اور کہا کہ کم از کم نماز کے اوقات میں ٹی وی بند کر دیا کرو لیکن وہاں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب رہنے دو اگر اللہ خود بھی منع کرے تو ہم بند نہیں کریں گے (العیاذ باللہ) ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اسے تجدید ایمان اور شادی شدہ ہونے کی صورت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں تجدید نکاح کرنا ضروری ہے۔

لمافی التاتارخانیة (۵/۴۸۵): اذا قال لوامرنی اللہ تعالی بکذا لم افعل اوقال لوصارت القبلة الی هذه الجهة ماصليت فقد كفر. وفی الهندية هكذا (۲/۲۵۸)

(۸۱) شرعی قانون وراثت کا انکار کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں ایک پورا خاندان مسلمان ہوا اور اب وہ تمام احکام شریعت کو تسلیم کرتا ہے لیکن شرعی قانون وراثت کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے قانون وراثت کو نہیں چھوڑ سکتے تو ایسی جماعت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ نومسلم جماعت ایک ایسے حکم کا انکار کررہی ہے جس کا حکم قرآن وسنت میں صراحتہ موجود ہے اور ہر خاص وعام جانتا ہے کہ شریعت کا اپنا قانون وراثت ہے گویا شرعی قانون وراثت کا انکار ماعلم من الدین ضرورۃ کا انکار ہے لہٰذا ایسی جماعت کو ابتداءً سمجھایا جائے، اگر تسلیم کرلیں تو ٹھیک ورنہ یہ جماعت دائرہ اسلام سے خارج سمجھی جائے گی۔

لمافی الهندية (۲/۲۶۶): اذا أنكر الرجل آية من القرآن تسخر بآية من القرآن وفی الخزانة اوعاب كفر كذا فی التاتارخانية.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/۲۲۳): والكفر لغة ستر وشرعاتكذيبه ا ى شئ مما جاء به من الدين ضرورة.

وفی الشامية تحته: المراد بالتكذيب عدم التصديق الذی مرای عدم الاذعان والقبول لماعلم مجيئه بها ضرورةً ای علما ضروريا لايتوقف علی نظر واستدلال ....واما اذلم يبلغ حد الضرورة كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت باجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الاكفاربجحده.

(۸۲) کافر کو کافر کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کافر کو کافر کہنا از روئے شرع کیسا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگر کافر کو کافر کہنا ناگوار گزرتا ہو تو جائز نہیں۔

لمافی الهندية (۵/۳۴۸): لوقال ليهودی اومجوسی یاكافر يأثم ان شق عليه.

وفی الدرالمختار (۴/۷۶): وفی القنية قال ليهودی او مجوسی یاكافر يأثم ان شق عليه.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۸۳) یارسول اللہ مدد، یاعلی مدد اور یاعلی مشکل کشا کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یارسول اللہ مدد کہے یاعلی مدد کہے اسی طرح علی مشکل کشا کے نعرے لگائے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ نیز اگر ماتحت الاسباب ایسے الفاظ سے پکارے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... جواب سے پہلے ضروری تمہید کے طور پر عرض ہے کہ کفریہ وشرکیہ الفاظ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم یہ ہے کہ ان میں کسی قسم کی تاویل ممکن ہو، دوسرے یہ کہ ان میں کسی قسم کی تاویل ممکن نہ ہو۔ اگر قائل کا قول ایسا صریح ہے کہ اس میں کسی طرح تاویل کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں کسی طرح کی تاویل اس کو کفر سے نہیں بچا سکے گی۔ اس لئے کہ ضروریاتِ دین میں تاویل سے کفر سے نہیں بچا جاسکتا۔ اور اگر وہ قول ایسا ہے کہ اس میں تاویل ممکن ہے اور متکلم سے جب اس کی مراد معلوم کی جاتی ہے تو وہ کفر صریح کے بجائے کسی بدعقیدگی یا جاہلانہ عقیدے پر دلالت کرتی ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کفر کا قول نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے قول میں تاویل کر لی جائے گی۔

اب مذکورہ سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یارسول اللہ مدد، یاعلی مدد اور اس طرح کے دوسرے الفاظ غیر اللہ سے مدد مانگنے کے جواز کے عقیدے کے ساتھ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح غیر اللہ سے بھی اسی طرح کی مدد ممکن ہے تو یہ کفر صریح ہوگا اور مذکورہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔

اور اگر قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے واسطے سے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی جاتی ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ واسطہ کی صورت میں بھی خطاب اللہ تعالیٰ کو ہی ہونا چاہئے کیونکہ وہی ذات عالم الغیب اور عالم ماکان وما یکون ہے لیکن یہ شخص کافر نہیں سمجھا جائے گا۔

نیز جہاں تک ماتحت الاسباب اس طرح پکارنے کا تعلق ہے تو یہ صرف انکی زندگی میں ممکن تھا۔ اب ان کی حیات کے بعد ماتحت الاسباب بھی اس طرح پکارنا صحیح نہیں ہے۔

لمافي قوله تعالى(يونس: ۱۰۶): وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَايَنْفَعُکَ وَلَايَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذاً مِّنَ الظّٰلِمِيْنَo

(الرعد: ۱۴): .... لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَايَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّيْهِ اِلَی الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَاهُوَ بِبَالِغِهٖ ط الاية

(النساء: ۴۸):............اِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَکَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ يَّشَآءُ ج الاية

وفي مجموعة الفتاوى على هامش الخلاصة (۴/۳۳۳): استفتاء سوال: گفتن یارسول اللہ ویاولی جائز است یانہ؟ .... وگفتن یارسول اللہ ویاولی اللہ کہ عادت هندیان است کہ در نشست

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وبر خاست میگویند نزد فقهاء حنفیان ناجائز است.

وفی فتاوی اللجنة الدائمة (۱/۹۷): نداء الانسان رسول الله اوغیره کعبدالقادر الجیلانی اواحمد التیجانی عندالقیام أو القعود والاستعانة بهم فی ذلک اونحوه لجلب نفع اودفع ضر نوع من انواع الشرک الاکبر.

(۸۴) عامل یا نجومی سے چور متعین کروانا

سوال……کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کا کوئی نقصان مثلاً چوری وغیرہ ہوجائے تو وہ شخص کسی عامل یا نجومی وغیرہ کے پاس جاتا ہے اور پھر نجومی یا عامل جس شخص کے بارے میں اپنے شک کا اظہار کرتا ہے تو یہ شخص اس کے کہنے کی بناء پر اس شخص سے اپنا نقصان وصول کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ تو آیا اس شخص کا اس نجومی یا عامل کی خبر پر اعتماد کرنا اور متعین کئے گئے شخص سے وصولی کا تقاضا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً……صورت مسئولہ میں عامل یا نجومی کے قول پر اعتماد کرکے وصولی کا تقاضا قطعاً صحیح نہیں ہے بلکہ اس کی بات کی تصدیق کرنا کفر ہے جس سے اجتناب واجب ہے۔

لمافی المشکوة (ص۳۹۳): عن حفصة قالت قال رسول الله ا من اتی عرافا فسأله عن شیٔ لم یقبل له صلوة اربعین لیلة.……… وعن ابی هریرة ص قال قال رسول الله من اتی عرافا او کاهنا فصدقه بمایقول فقد بریٔ ممانزل علی محمد.

وفی ردالمحتار (۴/۲۴۲): والحاصل ان الکاهن من یدعی معرفة الغیب باسباب وهی مختلفة…… ……والکل مذموم شرعامحکوم علیهم وعلی مصدقهم بالکفر…………وفی التاتارخانیة: یکفر بقوله انا اعلم المسروقات اوانااخبر عن اخبار الجن ایای.

(۸۵) کیا آپ ﷺ حاضر وناظر اور عالم الغیب تھے؟

سوال……کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں بریلوی حضرات کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ حاضر وناظر اور غیب کے جاننے والے ہیں جبکہ میں نے سنا ہے کہ ان عقائد سے انسان کافر ہوجاتا ہے اور اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ آپ فیصلہ فرمائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً……غیب کا علم ہونا اور حاضر وناظر ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں اور خالق کی صفات مخلوقات میں نہیں پائی جاسکتیں لہٰذا اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی اور بھی حاضر وناظر یا عالم الغیب ہے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جائے گا۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال : ۵۳،۵۷

(۸۶) جنات کی طرف آپ ﷺ کی بعثت کا انکار کرنا

سوال ... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص انکار کرے اس بات کا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کی طرف بھی مبعوث کیے گئے تھے آیا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... جو شخص جنات کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا انکار کرے تو وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ جنات کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا انکار کرنا کئی آیت کے انکار کو مستلزم ہے جو کہ کفر ہے۔

لما فی قوله تعالی (الفرقان: ۱): تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً ○

وفی روح المعانی (۱۸/۲۳۱) تحت هذه الآية: والمراد بالعالمين جمع من العالمين الانس والجن ممن عاصره الی یوم القیمة ویزیده قرأة ابن الزبیر للعالمین للجن والانس وارساله الیهم معلوم من الدین بالضرورة فیکفر منکره.

وفی لقط المرجان فی احکام الجان (ص۷۷): لم یخالف احد من طوائف المسلمین فی ان الله تعالی ارسل محمدا الی الانس والجن. وبه فسر حدیث الصحیحین بعثت الی الاحمر والاسود ....

وقال امام الحرمین فی الارشاد : قد علمنا ضرورة انه ادعی کونه مبعوثا الی الثقلین.

(۸۷) حالت حیض میں بیوی سے ہمبستری کرنے کو حلال سمجھنے والے کا حکم

سوال ..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیوی سے حالت حیض میں ہمبستری کرنے کو حلال سمجھے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... جو شخص اپنی بیوی سے حالت حیض میں ہمبستری کرے اور اس بات کا اعتقاد رکھے کہ یہ حلال اور جائز ہے تو وہ کافر نہیں ہوا لیکن اس طرح کرنا مکروہ تحریمی ہے جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

لمافی الهندیة (۲/۲۷۳): لو استحل وطء امرأته الحائض یکفر وکذا لواستحل اللواطة من امرأته وفی النوادر عن محمد رحمه الله لایکفر فی المسئلتین هو الصحیح.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۱/۲۹۷): ووطؤها یکفر مستحله کماجزم به غیر واحد ......

وقیل لایکفر فی المسئلتین وهو الصحیح وعلیه المعول لانه حرام لغیره.ولمایجیء فی المرتد انه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لایفتی بتکفیر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایة ضعیفة.

وفی الشامیة: (قولہ ووطؤھا) ای الحائض.

(لانہ حرام لغیرہ) ای حرمتہ لالعینہ ....من اعتقد الحرام حلالا اوعلی القلب یکفر اذا کان حراما لعینہ وتثبت حرمتہ بدلیل قطعی. اما اذاکان حراما لغیرہ بدلیل قطعی اوحراما لعینہ باخبار الآحاد لایکفر اذا اعتقدہ حلالا.

(۸۸) کلمات کفر کا صدور

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کلمات کفر کہے مثلاً اللہ تعالیٰ نہ رزق دیتا ہے اور نہ شفاء (العیاذ باللہ) بلکہ رزق آدمی محنت سے حاصل کرتا ہے اور شفاء دوا سے ملتی ہے۔ تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کوئی شخص ایسے کلمات کفر کہے جن میں کسی طرح کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو جیسا کہ مذکورہ بالا سوال میں ہیں تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اس پر توبہ اور تجدید اسلام ونکاح ضروری ہے۔

لمافی قولہ تعالیٰ (الذاریات:۵۸): ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوة المتین ○

(ھود:۶): ......ومامن دآبة فی الارض الا علی اللہ رزقھا الایة

(الشعراء:۸۰): ...... واذا مرضت فھو یشفین ○

وفی الھندیة (۲/۲۵۷): یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ ....او جعل لہ شریکا.

(۸۹) شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو سنی العقیدہ ہے وہ ایک شیعہ کی نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ اب ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً..........صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص شریعت کا حکم سمجھ کر جنازہ پڑھاتا ہے تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا لیکن اگر اس کا خیال یہ ہے کہ شریعت نے اس سے منع کیا ہے لیکن اس ممانعت کے باوجود پڑھاتا ہے تو فاسق وفاجر ہے۔

لمافی قولہ تعالیٰ (التوبة:۸۴): ولاتصل علی احد منھم مات ابداولاتقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون○

وفی احکام القرآن للقرطبی (۸/۲۲۱) تحت ھذہ الایة: قال علماء نا ھذا نص فی الامتناع من الصلاة علی الکفار.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی روح المعانی (۱۰/۱۵۳): اشارة الی اهانتهم بعدالموت. اخرج البخاری عن ابن عمر ...... والمراد من الصلوة المنهی صلاة المیت المعروفة.

ولمافی الصحیح للبخاری (۲/۶۷۳): عن ابن عمر رضی الله عنهما قال لماتوفی عبدالله بن ابی جاء ابنه عبدالله بن عبدالله الی رسول الله ﷺ فسأله ان یعطیه قمیصه یکفن فیه اباه فاعطاه ثم سأله ان یصلی علیه فقام رسول الله ﷺ لیصلی فقام عمر فاخذ بثوب رسول الله ﷺ............قال فصلی علیه رسول الله ا قال فانزل الله ولاتصل علی احد منهم مات ابداولاتقم علی قبره ......

وفی الهندیة (۲/۲۶۴): یجب اکفارالروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الاله الی الائمة وبقولهم خروج امام باطن وبتعطلهم الامر والنهی الی ان یخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبرائیل غلط فی الوحی الی محمدﷺ دون علی بن ابی طالبص وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین.

(۹۰) ''شیعہ سنی بھائی بھائی'' نعرہ لگانے والے کا حکم

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آجکل علماءِ حق نے شیعوں کو کافر قرار دیا ہے تو اس کے بعد بھی جو شخص شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ لگائے آیا ایسے شخص کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ شیعوں کے بارے میں علی الاطلاق کفر کا فتویٰ نہیں ہے کیا یہ بات صحیح ہے خوب وضاحت کے ساتھ جواب دیں اور تفصیلاً یہ بھی بتائیں کہ علی الاطلاق کفر کا فتویٰ کیوں نہیں ہے کیونکہ شیعہ تو شیعہ ہی ہوتا ہے؟ براہ کرم مفصل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداًومصلیاً.....شیعہ اثناعشریہ اور ہر وہ شخص جو تحریف قرآن اور موجودہ قرآن کے اصلی قرآن ہونے کا منکر ہو یا شیخین (حضرات ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کو بُرا بھلا کہتا ہو یا ان کے بارے میں صحابی رسول اور خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا انکار کرتا ہو یا اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہو یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معبود مانتا ہو یا حضرت جبرائیل علیہ السلام پر وحی لانے میں غلطی کا الزام لگاتا ہو تو وہ شخص شریعت کی رُو سے کافر ہے۔اوران کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔لیکن چونکہ شیعوں کے فرقے بہت زیادہ ہیں۔اور یہ بات کہ تمام شیعہ اس قسم کے کفریہ عقائد رکھتے ہیں تحقیق سے ثابت نہیں ہوئی،اور دوسری طرف شیعوں کے عقائد پر تقیہ کی چادر ہے ان کے عقائد معلوم ہونا بہت مشکل ہے، نیز کسی کو کافر قرار دینا چونکہ نہایت سنگین معاملہ ہے،اس لئے اس میں بے حد احتیاط ضروری ہے،اسی لئے چودہ سو سال سے علمائے اہلسنّت کی اکثریت شیعوں کو علی الاطلاق کافر کہنے کے بجائے یہ کہتی آئی ہے کہ جو شیعہ ایسے کفریہ عقائد رکھے تو وہ کافر ہے،اور یہی طریقہ بیشتر اکابر علماء دیوبند کا رہا ہے،لیکن علی الاطلاق کافر نہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ شیعوں کی گمراہی میں کوئی شبہ ہے۔جن شیعوں کو کافر قرار دینے سے احتیاط کی گئی ہے بلاشبہ وہ بھی سخت ضلالت اور گمراہی میں ہیں،لہٰذا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جن شیعوں کے کفر پر اتفاق ہے ان کو مسلمان کہنے سے کافر ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھائی بھائی کہتا ہے تو اس سے کافر تو نہیں ہوگا البتہ گنہگار ہوگا۔ اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شیعوں سے میل جول، یا اتحاد یا بھائی چارگی کا نعرہ نہ لگائیں۔ بالخصوص جبکہ شیعہ اس قسم کے تعلقات سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے غلط عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں بلکہ ان کے غلط عقائد سے واقف ہونے کے باوجود ان کے ساتھ میل جول یا تعلقات رکھنے سے اپنے ایمان کو بھی بسا اوقات خطرہ ہوتا ہے۔ اعاذنا اللّٰہ منہ

لما في القرآن الكريم(سورة الانعام: ٦٨): واما ينسينك الشيطان فلا تقعد بعد الذكرىٰ مع القوم الظالمين.

(سورة آل عمران: ٢٨): لا يتخذ المؤمنون الكافرين اولياء من دون المؤمنين ج ومن يفعل ذالك فليس من الله في شيءٍ الا ان تتقوا منهم تقة ط ويحذركم الله نفسه. الآية

وفي تفسير روح المعاني(٢٦/١٢٨): وفي المواهب ان الامام مالكا قد استنبط من هذه الآية تكفير الروافض الذين يبغضون الصحابة رضي الله تعالىٰ عنهم، فانهم يغيظونهم ومن غاظه الصحابة فهو كافر، ووافقه كثير من العلماء انتهى، وفي البحر ذكر عند مالك رجل ينتقص الصحابة فقرأ مالك هذه الآية فقال من اصبح من الناس في قلبه غيظ من اصحاب رسول الله ﷺ فقد اصابته هذه الآية.

وفي مشكوة المصابيح(ص٥٥٤): عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ اذا رايتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله على شركم.

وفي منح الروض الازهر في شرح الفقه الاكبر(ص٤٥٨): ومن جحد القرآن، اى كله او سورة منه أو آية، قلت: وكذا كلمة أو قراءة متواترة، أو زعم انها ليست من كلام الله تعالىٰ كفر.

وفي الهندية (٢/٢٦٤): الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر وان كان يفضل عليا كرم الله وجهه على ابى بكر رضي الله تعالىٰ عنه لايكون كافرا الا انه مبتدع ......ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنى كفر بالله ولو قذف سائر نسوة النبي ﷺ لايكفر ويستحق اللعنة ولو قال عمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم لم يكونوا اصحابا لايكفر ويستحق اللعنة كذا في خزانة الفقه، من انكر امامة ابى بكر الصديق رضي الله عنه فهو كافر وعلى قول بعضهم هو مبتدع وليس بكافر والصحيح انه كافر وكذالك من انكر خلافة عمر رضي الله عنه في اصح الاقوال كذا في الظهيرية، ويجب اكفارهم باكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضي الله تعالىٰ عنهم، ويجب اكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا وسيدنا محمد ﷺ كذا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

في الوجيز للكردري، ويجب اكفار الروافض في قولهم برجعة الاموات الى الدنيا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الا له الى الائمة وبقولهم في خروج امام باطن وبتعطيلهم الامروالنهى الى ان يخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبريل عليه السلام غلط في الوحي الى محمد ﷺ دون علي بن ابى طالب رضى الله تعالىٰ عنه و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين كذا في الظهيرية...... وفي (ص٢٦٦): اذا انكر الرجل آية من القرآن أو تسخر بآية من القران وفي الخزانة أو عاب كفر كذا في التتارخانية.

وفي الشامية (٢٣٧/٤): اقول: نعم نقل في البزازية عن الخلاصة ان الرافضى اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافر، وان كان يفضل عليا عليهما فهو مبتدع اهـ وهذا لايستلزم عدم قبول التوبة، على ان الحكم عليه بالكفر مشكل، لما في الاختيار اتفق الائمة على تضليل اهل البدع اجمع وتخطئتهم وسب احد من الصحابة وبغضه لايكون كفرا، لكن يضلل الخ وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث حكم البغاة، وذهب بعض اهل الحديث الى انهم مرتدون، .... نعم لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله تعالىٰ عنها أو انكر صحبة الصديق، أو اعتقد الا لوهية في علي أو ان جبريل غلط في الوحي، أو نحو ذالک من الكفر الصريح المخالف للقرآن، ولكن لو تاب تقبل توبته......

وفي الدر المختار (٢٢٩/٤، ٢٣٠): واعلم انه لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذالک رواية ضعيفة.

(۹۱) کیا سجدہ تعظیمی کفر ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے بہنوئی بدعتی اور مشرک عقیدہ کے مالک ہیں، قبر پر سجدہ بھی کر لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں سجدہ کی نیت نہیں کرتا بلکہ تعظیما جھکتا ہوں، ہماری بہن چار سال سے لڑائی جھگڑے کے بعد سے ہمارے پاس ہے اس کے دو بچے ہیں لڑکا باپ کے پاس ہے لڑکی ہمارے پاس ہے، بہنوئی نے بہن کو دو طلاقیں دینے کے بعد رجوع کر لیا تھا لیکن اس کے بعد بھی جھگڑے ہوتے رہے، اب چار سال سے بہن ہمارے پاس ہے، اب وہ بہت عاجزی سے کہہ رہے ہیں کہ بچوں کی خاطر بھیج دو جو آپ کہو گے میں ویسا کروں گا۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ اس خراب عقیدہ کے انسان کے پاس بہن کو بھیجنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بہن کو بھیجنا ہی پڑے تو کن شرائط کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تحت بھیجیں تا کہ ہم گناہ گار نہ ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... سجدہ تعظیمی قطعی حرام ہے اس کا ارتکاب کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایسے افراد پر لعنت بھیجی ہے جو قبروں پر سجدے کرتے ہیں، البتہ آپ کا بہنوئی اس سجدے سے کافر نہیں ہوا اس لئے اس کے ساتھ آپ کی بہن کا نکاح برقرار ہے، لہٰذا اگر وہ اپنے ان افعال قبیحہ سے توبہ واستغفار کر لیتا ہے اور اس کے خاندان کے بڑے اس کی ضمانت لیتے ہوں تو آپ اپنی بہن کو اس کے پاس بھیج دیں۔

لما فی الصحیح للبخاری (۱/۱۷۷): عن عائشة عن النبی ﷺ قال فی مرضه الذی مات فیه لعن الله الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجد.

وفی التاتارخانیة (۳/ص۵): رجل زوج ابنته من رجل ثم زعم انه تکلم بکفر وان ابنته حرمت علیه والزوج ینکر فالقول قول الزوج لانه ینکر الفرقة ولا یحل للمرأة ان تمنع نفسها منه اذالم تکن سمعت منه کلمة الکفر فان فعلت کانت عاصیة ناشزة.

وفی الهندیة (۵/۳٦۸): التواضع لغیر الله حرام کذا فی الملتقط من سجدللسلطان علی وجه التحیة او قبل الارض بین یدیه لایکفر ولکن یاثم لارتکابه الکبیرة هو المختار.

وفیهاایضاً (۲/۲۷۹): اذا سجد لانسان سجدة تحیة لا یکفر کذا فی السراجیة.

وفی الدرالمختار (٦/۳۸۳): وکذا مایفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان لانه یشبه عبادة الوثن وهل یکفر ان علی وجه العبادة والتعظیم کفر وان علی وجه التحیة لا وصار آثما مرتکبا للکبیرة، وفی الملتقط التواضع لغیر الله حرام.

(۹۲) مسواک کا مذاق اڑانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسواک کر رہا تھا کہ دوسرے نے کہا یہ لکڑی کیسی ہے یا اس نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ کیا یہ شخص اس طرح کہنے سے گناہ گار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً.......... صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کا مقصود یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ مسواک کون سے درخت کی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس طرح کے سوال سے مقصود سنت کا مذاق ہے تو اس سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیگا۔

لمافی التاتارخانیة (۵/۴۷۷): من لم یقر ببعض الانبیاء .... اولم یرض بسنة من سنن المرسلین علیهم السلام فقد کفر.

وهکذا فی الهندیة (۲/۲٦۳)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفیها ایضا (۴۸۲/۵): قیل هذا استخفاف بسنة رسول الله ﷺ وانه کفر .... وکذالک فی سائر السنن خصوصا فی سنة هی معروفة وثبوتها بالتواتر کالسواک وغیره.

(۹۳) خلافت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا انکار کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا منکر ہو تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اگر کسی شبہ یا تاویل کی وجہ سے خلافت کا منکر ہو تو کافر نہیں بلکہ فاسق ہے جس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔ اور اگر بغیر شبہ یا کسی تاویل کے انکار کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لمافی التاتارخانیة (۴۸۵/۵): من انکر خلافة ابی بکر فهو کافر علی قول بعضهم وقال بعضهم: هو مبتدع لیس بکافر والصحیح انه کافر وکذا من انکر خلافة عمر رضی الله عنه فی اصح الاقوال.

وهکذا فی الهندیة (۲۶۴/۲)

وفی ردالمحتار (۲۶۳/۴): قال فی شرح منیة المصلی :ان ساب الشیخین ومنکر خلافتهما ممن بناه علی شبهة له لایکفر.

(۹۴) کیا نماز ورزش ہے؟

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو یوں کہے کہ نماز ایک ورزشی عمل ہے اصلاح بدن کیلئے لہٰذا جس کی صحت خراب ہو تو اس کو زیادہ نمازیں پڑھنا چاہیے اور ہماری صحت تو ٹھیک ہے لہٰذا ہم کو زیادہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اگر ہمارا دل چاہے گا تو نماز پڑھیں گے ورنہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... کسی شخص کا یہ کہنا کہ نماز ورزش ہے اگر اس سے اُس کا عقیدہ یہ ہو کہ نماز فرض ہی نہیں اور اس کا یہ کہنا جب ہم چاہیں گے پڑھیں گے اور جب چاہیں گے چھوڑ دیں گے اس سے اُس کا عقیدہ یہ ہو کہ نماز کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے تو ایسے عقیدے کا حامل شخص کافر ہے۔ لیکن اگر مذکورہ الفاظ سے اس کا عقیدہ یہ ہو کہ نماز تو اللہ تعالیٰ کا ایک فریضہ ہے لیکن وہ سستی اور کاہلی کی بنا پر نماز نہیں پڑھتا تو اگرچہ کافر تو نہیں لیکن فاسق ضرور ہے۔

لمافی التاتارخانیة (۴۹۴/۵): وفی واقعات الناطفی قال محمد رحمه الله قول الرجل لااصلی یحتمل اربعة اوجه .... والثالث لااصلی فسقا مجانة فهذه الثلاث لیس بکفر والرابع لااصلی اذلیست تجب علی الصلاة اولم اومر بها جحودا بها وفی هذا الوجه یکفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهكذا في الهندية (۲/۲٦۸)

(۹۵) یوں کہنا کہ حضرت آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو......

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک شخص یہ کہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں گندم کا دانہ نہ کھاتے تو ہم جنت میں ہوتے۔ آیا اس طرح کا قول صحیح ہے؟ آیا اس سے وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیا...... اگر مذکورہ شخص حضرت آدم علیہ السلام کی حقارت کے طور پر کہے یا مطلب یہ ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے ہم اس طرح بد بخت نہ ہوتے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

اور اگر اس کا مطلب یہ ہو کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو ہم ان مصائب اور آلام میں نہ پڑتے تو بلاشبہ سخت گناہ گار ہوگا البتہ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگا۔ اور اگر ویسے ہی کہتا ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام گندم نہ کھاتے تو آپ کو جنت سے نہ اتارا جاتا اور ہم ان کی اولاد میں سے ہیں اولاد بھی جنت میں ہی ہوتی تو اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

لمافي التاتارخانية (۵/۴۸۰): اذا قال لولم يأكل آدم الحنطة لماوقعنا في هذه البلايا ففي كفره اختلاف المشائخ وفي الفتاوى الخلاصة: ولوقال لولم ياكل آدم الحنطة ماصرنا أشقياء يكفر.

وفي البزازية على هامش الهندية (۶/۳۲۷): لولم ياكل آدم الحنطة ماصرنااشقياء يكفر ولوقال ماوقعنا في هذالايكفر عند بعضهم. واللهاعلم بالصواب

(۹۶) کیا ہر حرام کا منکر کافر ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلدین تین طلاقوں کو ایک مانتے ہیں اور اسے حلال سمجھتے ہیں کیا ایسا حرام جس میں تھوڑا بہت اختلاف ہو اسے حلال سمجھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے یا نہیں؟ نیز غیر مقلدین کا حکم کیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیا...... جس چیز کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا انکار کفر ہے اور جب حرمت دلیل ظنی سے ثابت ہو اور اس کا منکر اگر تاویل سے انکار کرے تو ایسا شخص کافر نہیں بلکہ اس پر فسق کا حکم بھی نہیں لگایا جائے گا اور اگر تاویل کے بغیر انکار کرے تو فاسق وفاجر ہے۔

اور تین طلاق کا تین واقع ہونا یہ اجماع سکوتی سے ثابت ہے اور اجماع سکوتی ایسی دلیل قطعی نہیں جس کے منکر کو کافر کہا جاسکے البتہ یہ ایک ایسی چیز کا انکار ہے جس پر صحابہ اور بعد میں چاروں ائمہ کا اتفاق ہے لہٰذا جو شخص تین طلاقوں کو ایک مجلس میں تین نہیں بلکہ ایک شمار کرے وہ ضال ومضل ہے۔

لمافي احكام القرآن للقرطبي (۳/۱۲۹): تحت آية "الطلاق مرتان فامساك بمعروف اوتسريح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باحسان "قال علماء نا : واتفق ائمة الفتوى على لزوم ايقاع الطلاق الثلاث فى كلمة واحدة وهو قول جمهور السلف.

وفي اعلاء السنن (۱۱/۱۷۳): والحق هو ماقال جماهير اهل الاسلام من الصحابة وغيرهم ان الثلاث واقعة مجتمعة ومفرقة في المدخول بها وفي غير المدخول بها تقع مجتمعة ولاتقع مفرقة.

وفي ردالمحتار (۳/۲۳۳): واماامضاء عمر الثلاث عليهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها كانت واحدة فلايمكن الاوقد اطلعوا فى الزمان المتاخر على وجود ناسخ اولعلمهم بانتهاء الحكم لذلك لعلمهم باناطته بمعان علموا انتفاء ها فى الزمن المتاخر.

وفي نورالانوار (صـ۲۲۲): فالاقوى اجماع الصحابة نصا .... ثم الذى نص البعض وسكت الباقون من الصحابة وهوالمسمى بالاجماع السكوتى ولايكفر جاحده وان كان من الادلة القطعية.

وفي الشامية (۳/۲۳۳): توفى رسول الله ﷺ عن مائة الف عين رأته فهل صح لكم عنهم وعن عشر عشر عشرهم القول بوقوع الثلاث باطل؟ اما اولا فاجماعهم ظاهر لانه لم ينقل عن احد منهم انه مخالف عمر حين امضى الثلاث ولا يلزم فى نقل الحكم الاجماعى عن مائة الف تسمية كل فى مجلد كبير لحكم واحد على انه اجماع سكوتى ...... وقد ثبت النقل عن اكثرهم صريحا بايقاع الثلاث ولم يظهر لهم مخالف.

(۹۷) ہاتھ کی لکیروں سے قسمت کا حال معلوم کرنا

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہاتھ کی لکیروں پر یقین رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً..... ہاتھ کی لکیروں پر یقین غیب کے عقیدے اور موثر حقیقی سمجھے بغیر صرف علامت کے طور پر ہو تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر موثر حقیقی یا غیب کے علم کے طور پر ہو تو کفر ہے۔

لمافي المشكوة (صـ۳۹۳): عن ابى هريرة ص قال قال رسول الله من اتىٰ عرافا او كاهنا فصدقه بمايقول......... فقد برئ مما انزل على محمد.

وفي شرح الفقه الاكبر (صـ۱۵۱): ذكر فى الفتاوى ان قول القائل عند رؤية هالة القمر اى دائرته يكون مطر مدعيا علم الغيب لابعلامة كفر.

وفي الدرالمختار (۴/۲۴۰): والكافر بسبب اعتقاد السحر توبة له ولوامرأة فى الاصح ....

يكفر الساحر بتعلمه وفعله اعتقد تحريمه اولا ويقتل انتهى لكن فى حظر الخانية لواستعمله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

للتجربة والامتحان ولايعتقده لايكفر.

وفي الشامية تحته: في الفتح :السحر حرام بلاخلاف بين اهل العلم واعتقاد اباحته كفر ...... وحاصله انه اختار انه لايكفر الااذا اعتقد مكفرا وبه جزم في النهر ....وعلم به وبمانقلناه عن الخانية انه لايكفر بمجرد عمل السحر مالم يكن فيه اعتقاد اوعمل ماهو مكفرولذا نقل في تبيين المحارم عن الامام ابى المنصوران القول بانه كفر على الاطلاق خطأويجب البحث عن حقيقته فان كان في ذلك رد مالزم في شرط الايمان فهو كفر والافلا اه.

(۹۸) سنت کا مذاق اڑانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی داڑھی کاٹتا ہے پھر آئینہ کے سامنے کھڑے ہوکر کہتا ہے کہ میں خوبصورت ہوگیا یعنی سنت کا مذاق اڑاتا ہے تو کیا یہ شخص ان الفاظ کے کہنے سے سنت کا مذاق اڑانے والا نہیں سمجھا جائے گا؟ ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس شخص نے مسنون داڑھی کٹوا کر یہ الفاظ کہے تو استخفاف کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا لیکن اگر کوئی شخص روزانہ داڑھی کاٹتا ہے تو ایسا شخص ان الفاظ سے کافر نہیں ہوگا البتہ سخت گناہ گار ہوگا جس سے اجتناب از حد ضروری ہے۔

لمافي البحرالرائق (۵/۱۲۱): ويكفر ....باستخفافه بسنة من السنن.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/۲۲۲): من هزل بلفظ كفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف.

وفي الشامية: ولاعتبار التعظيم المنافي للاستخفاف كفر الحنفية بالفاظ كثيرة وافعال تصدر من المنهتكين لدلالتها على الاستخفاف بالدين كالصلاة بلاوضوء عمدا بل بالمواظبة على ترك سنة استخفافا بها بسبب انه فعلها النبيا ...... قلت ويظهر من هذا ان ماكان دليل الاستخفاف يكفر به.

(۹۹) داڑھی والے شخص کو بکرا کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک داڑھی والے شخص کو بکرا کہا۔ ہماری مسجد کے مولانا صاحب نے جمعہ کے بیان میں فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہوجائے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس نے داڑھی کی حقارت اور استخفاف کی وجہ سے یہ الفاظ کہے تو یہ شخص کافر ہوجائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلائل المسئلة مرت تحت السؤال السابق.

(۱۰۰) یوں کہنا کہ مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے تو اس نے کہا کہ مجھے اچھی نہیں لگتی۔ آیا اس طرح کا کلمہ کہنا صحیح ہے؟ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر یہ کلمات کہنے والا اگر سنت کے استہزاء یا حقارت کے طور پر کہے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا لیکن اگر ویسے ہی کہہ دے سنت کی توہین مقصود نہ ہو تو کافر نہیں ہوگا البتہ گناہ گار ضرور ہوگا اور اس طرح کے کلمات سے احتراز کرنا چاہئے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال :۹۸

(۱۰۱) ستارہ ملنے اور نہ ملنے کی حقیقت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکی کے رشتے کی بات چل رہی تھی، لڑکے کے متعلق ساری معلومات کرلی گئیں بعد میں لڑکی کے والد نے کہا کہ میں کل جواب دوں گا۔ دوسرے دن اس نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ میں نے وظیفہ کیا ہے، لڑکی اور لڑکے کا آپس میں ستارہ نہیں مل رہا۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ ستارہ نہ ملنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں شرعاً اس طرح کرنا ناجائز ہے اور قریب ہے کہ اس طرح کہنا آدمی کو کفر تک پہنچادے لہٰذا اس طرح کی لغویات سے احتراز کرنا چاہئے۔ ایسے معاملات میں سب سے بہتر صورت استخارہ کی ہے کہ استخارہ کرلیا جائے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی میں خیر ہوگی۔

لما فی المشکوة (صـ۳۹۳): عن حفصة قالت قال رسول الله ا من اتی عرافا فسأله عن شئ لم یقبل له صلاة اربعین لیلة.

وعن ابی هریرة ﷺ قال قال رسول الله من اتی عرافا کاهنا فصدقه بمایقول ....فقد بریٔ بما انزل علی محمد.

وفی ردالمحتار (۲۴۳/۴): واماعلم النجوم فهو فی نفسه حسن غیر مذموم اذهو قسمان.........ولولم یعتقد بقضاء الله تعالی اوادعی علم الغیب بنفسه یکفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۰۲) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر سوال کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص سید عبدالقادر جیلانیؒ یا کسی دوسرے بزرگ کے نام پر سوال کرے تو اس کا یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہ ہو تو ایسے سائل کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......کسی بزرگ کے نام پر لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور ایسے شخص کو کچھ دینا بھی جائز نہیں۔

لمافی قوله تعالی(النحل :۱۱۵):حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وماأهل لغیرالله بهج.

(المائدة :۲):.......... وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

وفی المشکوة (صـ ۴۵۱): عن ابی کبشة الانماری انه سمع رسول الله ﷺ یقول ثلث اقسم علیهن واحدثکم حدیثا فاحفظوه فاماالذی اقسم علیهن فانه مانقص مال عبدمن صدقة ....ولافتح عبدباب مسئلة الافتح الله علیه باب فقر ....

(۱۰۳) یامحی الدین وغیرہ کے الفاظ پکارنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ ''یا شیخ محی الدین، یاابوبکر، یاعثمان'' اسی طرح دوسرے اولیاء کو پکارتے ہیں۔ جبکہ میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ اس طرح پکارنا شرک ہے حالانکہ یہ لوگ اس کو شرک نہیں گردانتے اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ التحیات میں آج بھی ایہا النبی کے الفاظ موجود ہیں حالانکہ اسے کوئی بھی شرک نہیں کہتا۔

نیز بعض جگہوں پر "محی الدین شیئاً لله" وغیرہ کے الفاظ سے بھی پکارا جاتا ہے اور ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ شیخ محی الدین ہماری مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور پکار کا جواب دیتے ہیں، یہ کئی دفعہ تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

آپ فیصلہ فرمائیں کہ اس طرح پکارنا اور اس طرح کے عقائد رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو مذکورہ طریقوں سے پکارتا ہے، خصوصاً جبکہ اس عقیدے کے ساتھ پکارے کہ ہماری پکار کو یہ سنتے ہیں اور ہماری حاجات پوری کرتے ہیں تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

باقی رہا معاملہ التحیات میں ایہا النبی کے الفاظ موجود ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ہم اسی چیز کی اتباع کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو سکھلائی اور آپ نے صحابہ کو اسی طرح سکھایا تھا لہٰذا اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ نبی کریم ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بجائے ایہا النبی کے السلام علی النبی کے الفاظ سے التحیات پڑھا کرتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

نیز جو لوگ "محی الدین شیئا لله" کے الفاظ سے پکارتے ہیں اگر ان کا عقیدہ یہ ہو کہ اس طرح سے شیخ محی الدین مجالس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں حاضر ہو جاتے ہیں اور حاجت روائی کرتے ہیں تو ایسے لوگ شرک میں مبتلا ہیں جس سے توبہ اور اجتناب کی ضرورت ہے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السوال : ۸۳

(۱۰۴) سگریٹ پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص سگریٹ پیتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے، کیا اس کا یہ فعل شرعا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......سگریٹ پیتے وقت بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں۔

لمافی الطحطاوی علی مراقی الفلاح (۱/۵): واماالمکروہ فکما فی اکل الشبهات قیل ومنه الاتیان بهافی شرب الدخان عندالجمهور.

وفی ردالمحتار (۱/۹): وتکرہ عند کشف العورة اومحل النجاسات ......وقیل عندشرب الدخان أی ونحوہ من کل ذی رائحة کریهة کاکل ثوم وبصل.

(۱۰۵) فرائض وواجبات کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کا فون نمبر کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے کسی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے ایک کارڈ چھاپا جس میں پانچوں نمازوں کے فرائض وواجبات کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کا ٹیلیفون نمبر لکھا اور آگے مزید لکھا کہ روزانہ پابندی وقت سے ڈائلنگ کرتے رہیں۔ ایمرجنسی کی صورت میں ڈائریکٹ ''۶'' نمبر تہجد میں رابطہ کیجئے اور اپنی پریشانی کو فورا حل کیجئے۔ آیا ایسے الفاظ استعمال کرنا شعائر اللہ کی تعظیم کے خلاف نہیں ہے؟ کیا شرعا ایسے کارڈ چھاپنا جائز ہے؟ مسئلہ کی وضاحت فرما کر مطمئن فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا کہنا فی نفسہ جائز ہے گویا انسان اس طرح کی ادائیگی سے اپنے رب سے مناجات کرتا ہے لیکن عرف عام میں اس طرح کے جملوں کو بے ادبی سمجھا جاتا ہے لہٰذا اس طرح کے کارڈ چھاپنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/۷۶): حدثنامسلم بن ابراهیم ....عن انس قال قال النبیا ان احدکم اذاصلی یناجی ربه فلایتفلن عن یمنیه ولکن تحت قدمه الیسری.

وفی عمدة القاری (۱۸/۵) تحت هذه الروایة: هذاباب یذکر فیه المصلی یناجی ربه من ناجاه یناجیه فهو مناج وهوالمخاطب لغیرہ.

(۱۰۶) کسی کو بلانے کے لئے زور سے کلمہ پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی کو بلانے کے لئے زور سے کلمہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

؟یعنی یہ طریقہ اختیار کرنا بجائے دستک دینے کے شرعا کیسا ہے؟
الجواب حامداًومصلیاً...... کسی کو بلانے کیلئے دستک کے بجائے کلمہ طیبہ پڑھنا جائز نہیں اور ایسا کرنے والا گناہ گار ہوگا۔

لمافي الهندية (۵/ ۳۱۵): وان سبح القفاعي او صلى على النبي ﷺ عند فتح فقاعه على قصد ترويجه وتحسينه او القصاص اذاقصد بها اثم وعن هذا يمنع اذا قدم واحد من العظماء الى مجلس فسبح اوصلى على النبي ﷺ واصحابه اعلاما بقدومه حتى ينفرج له الناس اويقوموا له يأثم.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۶/ ۴۳۱): وقد كرهوا واللهاعلم ونحوه لاعلام ختم الدرس حين يقرر.

وفي الشامية: (لاعلام ختم الدرس) امااذا لم يكن اعلامابانتهائه لايكره لانه ذكر وتفويض بخلاف الاول فانه استعمله للاعلام ....واذا قال الحارس لااله الاالله ونحوه ليعلم باستقاظه فلم يكن المقصود الذكر.

(۱۰۷) داڑھی کاٹ دو ورنہ رشتہ نہیں ملے گا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت نے ایک شخص جس نے داڑھی رکھی ہوئی تھی اس سے کہنے لگی کہ آپ داڑھی کے ساتھ بکرا لگتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہنے لگی کہ اس داڑھی کی وجہ سے آپ کو کوئی رشتہ نہیں دے گا۔اسے کاٹ دو یا چھوٹا کردو۔ایسی عورت کا کیا حکم ہے؟ جبکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے یہ الفاظ مذاق کے طور پر کہے ہیں۔
الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ الفاظ کہنے سے وہ عورت دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی اسے تجدید ایمان ونکاح کرنا چاہئے کیونکہ داڑھی نبی کریم ﷺ کی سنت اور شعائر اسلام میں سے ہے جن کی توہین موجب کفر ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

دلائل المسئلة مرت سابقا في رقم السؤال :۹۸

(۱۰۸) اہل قبلہ سے کیا مراد ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سنا ہے کہ بعض احادیث میں آتا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرنی چاہئے۔اب معلوم یہ کرنا ہے کہ بریلوی اہل قبلہ میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ یہ لوگ حضور ﷺ کو غیب دان جانتے ہیں ،اگر بریلوی اہل قبلہ میں داخل ہیں تو پھر شیعہ کیوں خارج ہیں؟ کیونکہ اگر مراد صرف قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے کو اہل قبلہ میں سے شمار کیا جائے تو دونوں ہی اہل قبلہ ہی میں سے سمجھنا چاہئے ایک کو نکالنا اور دوسرے کو شامل کرنا کن وجوہات کی بناء پر ہے؟
الجواب حامداًومصلیاً......اہل قبلہ سے مراد ایسے اشخاص ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی چیز کے منکر نہ ہوں۔اگر وہ ضروریات دین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں کسی چیز کے منکر ہوں تو پھر اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے رہیں اہل قبلہ میں سے نہیں سمجھے جائیں گے۔اور روافض ضروریات دین میں سے کئی چیزوں کے منکر ہیں اس لئے انہیں اہل قبلہ میں سے شمار نہیں کیا جاتا،اسی طرح اگر کوئی بریلوی بھی ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہوتو وہ بھی خارج ہوگا ورنہ نہیں۔

لمافي شرح الفقه الاكبر (ص ۱۵۴): اعلم ان المراد باهل القبلة الذي اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله بالكليات والجزئيات وماشبه ذلک من المسائل.فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقادهم قدم العالم اونفى الحشر اونفى علمه سبحانه بالجزئيات لايكون من اهل القبلة. وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لايكفر مالم يوجد شئ من امارات الكفر وعلاماته .ولم يصدر عنه شئ من موجباته.

وفي جامع العقائد (ص ۱۵۴): ان المراد بقول علمائنا لانجوز تكفير اهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القبلة فان الغلاة من الروافض الذي يدعون ان جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي ، فان الله تعالى ارسله الى على ص وبعضهم قالوا : انه اله وان صلوا الى القبلة ليسوا بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله ا من صلى صلا تنا واستقبل قبلتنا الى آخر الحديث.

(۱۰۹) دست شناسی کی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام میں دست شناسی کی حیثیت کیا ہے؟اس فن کا سیکھنا یا اس پر یقین کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......دست شناسی کا سیکھنا اور اس پر یقین کرنا اگر غیب کے عقیدے اور مؤثر سمجھے بغیر صرف علامت کے طور پر ہوتو گناہ کبیرہ ہے اور اگر مؤثر حقیقی اور غیب کے عقیدے کے ساتھ ہوتو کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

دلائل المسئلة مر سابقا في رقم السؤال : ۹۷

(۱۱۰) حجر اسود کے بوسہ کے وقت گھن آنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک سرمایہ دار خاتون حج کے لئے گئی۔واپس آکر اس نے بتایا کہ دوران حج جب وہ حجر اسود کو بوسہ دینے گئی تو وہاں مختلف لوگوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر مجھے گھن آئی تو میں نے بوسہ نہیں دیا۔اب آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ ایسی عورت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ عورت نے ایسا فعل شعائر اسلام کے استہزاء یا تحقیر کے طور پر کیا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئی اور اگر استہزاء یا تحقیر مقصود نہیں بلکہ طبعی کراہت کی وجہ سے ایسا کیا تو اس سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوگی۔

لمافی خلاصة الفتاوی (۳۸۹/۴): ولوقال لرمضان آمد این ماه گران اوبعتیهااندر افتادم ان قال تهاونا برمضان او بالموسم یکفر وان اراد به التعب لنفسه لایکفر.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲۲۹/۴): اعلم انه لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف.

وفی الشامية: مقتضی کلامهم ایضا انه لایکفر بشتم دین مسلم ای لایحکم بکفره لامکان التاویل.

(۱۱۱) حرام کھانے پر بسم اللہ پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی کا کھانا چوری کرے پھر کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے تو اس کا یہ عمل کیسا ہے؟ کیونکہ کھانا حرام کا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر حرام کھانے پر بسم اللہ سے مقصود بسم اللہ کی تحقیر ہے تو یہ شخص بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔اور اگر بغیر ارادہ تحقیر کے پڑھے تو راجح قول کے مطابق اس فعل سے کافر نہیں ہوگا۔

لمافی روح المعانی (۶۷/۱): التسمية علی الحرام والمکروه ممالاینبغی بل هی حرام فی الحرام لاکفر علی الصحیح مکروهة فی المکروه وقیل مکروهة فیهما ان لم یقصد استخفافاوان قصده -والعیاذ باللہ تعالی - کفر مطلقا.

وفی الهندية (۲۷۳/۲): من اکل طعاما حراماوقال عندالاکل بسم اللہ حکی الامام المعروف المشتملی انه یکفر.

وفی ردالمحتار (۹/۱): فی البزازية وغیرها یکفر من بسمل عندمباشرة کل حرام قطعی الحرمة.

(۱۱۲) گناہ صغیرہ کو حلال سمجھ کر کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا ہے اور اسے حلال سمجھتا ہے اور وہ گناہ صغیرہ ہے کبیرہ نہیں تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً......گناہ کو حلال سمجھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے چاہے گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جبکہ وہ دلیل قطعی سے ثابت ہو۔

لمافی شرح الفقه الاکبر (صـ۱۵۲): ان استحلال المعصية صغیرة کانت او کبیرة کفر، اذا ثبت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کونها معصیة بدلالة قطعیة.

وفی التاتارخانیة (۵/۵۰۵): وسألت اذا اعتقده حلالا وهو حرام قال ینظر ان کان حرامالغیره کمال الغیر لایکفر اذا اعتقده حلالا، وان کان محرم العین بأن کانت حرمته ثابتة بدلیل مقطوع به یکفر .... هذا التفصیل فی العالم امافی الجاهل لایتفاوت بینهما اذا کان حرامابعینه او لغیره لانه لایعرف الفرق، بعد ذلک ان تثبت حرمته بدلیل مقطوع به یکفر والافلا.

(۱۱۳) یوں کہنا کہ مجھے شریعت سے کوئی سروکار نہیں

سوال......کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے یوں کہا کہ مجھے شریعت سے کیاتعلق ہے ،شریعت کیاہے، مجھے شریعت سے کوئی سروکار نہیں۔ایسے شخص کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ کلمات کہنے والاشخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

لمافی التاتارخانیة (۵/۴۶۸): وفی الینابیع ولوقال لرجل حکم خدای تعالی چنیں است فقال من چکنم حکم خدای چه دانم فهذا استخفاف بالله فیکفر ، وفی الفتاوی العتابیة اگر خدای رایاشریعت پیغامبر رانه پسندید چنان که کسی گوید ش خدا چهار زن حلال کرده است ،گوید من این حکم رانمی پسندم فهذا کفر.

وفی الهندیة (۲/۲۶۱): وفی العتابیة اگر حکم خدای رایاشریعت پیغمبر رانه پسندم .... الخ.

(۱۱۴) انبیاءوشیخین کوگالی دینا،قرآنی آیات میں تاویل اورزکوۃ کوٹیکس قراردینا

سوال......کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگرکوئی شخص آپ ﷺ ،سابقہ انبیاءاورشیخین کوگالی دے اورقرآنی آیات میں تاویل کرے،زکوۃ کوٹیکس قراردےاوردوسرےشخص کے جھوٹ پراسےداددیتے ہوئےبارک اللهفی کذبک کہےتوایسےشخص کے بارے میں کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورمسئولہ کی پہلی صورت میں جبکہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ ،سابقہ انبیاء یاشیخین پرسب وشتم کرےتووہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجائےگا۔

دوسری صورت میں اگروہ شخص قرآنی آیات کی ایسی تاویل کرتاہےجوصراحۃ قرآن وسنت کی نصوص کے خلاف ہےتوایساشخص کافرہوجائےگااوراگرایسی تاویل نہیں کرتاتوضال مُضل اورگمراہ ہوگا۔

تیسری صورت میں زکوۃ کوتاوان یاٹیکس تصورکرنایہ قیامت کی علامات میں سےایک علامت ہےجومسلمانوں کی انتہائی پستی پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلالت کرتی ہے۔

چوتھی صورت میں جب یہ شخص جھوٹ پر برکت کی دعا دے تو یہ معصیت کا استحلال ہے (گناہ کو حلال سمجھنا) یا وہ نصوص جن میں جھوٹ پر لعنت وارد ہوئی ہے ان کا استہزاء (مذاق) ہے اور یہ دونوں چیزیں موجب کفر ہیں۔

لمافي قوله تعالى (آل عمران : ٦١): فنجعل لعنة الله على الكاذبين ٥

وفي الجامع للترمذي (٢/٤٤): عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله ﷺ اذافعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء قيل وماهي يارسول الله قال اذا كان المغنم دولا والامانة مغنما والزكوة مغرما ......الى آخرالحديث.

وفي شرح الفقه الاكبر (صـ١٥٢): ان استحلال المعصية صغيرة اوكبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية بدلالة قطعية وكذا الاستهانة بهاكفر.

وفي الروض الازهر (صـ٤٥٩): ومن دعى الى جماعة فقال اصلي مؤحدا اى منفردا فان الله تعالى قال ان الصلوة تنهىٰ كفر يعني استدل بقوله تعالى تنهىٰ انه بمعنى تنها بلغة العجم وقدقال عليه الصلوة والسلام من فسر القرآن برأيه فقد كفر مع انه بدل وحرف وغير.

وفي الهندية (٢/٢٦٤): الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهماوالعياذبالله فهو كافر.

وفي ردالمحتار (٤/ ٢٣٥): اذا شتم احدامن الانبياء او الملائكة كفر ....فان تاب فبها والاقتل.

(۱۱۵) بینک میں اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے بینک میں رقم رکھوائی اور اپنا مذہب شیعہ لکھوایا تا کہ بینک والے اس رقم سے زکوۃ نہ کاٹیں حالانکہ اس شخص کے عقائد اہل سنت والجماعت کے عقائد کی طرح ہیں۔ اور اگر وہ شخص یوں کہے کہ میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تا کہ خود زکوۃ مستحقین تک پہنچا سکوں کیونکہ بینک والے زکوۃ کی تقسیم صحیح طریقے سے نہیں کرتے۔ ان دوصورتوں میں کیا حکم ہوگا؟

نیز اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں کوئی شخص ایسا کرے تو اس کے لئے کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً...... کفر پر رضامندی بھی کفر ہے لہٰذا یہ شخص اس فعل کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اور اس فعل کی دلیل یہ بیان کرنا کہ بینک والے زکوۃ صحیح طریقے سے تقسیم نہیں کرتے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے بچنے کے لئے یہ صورت بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ بینک میں رقم رکھوائی ہی نہ جائے یا رکھوائی جائے تو زکوۃ کی کٹوتی سے پہلے نکلوالی جائے یا کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائی جائے، ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورتوں میں زکوۃ نہیں کاٹی جاتی۔

نیز اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں ایسا کیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ اسلامی ملک میں رہتے ہوئے مسئلہ سے ناواقفیت عذر نہیں جس کی وجہ سے احکامات تبدیل ہوجائیں۔

لمافی قوله تعالی (البقرة : ۴۳): واقیموا الصلوة واتوا الزکوٰة وارکعوا مع الراکعین○

وفی الصحیح للبخاری (۱/ ۱۸۷): عن ابن عباس ان النبی ﷺ بعث معاذا الی الیمن .... ان الله افترض علیهم صدقة فی اموالهم توخذ من اغنیاء هم وترد فی فقرائهم.

وفی الهدایة (۲/ ۳۱۷): ولم یشترط العلم بالخیار لانها تتفرغ لمعرفة احکام الشرع والدار دار العلم فلم تعذر بالجهل.

وفی السراجیة (صـ۶۹): من کفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالایمان لاینفعه مافی قلبه ولایکون عندالله مؤمنا.

وفی الهندیة (۲/ ۲۵۷): ومن یرضی بکفر نفسه فقد کفر.

(۱۱۶) یوں کہنا کہ تجھ پر اور تیری مسلمانی پر لعنت ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ میں مسلمان ہوں دوسرا شخص جواب میں کہتا ہے تیرے اور تیری مسلمانی پر لعنت ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا حکم کیا ہے؟ اسی طرح ایک شخص دوسرے کو مار رہا تھا اس نے کہا کہ اللہ سے نہیں ڈرتے تو اس نے کہا نہیں تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ کی پہلی صورت میں یہ شخص ایسے الفاظ کہنے سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ اور دوسری صورت میں یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوگا لیکن گناہ گار ہوگا جس پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور آئندہ ایسے کلام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافی الهندیة (۲/ ۲۵۷): رجل قال للآخر مسلمانم فقال له لعنت بر تو وبر مسلمانی تو یکفر.

وفیها ایضا (۲/ ۲۶۱): رجل اراد ان یضرب غیره فقال له ذلک الرجل الا تخاف الله تعالی فقال لا. روی عن محمد رحمه الله انه سئل عن هذا فقال لایکفر لان له ان یقول التقوی فیما الفعل.

(۱۱۷) یوں کہنا کہ اللہ ورسول کو گواہ بناتا ہوں

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی شخص یوں کہے کہ میں اس معاملے میں اللہ اور اس کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رسول کو گواہ بناتا ہوں تو کیا اس طرح کے الفاظ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اختلاف فقہاء کی بناء پر اس طرح کے الفاظ سے کافر تو نہیں ہوگا لیکن احتیاطا تجدید ایمان ونکاح کر لینا چاہئے اور اس طرح کے کلام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافی الدر المختار (۳/ ۲۷): تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر والله اعلم.

وفي الشامية تحته: (قيل يكفر) لانه اعتقد ان رسول الله ﷺ عالم الغيب. قال في التاتارخانية وفي الحجة ذكر في الملتقط انه لايكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي ﷺ وان الرسل يعرفون بعض الغيب.

وفيها ايضا (۴/ ۲۲۹): واعلم انه لايفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة.

وفي الشامية: ان مايكون كفر اتفاقا يبطل العمل والنكاح ومافيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح اهـ.

(۱۱۸) جادوگر کی شرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جادوگر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے، کیا یہ کافر ہیں یا مسلمان؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر جادوگر کفریہ اعمال یا کفریہ عقائد میں مبتلا ہو تو کافر ہو جائے گا اور اس ارتداد کی وجہ سے اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اور اگر کفریہ اعمال وعقائد سے وابستہ نہیں تو کافر نہیں ہوگا البتہ اگر اس کی وجہ سے فساد کا خطرہ ہو تو اس صورت میں فساد کو ختم کرنے کے لئے اسے قتل کرنا جائز ہے لیکن قتل کرنا حاکم یا اس کے نائب کی ذمہ داری ہے۔

لمافي شرح الفقه الاكبر (صـ ۱۴۵): قال الشيخ ابو منصور الماتريدى القول بان السحر كفر على الاطلاق خطأ بل يجب البحث عنه فان كان ذلك رد مالزمه في شرط الايمان فهو كفر والا فلا. فلو فعل مافيه هلاك انسان اومرضه اوتفريق بينه وبين امرأته وهو غير منكر بشئ من شرائط الايمان لايكفر لكنه يكون فاسقا ساعيا في الارض بالفساد فيقتل الساحر والساحرة لان علة القتل السعي في الارض بالفساد.

وفي ردالمحتار (۴/ ۲۴۰): السحر حرام بلاخلاف بين اهل العلم واعتقاد اباحته كفر .... وحاصله انه اختار انه لايكفر الااذا اعتقد مكفرا، وبه جزم في النهر وتبعه الشارح وانه يقتل مطلقا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان عرف تعاطیه له.

(۱۱۹) یوں کہنا کہ شریعت غلط ہے/ میں خدا کو نہیں مانوں گا/ سودی قرض لے کر تبلیغ پر جانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے غصے کی حالت میں یہ الفاظ کہے کہ (العیاذ باللہ) نبی علیہ السلام کی بیان کردہ شریعت غلط ہے اس وجہ سے کہ بہن اگر بھاگ بھی جائے (یعنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے) تو بھی شریعت کی رو سے اسے ترکہ میں سے حصہ دینا پڑتا ہے۔ ایک بہن بھی گئی، دوسرے زمین بھی دو۔ ایسے شخص کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے؟

۲۔ اسی طرح ایک شخص نے غصہ کی حالت میں دوسرے کو یوں بددعا دی کہ میں تہجد پڑھ کر تیرے لئے بددعا کروں گا کہ خدا تجھے غرق کرے اور اس وقت تک بددعا کرتا رہوں گا جب تک کہ تو غرق نہ ہو جائے۔ اگر خدا نے تجھے غرق نہ کیا تو میں خدا کو خدا نہیں مانوں گا (العیاذ باللہ)۔ ایسے شخص کا کیا حکم ہے جبکہ وہ پانچ وقت کی نماز پابندی سے پڑھتا ہے؟

۲۔ غیر مسلم سے سودی قرض لے کر تبلیغ کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... مسئولہ صورتوں کی پہلی صورت میں شریعت مطہرہ کو غلط کہنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا اسے تجدید ایمان ونکاح اور اپنے ان کفریہ کلمات پر کثرت سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔

دوسری صورت میں اپنی خواہشات کی تکمیل پر ایمان کو موقوف کرنا بڑی بدبختی اور موجب کفر ہے۔ یہ الفاظ کہنے والے پر بھی تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اور آئندہ کے لئے ایسے بے ہودہ کلام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

تیسری صورت میں سودی قرضہ لے کر تبلیغ میں جانا جائز نہیں کیونکہ سود سے بچنا ہر حال میں واجب ہے اور تبلیغ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ دور دراز مقام کے سفر کئے جائیں، رقم موجود نہ ہونے کی صورت میں اپنے مقام پر رہتے ہوئے بھی یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

لمافي شرح الفقه الاکبر (صـ۱۷۴): قال ماذا الشرع هذا کفر ....من اهان الشريعة او المسائل التي لابد منها کفر.

وفيها ايضا (صـ۱۶۲): ولايکفي ان المراد بقول علمائنا لانجوز تکفير أهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القبلة، فان الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي فان الله تعالى ارسله الى علي رضي الله عنه وبعضهم قالوا:انه اله وان صلوا الى القبلة ليسوا بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله ﷺ من صلى صلاتنا واستقبل قبلتنا ....قال القونوي ولوتلفظ بکلمة الکفر طائعا غير معتقد له يکفر لانه راض بمباشرته وان لم يرض بحکمه.

وفي الاشباه والنظائر (صـ۹۰): درء المفاسد اولى من جلب المصالح فاذا تعارضت مفسدة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ومصلحة قدم دفع المفاسد غالبالان اعتناء الشرع بالمنهيات اشد من اعتنائه بالمامورات ولذا قال علیه السلام (اذا أمرتکم بشیء فاتوا منه مااستطعتم واذانهیتکم عن شیء فاجتنبوه) وروی فی الکشف حدیثا (لترک ذرة مما نهی الله عنه افضل من عبادة الثقلین).

(۱۲۰) استاد، امام یا والدین کی گستاخی کرنا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اگر کوئی شخص اپنے والدین ،امام یا استاد کی توہین کرے تو کیا قاضی یا عالم ایسے شخص کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم دے گا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً...... امام، استاد یا والدین کی توہین گناہ کبیرہ ہے جس سے اجتناب واجب ہے البتہ یہ کفر نہیں لہٰذا اگر کسی نے ایسا کرلیا تو اس کی وجہ سے تجدید ایمان ونکاح کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

لمافی قوله تعالی (الاسراء :۲۳): ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریماo

وفی احکام القرآن للجصاص (۳/ ۳۹۷): ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لایعقلون .... وهذه الآیات وان کانت نازلة فی تعظیم النبیا وایجاب الفرق بینه وبین الامة فیه فانه تادیب لنا فیمن یلزمنا تعظیمه من والد وعالم.

وفی خلاصة الفتاوی (۴/ ۳۲۶): حق العالم علی الجاهل والاستاذ علی التلمیذ قال کلاهما واحد وهوان لایفتح الکلام قبله ولایجلس مکانه ان غاب عنه ولایرد علیه کلامه ولایتقدم علیه فی مشیته.

(۱۲۱) یوں کہنا کہ میں نہیں جانتا کہ کافر جنتی ہے یا جہنمی

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ ’’مجھے پتہ نہیں کہ کافر جنت میں جائیں گے یا جہنم میں‘‘۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... ایسا کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لمافی قوله تعالی (زمر: ۷۱): وسیق الذین کفروا الی جهنم زمرا ط الایة

(هود : ۱۰۶): فاماالذین شقوافففی النار الایة

وفی التاتارخانیة (۵/ ۴۸۷): رجل قال لاادری الکافر فی الجنة اوفی النار فانه کافر لانه جاحد لکتاب الله تعالی وقال ابومطیع سألت اباحنیفة عمن یقول لاادری این یصیر الکافر قال هو جاحد لکتاب الله فهو کافر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۲۲) یوں کہنا ''مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی'' اس کا حکم

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ بھائی تم داڑھی کیوں نہیں رکھتے؟ تو اس نے جواباً کہا کہ مجھے داڑھی اچھی نہیں لگتی، اس پر میں نے اسے خوب برا بھلا کہا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے ناراض ہو گیا، اب سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کہنے سے میرا دوست اسلام سے خارج تو نہیں ہوگیا؟ اور کیا میرا اسے برا بھلا کہنا درست تھا؟ نیز یہ بتادیں کہ آئندہ ایسے شخص سے تعلقات رکھوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... اس طرح کے کلمات کہنے والا سنت کے استہزاء (مذاق اڑانا) یا سنت کی حقارت کی وجہ سے ایسے کلمات کہے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور اگر یہ مقصود نہ ہو بلکہ ویسے ہی کہہ دے تو ایسی صورت میں سخت گناہ گار ہوگا جس پر استغفار کرنا ضروری ہے۔

۲۔ آپ کا ایسے شخص کو ملامت کرنا درست تھا۔

۳۔ ایسے شخص سے تعلقات ختم کر دینے چاہیے جب تک کہ وہ اس فعل شنیع سے توبہ تائب نہ ہو جائے۔

لما فی القرآن الکریم: فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین○(الانعام: ۶۸)

وفی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (۱۳/۴): قال ابن العربی وهذا دلیل علی ان مجالسة اهل الکبائر لا تحل.

وفی البحر الرائق (۵/۱۲۱)(ط: ماجدیة): ویکفر ...... باستخفافه بسنة من السنن.

وفی البزازیة علی هامش الهندیة (۳۲۸/۶): والحاصل انه اذا استخف بسنة او حدیث من احادیثه علیه السلام کفر.

وفی الهندیة (۲۶۳/۲): من لم یقر ببعض الانبیاء علیهم الصلاۃ والسلام او لم یرض بسنة من سنن المرسلین فقد کفر.

وفی الدرالمختار (۲۲۲/۴): وفی الفتح من هزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقده للاستخفاف فهو ککفر العناد

وفی الشامیة (من هزل بلفظ کفر) ای تکلم به باختیاره غیر قاصد معناه ...... ولاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیة بالفاظ کثیرة وافعال تصدر من المنهتکین لدلالتها علی الاستخفاف بالدین کالصلاۃ بلا وضوء عمداً بل بالمواظبة علی ترک سنة استخفافا......

قلت: ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف لانه لو توقف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی قصدہ لماا حتاج الی زیادۃ عدم الاخلال بما مر لان قصد الاستخفاف مناف للتصدیق.

(۱۲۳) داڑھی کی وجہ سے حقارت سے دیکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے داڑھی والے شخص کو صرف اس لئے حقارت سے دیکھا کہ اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو شریعت میں ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کسی شخص کی صرف اس بناء پر تحقیر کی جائے کہ اس نے داڑھی رکھی ہوئی ہے تو یہ سنت کی تحقیر ہے لہٰذا تحقیر کرنے والا یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔　　واللہ اعلم بالصواب

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال:۹۸

(۱۲۴) قرأت سبعہ عشر کا انکار

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا قرأت سبعہ عشر متواتر ہیں یا اسے صرف قراء کے ہاں متواتر شمار کیا جاتا ہے؟ اور کیا اس کے تواتر کا انکار کفر ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......قرأت سبعہ عشر قراء اور غیر قراء دونوں کے ہاں متواتر ہیں لہٰذا جو شخص اس کے تواتر کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لما فی احکام القرآن للقرطبی (۴۶/۱): وهذه القراء ات المشهورة هی اختیارات اولئک الائمة القراء ......وكل واحد من هولاء السبعة روی عنه اختیار ان أو اكثر و كل صحیح. وقد اجمع المسلمون فی هذه الاعصار على الاعتماد على ماصح عن هولاء الائمة مارووه ورأوه من القراءات وكتبوا فی ذلك مصنفات فاستمر الاجماع على الصواب ......قال ابن عطیة :ومضت الاعصار والامصار على قرأة السبعة وبها يصلى لانها ثبتت بالاجماع.

وفی الاتقان للسیوطی (۸۲/۱): القراء ات السبع التی اقتصر علیها الشاطبی والثلاث التی هی قرأة ابی جعفر ویعقوب وخلف متواترة معلومة من الدین بالضرورة وكل حرف انفرد به واحد من العشرة معلوم من الدین بالضرورة انه منزل على رسول الله لایكابر فی شیء من ذلك الاجاهل.

(۱۲۵) کسی کو بے ایمان کہنے سے کفر لازم آتا ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص کسی کو بے ایمان کہے۔اس طرح کہنے سے کہنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والا کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کہنے سے کفر لازم نہیں آتا ہے البتہ ایسا کہنے والا سزا کا مستحق ہے۔

لمافی الهندية (۱٦٨/٢): من قذف مسلما بيافاسق وهو ليس بفاسق ......ياخبيث ......ياخائن ......

يازنديق ...... عزر.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (٦٩/٣): وعزر الشاتم بيا كافر ياخبيث ياسارق يافاجر.

وفي الشامية: (بياكافر)لم يقيد بكون المشتوم بذلك مسلما لمايذكره بعد.

(۱۲۶) اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو کسی بات پر تین طلاقیں دے دیں ،شوہر کو بعد میں لوگوں نے کہا کہ آپ تو نماز بھی نہیں پڑھتے بڑے شرم کی بات ہے ،تمہاری بیوی ،ساس ،سسر سب تو نمازی تھے۔اس پر اس شخص نے کہا کہ ’’نماز کس کی پڑھوں ،خدا تو مرگیا ہے‘‘ (نعوذ باللہ)۔کیا یہ الفاظ کہنے سے یہ شخص کافر ہوگیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ان کلمات کے کہنے سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

لمافي التاتارخانية (٤٦٣/٥): ولوقال لله تعالى شريك أوولد اوزوجة اوهو جاهل اوعاجز اونقص بذاته اوصفاته كفر.

وفي الهندية (٢٥٨/٢): يكفر اذا وصف الله تعالى بمالايليق به اوسخر باسم من اسمائه ...... اونسبه الى الجهل اوالعجز او النقص يكفر.

(۱۲۷) ماں سے نکاح کو حلال سمجھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گھر کے قریب ایک شخص رہتا ہے اور وہ بظاہر مسلمان لگتا ہے لیکن وہ اپنی ماں سے نکاح کو حلال سمجھتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص شریعت مطہرہ کے ایک قطعی حکم سے انکار کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لقوله تعالى (النساء :٢٣): حرمت عليكم امهاتكم الاية.

وفي التاتارخانية (٥٠٥/٥): سألت اذا اعتقده حلالا وهوحرام؟ قال ينظر ان كان حراما لغيره ...... وان كان محرم العين بأن كانت حرمته ثابتة بدليل مقطوع به يكفر ....ان تثبت حرمته بدليل مقطوع به يكفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الهندیة (۲/۲۷۲): اذا کان حراما لعینه انما یکفر اذا کانت الحرمة ثابتة بدلیل مقطوع به.

(۱۲۸) کلام مقدس کی بے حرمتی کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کلام مقدس پر پاؤں رکھ دے یا کھڑا ہو جائے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... جب کوئی شخص استخفافاً کلام مقدس پر پاؤں رکھ دے، یا اس پر کھڑا ہو جائے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

لمافی التاتارخانیة (۵/۴۹۱): سئل الحسن بن علی عمن وضع رجله علی المصحف حالفا هل یکفر فقال نعم ان کان علی وجه الاستخفاف.

وفی الهندیة (۲/۲۶۶): اذا انکر الرجل آیة من القرآن اوتسخر بآیة من القرآن وفی الخزانة اوعاب کفر.

(۱۲۹) اولیاء سے مدد مانگنا/اذان سے پہلے صلوۃ وسلام پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا ناجائز اور شرک میں داخل ہے۔

۲۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ یا تابعین سے یا ان کے ادوار میں کہیں سے مروجہ درود وسلام ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی ابتدا سلطان ناصر صلاح الدین کے زمانہ میں ۷۸۱ھ میں ہوئی لہٰذا اس کا التزام واہتمام بدعت ہے جس سے اجتناب واجب ہے۔

لمافی روح المعانی (۱۴/۱۶۶): ثم اذا کشف الضر عنکم اذا فریق منکم بربهم یشرکون ...... وفی الآیة مایدل علی ان صنیع اکثرالعوام الیوم من الجوأر الی غیره تعالی ممن لایملک لهم بل ولالنفسه نفعا ولاضر اعنداصابة الضر لهم واعراضهم عن دعائه تعالی عند ذلک بالکلیة سفه عظیم وضلال جدید لکنه اشد من الضلال القدیم.

وفی المرقات (۱۰/۵۳): عن ابن عباس قال کنت خلف رسول الله ﷺ یوما فقال یاغلام احفظ الله یحفظک احفظ الله تجده تجاهک واذا سألت فاسأل الله واذا استعنت فاستعن بالله واعلم ان الامة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیٔ لم ینفعوک الابشیٔ قد کتبه الله لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشیٔ لم یضروک الابشیٔ قد کتبه الله علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف.

وفی المرقات تحت ھذا الحدیث: واذا سألت فاسئل الله ....فاسئل الله وحده فان خزائن العطایا عنده ومفاتیح المواھب والمزایا بیده وکل نعمة اونقمة دنیویة اواخرویة فانها تصل الی العبد اوتندفع عنه برحمته من غیر شائبة غرض ولا ضمیمة علة لانه الجواد المطلق والغنی الذی لایقتصر ......واذا استعنت ای اردت الاستعانة فی الطاعة وغیرها من امور الدنیا والاخرة.

وفی البحرالرائق (۱/۲۶۱): والزیادة فی الاذان مکروھة.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۱/۳۹۰): التسلیم بعدالاذان حدث فی ربیع الاخر سنة سبعمائة واحدی وثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة.

وفی الشامیة: (قوله سنة ۷۸۱)کذافی النهر عن حسن المحاضرة للسیوطی ثم نقل عن القول البدیع للسخاوی انه فی سنة ۷۹۱ وان ابتداء ہ کان فی ایام السلطان الناصر صلاح الدین بامرہ.

(۱۳۰) کتب فقہ کی توہین کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کتب فقہ کی توہین کرتا ہے اور کبھی یوں بھی کہتا ہے کہ ''چھوڑ و یار فقہ شقہ کیا ہے''۔ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں کتب فقہ سے اگر اہل حق کی مشہور ومعتبر کتب مراد ہیں جن میں دین کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں اور یہ شخص ان کتب سے نفرت کی بناء پر ایسا کہتا ہے تو اس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے۔اور اگر فقہ سے مراد مسائل اجتہادیہ مختلف فیہا ہیں تو اس سے کافر تو نہیں ہوگا البتہ اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

لمافی الروض الازھر (ص۲۷۳): وفی التتمة من اھان الشریعة اوالمسائل التی لابد منهاکفر.

وفی التاتارخانیة (۵/۵۰۹): اذا جاء احدا لخصمین الی صاحبه بفتوی الائمة فقال صاحبه لیس کماافتوا، اوقال لایعمل بهذاکان علیه التعزیر وفی الیتیمة : سئل والدی عن قائل یقول لااقول بفتوی الائمة ولااعمل بفتواھم ماحاله ؟قال یلزمه التوبة والاستغفار وسئل عن ھذا بعضهم فقال : اذا کان ذا رأی واجتهاد وعنی انه یجتهد رأی نفسه دون رأیهم فهو معذور وان لم یکن یخشی علیه الکفر.

وھکذا بتغییر یسیر فی الهندیة (۲/۲۷۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۳۱) یوں کہنا کہ غلام احمد نبی ہوتا تب بھی میں اسے نہ مانتا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ غلام احمد قادیانی اگر نبی ہوتا تب بھی میں اسے نہ مانتا اور اس سے مراد اس کی یہ ہے کہ نبی تو عیوب سے پاک ہوتا ہے اور یہ کانا مجسم عیب ہے۔ اب ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ نیز جو شخص قادیانی کو کذاب سمجھنے کے باوجود کافر نہ کہے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں چونکہ یہ شخص غلام احمد پر تنقید کر رہا ہے اس لئے اس قول سے وہ کافر نہ ہوگا لیکن اگر تنقید مقصود نہیں بلکہ صرف یوں کہے کہ ''فلاں شخص اگر نبی ہوتا تب بھی اسے نہ مانتا''۔ ایسے کلمات کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ''اگر اللہ تعالیٰ اسے نبی بنا دیتے تو بھی میں اسے نبی نہ مانتا'' گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کر رہا ہے۔

غلام احمد قادیانی باجماع اہل حق کافر ہے اس لئے اس کے عقیدے کا علم ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص اسے کافر نہ سمجھے تو وہ خود کافر ہے۔

لمافی التاتارخانیة (۴۷۸/۵): لوقال فلان نبیا لم اؤمن به فقد کفر. وفی الصغری: لوقال بالفارسیة: اگر فلان پیغامبری بودی من باو نگرویدمی فان اراد به: لوکان فلان رسول الله لم اؤمن به فقد کفر.

وفی الهندیة (۲۶۳/۲): ولوقال لوکان فلان نبیا لم اؤمن به فقد کفر کذا فی المحیط.

(۱۳۲) ''کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے'' اور ''جو کافر کو کافر نہ کہے خود کافر ہے'' میں تعارض کا دفعیہ

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت مولانا پالن پوری حقانی صاحب اپنی کتاب ''شریعت وجہالت'' کے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر لکھتے ہیں کہ کسی کافر کو کافر کہنا مکروہ ہے۔ حالانکہ دیوبندی جماعت کے مشہور مناظر مولانا مرتضیٰ حسن پوری اپنی کتاب ''اشد العذاب'' شائع شدہ دار العلوم دیوبند کے صفحہ ۱۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ بظاہر دونوں اقوال میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ اس تعارض کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں دونوں حضرات کے اقوال میں فرق ہے۔ پہلی صورت سے مراد یہ ہے کہ کسی کی تذلیل کے لئے اسے کافر کہہ کر مخاطب کیا جائے۔ چونکہ شریعت نے بلاوجہ کسی کی تذلیل کی اجازت نہیں دی لہٰذا اسے مکروہ کہا گیا جبکہ دوسری صورت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کفریہ عقائد کے باوجود اس کے کفر کا قائل نہ ہو اور اسے کافر نہ سمجھے تو وہ خود کافر ہے۔

لقوله تعالیٰ (الاسراء: ۷۰): ولقد کرمنا بنی آدم الآیة

وفی الهندیة (۳۴۸/۵): لوقال لیهودی اومجوسی یاکافر یأثم ان شق علیه کذافی القنیة.

وفی الدرالمختار (۷۶/۴): وفی القنیة قال لیهودی اومجوسی یاکافر یأثم ان شق علیه.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۳۳) سبقت لسانی سے کلمہ کفر کہہ دینا/غلطی سے آیت غلط پڑھ دینا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کی زبان سے سبقت لسانی سے اللہ تعالیٰ کی نسبت اشرف المخلوقات نکل گیا حالانکہ وہ اشرف الحاکمین کہنا چاہتا تھا۔اس پر دوسرے شخص نے فوراً حکم لگادیا کہ یہ شخص کافر ہوگیا اسے تجدید ایمان ونکاح کرنا چاہئے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟

۲۔ ایک شخص نے انما المشرکون نجس کے بجائے انما الکافرون نجس پڑھ لیا،کیا اس طرح پڑھنے سے ایمان پر کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں غلطی سے اللہ تعالیٰ کو"اشرف المخلوقات" کہنے والا کافر نہیں ہوا۔اور دوسرے شخص کا بلاعلم کفر کا حکم لگادینا شریعت کے اصولوں کے خلاف اور لاعلمی وجہالت کا نتیجہ ہے جس سے ازحد احتیاط واجتناب کی ضرورت ہے۔

۲۔ آیت غلطی سے پڑھنے کی وجہ سے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑا البتہ جب معلوم ہوجائے تو دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھنا چاہئے۔

لمافی الهندية (۲/۲۷۶): الخاطئ اذا جرى على لسانه كلمة الكفر خطأً بان كان يريد ان يتكلم بماليس بكفر فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأً لم يكن ذالك كفراً عندالكل.

وفي ردالمحتار (۱/۶۳۰و ۶۳۱): ان الخطأ امافي الاعراب ....اوفي الحروف بوضع حرف مكان آخر ....اوتقديمه اوتاخيره ....والقاعدة عندالمتقدمين ماغير المعنى تغييرا يكون اعتقاده كفرا.

وفيها ايضا (۴/۲۲۹): ولايفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن اذا اراد ان يتكلم بكلمة مباحة فجرى على لسانه كلمة الكفر خطأً بلاقصد لايصدقه القاضي وان كان لايكفر فيمابينه وبين ربه تعالى.

(۱۳۴) دعویٰ مجددیت ومہدیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کے لئے جیسے دعویٰ نبوت ضروری ہوتا ہے اسی طرح مجدد اور مہدی کے لئے دعویٰ مجددیت اور مہدیت ضروری ہے یا نہیں؟ آج کل کئی لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ان کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......روایات میں صرف اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آخر میں ایک مجدد کو پیدا کرتے ہیں اس کی خاص علامات وغیرہ روایات میں مذکور نہیں لہٰذا کسی خاص شخص کے بارے میں متعین طور پر یہ کہنا کہ یہ مجدد ہے بہت مشکل ہے اسی طرح اگر کوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شخص خود بھی دعویٰ کرے تو وہ نا قابل قبول ہوگا۔

اور مہدی علیہ السلام کی علامات روایات میں موجود ہیں۔ان علامات کو دیکھ کر اس وقت کے لوگ پہچان لیں گے کہ یہی مہدی علیہ السلام ہیں اور یہ قیامت کے قریب ہوگا۔آج کل جو حضرات مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یہ محض جھوٹ ہے اور ایسا جھوٹا دعویٰ کرنے والے شخص کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لمافی سنن ابی داؤد (۲/۲۳۳): عن ابی هريرة فيمااعلم عن رسول الله ﷺ قال ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها دينها.

وفي المشكوة (۲/۴۷۱): عن ام سلمة عن النبى ﷺ قال يكون اختلاف عند موت خليفة .... وذكر الحديث وفيه فاذا رأى الناس ذلك اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فيبايعونه .... عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا رأيتم الرايات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوهافان فيها خليفة الله المهدى.

وفي الفتاوى الحديثية (ص۳۷): وسئلت عن طائفة يعتقدون في رجل مات من منذ اربعين سنة انه المهدى الموعود بظهوره آخرالزمان وان من انكر كونه المهدى المذكور فقد كفر فمايترتب عليه؟ فاجبت بان هذا اعتقاد باطل وضلالة قبيحة وجهالة شيعة :اما الاول فلمخالفته لصريح الاحاديث التى كادت تتواتر بخلافه ....واما الثاني فلانه يترتب عليه تكفير الائمة المصرحين في كتبهم بمايكذب هؤلاء في زعمهم وان هذا الميت ليس المهدى المذكور ومن كفر مسلما لدينه فهو كافر مرتد يضرب عنقه ان لم يتب وايضا فهولاء منكرون للمهدى الموعود به آخر الزمان، وقد ورد في حديث عند ابى بكر الاسكافي انها قالا من كذب بالدجال فقد كفر ومن كذب بالمهدى فقد كفر وهولاء مكذبون به صريحا فيخشى عليهم الكفر.

(۱۳۵) یارسول اللہ کہنا اور مصافحہ کے وقت انگوٹھا دیکھنا کیسا ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حضرات ''صلوۃ وسلام'' ہمیشہ یاء کے ساتھ پڑھتے ہیں۔کیا شرعاً اس طرح پڑھنا جائز ہے؟

نیز مصافحہ کے وقت ہاتھ دبانا اور انگوٹھا دیکھنا اس خیال سے کہ شاید یہ خضر علیہ السلام ہوں شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......روضہ مبارک کے علاوہ بطور ندا ''یارسول اللہ'' کیساتھ صلوۃ وسلام پڑھنا اگر اس عقیدے سے ہو کہ حضور ﷺ ہر جگہ خود موجود ہیں اور سنتے ہیں یہ عقیدہ خود آپ ﷺ کے ارشادات کے خلاف ہے اور شرعاً ناجائز ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ کا ارشاد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے "جوشخص میرے روضہ پر درود پڑھتا ہے اسے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے فرشتے مجھ تک پہنچاتے ہیں"۔

مصافحہ کے وقت ہاتھ دبانا یا انگوٹھا دیکھنا اس خیال سے کہ کہیں یہ خضر علیہ السلام تو نہیں بالکل بے اصل ہے، شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

لمافي المشكوة (۸٦/۱): عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ان لله ملا ئكة سياحين في الارض يبلغوني من امتي السلام.

وفيها ايضا (ص۸۷): عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عند قبرى سمعته ومن صلى على نائيا ابلغته.

وفي المرقات (۳۴۱/۲) تحت الرواية الاولى: (من امتي عليه السلام) اذا سلموا على قليلا او كثيرا وهذامخصوص بمن بعد عن حضرة مرقد ه المنور ومضجعه المطهر.

(۱۳۶) کافر کو سلام کرنا یا جواب دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کافر کو سلام کرنا کیسا ہے، جائز ہے یا نہیں؟ نیز کافر کے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں کافر کو اگر تعظیماً سلام کیا جائے تو یہ موجب کفر ہے اور اگر تعظیم مقصود نہ ہو بلکہ صرف ملاقات کے وقت محض تحیہ کے طور پر کرے تو بھی ناجائز ہے البتہ اپنی کسی حاجت وضرورت کے لئے کرے تو جائز ہے۔ اور سلام کا طریقہ یہ ہے کہ ان الفاظ سے سلام کرے "السلام على من اتبع الهدى "اور جواب میں صرف "وعلیک" کہے۔

لمافي الهندية (۳۴۸/۵): وقال مجاهد اذاكتبت الى اليهودى او النصراني في الحاجة فاكتب السلام على من اتبع الهدى.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۴۱۲/٦): ويسلم المسلم على اهل الذمة لوله حاجة والاكره هو الصحيح ....ولو سلم على الذمي تبجيلا يكفر لان تبجيل الكافر كفر.

وفي الشامية: (لوله حاجة) ......قال في التاتارخانية لان النهى عن السلام لتوقيره ولاتوقير اذا كان السلام لحاجة.

(۱۳۷) کیا مولانا کہنا شرک ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی عادت ہے کہ ہر عالم دین کو ادب کے ساتھ مولانا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لفظ سے مخاطب ہوتا ہے جبکہ عمرو اسے کہتا ہے کہ مولانا کا لفظ عام مخلوق کے لئے استعمال کرنا صحیح نہیں اس لئے کہ ہمارے مولیٰ تو صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ آیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں زید کا کسی بھی عالم کے ادب کے لئے مولانا کا لفظ استعمال کرنا صحیح ہے اور عمرو کا قول صحیح نہیں کیونکہ یہ لفظ (مولیٰ) جب مخلوق کے لئے استعمال ہو تو اس سے وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو خالق کے لئے استعمال کے وقت مراد ہوتے ہیں۔

لمافي جامع المسانيد والسنن (۲۱۵/۱۹): .... رسول الله ﷺ يقول لعلي يوم غدير خم: أليس الله اولى بالمؤمنين قالوا بلى ، قال : اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه.

وفي المشكوة (صـ۵۶۴): عن زيد بن ارقم ان النبي ﷺ قال من كنت مولاه فعلي مولاه.

وفي الهندية (۳۷۸/۵): ولوقال لاستاذه مولانا لابأس به وقد قال علي ؓ لابنه الحسن قم بين يدى مولاک عنی استاذه وكذا لابأس به اذا قال لمن هو افضل منه.

(۱۳۸) کافر سے جھاڑ پھونک کرانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مریض پر کافر سے جھاڑ پھونک کرانا جائز ہے یا نہیں؟ میرے ایک دوست کا کہنا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ میرا دل اسے تسلیم نہیں کرتا اور مجھے یہ شرک معلوم ہوتا ہے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلہ صادر فرمائیں کہ کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... ایسی جھاڑ پھونک جس میں شرکیہ الفاظ ہوں یا جس کے معنی معلوم نہ ہوں جائز نہیں ہے اور کفار کی جھاڑ پھونک عام طور پر ایسی ہی ہوتی ہے لہٰذا اجتناب کرنا چاہئے۔

لـمافي الصحيح لمسلم (۲۲۴/۲): عن عوف بن مالک الاشجعي قال كنا نرقي في الجاهلية فقلنا يارسول الله كيف ترى في ذلک فقال اعرضوا علي رقاكم لابأس بالرقى مالم يكن فيه شرک.

وفي شرح الفقه الاكبر (صـ۱۵۰): واتفقوا كلهم ايضا على ان كل رقية وتعزيم اوقسم فيه شرک بالله فانه لايجوز التكلم. وكذا الكلام الذى لايعرف معناه لايتكلم به لامكان ان يكون فيه شرک لايعرف.

(۱۳۹) ارکان اسلام کا انکار

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا کہنا یہ ہے کہ اگر زکوۃ ڈھائی فیصد سے زیادہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوتی اور روزے ایک مہینے سے زیادہ ہوتے تو میں نہ تو زکاۃ ادا کرتا اور نہ ہی روزے رکھتا۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کی مراد یہ ہے کہ میرے اندر اس سے زیادہ کی طاقت نہیں لہٰذا میں حکم کی بجا آوری نہیں کرسکتا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر مقصود اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار ہے تو اس سے یہ شخص کافر ہوجائے گا۔ البتہ بہرصورت اس طرح کے کلمات سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لـمافي التاتارخانية (۴۸۶/۵): لوقال لوامرني الله بالزكاة اكثر من خمسة دراهم او الصوم اكثر من شهر لاافعل فانه كفر.

وفي الهندية (۲۷۰/۲): ولو قال هذه الطاعات جعلها الله عذابا علينا ان تأول ذلك لا يكفر.

وفي الهندية (۲۵۸/۲): اذاقال لوامرني الله بكذا لم افعل فقد كفر كذافي الكافي.

(۱۴۰) بغیر تحقیق کفر کا فتویٰ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی عالم بغیر تحقیق کسی پر کفر کا فتویٰ لگائے تو یہ فتویٰ دینا کیسا ہے؟ کیا شریعت کی رو سے جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......کسی عالم یا مفتی کے لئے بغیر تحقیق کسی پر کفر کا فتویٰ دینا جائز نہیں ہے بلکہ اگر اس کے قول یا فعل کی کوئی اچھی تاویل ممکن ہو تو اس پر محمول کرنا چاہئے۔

لـمافي الهندية (۲۸۳/۲): اذاكان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي ان يميل الى ذلك الوجه.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۲۲۳/۴): قال في البحر وقد الزمت نفسي ان لاافتي بشئ منها.

وفي الشامية: روى الطحاوي عن اصحابنا لايخرج الرجل من الايمان الاجحود ماادخله فيه ثم ماتيقن انه ردة يحكم بها ومايشك انه ردة لايحكم بها اذا الاسلام الثابت لايزول بالشك مع ان الاسلام يعلو وينبغي للعالم اذا رفع اليه هذا ان لايادر بتكفير اهل الاسلام مع انه يقضي بصحة اسلام المكره ....وفي الفتاوى الصغرى : الكفر شئ عظيم لااجعل المؤمن كافرا متى وجدت رواية انه لايكفر.

(۱۴۱) علم غیب اور فالنامہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنات کے ذریعے غیب کی باتیں بتانا کیسا ہے؟ جو شخص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہاتھ کی لکیروں یا پرندوں کے ذریعے سے فال نکالتا ہے جو لکھ کر لفافے میں بند کی ہوتی ہے پھر پرندہ اس لفافے کو نکال لاتا ہے تو کیا ایسا شخص کافر ہے یا فاسق؟ وضاحت فرمائیں۔

نیز رسول اللہ ﷺ سے علم غیب کی نفی مع الادلہ واضح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... جنات کے ذریعے غیب کی باتیں بتانا جائز نہیں ہے کیونکہ جنات کو خود علم غیب حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کی باتوں میں ایک آدھ بات سچی اور باقی سب جھوٹ ہوتا ہے اور جنات کے ذریعے لوگوں کو غیب کی خبریں بتانے سے لوگوں کے اذہان میں اوہام پیدا ہوتے ہیں جس سے لوگوں کے عقائد خراب ہوتے ہیں لہٰذا یہ ناجائز ہے۔

۲۔ حضور ﷺ سے علم غیب کی نفی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کیونکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی خاصیت ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ کی صفات علیم، عالم، علام، اعلم، علیم بذات الصدور، عالم الغیب والشهادة، علام الغیوب اور اللہ اعلم بمایکتمون ہیں۔

۳۔ جو شخص فال نکالتا ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہو کہ میں علم غیب سے واقف ہوں تو ایسا شخص کافر ہے اور اگر اس کا عقیدہ یہ نہیں ہے بلکہ صرف کاروبار کیلئے ایسا کرتا ہے تو یہ شخص فاسق وگناہگار ہے کیونکہ اس سے لوگوں کے عقائد پر برا اثر پڑتا ہے۔

لقوله تعالیٰ(سورة البقرة:۳۳):انی اعلم غیب السموات والارض واعلم ماتبدون وماکنتم تکتمون٥

(سورة الانعام:۵۹): وعنده مفاتح الغیب لایعلمها الاهو۔ الایة

(هود:۱۲۳): ولله غیب السمٰوٰت والارض والیه یرجع الامر کله الایة

(کهف:۲۶): لهٗ غیب السمٰوٰت والارض۔ أبصر به واسمع۔ الایة

(النحل:۷۷): ولله غیب السمٰوٰت والارض۔ ومآأمر الساعة الاکلمح البصر۔ الایة

(الانعام:۵۰): قل لااقول لکم عندی خزائن الله ولااعلم الغیب ولااقول لکم انی ملکج ان اتبع الامایوحی الی۔ الایة

(الاعراف ۱۸۸): ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیرج الایة

(لقمان:۳۴): ان الله عنده علم الساعةج وینزل الغیثج ویعلم مافی الارحام۔ وماتدری نفس ماذا تکسب غدا۔ وماتدری نفس بأی ارض تموت۔ الایة

وفی المشکوة (ص۳۹۲): وعن عائشة قالت سأل اناس رسول الله ﷺ عن الکهان فقال لهم رسول الله ﷺ انهم لیسوا بشیئ قالوا یارسول الله فانهم یحدثون احیانا بالشیئ یکون حقافقال رسول الله ﷺ تلک الکلمة من الحق یخطفها الجنی فیقرها فی اذن ولیه قر الدجاجة فیخلطون فیها اکثر من مائة کذبة متفق علیه۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفیھا ایضا (صـ۳۹۳):عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہﷺ من اتی کاھنا فصدقہ بمایقول ...... فقد بریٔ مما انزل علی محمد.

قال الملاعلی القاری تحتہ فی المرقات (۹/۱۷): (فقد بریٔ مما انزل اللہ) ای کفر وھو محمول علی الاستحلال اوعلی التھدید والوعید.

وفی النبراس (صـ۵۷۵): خامسھا خبر الکاھن لانہ ممایخبرہ الجن عن مشاھدة اوسماع عن الملائکة الذین عرفوا الکوائن المستقبلة بالوحی ثم نقول قد نطق کثیر من الاحادیث واقوال السلف بکفر المنجم والکاھن ومن یصدقھماوذکر غیر واحد من المحققین ان التکفیر خاص بمن یدعی علم الغیب اویزعم النجوم مدبرة بالاستقلال اویزعم الجن عالمة بالغیب ....قلت ومع ھذا لیس الاشتغال بالنجوم والکھانة وتصدیقھما من فعل الصالحین ولاشک ان فیھا اخلالا بعقائد ضعفاء المسلمین لزعمھم ان المخبرعالم بالغیب.

وفی شرح الاکبر (صـ۱۵۱): وبالجملة العلم بالغیب امر تفرد بہ اللہتعالی لاسبیل الیہ للعباد الاباعلام منہ.

وفیہ ایضا (صـ۱۴۹): ومنھا ان تصدیق الکاھن بمایخبر من الغیب کفر لقولہ تعالی قل لایعلم من فی السماوات والارض الغیب الااللہ ولقولہ علیہ السلام من اتی کاھنا فصدقہ بمایقول فقد کفر بماانزل علی محمد ....ثم الکاھن ھو الذی یخبر عن الکوائن فی مستقبل الزمان ویدعی معرفة الاسرار فی المکان.

وفی التفسیر المنیر (۲۲/۱۶۰): لیس لاحد من الملائکة والجن والانبیاء والناس ادعاء علم الغیب وانماذلک مختص باللہتعالی.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/۲۴۲): والکاھن لمافی مختصر النھایة للسیوطی من یتعاطی الخبر عن الکائنات فی المستقبل ویدعی معرفة الاسرار ....والحاصل ان الکاھن من یدعی معرفة الغیب باسباب وھی مختلفة فلذا انقسم الی انواع متعددة کالعراف والرمال والمنجم وھوالذی یخبر عن المستقبل بطلوع النجم وغروبہ والذی یضرب بالحصی والذی یدعی ان لہ صاحبا من الجن یخبر عماسیکون والکل مذموم شرعا محکوما علیھم وعلی مصدقھم بالکفروفی البزازیة یکفر بادعاء الغیب وباتیان الکاھن وتصدیقہ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۴۲) عالم دین کے ساتھ بغض رکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب علم کی فضیلت پر بیان کر رہے تھے، بیان کرتے ہوئے انہوں نے ایک بات یہ بیان کی کہ اگر کوئی شخص عالم دین کے ساتھ بغض رکھے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کا یہ کہنا اس اعتبار سے صحیح ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عالم دین سے اس کے عالم ہونے کی بناء پر بغض رکھے تو اس کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں کوئی تردد نہیں ہے۔البتہ اگر علم کے علاوہ کسی اور وجہ سے ایسا کرتا ہے تو پھر وہ کافر نہ ہوگا تاہم کسی مسلمان خصوصاً عالم دین سے بغض رکھنا درست نہیں۔لقوله عليه السلام ولاتباغضوا ولا تحاسدو الخ

لمافي شرح الفقه الاكبر (ص-۱۷۳): وفي الخلاصة من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر.قلت :الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيوى او اخروى فيكون بغضه لعلم الشريعة ولاشك فى كفر من انكره فضلا عمن ابغضه.

وفي ردالمحتار (۷۲/۴): ذكر في شرحه على الملتقى ايضا انه على وجه المزاح يعزر فلو بطريق الحقارة كفر لان اهانة اهل العلم كفر على المختار.

(۱۴۳) عالم کی تضحیک کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی عالم دین کی تضحیک کرنا اوراسے مذاق کا نشانہ بنانا،اس کے لئے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جو عرف میں برے سمجھے جاتے ہیں مثلاً عالم کو''رانگڑ''یا''رانگڑ اول'' کہنا جبکہ عرف میں رانگڑ جاہل اور بدتہذیب لوگوں کو کہا جاتا ہے،کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً..........صورت مسئولہ میں ایسے شخص کے بارے میں کفر کا اندیشہ ہے لہٰذا ایسے کلام سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافي التاتارخانية (۵۰۸/۵): وفي الذخيرة ومن شتم عالما اوفقيها من غير سبب خيف عليه الكفر.

وفي الهندية (۲۷۰/۲):ويخاف عليه الكفر اذا شتم عالما اوفقيها من غير سبب.

(۱۴۴) عالم دین کو مسجد کا میراثی کہنے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب نے ایک عالم کے بارے میں یوں کہا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

''میرے اوران کے درمیان یہ فرق ہے کہ میں میدان کا میراثی ہوں اور وہ مسجد کا'' ایسے بے ہودہ کلمات کہنے والے شخص کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ سے پہلے یہ سمجھئے کہ عام ضابطہ یہ ہے کہ انسان کا جس سے تعلق ہوتا ہے اس کے تمام متعلقین سے بھی وہ روابط رکھتا ہے اوران میں سے کسی کے بارے میں ہر ایسی بات کہنے سے گریز کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تعلقات پر برا اثر پڑے چاہے اسے کسی موقع پر تھوڑا بہت نقصان ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑے، اب یہ دیکھ لیجئے کہ علماء کون ہیں؟ان کے بارے میں صادق ومصدوق رسول اللہ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں''العلماء ورثۃ الانبیاء'' الحدیث (مشکوۃ المصابیح ۳۴) یعنی علماء انبیاء کے وارث ہیں۔اب ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ جب کسی شخص کا کسی خاندان کے بڑے سے تعلق ہواور وہ اس کے خاندان کے دوسرے افراد پرلعن طعن کرے چاہے وہ ورثاء کیسے ہی کیوں نہ ہوں تو اس خاندان کا بڑا کبھی بھی اسے برداشت نہیں کرے گا خاص طور پر جب وہ خاندان کا سربراہ فخریہ طور پر اپنے خاندان والوں کے بارے میں کہے کہ یہ میرے اپنے ہیں، پھر کیا خیال ہے آپ کا ان علماء کے بارے میں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ خود یہ فرمارہے ہیں کہ یہ میرے اپنے ہیں اوران کا صرف میرے ساتھ تعلق نہیں بلکہ تمام انبیاء کے ساتھ ہے،اس کے بعد وہ شخص جسے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا دعویٰ ہو، زبانی دعوے میں وہ عشق نبی ﷺ کو اپنی زندگی کا بہترین سرمایہ شمار کرتا ہو، وہ آپ کی اطاعت کو اپنی کامیابی کا ذریعہ گردانتا ہو،اس کے باوجود جنہیں رسول اللہ ﷺ اپنا کہیں ان پر اعتراضات کرے ان کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرے تو کیا یہ شخص اپنے دعوے میں سچا سمجھا جائے گا؟؟

باقی رہا یہ معاملہ کہ علماء میں اگر آپ کو کوئی خامی نظر آتی ہے تو یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر وہی غلطی آپ کی اولاد کرے یا آپ کا کوئی عزیز کرے تو آپ کا اس پہ ردعمل کیا ہوگا؟ کیا آپ وہاں یہ دلیل نہیں دیں گے کہ انسان خطاء کا پتلا ہے اس سے خطاء کا سرزد ہونا کوئی بعید نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کو علماء پر نکتہ چینی کرتے وقت بھولے سے بھی یہ بات یاد نہیں آتی کیا آپ انہیں فرشتے سمجھتے ہیں؟ کہ ان سے غلطی کا صدور نہیں ہونا چاہیے۔

دوسری بات یہ کہ یہ آپ کا معیار ہے کہ آپ انہیں قابل ملامت ٹھہرارہے ہیں آپ کو کیا معلوم کہ جس وجہ سے ان پر ملامت کررہے ہیں اس کی حقیقت تک آپ پہنچے ہیں یا نہیں ورنہ اگر یہ لوگ ایسے ہی ہوتے جیسا کہ آپ کا خیال ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو معلوم تھا ناں، کہ یہ ایسے ہوں گے پھر اپنے نبی ﷺ سے یہ اعلان کیوں کروایا(''العلماء ورثۃ الانبیاء'' الحدیث) کیوں کہ آپ ﷺ تو ایک بات بھی اپنی طرف سے بیان نہیں فرماتے جب تک اللہ تعالیٰ انہیں اس کا حکم نہ دیں وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ الایة (النجم:۳،۴)

آخر کوئی بات تو تھی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے اپنی کتابوں میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی شخص علماء پہ بلاوجہ لعن طعن کرے تو سخت گناہ گار ہے اور اگر علماء کو برا بھلا کہنے سے مقصود دین اسلام کی اہانت واستخفاف ہو تو ایسے شخص کے اسلام کے خارج ہونے میں کوئی تردد نہیں۔

اب اس کے بعد وہ حضرات ذرا اپنی زندگی کا جائزہ لیں جن کا مشغلہ ہی یہ ہے کہ جہاں کسی عالم کا تذکرہ ہوا انہوں نے فوراً علماء کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مخالفت میں دلائل دینا شروع کردیے، کیا یہ حضرات اپنے تئیں اسے دانشمندی گردانتے ہیں، یہ کیسی دانشمندی ہے جو دین کو کمزور کرنے کے مترادف ہے کیونکہ لوگ اس طرح کی باتوں کی وجہ سے دین سے متنفر ہوں گے، یہ ہمارا اپنا نقصان ہے اس طرح کی باتوں سے ہم کسی کا کیا بگاڑ رہے ہیں۔ اس مشغلہ میں وہ لوگ بھی برابر کے شریک ہیں جو کسی داڑھی والے شخص یا کسی مدرسے سے وابستہ شخص کی برائی کو علماء کی برائی قرار دے کر اسے کئی دنوں تک اخبارات کی زینت بناتے ہیں اور اتنا معلوم کرنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے کہ وہ کون تھا واقعی عالم تھا یا مدرسے کا باورچی، اور ستم بالاستم یہ کہ اپنی غلطی ماننے کو تیار بھی نہیں ہوتے۔

آخری گزارش! اگر واقعی ایسا ہے کہ کسی جگہ کوئی ایسا شخص ہے جس نے علماء کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور اس کے کام علماء کے طریقے کے خلاف ہیں تو آپ بتائیں آپ اس کی اصلاح چاہتے ہیں؟ یا اسے مزید بربادی کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں؟ اگر اصلاح مقصود ہو تو جگہ جگہ مجالس میں بیٹھ کر کسی کی برائی بیان کرنا یہ اصلاح کا طریقہ نہیں اگر اس طرح کی کوئی مثال موجود ہو کہ اس روش پر کسی کی اصلاح ہوئی ہو تو آپ بتادیں بلکہ اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جس کی اصلاح چاہتے ہیں اسے نرمی سے علیحدگی میں سمجھادیں خود نہیں سمجھا سکتے تو اس کیلئے کسی ایسے شخص کا انتخاب کریں جو یہ کام احسن طریقے سے پورا کرسکے، اور اگر آپ سے یہ کام نہیں ہوسکتا تو بلاوجہ غیبت کرکے اپنی نیکیاں برباد نہ کریں بلکہ آپ اس معاملے کو چھوڑ دیں جیسا کہ آپ بہت سے معاملات پر اس لئے خاموش رہتے ہیں کہ آپ کے اظہار خیال کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایسے ہی اسے بھی سمجھ لیجئے کہ آپ کے بولنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اگر آپ سے اچھا کام نہیں ہوسکتا تو برائی نہ پھیلائیں، یہی آپ کے اور آپ کے مسلمان بھائیوں کے حق میں بہتر ہے اور اگر خاموش بھی نہیں رہ سکتے تو کم سے کم اتنا ضرور کیجئے کہ اس فرد واحد کی برائی کریں نہ کہ اس برائی میں تمام علماء کو شامل کریں جیسا کسی ادارے میں اگر کوئی ایک شخص خراب ہو تو آپ اسے ہی برا شمار کرتے ہیں اور اگر کوئی دوسرا بھی اس ادارے کی برائی کرے تو آپ اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ سارا ادارہ ایسا نہیں بلکہ یہ سارا کیا دھرا فلاں شخص کا ہے اگر یہ یہاں سے فارغ ہوجائے تو یہ ادارہ بالکل صحیح ہے تو یہی معاملہ یہاں بھی کیجئے حالانکہ ہوسکتا ہے کہ کسی ادارے کا دفاع کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہو جب کہ اس معاملے میں اگر آپ نے دین کی نصرت کی نیت کرلی تو یہ آپ کے ہمیشہ کام آنے والی چیز کا سودا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر اجر جزیل عطاء فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

لما في الاشباه والنظائر (ص ۱۹۱): الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر.

وفي المحيط البرهاني (۴۲۰/۷): واذا خاصم فقيها في حادثة وبين الفقيه له وجها شرعيا فقال ذلك المخاصم اين دانشمندي بود او قال دانشمندي مكن كه پيش نرود يخاف عليه الكفر واذا قال لفقيه اى دانشمندک او قال لعلوي اى علويک لا يكفر ان لم يكن قصد الاستخفاف بالدين.

وفي خلاصة الفتاوى (۳۸۸/۴): ومن ابغض عالما بغير سبب ظاهر خيف عليه الكفر ......نقل عن الامام الفضلي ان فقيها شكىٰ اليه وقال !قال رجل : دمزه اينجاماندي ورفتي لكتاب تركه فامر الفضلي بقتله.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی البزازیۃعلی هامش الهندیۃ (۶/۳۳۷): قال الفقیه دانشمندک او لعلوی علویک یکفران قصد به الاستخفاف بالدین وان لم یرد به الاستخفاف بالدین لا یکفر ویجئی التصغیر للتعظیم ایضا وشتم العالم او العلوی لامرغیر صالح فی ذاته وعداوته لخلافه الشرع لا یکون کفراًولا خطاً.

وفی الدرالمختار (۴/۷۱): لا یعزر بیا حمار یا خنزیر، یا کلب، یا تیس، یا قرد، یا ثور، یا بقر، یاحیة لظهور کذبه واستحسن فی الهدایۃالتعزیر……

وفی الشامیۃ (واستحسن فی الهدایۃ) ……وقیل ان کان المسبوب من الاشراف کالفقهاء والعلویۃ یعزر لانه یلحقهم الوحشة بذلک وان کان من العامة لا یعزر وهذا احسن ……(ص۷۲. تنبیه) ذکر فی شرحه علی الملتقی ایضا انه لو علی وجه المزاح یعزر فلو بطریق الحقارة کفر لان اهانة اهل العلم کفر …

(۱۴۵) علماء کرام کوسب وشتم کرنے والے کا حکم

سوال…… کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو یوں کہتا ہو کہ موجودہ زمانے کے علماء کرام یہودی اور نصرانی ہیں ان میں کوئی ابھی ایسا عالم نہیں جو شریعت کے راستے پر چلتا ہو اور وہ علماء کرام کو سب وشتم بھی کرتا ہو تو ایسا شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً…… مذکورہ شخص اگر علماء کرام کو حقیر سمجھتے ہوئے اور ان کی اھانت کرتے ہوئے ایسے الفاظ کہتا ہے تو وہ کافر ہے اس طرح اگر بغیر کسی سبب کے ایسا کہے تب بھی کافر ہو جائے گا۔

دلائل المسئلة مرت سابقافی رقم السؤال : ۱۴۲ و ۱۴۳

(۱۴۶) مشائخ پر لعن طعن کرنے والے سے تعلقات رکھنا

سوال……کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلدین جو فقہ کے منکر ہیں اور بڑے بڑے مشائخ کو گالیاں دیتے ہیں خاص طور پر احناف سے حد درجہ بغض وعناد رکھتے ہیں اور خصوصاً صاحب ہدایہ وغیرہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے مذہب حنفی کو قرآن وسنت کے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ یہ حضرات اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور سب وشتم پر اتر آتے ہیں۔ آیا ایسے منکرین فقہ اور گستاخ مشائخ لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ امام بنیں تو ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً……ایسے اشخاص فاسق ہیں۔ مشائخ اور فقہاء کرام کو گالیاں دینے سے کفر کا اندیشہ ہے لہٰذا ان سے تعلقات قائم کرنا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۱۳/۱۷): فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ....قال ابن العربی وھذا دلیل علی مجالسة اھل الکبائر لاتحل.

وفی الھندیة (۸۵/۱): وتجوز امامة الاعرابی ....والفاسق .....الاانھا تکرہ.

وفیھا ایضا (۲۷۰/۲): من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیه الکفر.

وفی ردالمحتار (۲۳۷/۴): وترد شھادة من یظھر سب السلف لانه یکون ظاھر الفسق .....وقال الزیلعی اویظھر سب السلف یعنی الصالحین منھم وھم الصحابة والتابعون لان ھذہ الاشیاء تدل علی قصور عقله وقلة مروء ته.

(۱۴۷) بے نمازی اوراس کے ساتھ تعلق رکھنے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بے نمازی کو کامل مسلمان کہنے اوراس کے گھر کا کھانا کھانے اوراس کے ساتھ تعلقات رکھنے کا شرعاً حکم کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً..... جان بوجھ کرمحض اپنی سستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے۔قرآن وحدیث میں ایسے شخص کے متعلق بہت سخت وعیدیں آئی ہیں تاہم ایسا شخص ایمان سے نہیں نکلتا بلکہ مؤمن ہوتا ہے گوکامل ایمان نہ ہولہٰذا یہ گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد ضرور جنت میں جائے گااور چونکہ یہ مومن ہےاس لئے دوسرے مسلمانوں پراس کے حقوق (عیادت، جنازہ وغیرہ) ادا کرنا بھی لازم ہے اورعام حالات میں اس کے ساتھ تعلقات رکھنا،اس کے گھر کا کھانا کھانا جب کہ اس میں کوئی دینی نقصان نہ ہوجائز ہے،البتہ تادیباًاس امید سے اس سے قطع تعلق کرنا کہ شاید اس طرح وہ نماز اوردین کا پابند ہوجائے جائز ہے بلکہ اگراس طریقہ سے اس کے نماز اوردین کے پابند ہونے کا غالب گمان ہوتواس وقت یہ قطع تعلق ضروری ہوگی۔اسی طرح اگراس سے تعلقات رکھنے میں غالب گمان یہ ہوکہ اس طرح یہ نماز اوردین کا پابند ہوجائے گا تو پھر تعلقات رکھنا مناسب ہے۔

لمافی تکملة فتح الملھم(۳۵۶/۵): وحاصل ذلک ان الھجران انما یحرم اذا کان من جھة غضب نفسانی اما اذا کان علی وجه التغلیظ علی المعصیة والفسق اوعلی وجه التادیب کما وقع مع کعب بن مالک وصاحبیه او کما وقع لرسول الله ﷺ مع ازواجه او لعائشة مع ابن الزبیر رضی الله عنھم فانه لیس من الھجران الممنوع.

وفی الھندیة(۵۰/۱):ولایقتل تارک الصلوة عامدا غیر منکر وجوبھا بل یحبس حتی یحدث توبة.

وفی الشامیة (۳۸۸/۶): (قوله وجاز عیادة فاسق) وھذا غیر حکم المخالطة ذکر صاحب الملتقط یکرہ للمشھور المقتدی به الاختلاط برجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورة لانه یعظم امرہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بین الناس ولو کان رجل لایعرف یداریه لیدفع الظلم عن نفسه من غیر اثم فلا بأس به.

وفی الشامیة(۶/۳۳۸): والمراد بها سنن الهدی کالجماعة والاذان والاقامة فان تارکها مضلل ملوم کمافی التحریر والمراد الترک علی وجه الاصرار بلا عذر.

(۱۴۸) توہین رسالت کے مرتکب کا حکم

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتا ہو اور توہین رسالت کا مرتکب ہو اور کہتا ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری شریعت بیان نہیں کی (العیاذ باللہ) کیا ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً...... جو شخص توہین رسالت کا مرتکب ہو اور العیاذ باللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرتا ہو تو ایسا شخص مرتد ہے اور ایسے شخص کو وہی سزادی جائے گی جو کہ مرتد کو دیجاتی ہے۔

لمافی الهندیة (۲/۲۶۳): سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش کعزمهم علی الزنی ونحوه الذی یقوله الحشویة فی یوسف علیه السلام قال یکفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم قال ابو ذر من قال ان کل معصیة کفر وقال مع ذلک ان الانبیاء علیهم السلام عصوا فکافر لانه شاتم.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۴/ ۲۳۱، ۲۳۳): والکافر بسب النبی من الانبیاء فانه یقتل حدا ولاتقبل توبته مطلقا ......لکن صرح فی آخرالشفاء بان حکمه کالمرتد ومفاده قبول التوبة کمالایخفی.

وفی الشامیة: ان المشهور عن مالک واحمد انه لایستتاب ولایسقط القتل عنه وهوقول اللیث بن سعد وذکر القاضی عیاض انه المشهور من قول السلف وجمهور العلماء وهواحد الوجهین لاصحاب الشافعی. وحکی عن مالک واحمد انه تقبل توبته وهوقول ابی حنیفة واصحابه .... فهذا صریح کلام القاضی عیاض فی الشفاء والسبکی وابن تیمیة وائمة مذهبه علی ان مذهب الحنفیة قبول التوبةبلاحکایة قول اخرعنهم.

(۱۴۹) نداء غیر اللہ کے جواز کی ایک صورت

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نداء غیر اللہ سے متعلق بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اگر پکارنے والا تصفیہ باطن سے منادیٰ کا مشاہدہ کررہا ہو تو جائز ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ تصفیہ باطن کے بعد اولیاء اللہ کو پکارا جاسکتا ہے۔اس کی وضاحت فرماکر ممنون فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً......قابل غور امر یہ ہے کہ تصفیہ باطن کے بعد نداء غیراللہ سے کیا مراد ہے؟ تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص معرفت الٰہیہ میں ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بعض غیر منکشف احوال اللہ تعالیٰ اس پر منکشف فرمادیں۔ اس انکشاف کو کرامت یا کشف سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ کرامات وکشف صحابہ کرام سے لیکر اولیاء اللہ تک ثابت ہیں جیسے ایک لشکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا، ایک موقع پر اس لشکر کو شکست ہونے لگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین دوران خطبہ جمعہ آواز لگائی "**یاساریة الجبل**" اور یہ آواز مدینہ سے ہزاروں میل دور لشکر نے سنی، اس پر عمل کیا اور شکست سے بچ گئے۔

اب یہاں ندائے غیراللہ تو پائی جارہی ہے لیکن اس ندا سے مراد وہ ندا نہیں جو ہمارے یہاں معروف ہے کہ کسی ولی کو مدد کے لئے پکارا جائے تاکہ وہ اسے نفع پہنچائے یا نقصان سے بچائے کیونکہ ایسی ندا نصوص کے خلاف اور شرک ہے کیونکہ اس ندا میں اس "ولی اللہ" کو مؤثر خیال کیا جاتا ہے اور یہی شرک ہے۔ باقی جو ندا اس واقعہ میں ثابت ہے اس میں شرک کا شائبہ تک نہیں کیونکہ یہ مدد کے حصول کے لئے نہیں بلکہ ایک دینی مصلحت کے تحت ہے اس طرح کی ندا کسی ولی سے بھی ظاہر ہوجائے ممنوع نہیں بلکہ یہ اس ولی کی کرامت سمجھی جائے گی۔

لمافي البداية والنهاية (۷/۱۳۴): ذكر سيف عن مشائخه ان سارية بن زنيم قصد فسا ودار ابجرد .... فرأى عمر في تلك الليلة فيمايرى النائم معركتهم وعددهم في وقت من النهار .... فخطب الناس واخبرهم بصفة مارأى ثم قال ياسارية الجبل الجبل ثم اقبل عليهم وقال: ان لله جنودا ولعل بعضها ان يبلغهم .... وذكر سيف في رواية اخرى عن شيوخه ان عمر بينما هو يخطب يوم الجمعة اذقال: ياسارية بن زنيم الجبل الجبل. فلجأ المسلمون الى جبل هناك فلم يقدر العدو عليهم الامن جهة واحدة فاظفرهم الله بهم.

وهكذا في اسدالغابة (۴/۱۷۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فصل فی السنة و البدعة

(سنت اور بدعت کے بیان میں)

(۱۵۰) قبروں پر چادریں چڑھانا اور اس کی چوری کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے بلکہ پورے پاکستان میں یہ رواج ہے کہ لوگ بزرگوں یا عام مردوں کی قبروں پر چادر ڈالتے ہیں۔ آیا قبر پر چادر ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر کوئی اس کو چوری کرلے تو اس پر شرعی سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... قبروں پر چادریں ڈالنا چاہے وہ بزرگوں کی ہوں یا عام لوگوں کی ہرصورت میں ناجائز ہے۔ اور اگر ان چادروں کو کوئی چوری کرلے تو اس کے ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے کیونکہ یہ غیر محفوظ مال ہے۔

لمافی الهندية (۲/۱۷۰): وهی فی الشرع اخذ العاقل البالغ نصابا محرزا اوماقيمة نصاب ملكا للغير لاشبهة له فيه علی وجه الخفية.

وفی الشامية (۲/۲۳۸): تكره الستور علی القبور.

(۱۵۱) بارش کے لئے مزارات پر جانور ذبح کرنا/مصیبت کے وقت اذان دینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب قحط سالی ہونے لگے اور بارشیں بند ہوجائیں تو بارش کے لئے مزارات پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ کیا شرعاً ایسا کرنا صحیح ہے؟ نیز مصیبت کے وقت اذان دینا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں جانور اگر تقرب لغیر اللہ (غیر اللہ کی رضا و خوشنودی) کے لئے ذبح کیا تو وہ جانور حرام ہوگا۔ اور اگر تقرب الی اللہ مقصود ہو اور جانور ذبح کرتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ہی نام لیا ہو تو جانور حلال ہوگا لیکن دونوں صورتوں میں مزارات پر جانور ذبح کرنا ناجائز اور بدعت ہے جس کا کوئی ثبوت خیر القرون سے نہیں پایا جاتا اس لئے اس سے احتراز لازم ہے۔

نیز مصیبت کے وقت اذان دینا مسنون ہے۔

لمافی احكام القرآن للقرطبی (۲/۲۲۳): "وماأهل به لغير الله" ای ذكر عليه غير اسم الله تعالی وجرت عادة العرب بالصياح باسم المقصود بالذبيحة وغلب ذلك فی استعمالهم حتی عبر به عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السنة التي هي علة التحريم.

وفي روح المعاني (۲/ ۴۲): (وما اهل لغير الله) اى ماوقع متلبسا به اى بذبحه الصوت لغيرا لله تعالي ...... والمراد بغير الله تعالي الصنم وغيره كماهو الظاهر.

وفي الدرالمختار (۲/ ۳۸۵): وفي حاشية البحر للخير الرملي رأيت في كتب الشافعية انه قد يسن الاذان لغير الصلوة كما في اذان المولود والمهموم والمصروع.

(۱۵۲) وعظ ونصیحت کے لئے دن متعین کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بڑے بھائی ہر جمعرات کو تبلیغی مرکز جاتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ یہ بھی بدعت ہے لیکن وہ نہیں مانے بلکہ مجھے دلائل دینے شروع کردیئے۔ کیا اس طرح جانا درست ہے؟

الجواب حامداومصلیا ......وعظ ونصیحت کے لئے کسی دن کو مقرر کرلینا درست اور خیر القرون سے ثابت ہے۔

لمافي الصحيح للبخاري (۱/ ۱۶): عن ابي وائل قال كان عبدالله يذكر الناس في كل خميس فقال له رجل يا اباعبدالله لوددت انک لو ذكرتنا كل يوم قال اما انه يمنعني من ذلک اني اكره ان املكم واني اتخولكم بالموعظة كما كان النبي ﷺ يتخولنا بها مخافة السامة علينا.

وفي فيض الباري تحت هذا(۱/ ۱۷۰): ان هذه التعينا ت لاتعد بدعةوالبدعة عندى مالاتكون مستندة الى الشرع وتكون ملتبسة بالدين.

(۱۵۳) عاشورہ کے دن سرمہ لگانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عاشورہ کے دن سرمہ لگانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ میری والدہ مجھے عاشورہ کے دن سرمہ لگانے کی بہت زیادہ تاکید کرتی ہیں آپ شریعت کی رُو سے اس کا حل بتلائیں۔

الجواب حامداومصلیا ......سرمہ لگانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اور سرمہ لگانے کا کوئی خاص دن متعین نہیں ہے جب چاہے لگا سکتے ہیں۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر کوئی شخص ہر روز سرمہ لگاتا ہو اور وہ عاشورہ کے دن بھی لگائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص خاص یوم عاشورہ ہی کے دن سرمہ لگائے، اور اس کو ضروری یا سنت سمجھے، اور نہ لگانے والے پر طعن وتشنیع کرے تو یہ درست نہیں۔ اس سے اجتناب بہرحال لازم ہے۔

لمافي البحر الرائق(۸/ ۳۷۶): الاكتحال في يوم عاشوراء لابأس به.

وفي المقاصد الحسنة(۱/ ۴۰۱): من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم ترمد عينه ابدا، الحاكم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والبيهقي في الثالث والعشرين من الشعب، والديلمي من حديث جويبر عن الضحاك عن ابن عباس به مرفوعا، وقال الحاكم انه منكر. قلت: بل موضوع أورده ابن الجوزي في الموضوعات من هذا الوجه ومن حديث ابي هريرة بسند لين فيه احمد بن منصور الشونيزي فكانه ادخل عليه وهو اسناد مختلف لهذا المتن قطعا قال الحاكم: والاكتحال يوم عاشوراء لم يرد عن النبي صلى الله عليه وسلم فيه أثر وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسينؓ.

وفي الشامية (۲/۴۱۸): "(قوله وحديث التوسعة) وهو من وسع على عياله يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها" قال جابر: جربته أربعين عاما فلم يتخلف ط وحديث الاكتحال هو ما رواه البيهقي وضعفه "من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا" ورواه ابن الجوزي في الموضوعات. "من اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عينه تلك السنة."

قلت: ومناسبة ذكر هذا هنا أن صاحب الهداية استدل على عدم كراهة الاكتحال للصائم بأنه عليه السلام قد ندب إليه يوم عاشوراء والى الصوم فيه.

وانما الروافض لما ابتدعوا إقامة المأتم واظهار الحزن يوم عاشوراء لكون الحسين قتل فيه ابتدع جهلة اهل السنة اظهار السرور واتخاذ الحبوب والاطعمة والاكتحال، ورووا احاديث موضوعة في الاكتحال وفي التوسعة فيه على العيال. وهو مردود بأن احاديث الاكتحال فيه ضعيفة لاموضوعة كيف وقد خرجها في الفتح ثم قال: فهذه عدة طرق ان لم يحتج بواحد منها، فالمجموع يحتج به لتعدد الطرق.

وفي الموضوعات الكبرى (صـ ۳۴۱): قال: واما احاديث الاكتحال والادهان والتطييب فمن وضع الكذابين، وقابلهم آخرون فاتخذوه يوم تألم وحزن، والطائفتان مبتدعان خارجتان عن السنة. واهل السنة يفعلون ما امربه النبي ﷺ من الصوم، ويجتنبون ما امربه الشيطان من البدع قلت: فينبغي لمن يكتحل يوم عاشوراء ان يكون تبعا للحديث، لا لا ظهار الفرح والحزن، كما هو طريق الخوارج المضادة للروافض، وقد اشتهر عن الرافضة في بلاد العجم من خراسان والعراق بل في بلاد ماوراء النهر منكرات عظيمة من لبس السواد والدوران في البلاد، وجرح رؤوسهم وابدانهم بأنواع من الجراحة، ويدعون انهم محبوا اهل البيت وهم بريئون منهم.

(۱۵۴) مزاروں پر چادریں چڑھانا اور وہاں کا نمک چاٹنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں گھر کے قریب ایک مزار ہے جس پر لوگ چادریں چڑھاتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں اور وہاں نمک رکھا ہوتا ہے وہ چاٹتے ہیں۔ اب میرے گھر والے بھی چادر چڑھانے کا مطالبہ کررہے ہیں، آپ بتائیں کہ شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اولیاء اللہ کے مزارات پر چادریں چڑھانا بالکل بے اصل اور بدعت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں ورنہ اس وقت اولیاء اللہ بھی تھے، لوگوں کو ان سے محبت بھی تھی اور چادریں بھی دستیاب تھیں۔ اگر اس فعل میں شرعاً کوئی خوبی ہوتی تو صحابہ کرام ضرور اس کام کو کرتے لیکن ان سے جب یہ فعل ثابت نہیں تو معلوم ہوا کہ اس فعل میں کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ بدعت ہے۔ اور وہاں کا نمک چاٹنا بھی درست نہیں۔

لمافي مختصر تفسير ابن كثير (۲/ ۳۵۰): ولاتقولوا لما تصف السنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام الاية (النحل ۱۱۶). ويدخل في هذا كل من ابتدع بدعة ليس له فيها مستند شرعي.

وفي المشكوة (صـ ۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد.

قال الملا على القارى في المرقات تحته (۱/ ۲۱۵): قال القاضي المعنى من احدث في الاسلام رأيا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهر اوخفي ملفوظ او مستند فهو مردود عليه ...... وفي رواية مسلم من عمل عملا اى من اتى بشي من الطاعات او بشئ من الاعمال الدنيوية والاخروية سواء كان محدثا او سابقا على الامر ليس عليه امرنا اى وكان من صفته انه ليس عليه اذننا بل اتى به على حسب هواه فهو رد اى مردود غير مقبول.

(۱۵۵) وضوء میں اور حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وضو میں انگوٹھوں کا چومنا اور محمد ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھوں کا چومنا اور اللہ تعالی کے نام پر نہ چومنا جائز ہے یا نہیں۔ میرے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ اگر آپ علیہ السلام کے نام نامی پر یہ حکم ہے تو اللہ کے نام پر بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔ آپ وضاحت فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... وضو میں اور حضور ﷺ کے نام مبارک پر انگوٹھے چومنے کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ خودساختہ عمل ہے جو شریعت میں قابل قبول نہیں۔ نیز حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنے سے متعلق جو احادیث پیش کی جاتی ہیں ان میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔

لمافي المشكوة (صـ ۲۷): عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی المقاصد الحسنه (صـ۳۸۳): حدیث مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع المؤذن اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمد عبده ورسوله رضیت بالله ربا ...... ذکره الدیلمی فی الفردوس...... بسند فیه مجاهیل مع انقطاعه عن الخضر علیه السلام ....
قال فی آخر البحث: ولا یصح فی المرفوع من کل هذا شیٔ.

وفی الموضوعات الکبیر (صـ۱۰۸): مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلهما عند سماع المؤذن .... وکل مایروی فی هذا فلایصح رفعه البتة.

(۱۵۶) سبز پگڑی کا اہتمام کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آجکل ہری پگڑی اتنی عام ہوگئی ہے کہ ہر جگہ یہی نظر آنے لگی ہے کیا یہ سنت سے ثابت ہے؟ اگر ثابت نہیں تو اس کو سنت بتلانا اور اس پر اتنا سخت اہتمام کرنا کیسا ہے؟ براہ کرم مفصل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کالا، سفید اور سبز عمامہ کا استعمال ثابت ہے لیکن اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید عمامہ کا استعمال کیا ہے اور خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ کرام کا بھی سفید عمامہ پر معمول تھا پس سفید عمامہ باندھنا افضل ہے اور سیاہ عمامہ باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ سبز عمامہ کا استعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تو ہے لیکن آج کے دور میں چونکہ یہ اہل بدعت کا شعار بن چکا ہے اور وہ اس کو تمام دوسرے عماموں پر ترجیح دیتے ہیں اور جب کوئی کام اہل فسق وبدعت کا شعار بن جائے تو اس کا ترک کردینا بہتر ہوتا ہے۔

لمافی القرآن الکریم(سورة الحشر :۷):وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا.

(الاحزاب: ۲۱): لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجوا الله والیوم الاخر وذکر الله کثیرا.

وفی التفسیر المظهری(۱۳۳/۲): وقال علی وابن عباس رضی الله عنهم کانت علیهم عمائم بیض قد ارسلوها بین اکتافهم......اهـ.

وفی الجامع للترمذی(۳۰۴/۱): عن جابر قال: دخل النبی صلی الله علیه وسلم مکة یوم الفتح وعلیه عمامة سوداء ...... قال وفی الباب عن علی وعمرو بن حریث وابن عباس و رکانة حدیث جابر حدیث حسن صحیح.

وفی مصنف لابن ابی شیبة (۵۴۵/۱۲): حدثنا سلیمان بن حرب قال حدثنا جریر بن حازم عن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعلی بن حکیم عن سلیمان بن ابی عبداللہ قال ادرکت المهاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود و بیض وحمر وخضر وصفر...... (رقم : ۲۵۴)

وفی خلاصة الفتاویٰ (۱۵۳/۳): مسئله در بستن دستار سنت آنست که سفید باشد بی آمیزش رنگ دیگر ودستار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفید بود وگاهی دستار سیاه واحیانا سبز بعضے گفته اند در وقت جنگ وغزا برسر مبارک صلی اللہ علیہ وسلم دستار سیاه بود............ ودر بعض کتب معتبره نوشته اند شخصی که خودرا اکثر اوقات بلباس سیاه وسبز مشهور بگرداند مکروه وممنوع است.

وفی المستدرک علی الصحیحین (۵۸۳/۴): کتاب الفتن والملاحم: حدثنا علی بن حمشاد العدل .... عن عطاء بن ابی رباح قال: کنت مع عبداللہ بن عمر فاتاه فتی یساله عن اسدال العمامة (الحدیث)...... ثم أمر عبدالرحمن بن عوف یتجهز لسریة بعثه علیها واصبح عبد الرحمن قد اعتم بعمامة من کرابیس سوداء فأدناه النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم نقضه وعممه بعمامة بیضاء وأرسل من خلفه اربع اصابع او نحو ذلک وقال "هکذا یا ابن عوف اعتم فانه اعرب واحسن" الحدیث.

وفی مرقاة المصابیح(۱۳۷/۴): وفیه اشارة إلی أن کل سنة تکون شعار أهل البدعة ترکها اولیٰ.

وفی احیاء علوم الدین (۳۶۵/۲): وبهذه العلة نقول بترک السنة مهما صارت شعارا لأهل البدعة خوفاً من التشبه بهم.

(۱۵۷) قبروں کا طواف کرنا اور منگھوپیر کے چشمے سے غسل کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ایک دفعہ میرے دوست ایک مزار پر لے گئے اگرچہ عام حالات میں میں مزاروں پر نہیں جاتا۔ جب میں وہاں پہنچا تو کچھ لوگ مزار کے گرد چکر لگا رہے تھے گویا طواف کر رہے تھے۔تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا قبروں کا طواف کرنا شرعاً صحیح ہے؟

نیز منگھوپیر کے چشمے میں غسل کرنے سے صحت یاب ہونے کو بابا کی کرامت سمجھنا اور یہاں غسل کرنا کیسا ہے؟ واضح جواب دیکر میرے خلجان کو دور فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......انبیاء وصلحاء کی قبور کا طواف خالص بدعت اور حرام ہے کیونکہ طواف عبادت ہے اور حضور ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ انبیاء وصلحاء کی قبور کو عبادت گاہ بنایا جائے اور شریعت میں طواف جیسی عبادت صرف بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے قطعاً اجتناب ضروری ہے۔

نیز منگھو پیر کے چشمے میں اگر طبی اعتبار سے ایسے اجزاء ہوں جو کسی مرض سے شفاء کا سبب بنتے ہوں جیسا کہ مشہور ہے تو اس اعتبار سے غسل درست ہے لیکن صاحب قبر بزرگ کو متصرف سمجھ کر شفاء کے لئے غسل کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ شفا صرف اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے۔

۱ .... لقوله تعالی (الحج: ۲۹): وليطوفوا بالبيت العتيق ○

وفي المشكوة (صـ۶۹): عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال في مرضه الذى لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبياء هم مساجد. .... وعن جندب قال سمعت النبي ﷺ يقول الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبياء هم وصالحيهم مساجد الافلا تتخذوا القبور مساجد انى انهاكم عن ذلك.

وفي المرقات (۲/۲۰۲) تحت هاتين الروايتين: سبب لعنهم امالانهم كانوا يسجدون لقبور انبياء هم تعظيما لهم وذلك هو الشرك الجلي ...... والتوجه الى قبورهم حالة الصلاة نظرا منهم بذلك الى عبادة الله.

۲ .... قال الله تعالى (الشعراء: ۸۰): واذا مرضت فهو يشفين ○

وفي احكام القرآن للقرطبي (۱۳/۱۱۰) تحت هذه الآية: فالمرض والشفاء من الله عزوجل.

(۱۵۸) چالیس روز تک قبر پر تلاوت اور خیرات کرنا

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رائج ہے کہ کسی کے انتقال کے بعد چالیس روز تک اس کی قبر پر تلاوت کی جاتی ہے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟ اسی طرح یہ لوگ چار جمعے یا سات جمعے کرتے ہیں اور اس کے ساتھ قرآن مجید کا ختم کرتے ہیں۔ اور ایک یا دو پارے پڑھنے پر پڑھنے والوں کو دس یا بیس روپے دیتے ہیں۔ نیز سال ختم ہونے پر بھی ایسا ہی کرتے ہیں اور ساتھ میں خیرات بھی کرتے ہیں۔ اب اس صورت حال میں کچھ لوگ غریب بھی ہوتے ہیں جن میں اتنا کچھ کرنے کی سکت نہیں ہوتی لیکن رواج کی وجہ سے مجبوراً ایسا کرتے ہیں۔ شرعاً ان تمام امور کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ......میت کے ایصال ثواب کے لئے قرآن مجید کی تلاوت گھر یا قبر پر دونوں صورتوں میں جائز ہے اور موجب ثواب ہے۔ اسی طرح صدقہ وخیرات کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے لیکن سوال میں مروجہ طریقے میں تین خرابیاں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے یہ امور ناجائز ہوں گے:

اول: یہ لوگ چالیس روز تک تلاوت، چار جمعے، سات جمعے اور سال کے بعد خیرات کرتے ہیں۔ اس طرح کی تعیین قرون اولیٰ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ بدعت ہے۔

دوم: ختم قرآن پر کھانا کھلاتے ہیں جبکہ یہ صورت درست نہیں۔

سوم: ایک یا دو پارے پڑھنے والے کو دس یا بیس روپے دیئے جاتے ہیں۔ یہ صورت بھی ناجائز ہے۔ اس صورت میں نہ تو میت کو ثواب پہنچتا ہے اور نہ تلاوت کرنے والے کو بلکہ پڑھنے والا اور پیسے دینے والا دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان چار جمعوں، سات جمعوں اور سال بعد خیرات کرنے میں نام ونمود، ریا، دکھلاوا اور رسم ورواج کا کرشمہ کارفرما ہوتا ہے جیسا کہ سائل کے سوال سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ ان امور میں رضاء الٰہی مقصود نہیں ہوتی لہٰذا ان امور سے احتراز کرنا چاہئے اور مروجہ قرآن خوانی اور دنوں کی تعیین کئے بغیر میت کے ایصال ثواب کے لئے تلاوت وخیرات کرنا چاہئے۔

لمافي الهندية (۱/۱۶۶): قرأة القرآن عندالقبور عندمحمد لايكره ومشائخنا اخذوا بقوله وهل ينتفع المختار انه ينتفع.

وفي الشامية (۲/۵۷): ولوزار قبر صديق اوقريب له وقرأ عنده شيئا من القرآن فهو حسن.

وفيها ايضا (۲/۲۴۳): من صام اوصلى اوتصدق وجعل ثوابها لغيره من الاموات والاحياء جاز ويصل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة.

وفي الطحطاوي على المراقي (ص۳۳۹): ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ...... واتخاذ الدعوة لقرأة القرآن.

وفي الشامية (۲/۵۷): ولايصح الاستئجار على القرأة واهدائها الى الميت ......وقد قال العلماء ان القارى اذا قرأ لاجل المال فلاثواب له فاى شئ يهديه الى الميت.

وفي الشامية (۲/۵۶): ان القرآن بالاجرة لايستحق الثواب لاللميت ولاللقارى وقال العينى فى شرح الهداية ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطى آثمان ....والحاصل ان ماشاع في زماننا من قرأة الاجزاء بالاجر لايجوز.

وفي الشامية (۲/۲۴۰): ويكره اتخاذ الطعام في اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع واتخاذ الدعوة بالقرأة ...... وقال هذه الافعال كلها للسمعة والرياء فيحترز عنها لانهم لايريدون به وجه الله تعالى.

(۱۵۹) جنازہ سے پہلے قرآن لے جانا اور حیلہ اسقاط کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جنازہ سے پہلے قرآن لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح ہمارے یہاں جنازے کے گرد چند افراد مولوی صاحب کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور قرآن مجید کے نیچے کچھ رقم رکھتے ہیں پھر اس کو گھمایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جاتا ہے۔ بعدازاں اس رقم کو وہ لوگ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔اس عمل کو حیلہ اسقاط کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... یہ بات تو مسلم ہے کہ قرآن مجید ایک مبارک کتاب ہے اس کا اپنے پاس رکھنا موجب برکت وثواب ہے اور شریعت مطہرہ میں مسلمان ہر معاملے میں قرآن وسنت کا پابند ہے۔کسی بھی معاملے میں اپنی طرف سے بنایا ہوا بے اصل فعل شریعت میں قابل قبول نہیں اور نہ ہی شریعت ایسے کاموں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے بلکہ شریعت نے ایسے کاموں کو ضلالت اور گمراہی سے تعبیر کیا ہے۔

اب صورت مسئولہ میں ذکر کردہ دونوں صورتیں قرآن مجید جنازے کے ساتھ لے جانا اور حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ نہ تو حضور ﷺ سے ثابت ہے اور نہ صحابہ کرام سے اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی سے حالانکہ صحابہ کرام اور سلف صالحین دین اور خیر کے معاملے میں بڑے ہی حریص تھے اگر ان کاموں میں ذرا بھی خیر کا پہلو ہوتا تو یہ حضرات ضرور ان کاموں کو کرتے لہٰذا یہ طریقہ من گھڑت اور بدعت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

لمافی قوله تعالی (النحل :۱۱۶):ولاتقولوا لماتصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام الایة

وفی مختصر تفسیر ابن کثیر (۳۵۰/۲) تحت هذه الآیة: ویدخل فی هذا کل من ابتدع بدعة لیس له فیها مستند شرعی.

وفی المشکوة (ص۲۷):عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.

قال الملاعلی القاری تحت هذا فی المرقات (۲۱۵/۱): قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاهر وخفی ملفوظ اومستند فهو مردود علیه ......

...... وفی روایة لمسلم من عمل عملا ای من اتی بشیء من الطاعات او بشیء من الاعمال الدنیویة والاخرویة سواء کان محدثا اوسابقا علی الامر لیس علیه امرنا ای وکان من صفته انه لیس علیه اذننا بل اتی به علی حسب هواه فهو رد ای مردود غیر مقبول.

(۱۶۰) حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیلہ اسقاط کا مروجہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟ ہمارے علاقے میں اس طرح ہوتا ہے کہ نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد بعض لوگ گول دائرہ بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔اہل میت قرآن مجید،صابن اور کچھ پیسے لیکر آتے ہیں اور یہ لوگ آپس میں اس کی بخشش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ میت کی نمازوں اور روزوں اور دیگر اعمال کے کفارہ ادا کرنے کا ذکر کرتے ہیں ایسا کرنے کے بعد دو تین آدمی اٹھ کر ان چیزوں کو آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں جبکہ یہ لوگ اس کے جواز کے لئے کچھ کتب کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔ براہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کرم آپ ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مروجہ حیلہ ناجائز ہے۔ رہا معاملہ کتب کے حوالہ جات کا تو متقدمین کی کتب میں تو اس کا ثبوت بھی نہیں ملتا البتہ متاخرین نے ضرورت کی بناء پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور متاخرین نے جس حیلے کے جواز کا قول کیا ہے مروجہ حیلہ اس سے قطعاً مختلف ہے۔ کیونکہ متاخرین کی عام کتب میں جو حیلہ درج ہے وہ یہ ہے اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمے کچھ نمازیں اور روزے ہوں اور اس کے ترکہ کے ثلث مال سے ان نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا نہ ہوسکتا ہو یا پھر میت نے وصیت نہیں کی اور ولی بطور تبرع کے ایسا کرنا چاہے تو اس وقت اس حیلہ کی گنجائش ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ولی میت کسی فقیر کو نقدی یا گندم کا مالک بنائے وہ فقیر اپنی مرضی سے مالک کو وہ جنس واپس ہدیہ دے دے یا کسی تیسرے شخص کو دے دے اور وہ تیسرا شخص ولی میت کو ہدیہ کردے۔ اگر فقیر یا تیسرا شخص واپس نہ کرنا چاہے تو اسے مجبور نہ کیا جائے اسی طرح متعدد بار کیا جائے یہاں تک کہ میت کے روزوں اور نمازوں کے بقدر ہوجائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر اس بندے کے حق میں درگزر کا معاملہ فرمائیں گے۔ اب اس کے مقابلے میں مروجہ حیلہ قطعاً اس سے مختلف ہے کیونکہ............

۱۔ مروجہ حیلہ میں وصیت اور عدم وصیت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔

۲۔ یہ حیلہ میت کی غربت کی وجہ سے نہیں کیا جاتا کہ میت غریب تھا اور اس کے ترکہ کا ثلث مال فدیہ کے لئے کافی نہیں بلکہ امیر وغریب ہر شخص کا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ میت کے ذمے نماز یا روزوں کی قضا لازم ہو یا نہ ہو ہر صورت میں کیا جاتا ہے۔

۳۔ یہ حیلہ فدیہ کی مقدار کے مطابق نہیں بلکہ امیر وغریب کے اعتبار سے کیا جاتا ہے کہ امیر کے مرنے پر رقم زیادہ ورنہ کم ہوتی ہے۔

۴۔ حیلے کے وقت حیلے کے لئے بیٹھنے والے فقیر اور صدقے کے مستحق نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص کو بیٹھنے کی اجازت ہوتی ہے۔

۵۔ اگر بالفرض حیلے کے لئے بیٹھنے والے سب کے سب فقیر بھی ہوں تو یہاں کسی شخص کو مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ صرف ملکیت کا ایک ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔

۶۔ اگر بالفرض تملیک کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو مالک بنایا جانے والا اصل مالک کو واپس نہیں کرتا اور نہ ہی تیسرا شخص واپس کرتا ہے بلکہ اسے صرف آگے چلایا جاتا ہے۔

۷۔ اگر بالفرض اس کو حیلہ تسلیم بھی کرلیں تو فدیہ کی مقدار کے بقدر نہیں ہوتا بلکہ ایک یا دو دفعہ گھمانے کے بعد تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۸۔ اس میں قرآن مجید لانے اور گھمانے کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ صابن اور دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر کلام مقدس کو اس طرح گھمانا بے ادبی ہے جس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔

۹۔ اگر واقعتاً کسی شخص کے حیلے کی ضرورت ہی پڑ گئی تو کیا ضروری ہے کہ جنازے کے فوراً بعد سارے لوگوں کے سامنے اس حیلہ کو کیا جائے تاکہ سب لوگ دیکھیں کہ زندگی میں اس نے نمازیں نہیں پڑھیں اور روزے نہیں رکھے حالانکہ یہ گناہ کا اظہار ہے جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۰۔ اور سب سے بڑھ کر یہ سستی مغفرت (حیلہ) لوگوں میں غفلت اور سستی پیدا کرنے کے مترادف ہے کیونکہ اس کو دیکھ کر عام تأثر یہی ہوتا ہے کہ زندگی میں احکام شریعت کے اتباع کی ضرورت نہیں ہے، بس مرنے کے بعد کچھ رقم حیلے میں لگادیں گے اور ہماری بھی بخشش ہوجائے گی۔

ان وجوہ کی بناء پر مرجہ حیلہ کتب شرعیہ میں موجود حیلے سے قطعاً مختلف اور ناجائز ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

لمافي الهندية (۱/۱۲۵): اذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصى بان تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر وللوتر نصف صاع وبصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله وان لم يترك مالايستقرض ورثته نصف صاع ويدفع الى مسكين ثم يتصدق المسكين على بعض ورثته ثم يتصدق ثم وثم حتى يتم لكل صلاته.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۷۳): ولومات وعليه صلوات فائتة واوصى بالكفارة يعطى لكل صلاة نصف صاع من بر كالفطرة وكذا حكم الوتر والصوم وانمايعطى من ثلث ماله ولولم يترك مالايستقرض وارثه نصف صاع مثلا ويدفعه لفقير ثم يدفعه الفقير للوارث ثم وثم حتى يتم.

وفي الشامية: "ولولم يترك مالا" اى اصلا اوكان مااوصى لايفي، وزاد في الامداد اولم يوص بشئ واراد الولي التبرع واشار بالتبرع الى ان ذلك ليس بواجب على الولي. (قوله ويستقرض نصف صاع مثلاالخ) اى اوقيمة ذلك ...... فيستقرضها قيمتها ويدفعها للفقير ثم يستوهبها منه ويتسلمها منه لتتم الهبة ثم يدفعها لذلك الفقير اولفقير آخر.

(۱۶۱) کیا سبز عمامہ سنت ہے؟ بادشاہی مسجد کے عمامے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا سبز عمامہ سنت ہے؟ آج کل ایک طبقہ سبز عمامہ کو لازم قرار دیتا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ یہ حضور ﷺ سے ثابت ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ بادشاہی مسجد میں جو سبز عمامہ ہے وہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا سبز عمامے کی شریعت وسنت میں کوئی اصل ہے؟ عمامہ میں کون سا رنگ سنت ہے اور حضور اکرم ﷺ کو کون سا رنگ پسند تھا؟

الجواب حامداًومصلیاً......احادیث وآثار میں کہیں سبز عمامے کا ثبوت نہیں ملتا۔ علامہ سیوطی اور بعض دوسرے حضرات کی تصریح کے مطابق اس کی ابتدا ۷۷۳ھ میں ایک بادشاہ شعبان بن حسین نے کروائی۔ اس تصریح کے بعد اس کو سنت کہنا یا سمجھنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔

آج کل جہاں کہیں ایسی اشیاء موجود ہیں جن کو آپ ﷺ یا صحابہ کرام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ان کی کوئی سند موجود نہیں اور جو سند کسی درجے میں بیان کی جاتی ہے وہ قابل اعتبار نہیں لہٰذا ایسی چیزوں کی نہ تو نفی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اثبات کیا جاسکتا ہے البتہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علامہ سیوطیؒ وغیرہ کی تصریح کی بناء پر سوال میں ذکر کردہ نسبت کا ضعف زیادہ راجح معلوم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کو سفید رنگ سب سے زیادہ محبوب تھا اور بعض مواقع پر سیاہ عمامہ بھی ثابت ہے لہٰذا اگر کسی کے دل میں احیائے سنت کی تڑپ ہو، اپنی علیحدہ پہچان بنانے کا داعیہ اور ہٹ دھرمی دل میں نہ ہو تو وہ سنت کی اتباع میں سفید اور سیاہ عمامہ استعمال کرے۔

لمافی المشکوۃ (صـ۳۷۴): عن سمرة ان النبی ﷺ قال البسوا الثیاب البیض فانها اطهر و اطیب و کفنوا فیها موتاکم.

وفی السنن للنسائی (۲/۲۵۵): عن جابر ان رسول الله ا دخل یوم فتح مکة و علیه عمامة سوداء.

وهکذا فی مسند احمد بن حنبل (۳/۳۳۶) وفی ابن ماجة (صـ۱۵۶)

وفی الحاوی للفتاوی (۲/۳۳): هل یلبسون العلامة الخضراء والجواب ان هذه العلامة لیس لها اصل فی الشرع ولافی السنة ولاکانت فی الزمن القدیم وانما حدثت فی سنة ثلاث وسبعین وسبعمائة بامر الملک الاشرف شعبان بن حسین وقال فی ذلک جماعة من الشعراء مایطول ذکره من ذلک قول ابی عبدبن جابر الاندلسی الاعمی صاحب الالفیة المشهور بالاعمی والبصیر ـ

جعلوا لابناء الرسول علامة ان العلامة شان من لم یشتهر

نور النبوة فی وسیم وجوههم یغنی الشریف عن الطراز الاخضر

(۱۶۲) بارہ ربیع الاوّل کے دن پکے ہوئے کھانے کو کھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسا کھانا کھانا جائز ہے جو کہ بارہ ربیع الاول کے دن پکایا جائے؟ ایسے کھانے کو نذر میں شمار کیا جائے گا یا بدعت میں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؟

الجواب حامداومصلیا......وہ کھانا جو کہ بارہ ربیع الاول کے دن بنایا جاتا ہے اگر غیر اللہ کے نام پر پکایا گیا ہو تو وہ قطعی طور پر حرام ہے اس کا کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ غیر اللہ کی نذر ماننا ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ اللہ رب العزت کے اس ارشاد **وما اهل به لغیر الله** کے تحت آتا ہے اور اگر اس کھانے کو اللہ کے نام پر پکایا گیا اور اس کا ثواب کسی معین شخص کو بھیجا جائے جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی یا غیر معین شخص کو ثواب پہنچائے تو یہ حلال ہے اور ایسا کھانا کھانا جائز ہے لیکن یہ سب چیزیں کسی دن کو مخصوص کر کے کرنا بدعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے تحت داخل ہے کہ جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جو دین کا حصہ نہیں تو وہ مردود ہے۔

لمافی قوله تعالی(المائدة :۳): حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وماا هل لغیر الله به الایة

وفی روح المعانی (۲/۴۲): وماا هل به لغیر الله ای ماوقع متلبسا به ای بذبحه الصوت لغیر الله تعالی.

............ثم قیل لرفع الصوت وان کان بغیره والمراد بغیر الله تعالی الصنم وغیره کماهو الظاهر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفي المشكوة (صـ ٢٧): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد .... وعن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ امابعد فان خير الهدى هدى محمد وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة.

وفي الشامية (٢/ ٤٣٩): واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام ومايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربااليهم فهو بالاجماع باطل وحرام.

(۱۶۳) قبروں کو بوسہ دینا

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے یانہیں؟ میں اپنے دوست کے ساتھ اس کے والد کے قبر پر فاتحہ کے لئے گیا وہاں اس نے پہلے جھک کر والد کی قبر کو بوسہ دیا پھر فاتحہ پڑھی۔ کیا شرعا اس طرح بوسہ دینا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں ہے۔

لمافي الطحطاوي على المراقي (صـ ٥١٣): والمستحب في زيارة القبور ان يقف مستقبلا وجه الميت ، وانْ يسلم ولايمسح القبر ولايقبله ولايمسه فان ذلك من عادة النصارى.

وفي الهندية (٥/ ٣٥١): ولايمسح القبر ولايقبله فان ذلك من عادة النصارى.

(۱۶۴) قبر پر قرآن خوانی کرنا

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مرگیا، تجہیز وتکفین کے بعد اس کے بیٹے اور ورثاء قبر پر جمع ہوکر تلاوت کرنے لگے۔ کیا شرعا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً ...... صورت مسئولہ میں اگر میت کے بیٹے اور دوسرے ورثاء اتفاقا قبر پر جمع ہوجائیں اور بغیر اجرت کے محض اللہ تعالی کی رضا اور ایصال ثواب کے لئے تلاوت کریں تو یہ جائز ہے اور اگر انہیں جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا یا اس کے بعد کھانے وغیرہ کا انتظام والتزام کیا جاتا ہو تو یہ عمل ناجائز ہوگا۔

لمافي الهندية (٥/ ٣٥٠): ولومات رجل واجلس وارثه على قبره من يقرأ الاصح انه لايكره وهو قول محمد رحمه الله.

وفي الدرالمختار (٢/ ٢٤٥): لايكره الدفن ليلا ولااجلاس القارئين عندالقبر وهو المختار.

وفي الشامية تحته : (ولااجلاس الخ) عبارة نور الايضاح وشرحه ولايكره الجلوس للقرأة في

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

المختار لتادية القراة على الوجه المطلوب بالسكينة والتدبر والاتعاظ.

(۱۶۵) مصافحے کے وقت اپنے ہاتھوں کو چومنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ مصافحہ کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو چومتے ہیں۔کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......مصافحہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو چومنا مکروہ ہے۔

لمافي الهندية (۵/۳۶۹): ومايفعله الجهال من تقبيل يدنفسه بلقاء صاحبه فذالك مكروه بالاجماع كذافي خزانة الفتاوى.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۳۸۳): وكذامايفعله الجهال من تقبيل يدنفسه اذالقي غيره مكروه فلارخصة فيه.

وفي الشامية: (مكروه) اى تحريما ويدل عليه قوله بعد فلارخصة فيه.

(۱۶۶) ختم قرآن کے موقع پر عزیز واقارب اور بچوں کو مدعو کرنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص قرآن کے ختم پر اپنے عزیز واقارب کو مدعو کرتا ہے ،اسی طرح بچوں کو بھی جمع کرتا ہے تاکہ دعا میں سب شریک ہوسکیں۔کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......عزیز واقارب وغیرہ کو ختم قرآن کے موقع پر دعا میں شریک کرنے کیلئے جمع کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن عمل ہے۔

لمافي المصنف ابن ابى شيبة (۶/۱۲۹): حدثنا وكيع عن مسعر عن قتادة عن انس انه كان اذا ختم جمع اهله.

وفي القرطبي (۱/۴۰): عن نافع عن ابن عمر قال تعلم عمر البقرة في اثنتى عشرة سنة فلماختمها نحر جزورا ....ان عمر بن الخطاب حفظ البقرة في بضع عشرة سنة فلما حفظها نحرجزورا شكر لله.

لمافي الهندية (۵/۳۱۷): ويستحب له ان يجمع اهله وولده عندالختم ويدعوا لهم كذافي الينابيع.

(۱۶۷) بدعتی کی عزت واکرام کرنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ایسے شخص کے بارے میں جو بدعتی شخص سے عقیدت ومحبت رکھتا ہو اور اس کا اعزاز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واکرام کرتا ہو یہ بات جانتے ہوئے کہ وہ اپنے غلط عقیدے اور عمل میں متشدد ہے کیا اس کیلئے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... کسی بھی شخص کیلئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ بدعتی لوگوں کا اعزاز واکرام کرے الا یہ کہ کوئی بہت ہی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ بدعتی کی عزت وتوقیر کرنے پر وعید نازل ہوئی ہے اور محبت وعقیدت یہ تو اس کے آگے درجہ ہے لہٰذا کسی بھی حال میں بدعتی سے محبت وعقیدت رکھنا جائز نہیں ہوگا۔

لمافي المشكوة (صـ ۳۱): عن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام.

وفي المرقات (۱/ ۲۵۷) تحت هذه الرواية: (من وقر صاحب بدعة) سواء كان داعيا لها ام لا قال ابن حجر كأن قام وصدره في مجلس اوخدمهٗ من غير عذر يلجئه الى ذلك.

(۱۶۸) کلمہ اور قرآنی آیات والی چادر میت پر ڈالنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں یہ رسم رائج ہے کہ لوگ میت پر ایسی چادر ڈالتے ہیں جس پر کلمہ طیبہ اور قرآن شریف کی آیات لکھی ہوتی ہیں اور یہ چادر پاؤں تک ہوتی ہے۔ کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... جس چادر پر کلمہ طیبہ اور قرآن شریف کی آیات لکھی ہوں اسے میت پر ڈالنا جائز نہیں ہے لہٰذا اس سے اجتناب لازم ہے۔

لمافي الهندية (۵/ ۳۲۳): كتابة القرآن على مايفترش ويبسط مكروهة ....بساط اومصلى كتب عليه الملك للهيكره بسطه والقعود عليه واستعماله.

وفي ردالمحتار (۲/ ۲۴۶): تكره كتابة القرآن واسماء الله تعالى على الدراهم والمحاريب والجدران ومايفرش وماذاك الالاحترامه وخشية وطئه ونحوه ممافيه اهانة فالمنع اولى.

(۱۶۹) نماز کے بعد اجتماعی طور پر درود پڑھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں یہ طریقہ رائج ہے کہ امام نماز کے بعد بلند آواز سے آیت ان الله وملٰئكته يصلون على النبي الاية کی تلاوت کرتا ہے پھر سارے مقتدی ملکر اجتماعی صورت میں درود شریف پڑھتے ہیں۔ کیا اس طریقے پر درود وسلام پڑھنا قرآن وسنت سے ثابت ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... اس طرح درود پڑھنا صحابہ سے لیکر اکابر اسلاف تک کسی سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس کا التزام بدعت اور قابل ترک ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی المشکوة (ص۲۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول اللهﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۱۱۹): وسجدة الشکر مستحبة به یفتی لکنها تکره بعد الصلاة لان الجهلة یعتقدونها سنة او واجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه.

وفی الشامیة :- (فمکروه) الظاهر انها تحریمیة لانه یدخل فی الدین مالیس منه.

وفیها ایضا (۲/۲۳۵): وقد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلاة مع ان المصافحة سنة وماذاک الالکونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع فالمواظبة علیها فیه توهم العوام بانها سنة فیه ولذا منعوا عن الاجتماع لصلاة الرغائب التی احدثها بعض المتعبدین لانها لم تؤثر علی هذه الکیفیة فی تلک اللیالی المخصوصة وان کانت الصلاة خیر موضوع.

(۱۷۰) عید کے دن مصافحہ کرنا شیعوں کا شعار ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ عید کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا شیعوں کا شعار ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے اور شیعوں کی کن کتب سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......مصافحہ شریعت میں انس ومحبت کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ ملاقات کرنے پر مصافحہ کرنا سنت ہے لیکن اپنی طرف سے مصافحہ کو بعض مواقع کے ساتھ خاص کر لینا اور ان مواقع پر اہتمام والتزام کے ساتھ مصافحہ کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا ترک لازم ہے جیسا کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا۔علامہ شامیؒ نے اس کو شیعوں کا شعار قرار دیا ہے۔

لمافی سنن ابی داؤد (۲/۳۵۲): عن ایوب بن بشیر ......عن رجل من عنزة انه قال لابی ذر حیث سیر من الشام انی ارید ان اسألک عن حدیث رسول اللهﷺ ....کان رسول اللهﷺ یصافحکم اذا لقیتموه قال مالقیته قط الاصافحنی.

وفی ردالمحتار (۶/۳۸۱): فی تبیین المحارم عن الملتقط انه تکره المصافحة بعد اداء الصلاة بکل حال لان الصحابة رضی الله عنهم ماصافحوا بعد اداء الصلاة ولانها من سنن الروافض.

(۱۷۱) بچوں کے ختم قرآن پر دعوت کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچوں کے قرآن کریم ختم ہونے پر دعوت کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا صحیح ہے یا نہیں؟اس کا قرون اولیٰ سے ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً...... بچوں کے قرآن کریم ختم ہونے پر دعوت کرنا اور مٹھائی تقسیم کرنا صحیح ہے اور قرون اولی میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔

لمافي المصنف ابن ابی شیبة (۲/ ۱۲۹): حدثنا وکیع عن مسعر عن قتادة عن انس انه کان اذا ختم جمع اهله.

وفي القرطبی (۱/ ۴۰): عن نافع عن ابن عمر قال تعلم عمر البقرة فی اثنتی عشرة سنة فلماختمها نحر جزورا ...... ان عمر بن الخطاب حفظ البقرة فی بضع عشرة سنة فلما حفظها نحر جزورا شکر لله.

وفی الطحطاوی علی الدر المختار (۴/ ۱۰): وانواع الولائم احدعشر نظمها بعض الفضلاء فی قوله ۔

ان الولائم عشرة مع واحد	**من عدها قدعز فی اقرانه**
فالخرس عند نفاسها وعقیقة	**للطفل والاعذار عند ختانه**
ولحفظ قرآن وآداب لقد	**قالوا الحذاق لحذقه وبیانه**

(۱۷۲) رمضان میں خاص سورتوں کا التزام کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں رمضان کے مہینے میں ۲۳ ویں رات کو سارے محلے والے مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے ساتھ چینی بھی لاتے ہیں۔ تراویح کے بعد امام مسجد سورۃ العنکبوت، سورۃ الروم اور بعض دوسری سورتیں پڑھ کر چینی پر دم کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ چینی لوگ گھروں میں لے جاتے ہیں اور اس کو کھایا جاتا ہے اور اس دن سے امام صاحب کے لئے رقم جمع کرنا شروع کردیتے ہیں۔ اور یہ جمع شدہ رقم امام صاحب کو دے دیتے ہیں۔ ہر سال اس دن لازمی طور پر یہ عمل کیا جاتا ہے۔ آیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... قرآن مجید کا پڑھنا، پڑھانا، سننا، سنانا باعث ثواب بلکہ عین مامور بہ ہے۔ خاص طور پر رمضان المبارک میں لیکن اس میں وہی طریقہ قابل اعتبار ہوگا جو قرآن وسنت اور خیر القرون سے ثابت ہو ورنہ بجائے ثواب کے گناہ کا سبب ہوگا اور جس چیز کو شریعت نے متعین نہیں کیا اس کی اپنی طرف سے تعیین، التزام اور اہتمام صحیح نہیں ہے لہٰذا مذکورہ مروجہ طریقہ درست نہیں۔

لمافي المشکوة (ص۲۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.

وفي المرقات (۱/ ۲۱۵): وفی روایة لمسلم من عمل عملا ای من اتی بشئ من الطاعات او بشئ من الاعمال الدنیویة والاخرویة سواء کان محدثا اوسابقا علی الامر لیس علیه امرنا ای وکان من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صفته انه لیس علیه اذننا بل اتی به علی حسب هواه فهو رد ای مردود غیر مقبول.

(۱۷۳) فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقوں میں صبح اور عصر کی نماز کے بعد جب امام صاحب سلام پھیرتے ہیں تو دعا کے بعد کئی آدمی آپس میں مصافحہ کرتے ہیں ان میں سے کئی ایک اس کو مسنون سمجھتے ہیں جبکہ بعض مسنون تو نہیں سمجھتے لیکن نہ کرنے والوں کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نماز کے بعد اس طرح مصافحہ کرنا اور اسے مسنون یا مستحب سمجھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... بوقت ملاقات مصافحہ کرنا امر مستحسن بلکہ مسنون ہے لیکن اوقات کی تخصیص کرنا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے اور اسے مسنون سمجھنا یا نہ کرنے والوں کو اچھا نہ سمجھنا قطعاً صحیح نہیں ہے جو لوگ اس کا ارتکاب کررہے ہیں وہ ایک بدعت کے مرتکب ہورہے ہیں انہیں چاہئے کہ اس پر توبہ کرکے آئندہ کے لئے اس سے اجتناب کریں۔

لمافی المرقات (۹/۷۴): قال العلامة ملاعلی القاری بعد البحث ....ان عمل الناس فی الوقتین المذکورین لیس علی وجه الاستحباب المشروع فان محل المصافحة المشروعة اول الملاقات وقد یکون جماعة یتلاقون من غیر مصافحة .... ثم اذا صلوا یتصافحون فاین هذا من السنة المشروعة ولهذا صرح بعض علمائنا بانها مکروهة حینئذ وانها من البدع المذمومة.

وفی ردالمحتار (۲/۲۳۵): وقد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وماذاک الالکونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع فالمواظبة علیها فیه توهم العوام بانها سنة فیه.

(۱۷۴) فرض نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد لوگ پیشانیوں پر ہاتھ رکھتے ہیں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟اگر ثابت ہے تو اس میں کیا پڑھا جاتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......فرض نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور مشائخ کا معمول بھی رہا جس میں مختلف اوراد پڑھے جاتے ہیں۔مثلاً بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیَ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ.

لمافی کنزالعمال (۷/۵۳): [۱۷۹۱۵] کان اذا صلی مسح بیده الیمنی علی راسه ویقول بسم الله الذی لااله غیره الرحمن الرحیم، اللهم اذهب عنی الهم والحزن (خط عن انس).

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۷۵) میت کے گھر سے ہر جمعرات یا چالیس روز تک کھانا بھیجنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے ورثاء چالیس دن تک مسجد میں کھانا بھیجتے ہیں کیا مؤذن وخادم کیلئے یہ کھانا کھانا جائز ہے؟ اسی طرح جمعرات کو بھی بھیجتے ہیں تفصیل سے بیان فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیا ......اہل میت کا میت کیلئے ایصال ثواب کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دنوں کی تعیین کئے بغیر کوئی کار خیر کرکے (مثلاً کھانا کھلانا فقراء مساکین کو یا ان کو صدقہ وخیرات دینا) اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ اس عمل کا ثواب میت کی روح کو پہنچادیا جائے۔ اپنی طرف سے چالیس دن اور ہر جمعرات کی تعیین کو ثواب اوراس میں کھانا پکا کر مؤذن وخادم کو ہی بھیجنا لازم سمجھتے ہوئے اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہ بدعت ہے اس سے اجتناب ضروری ہے اور مؤذن وخادم کو ایسے کھانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافي القرآن الكريم(سورة الحشر :۷): وما اتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا.

(سورة الاحزاب: ۲۱):لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الأخر وذكر الله كثيرا.

وفي الصحيح البخارى(۲/ ۱۰۸۰): حدثنا آدم بن ابى اياس.......... قال عبدالله بن مسعود ان احسن الحديث كتاب الله واحسن الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها وان ماتوعدون لأت وما انتم بمعجزين.

وفي المصنف لابن ابى شيبة(۷/ ۲۴۰): حدثنا وكيع عن مالك بن مغول عن طلحة قال: قدم جرير على عمر فقال: هل يناح قبلكم على الميت قال لا قال فهل تجتمع النساء عندكم على الميت ويطعم الطعام؟ قال: نعم قال تلك النياحة.

وفي سنن ابن ماجة(ص۱۱۶): حدثنا محمد بن يحى ...... عن جرير بن عبدالله قال كنا نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة.

وفي الحاشية واما صنعة الطعام من اهل الميت اذا كان للفقراء فلا بأس به لان النبى ﷺ قبل دعوة المرأة التى مات زوجها كمافي سنن ابى داؤد واما اذا كان للاغنياء والاضياف فممنوع ومكروه ... اى نعدوزره كوزر النوح.

وفي الشامية (۲/ ۲۴۰): وقال ايضا: ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل البيت لانه شرع في السرور لافي الشرور وهى بدعة مستقبحة وروى الامام احمد وابن ماجة باسناد صحيح عن جرير بن عبدالله قال "كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة". وفي البزازية:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول وفیہ نظر والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم، واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القران وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص...... وقال: وھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا لانھم لایریدون بھا وجہ اللہ تعالیٰ.

وفی مالا بدمنہ (صـ۱۶۱): جناب قاضی محمد ثناء اللہ صاحب قدس سرہ وصیت کردہ است: وبعد مردن من رسوم دنیوی مثل دھم وبستم وچھلم وششماھی وبرسینی ھیچ نکند کہ رسول اللہ ﷺ زیادہ ازسہ روز ماتم کردن جائز نداشۃ اند.

(۱۷۶) آیت کریمہ کا ختم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں رواج ہے کہ جب کسی پر مصیبت نازل ہوتو سوالاکھ مرتبہ آیت کریمہ لَا اِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن کاورد کیا جاتا ہے۔اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... یہ آیت کریمہ یقیناً مبارک اور دفع بلایاومصائب کے لئے مجرب ہے البتہ یہ طریقہ اور مخصوص تعداد شریعت مطہرہ سے ثابت نہیں ہے صرف بزرگوں کا مجرب عمل ہے۔

لقولہ تعالی (الانبیاء : ۸۷): فنادیٰ فی الظلمٰت ان لآالٰہ الاانت سبحانک انی کنت من الظالمینo فاستجبنا لہ ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین o

وفی تفسیر ابن کثیر (۱۸۳/۳): وکذلک ننجی المؤمنین ای اذاکانوا فی الشدائد ودعونا منیبین الینا ولاسیما اذا دعوا بھذا الدعا فی حال البلاء فقد جاء الترغیب فی الدعاء بہ عن سید الانبیاء ....عن سعدقال قال رسول اللہ ﷺ من دعا بدعاء یونس استجیب لہ ....سعد بن أبی وقاص یقول سمعت رسول اللہ ﷺ اسم اللہ الذی اذادعی بہ اجاب واذا سئل بہ اعطی دعوۃ یونس بن متی قال قلت یا رسول اللہ ھی لیونس خاصۃ ام لجماعۃ المسلمین قال ھی لیونس بن متی خاصۃ ولجماعۃ المؤمنین عامۃ اذادعوابھا.

(۱۷۷) آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت اور مروجہ میلاد

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کس ماہ میں ہوئی اور کس تاریخ کو ہوئی اور آج کل میلاد النبی کا منانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو میلاد منانے والوں کا کیا حکم ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً ......صورت مسئولہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی البتہ تاریخ میں اختلاف کی بناء پر مختلف اقوال نقل کئے گئے جن میں زیادہ راجح آٹھ (۸) ربیع الاول ہے۔

نیز مروجہ میلاد کا خیر القرون سے کوئی ثبوت نہیں ملتا لہٰذا یہ بدعت قبیحہ ہے جس کا ترک لازم ہے اور جانتے بوجھتے بدعت کا ارتکاب کرنے والا فاسق ضرور ہے۔

لمافی المشکوۃ (صـ ۲۷): عن عائشة قالت قال رسول اللہ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد.

وفی فیض الباری (۲/۳۱۹): واعلم ان القیام عند ذکر میلاد النبی ﷺ لااصل له فی الشرع واحدثه ملک الاربل کمافی تاریخ ابن خلکان انه کان یعقد له مجالس ویصرف علیھا اموالا.

وعلی ھامشه یقول العلامة محمد بدرعالم المیرتھی : یقول العبد الضعیف: ولاینبغی ان یشک ان المیلاد المروج بین اظھرنا حرام قطعا فانه یشتمل علی المحرمات الکثیرة والمعاصی الظاھرة والباطنة من اضاعة المال وقرأة الروایات الموضوعة التی لااصل لھا فی الدین .... فتلک المجالس کلھا مجالس البدع فاحذروھا وعلیکم بسنة نبیکم فانھا العروة الوثقیٰ لاانفصام لھا.

وفی السیرة النبویة لابن کثیر (۱/۱۹۸): ولد صلوات اللہ علیھم وسلامه یوم الاثنین ....ثم الجمھور علی ان ذلک کان فی شھر ربیع الاول فقیل للیلتین خلتا منه قاله ابن عبدالبر فی الاستیعاب ورواه الواقدی عن ابی معشر نجیح بن عبد الرحمن المدنی وقیل لثمان خلون منه حکاه الحمیدی عن ابن حزم ورواه مالک وعقیل ویونس بن یزید وغیرھم عن الزھری عن محمد بن جبیر بن مطعم. ونقل ابن عبد البر عن اصحاب التاریخ انھم صححوه وقطع به الحافظ الکبیر محمد بن موسیٰ الخوارزمی ورجحه ابو الخطاب بن دحیة .....وقیل لعشر خلون منه نقله ابن دحیة .... وقیل لثنتی عشر خلت منه نص علیه ابن اسحاق..........وھذا ھو المشھور عند الجمھور.

وھکذا فی البدایة والنھایة (۲/۲۴۲)

(۱۷۸) دس محرم کے مروجہ افعال

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ دس محرم کو کھچڑہ پکانا، سرمہ لگانا، نیا کپڑا پہننا یہ سب سنت ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ کھچڑہ اس وجہ سے سنت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر دس محرم کو پہنچی تھی اور آپ نے اتر کر کھچڑہ پکایا تھا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... یہ تمام افعال فی نفسہ جائز ہیں لیکن انہیں دس محرم کے ساتھ خاص کرنا اور سنت سمجھ کر کرنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں۔روایات سے دس محرم کا روزہ تو ثابت ہے لیکن یہ افعال ثابت نہیں لہٰذا ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔

نیز یہ کہنا کہ نوح علیہ السلام نے جودی پہاڑ پر پہنچنے کے بعد دس محرم کو کھچڑہ پکایا تھا اس کی کوئی اصل موجود نہیں بلکہ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح اور ان کے متبعین نے شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھا تھا۔

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۹/۴۱): واستوت علی الجودی وقیل بعداللقوم الظالمین ای هلاکا لهم الجودی جبل بقرب الموصل. استوت علیه فی العاشر من المحرم یوم عاشوراء فصامه نوح وامر جمیع من معه من الناس والوحش والطیر والدواب وغیرها فصاموه شکراًﷲتعالی.

وفی المشکوة (ص۱۷۸): وعن ابن عباس قال حین صام رسول الله ﷺ عاشوراء وامر بصیامه قالوا یارسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصاریٰ فقال رسول الله ﷺ لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع.

وفی شمائل الترمذی ص ۴:- عن ابن عباس ؓ ان النبی ﷺ قال اکتحلوا بالاثمد فانه یجلوالبصر وینبت الشعر وزعم ان النبی ﷺ کانت له مکحلة یکتحل منها کل لیلة.

(۱۷۹) قبروں پر چادریں چڑھانا اور قبروں کی مٹی کھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ پیروں کی قبروں پر چادریں اور پھول چڑھاتے ہیں، قبر کی مٹی خود کھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں تاکہ بیماریوں سے شفا حاصل ہو۔نیز دس محرم کو خصوصی طور پر شربت پیتے اور پلاتے ہیں۔شرعاً ان سب امور کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں پیروں کی قبروں پر یا کسی اور قبر پر چادریں یا پھول وغیرہ چڑھانا جائز نہیں اسی طرح قبر کی مٹی اس نیت سے کھانا کہ اس میں اس صاحب قبر کی وجہ سے شفا ملے جائز نہیں بلکہ شرک ہے جو گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔نیز دس محرم کو شربت پلانا اور پینا غیر اللہ کی نذر کے طور پر ہوتا ہے یا پھر تشبہ بالروافض کے طور پر ہوتا ہے۔دونوں صورتوں میں یہ عمل ناجائز ہے۔

لمافی قوله تعالی (الشعراء : ۸۰): واذامرضت فهویشفین ٥

وفی تفسیر روح البیان (۶/۲۸۴): واذامرضت فهو یشفین یبرئنی من المرض ویعطی الشفاء لاالاطباء وذلک انهم کانوا یقولون المرض من الزمان ومن الاغذیة والشفاء من الاطباء والادویة فاعلم ابراهیم ان الذی امرض هوالذی یشفی وهوالله تعالی.

وقوله تعالی (المائدة : ۳): حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وماأهل لغیرالله به الایة.

وفی عمدة القاری (۳/۱۲۱): وکذالک مایفعله اکثرالناس من وضع مافیه رطوبة من الریاحین والبقول ونحوهما علی القبور لیس بشئ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی المرقات (۱/۳۵۱): وقد انکر الخطابی مایفعله الناس علی القبور من الاخواص ونحوها بهذا الحدیث وقال لااصل له.

وفی الهندیة (۵/۳۴۱): الطین الذی یحمل من مکة ویسمی طین حمزة هل الکراهة فیه کالکراهة فی اکل الطین علی ماجاء فی الحدیث ....الکراهة فی الجمیع متحدة.

(۱۸۰) ختم بخاری شریف اور مروجہ عرس میں فرق

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریب ختم بخاری شریف کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ جائز ہے یانہیں؟ اگر یہ جائز ہے تو کیا وجہ ہے کہ عرس ناجائز ہے؟ دونوں میں کیا فرق ہے جس کی وجہ سے ایک کو جائز اور دوسرے کو ناجائز کہا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......ختم بخاری شریف علماء کے ہاں نہ تو واجب ہے اور نہ ہی فرض بلکہ لزوم کے اعتقاد کے بغیر بخاری شریف کی آخری حدیث کے موقع پر اجتماع منعقد کیا جاتا ہے جس میں علماء وطلباء کے علاوہ عوام بھی شرکت کرتے ہیں۔ مشائخ بیانات کرتے ہیں اور آخر میں دعا سے یہ اجتماع ختم ہوجاتا ہے اور اس اجتماع کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ تجربہ شاہد ہے کہ ختم بخاری پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ اس تقریب سعید میں شامل ہوجائے۔

اس کے برخلاف عرس میں منکرات وفواحش کا ایک ہجوم برپا ہوتا ہے کیونکہ عموماً عرسوں میں مردوزن کا بے جااختلاط پایاجاتا ہے بلکہ بعض دفعہ نوبت بدکاری تک پہنچ جاتی ہے۔ گانا بجانا اور موسیقی عرس کا جزولازم سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قبور کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے جو کام کئے جاتے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔

لہٰذا ان تمام وجوہات کی بناء پر عرس اور ختم بخاری شریف کی تقریب میں فرق ہے کہ ختم بخاری شریف جائز اور مروجہ عرس ناجائز ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

(۱۸۱) عرس میں شرکت کے لئے نئے پہننے والے کپڑے کو احرام کہنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ بزرگوں کے عرس میں شرکت کرنے کے لئے خاص قسم کا جوڑا پہن کر جاتے ہیں اور اس جوڑے کو احرام کہتے ہیں۔ ایسا سمجھنا اور کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کرنا اور کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور لفظ احرام جو بیت اللہ کی زیارت کے لئے جاتے وقت پہننے والے کپڑوں پر بولا جاتا ہے اسے ایسی جگہ جاتے وقت پہننے والے کپڑوں پر بولنا جہاں دنیا بھر کی خرافات ہوتی ہیں قطعاً صحیح نہیں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی المشکوۃ (ص۲۷): عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد.

وفی المرقات (۱/۲۱۵) تحت هذه الروایة: قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سندظاهر اوخفی ملفوظ اومستنبط فهومردود علیه.

(۱۸۲) عاشورہ کی رسومات اور بدعات

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محرم الحرام کے پہلے عشرے میں وعظ ونصیحت کی مجالس کا انعقاد ختم قرآن اور حضرت حسین کا ذکرِ شہادت بنیت ثواب اور اس کو ثواب پہنچانا کیا شریعت مطہرہ سے یہ چیزیں ثابت ہیں یا نہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... مذکورہ چیزوں کی شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ ساری چیزیں روافض کی گھڑی ہوئی ہیں کیونکہ دس محرم کا اور ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنا مشروع ہے۔ پس روزے کے ماسوا دس محرم میں دیگر چیزیں ممنوع اور بدعت کے زمرے میں شامل ہیں۔ نیز یہ روافض کے ساتھ تشبہ کی بنا پر بھی ناجائز ہے۔

لمافی المشکوۃ (ص۲۷): عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد.

وفیها ایضا (ص۱۷۸): عن ابن عباس قال مارأیت النبی ﷺ یتحری صیام یوم فضله علی غیره الاهذا الیوم یوم عاشوراء وهذا الشهر ....وعنه قال حین صام رسول اللہ ﷺ عاشوراء وامر بصیامه قالوا یارسول اللہ انه یوم یعظمه الیهود والنصاری فقال رسول اللہ ﷺ لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع.

وفی ردالمحتار (۲/۴۱۸): وتعقبه ابن العز بانه لم یصح عنها فی یوم عاشوراء غیر صومه وانماالروافض لماابتدعوا اقامة المأتم واظهار الحزن یوم عاشوراء..........ابتدع جهلة اهل السنة اظهار السرور واتخاذ الحبوب.

(۱۸۳) "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ کلمات حاضر وناظر کے عقیدے کے بغیر کہے جائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ آج کل مروجہ طریقہ التزام کی وجہ سے ناجائز اور بدعت میں شامل ہوگا۔ اور اگر حاضر وناظر کے عقیدے کے ساتھ کہے جائیں تو شرک ہے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۲/۹۲۶): حدثناابونعیم ......ابن مسعود یقول علمنی النبی ﷺ وکفی بین کفیہ التشہد ......التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ ......

...... فلما قبض قلنا السلام علی یعنی النبیا.

وفی عمدۃ القاری (۶/۱۱۱): فان قلت ماالحکمۃ فی العدول عن الغیبۃ الی الخطاب فی قولہ علیک ایھاالنبی مع ان لفظ الغیبۃ ھو الذی یقتضیہ السیاق ......قلت اجاب الطیبی بمامحصلہ نحن نتبع لفظ الرسول بعینہ الذی علمہ للصحابۃ ویحتمل ان یقال علی طریقۃ اھل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینھم بالمناجات فنبھوا علی ان ذلک بواسطۃ نبی الرحمۃ وبرکۃ متابعۃ فاذا التفتوافاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیہ قائلین السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

وفی المشکوۃ (صـ۸۶): عن ابی ھریرۃ ص قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لاتجعلوابیوتکم قبورا ...... وصلواعلی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم.

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام.

وفیھاایضا (صـ۸۷): عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ.

(۱۸۴) محفل میلاد کا مروجہ طریقہ اوراس کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محفل میلاد منعقد کرنا اوراس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیاحضور ﷺ محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......مروجہ میلاد کا انعقاد، اس میں شرکت کرنا یہ بدعات کے پرچار کے مترادف ہے کیونکہ یہ طریقہ سلف صالحین سے ثابت نہیں ہے۔ نیز حضور ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ محفل میلاد میں حاضر ہوتے ہیں شرک ہے جس سے توبہ اورآئندہ ایسے کلمات سے اجتناب ازحد ضروری ہے۔

دلائل المسئلۃ مرت سابقا فی رقم السؤال : ۱۷۷

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۸۵) جنازہ کے آگے قرآن مجید لیکر چلنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک رسم یہ ہے کہ جنازہ سے آگے آگے قرآن مجید لیکر جاتے ہیں۔ کیا شریعت کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں جنازے سے آگے قرآن مجید لیکر جانا خیر القرون سے کہیں بھی ثابت نہیں اور کسی غیر ثابت کام پر التزام کرنا ہی بدعت کہلاتا ہے لہٰذا یہ کام بھی بدعت میں شامل سمجھا جائے گا جس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔

لمافي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرناهذا ماليس منه فهو رد .... وعن جابر رض قال قال رسول الله ﷺ امابعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ﷺ وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة.

وفيها ايضا(ص۲۸): عن ابى هريرة رض قال قال رسول الله ﷺ يكون في آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباء كم فاياكم واياهم لايضلونكم ولايفتنونكم.

(۱۸۶) قرآنی آیات اور حضور ﷺ کے ناموں کے کتبوں کو چومنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مساجد میں قرآنی آیات اور نبی کریم ﷺ کے ناموں کے کتبے لگے ہوتے ہیں بعض لوگ ان پر ہاتھ لگا کر چومتے ہیں کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اس طرح کے کتبوں کو تعظیم کی بنا پر چومنا نہ صرف جائز بلکہ امر مستحسن ہے البتہ التزام سے پرہیز کریں کہ کہیں اس سے فتنہ کا دروازہ نہ کھل جائے۔

لمافي الدر المختار (۳۸۴/۶): وفي القنية في باب مايتعلق بالمقابر تقبيل المصحف قيل بدعة لكن روى عن عمر ؓ انه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول: عهد ربي ومنشور ربي عزوجل وكان عثمان ؓ يقبل المصحف ويمسحه على وجهه.

(۱۸۷) ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رائج ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے رشتہ دار طلباء کو بلا کر لاتے ہیں جو قرآن ختم کرتے ہیں پھر انہیں پیسے یا کپڑے وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی نہ دے تو پھر ختم کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا۔ تو کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے اور اس طرح مردے کو ثواب پہنچتا ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کی تقریبات میں شامل ہونے کی نیت عموماً کھانے اور پیسوں کی ہوتی ہے جس کا قرینہ یہ ہے کہ اگر پہلے سے معلوم ہوجائے کہ کھانے کو کچھ نہ ملے گا تو کوئی وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا جیسا کہ خود سائل نے بھی ذکر کیا ہے۔ایسی نیت کے ساتھ پڑھنے والے کو ہی ثواب نہیں ملتا چہ جائیکہ وہ مردے کے لئے ایصال ثواب کرے اس کے علاوہ بھی اس طرح کے اجتماعات میں کئی قباحتیں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے ان سے احتراز لازم ہے۔

ایصال ثواب کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنی مرضی سے خود ہی پڑھ کر مردے کو ایصال ثواب کردے اور قرآن ختم کرنا ضروری نہیں۔سنت کے مطابق تھوڑا سا بھی عمل زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت اس کے کہ بہت زیادہ عمل کیا جائے لیکن وہ خلاف سنت ہو بلکہ ایسا عمل مزید وبال کا سبب بنتا ہے۔

لمافی ردالمحتار (۲/۲۴۰): واتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرأة سورة الانعام او الاخلاص ....ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاكل يكره.

وفيهاايضا (۶/۵۶): فالحاصل ان ماشاع في زماننا من قرأة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقرأة واعطاء الثواب للآمر والقرأة لاجل المال فاذا لم يكن للقارى ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الى المستاجر ولولاالاجرة ماقرأ احد لاحد في هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسباووسيلة الى جمع الدنيا انالله وانااليه راجعون.

(۱۸۸) آتش بازی کو ثواب سمجھ کر کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل لوگ شب برأت میں آتش بازی کرتے ہیں اور اسے ذریعہ ثواب سمجھا جاتا ہے۔آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں کہ اسے ثواب سمجھنا صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کی آتش بازی اسراف میں داخل ہے جو کہ ناجائز ہے اور اسے ثواب سمجھنا بدعت ہے۔

لمافي قوله تعالى (الاسراء :۲۷): ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين الاية

وفي البحرالرائق (۵/۲۱۵): وفي القنية واسراج السرج الكثيرة في السكك والاسواق ليلة البراءة بدعة.

(۱۸۹) ۲۲ویں رجب کے کونڈوں کی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ۲۲ویں رجب کے کونڈوں کا آج کل عام رواج ہے اور اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں طرح طرح کی رسومات اور خرافات ہوتی ہیں۔کیا شرعاً یہ رسم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا سلف سے یہ ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......۲۲ویں رجب کے کونڈے اور اس طرح کی دوسری خرافات شرعاً عدم ثبوت کی وجہ سے ناجائز ہیں۔دراصل یہ صحابہ کے ساتھ بغض کی علامت ہے کہ ابتداء میں روافض نے اسے ایجاد کیا کیونکہ اس دن امیر معاویہ ؓ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔اس خوشی میں رافضیوں نے کونڈوں کو ایجاد کیا اور ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں یہ رائج ہوگئے لہٰذا ان سے از حد اجتناب کی ضرورت ہے۔

لمافي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد ....وعن جابر ص قال قال رسول الله ﷺ امابعد فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد ا وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة.

وفي البداية والنهاية (۸/ ۱۴۵): بعد ذكر احوال معاوية ....ولاخلاف انه توفي بدمشق في رجب سنة ستين فقال جماعة: ليلة الخميس للنصف من رجب سنة ستين وقيل ليلة الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين.

(۱۹۰) رمضان میں ختم قرآن پر دعا کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں ختم قرآن کے بعد اجتماعی یا انفرادی طور پر دعا کرنا کیسا ہے؟ براہِ کرم تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......ختم قرآن کے بعد اجتماعی اور انفرادی دعا کرنا مستحسن عمل ہے اور رمضان المبارک چونکہ نزول رحمت کا مہینہ ہے جبکہ ختم قرآن کا موقع بھی نزول رحمت وبرکت کا ہے لہٰذا اس موقع پر بلانیت التزام اجتماعی یا انفرادی دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن عمل ہے۔

لمافي القرآن الكريم(سورة المؤمن:۶۰): وقال ربكم ادعوني استجب لكم.

وفي المصنف لابن ابي شيبة(۱۵/ ۴۷۱): عن انس انه كان اذا ختم جمع اهله.

وفيه ايضاً: عن عبدالرحمن بن الاسود قال يذكر انه يصلي عليه اذا ختم.

وفيه ايضاً: عن الحكم قال كان مجاهد وعبدة بن ابي لبابة وناس يعرضون المصاحف فلما كان اليوم الذى ارادوا ان يختموا ارسلو اليّ والى سلمة بن كهيل فقالوا انا كنا نعرض المصاحف فاردنا ان نختم اليوم فأحببنا ان تشهدونا انه كان يقال: اذا ختم القرآن نزلت رحمة عند خاتمته او: حضرت الرحمة عند خاتمته.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفیه ایضاً(صـ۴۷۲): عن الحکم عن مجاهد قال: الرحمة تنزل عند ختم القرآن.

وفی الهندیة (۳۱۸/۵):الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان مکروه لکن هذا شئ لا یفتی به یکره الدعاء عند ختم القرآن بجماعة لان هذا لم ینقل عن النبی صلی الله علیه وسلم ...... وینبغی أن یدعو فی صلوته بدعاء محفوظ واما فی غیر حالة الصلوة ینبغی ان یدعو بما یحضره ولا یستظهر الدعاء لان حفظ الدعاء یذهب برقة القلب...... وفی (صـ۳۱۷) ولا بأس باجتماعهم علی قراءة الاخلاص جهرا عند ختم القرآن...... ویستحب له أن یجمع اهله وولده عند الختم ویدعو لهم...... کذا فی الینابیع.

وفی الدرالمختار(۱۷۵/۲):وینبغی ان تکون خطبة الکسوف وختم القران کذلک و لم اره الخ......

وفی تقریرات الرافعی(۱۱۴/۲، ۱۱۵):(قول الشارح لم اره) قال الشیخ الرحمتی لم ارذکر خطبة ختم القرآن ولا حکمها ولا کیفیتها...... الی قوله ان عمر بن عبدالعزیز استحسن قراءة قل هو الله احد ثلاثا عند ختم القرآن ولم یستحسنه بعض المشایخ وقال الفقیه ابو اللیث هذا شئ استحسنه بعض اهل العراق وأئمة الامصار فلا باس به لان ماراه المومنون حسنا فهو عند الله حسن الا ان یکون ختم القرآن فی الصلٰوة المکتوبة فلا یزید علی مرّة ویکره الدعاء عند ختم القرآن فی شهر رمضان وعند ختم القرآن بجماعة لان هذا لم ینقل عن النبی صلی الله علیه وسلم ولا عن أصحابه رضی الله عنهم ولذا قال ابو القاسم الصفار لولا اهل البلدة یقولون یمنعنا من الدعاء لمنعتهم ولکن هذا شئ لا یفتی به لانه لا ینبغی أن یقال للعامة مالا یفهمون ومثله فی التجنیس وفی الخانیة وتکلموا فی الدعاء.

عند ختم القرآن فی رمضان وعند ختمه بجماعة واستحسنه المتأخرون فلا یمنعون من ذلک اهـ

(۱۹۱) سنن کے بعد کی اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز اور اسی طرح سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا حکم کیا ہے؟ یہ بھی وضاحت فرمادیں کی فرض یا سنتوں کی دعا میں تین دفعہ ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟

فرض اور سنت کے بعد اگر اجتماعی دعا ثابت نہیں [illegible] الایضاح کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے:

"ویستحب للامام بعد سلامه ان [illegible] الی یساره لتطوع بعد الفرض وان یستقبل بعده (ای بعد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

التطوع مراقی الفلاح) الناس ویستغفرون ...... ثم یدعون لانفسهم وللمسلمین رافعی ایدیهم ثم یمسحون بها وجوههم......"　　(فصل فی الاذکار الواردة بعدالفرض، ص۸۰)

نیز التزام اور دوام میں فرق بیان کرنے کے بعد یہ بتائیں کہ جولوگ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا التزام کرتے ہیں اور دعا نہ کرنے والوں کو برا بھلا کہتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں تمام سوالات کے جوابات بالترتیب ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فرائض کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

فرائض کے بعد مسنون طریقہ یہ ہے کہ باجماعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب مل کر دعا کریں۔ یہی طریقہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے کہ فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سب مل کر دعا کیا کرتے تھے، جیسا کہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

مامن عبد مؤمن یبسط کفیه فی دبر کل صلاة ثم یقول اللهم الهی و اله ابراهیم واسحاق ویعقوب......الا کان حقاعلی الله ان لایرد یدیه خائبتین .　　(کنز العمال، ۲/۱۳۴)

(یعنی جو بندہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ اے میرے معبود، اے ابراہیم واسحاق اور یعقوب کے معبود ...... اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں اسے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹاتے)

اسی طرح تفسیر ابن کثیر (۱/۴۸۲) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ان رسول اللہ ﷺ رفع یدہ بعد ماسلم وهومستقبل القبلة فقال اللهم خلص الولید بن الولید ......الحدیث

معارف السنن (۳/۱۲۵) میں بھی "مصنف ابن ابی شیبہ" کے حوالے سے روایت مروی ہے۔

منها ما اخرجه ابن ابی شیبة فی مصنفه من حدیث الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا.

(یعنی آپ علیہ الصلاۃ والسلام فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد پلٹے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی)

کنز العمال کی مذکورہ روایت "مامن عبد" چونکہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے اس لئے اس کی تائید میں اسود عامری کی حدیث پیش کرنے کے بعد علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ اعلاء السنن (۳/۲۰۱) میں فرماتے ہیں۔

قلت :دلالته علی رفع الیدین فی الدعاء بعد الصلوة المفروضة ظاهرة والحدیث وان کان ضعیفاً فله شاهد من روایة الاسود عند ابن ابی شیبة وبه یحصل للضعیف قوة علی ان الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع صرح به ابن الهمام فی کتاب الجنائز من الفتح.

اس کے بعد علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ آگے چل کر (۳/۲۰۵) فرائض کے بعد اجتماعی دعا کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں رائج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا مستحب ہے۔

فثبت ان الدعاء مستحب بعد کل صلاۃ مکتوبۃ متصلا بھا برفع الیدین کما ھو شائع فی دیارنا ودیار المسلمین قاطبۃ.

اسی طرح علامہ بنوری معارف السنن (۳/۱۲۵) میں روایات کے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

فھذہ وما شاکلھا من الروایات فی الباب تکاد تکفی حجۃ لما اعتادہ الناس فی البلاد من الدعوات الاجتماعیۃ دبر الصلوات.....

یعنی نماز کے بعد اجتماعی دعا کیلئے بطور حجت یہی روایات کافی ہیں۔

اسی طرح علامہ شامی نے ردالمحتار (۱/۳۹۹) میں بھی صراحت فرمائی ہے۔

فدل ان الامر للاستحباب والندب کامرہ بالدعاء فی ادبار الصلوات ونحوہ.

۲۔سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا حکم

حضور اقدس ﷺ، صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور سلف صالحین کا طریقہ یہ رہا کہ فرض نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سنتیں اور نوافل الگ الگ پڑھتے اور ان کے بعد دعا بھی الگ ہی کرتے بلکہ شریعت مطہرہ نے سنت و نوافل گھر میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے

عن کعب بن عجرۃ قال ان النبی ﷺ اتی مسجد بنی عبد الاشھل فصلی فیہ المغرب فلما قضوا صلوتھم راھم یسبحون بعدھا فقال ھذہ صلوۃ البیوت. (مشکوۃ المصابیح، ص۱۰۵)

یعنی نبی ﷺ ایک دفعہ بنو اشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور وہیں مغرب کی نماز ادا فرمائی نماز (فرض) کے بعد آپ نے دیکھا کہ لوگ سنتیں اور نوافل ادا کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ نمازیں گھر میں پڑھنے کی ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سنتیں گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ اسی پر تمام حضرات اکابر کا عمل بھی رہا، لہذا جب سنتیں مسجد میں ادا نہ ہوں گی تو سنن کے بعد کی دعا کیسے ثابت ہوگی کیونکہ سنتیں گھر میں پڑھنے کے بعد دعا کیلئے دوبارہ جمع ہونا بھی ثابت نہیں، بلکہ اگر کسی مصلحت یا مجبوری سے مسجد میں سنتیں ادا بھی کرنی پڑیں تو آپ نے مقتدیوں کے ساتھ دعا نہیں فرمائی، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کا طریقہ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ یطیل القراءۃ فی الرکعتین بعد المغرب حتی یتفرق اھل المسجد (مشکوۃ المصابیح، ص۱۰۵)

یعنی رسول اللہ ﷺ مغرب کی سنتوں میں اس قدر طویل قرات فرماتے ہیں کہ نمازی مسجد سے چلے جاتے۔

اسی طرح شرح معانی الآثار (۱/۳۳۹) میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ مروی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عن ابن عباس قال قال لی العباس :بت الليلة بآل رسول الله ﷺقال فصلی رسول الله العشاء ثم صلی بعدها حتی لم يبق فی المسجد غيره.(يه حواله نه مل سكا)

یعنی وہ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہا، آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر نماز میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ مسجد میں آپ کے سوا کوئی نہ رہا۔

اس روایت سے بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا معمول سنن کے بعد اجتماعی دعا کا نہ تھا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ شروع سے ہی سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کا معمول نہ تھا اب اسے ضروری اور لازم سمجھ کر کرنا اور نہ کرنے والوں پر طعن وتشنیع کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ خصوصا ایک ایسا کام جو بدعت کے زمرے میں داخل ہو حالانکہ ہمیں صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور آپ نے اپنے صحابہ کی اتباع کا حکم دیا ہے چنانچہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

فانه من يعش منكم بعدی فسيری اختلافاً كثيرا فعليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهدين تمسكوابها وعضوا عليها بالنواجذواياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. (مشكوة المصابيح، ص٣٠)

یعنی تم میں سے جو میرے بعد رہے گا تو وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، (پس ایسے اختلاف کے وقت) تمہارے لئے میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسی پر مضبوطی سے قائم رہو اور دین میں نئی نئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس معاملے میں بہت زیادہ احتیاط کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ کے متعلق منقول ہے۔

عن مجاهد قال دخلت مع عبدالله بن عمر مسجدا وقد اذن فيه ونحن نريد ان نصلی فيه فثوب المؤذن فخرج عبدالله بن عمر من المسجد وقال اخرج بنا من عند هذا المبتدع ولم يصل فيه.

(بجامع الترمذی، ۱/۵۰)

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں گیا، وہاں اذان ہو چکی تھی، ہمارا ارادہ وہاں نماز پڑھنے کا تھا، مؤذن نے لوگوں کو دوبارہ جمع کرنے کیلئے آواز دی (جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے) تو وہاں سے نکلنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ مجھے اس بدعتی کے پاس سے نکالو۔ گویا آپ نے اس قدر بھی پسند نہ فرمایا کہ اذان کے بعد لوگوں کو صرف جماعت کے وقت میں جمع کرنے کیلئے کوئی کلمات ادا کئے جائیں اور کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ وہاں نماز بھی ادا کرنا گوارا نہ کیا۔

اس طرح ایک دوسرے موقع پر آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ مسجد میں جا کر چاشت کی نماز ادا کر رہے ہیں تو چونکہ اس قدر اہتمام سے مسجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں آکر ادا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں تھا لہذا آپ نے اسے بدعت قرار دیا۔

عن مجاهد قال دخلت انا وعروة بن الزبير المسجدفاذا عبدالله بن عمر جالس الى حجرة عائشة واذا اناس يصلون فى المسجد صلاة الضحى قال فسألناه عن صلاتهم فقال بدعة.

(صحيح البخارى، ۱/۲۳۸)

چنانچہ فتح الباری میں اس نکیر کی علت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔

قال عياض وغيره انما انكر ابن عمر ملازمتها واظهارها فى المساجد وصلاتها جماعة لا انها مخالفة للسنة. (۳/۴۱)

اسی طرح صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے والے اسلاف نے بھی ایسے امور کو قطعا برداشت نہیں کیا جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہوں خواہ ظاہری اعتبار سے وہ فعل کتنا ہی معمولی کیوں نہ معلوم ہوتا ہو، چنانچہ علامہ شاطبی نے اپنی کتاب میں امام مالکؒ کا قول نقل کیا ہے

قال ابن الماجشون :سمعت مالكا يقول من ابتدع فى الاسلام بدعة يراها حسنة فقد زعم ان محمدا ﷺ خان الرسالة لان الله يقول "اليوم اكملت لكم دينكم" فما لم يكن يومئذدينا فلا يكون اليوم دينا. (الاعتصام ص۳۰)

یعنی امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس نے دین میں نئی بات ایجاد کی اور اسے بہتر بھی سمجھا تو اس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے احکام خداوندی کی تبلیغ میں (العیاذ باللہ) خیانت کی ہے، اس لئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آج میں نے دین کو مکمل کر دیا تو جو کام آپ ﷺ کے زمانے میں دین میں داخل نہ تھا وہ آج بھی دین میں شامل نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ علامہ رازی ''لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

لان العمل اذا كان خالصا غير صواب لم يقبل وكذالك اذا كان صوابا غير خالص،فالخالص ان يكون لوجه الله والصواب ان يكون على السنة. (التفسير الكبير، ج۱۵/ جزء۲۹/ص۵۲)

یعنی جو عمل خالص ہو لیکن صواب (درست) نہ ہو تو قبول نہیں اسی طرح جو صواب ہو لیکن خالص نہ ہو وہ بھی قبول نہیں اور خالص یہ ہے کہ اللہ کی رضا کیلئے ہو جبکہ صواب یہ ہے کہ سنت کے مطابق ہو۔

حاصل یہ ہوا کہ عمل کی قبولیت کیلئے جیسے نیت کا خالص اللہ کیلئے ہونا ضروری ہے ایسے ہی اس عمل کا سنت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔

حضرت احمد بن الحواری فرماتے ہیں

من عمل عملا بلا اتباع سنة فباطل عمله. (الاعتصام، ص۶۴)

یعنی جو عمل سنت کی اتباع کے بغیر کیا جائے گا وہ باطل ہے۔

بلا ثبوت کسی کام کو کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ ہر وہ کام جس کی شریعت نے صرف اجازت دی ہے اور اسے کار ثواب بتلایا، اگر اس کام کیلئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شریعت نے کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا، یا مکان کی تعیین نہیں کی، اب اگر ایسے کام کیلئے اوقات یا مکان کی تعیین کردی جائے تو فقہاء نے اسے بھی بدعت میں شامل کیا ہے۔ اس کی سب سے واضح دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وہ اثر ہے جو پیچھے نقل ہو چکا کہ آپ نے چاشت کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کو بدعت فرمایا حالانکہ یہ نماز فی نفسہ ثابت ہے لیکن جس طرح ثابت ہے جب اس طریقے سے ہٹ گئی تو اسے بدعت میں شامل فرمایا۔ اسی طرح علامہ شاطبی نے اپنی کتاب میں صراحت فرمائی ہے۔

ومنهاالتزام العبادات المعينة في اوقات معينة لم يوجد لها ذلك التعيين في الشريعة.(۱/۲۳)

یعنی بدعات میں سے ایک یہ ہے کہ عبادات معینہ کی اوقات معینہ میں ادائیگی کا ایسا التزام جس کا شریعت نے پابند نہیں کیا۔

آج کل یہی معاملہ دعا جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ کیا جا رہا ہے، شریعت نے اس عبادت کو کسی خاص کیفیت وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں کیا بلکہ عام رکھا ہے تاکہ ہر ایک کسی وقت بھی اپنے رب سے مناجات کرنا چاہے تو کسی بھی وقت کر لے، لیکن آج کل اس عبادت کو خاص عمل (سنتوں کے بعد) کے ساتھ لازم کیا جا رہا ہے، اور جو ایسے نہ کرے اس پر نکیر بھی کی جاتی ہے، ظاہر ہے شریعت مطہرہ میں اس کا ثبوت کہیں بھی نہیں ہے، اسی وجہ سے علامہ عثمانیؒ اس کو بدعت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ورحم الله طائفة من المبتدعة في بعض اقطار الهند حيث واظبوا على ان الامام ومن معه يقومون بعد المكتوبة بعد قراء تهم اللهم انت السلام ومنك السلام الخ ثم اذا فرغوا من فعل السنن والنوافل يدعو الامام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانية والمقتدون يؤمنون على ذلك وقد جرى العمل منهم بذلك على سبيل الالتزام والدوام حتى ان بعض العوام اعتقدوا ان الدعاء بعد السنن والنوافل باجتماع الامام والماموين ضروري واجب ......ومن لم يرض بذلك يعزلونه عن الامامة ويطعنونه ولا يصلون خلف من لايصنع بمثل صنيعهم وايم الله ان هذا امر محدث في الدين.

(اعلاء السنن، ۳/۲۰۵)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ سرزمین ہندوستان کے بعض بدعتی دھڑوں پر رحم فرمائیں جہاں پیش امام اور مقتدی حضرات فرائض کے بعد مسنون دعا "اللهم انت السلام" پڑھنے کے بعد سنن ونوافل ادا کرنے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد امام سورۃ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند دوسری مرتبہ دعا مانگتا ہے اور مقتدی آمین کہتے ہیں اور یہ عمل ان میں دوام اور التزام کے طور پر رائج ہے حتیٰ کہ لوگ سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا مانگنے کو ضروری اور واجب گردانتے ہیں۔ جو امام بے چارہ ان کی اس خودساختہ روش پر عمل پیرا نہ ہو اس کو منصب امامت سے معزول کر کے طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور جو ان کے اس طرز دعا کے قائل نہیں ان کی اقتداء میں نماز تک نہیں پڑھتے۔ رب کعبہ کی قسم یہ دین میں نیا اضافہ ہے۔

اسی طرح علامہ بنوریؒ فرماتے ہیں۔

في معارف السنن (۳/۱۲۶):ثم ان ماراج في كثير من بلاد الهند الجنوبية الدعاء بكيفية مخصوصة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعد الرواتب ...... ففي مثل هذه يقال انه بدعة تضمنت بدعات كثيرة.

سرزمین ہندوستان کے بعض جنوبی علاقوں میں فرائض کے بعد جو مخصوص کیفیت اور طریقہ سے دعا جاری اور رائج ہے...... اسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک بدعت بدعات کثیرہ کو شامل اور متضمن ہے۔

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے آج کل جو طریقہ رائج ہے کہ سنتوں کے بعد دوبارہ اجتماعی دعا کی جاتی ہے "خدا کی قسم یہ دین میں اپنی طرف سے زیادتی ہے"۔

دعا کیلئے تین بار ہاتھ اٹھانا

ماقبل تفصیل سے یہ معلوم ہوگیا کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا ہی ثابت نہیں ہے، البتہ جہاں فرائض کے بعد ثبوت ہے تو وہاں بھی یہ تصریح نہیں ہے کہ دعا کیلئے تین مرتبہ ہاتھ اٹھائے گئے ہوں. لہذا جب سنتوں کے بعد اجتماعی دعا ثابت ہی نہیں تو تین مرتبہ ہاتھ اٹھانا کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ نیز عدم ثبوت کی ایک واضح اور روشن دلیل یہ بھی ہے کہ دعا کا معاملہ عمر بھر میں کوئی ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ روزانہ کئی مرتبہ کا ہے اگر اس کا کوئی ثبوت ہوتا تو صحابہ ضرور نقل کرتے، جب صحابہ اسے نقل نہیں کرتے تو اس کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کا طریقہ ہی نہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت علامہ بنوریؒ اس پر بحث کے بعد آخر میں فرماتے ہیں۔

غير انه يظهر بعد البحث والتحقيق انه وان وقع ذلك احيانا عند حاجات خاصة لم تكن سنة مستمرة له ﷺ ولا للصحابة رضى الله عنهم والا لكان ان ينقل متواتراً البتة. (معارف السنن، ۳/۱۲۶)

نورالایضاح کی عبارت کا جواب

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے اعلاء السنن میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد اس کا جواب دیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

فانه لا دلالة فيه على قراءة كل ذلك والدعاء بعدها مجتمعين وان يفعل ذلك كله في المسجد فان صيغة الجمع لا تستدعي الاجتماع والاصطحاب اصلا نص على ذلك الاصوليون فمعنى كلامه ان المسلمين ينبغي لهم قراءة الاوراد الماثورة بعد المكتوبات بان يأتي كل احد بها على حدة ويدعو كل احد بعدها لنفسه وللمسلمين لان الشرنبلالي نفسه قد نص قبل ذلك على ان الافضل بالسنن اداؤها فيما هو ابعد من الرياء واجمع للخلوص سواء البيت او غيره .فلما كان الافضل بالسنن عنده البيت ونحوه فكيف يمكن حمل كلامه ويستغفرون الله ويحمدونه الخ على فعل ذلك في المسجد بالاجتماع. (۳/۲۰۸)

یعنی مذکورہ عبارت سنتوں کے بعد اجتماعی دعا پر دلالت نہیں کر رہی، اگر چہ اس عبارت میں جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں لیکن یہ اس امر کا تقاضا نہیں کرتے کہ وہ سب مل کر ایک ساتھ دعا کریں، بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ ہر ایک علیحدہ علیحدہ سنتوں کے بعد اپنے لئے اور سب مسلمانوں کیلئے دعا کرے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ شرنبلالیؒ نے خود اس بات کی صراحت کی ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں خلوص

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو چاہے گھر میں پڑھ لے یا کسی اور جگہ، لہذا جب ماتن کے نزدیک سنتیں گھر وغیرہ میں پڑھنا افضل ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس عبارت کو مسجد میں سنتوں کے بعد اجتماعی دعا پر محمول کیا جائے۔ واللہ اعلم

الغرض کوئی بھی کام انفرادی یا اجتماعی جس طرح آپ ﷺ نے کیا اسی طرح کرنا اطاعت ہے، اس سے ہٹ کر کرنا دنیا وآخرت دونوں کے اعتبار سے خسارے کا سبب ہے، لہٰذا دینی غیرت کا تقاضا ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کون سا کام کس طریقے سے کیا ہے نہ کہ ایسا ہو کہ یہ کام ہمیں اچھا لگتا ہے لہذا ہم تو ایسے ہی کریں گے، اور اس کیلئے ثبوت تلاش کیا جائے، من گھڑت قصے سنائے جائیں اور ایات واحادیث کو توڑ موڑ کر پیش کیا جائے، اس سے ہماری علیحدہ پہچان تو ہو سکتی ہے، لوگوں میں ہمارا تذکرہ تو ہو سکتا ہے لیکن اللہ کے ہاں تو وہی عمل مقبول ہے جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہے، چاہے ہمیں وہ اچھا لگے یا نہ لگے کیونکہ ہماری پسند کوئی معیار نہیں، معیار تو صرف آپ ﷺ کے طریقے ہیں۔ لہذا ضد وہٹ دھرمی، عناد اور اندھی تقلید کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فیصلہ کیجئے کہ آپ کو کون سا طریقہ پسند ہے، جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش ہو یا جس سے آپ کی علیحدہ پہچان ہو، اور ساتھ میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ جب حق بات سامنے آجائے اور کوئی حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کے بجائے ضد پر ہی ڈٹ جائے تو اللہ تعالی اس کی فہم کی استعداد ختم کر دیتے ہیں اس کے بعد حق بات اسے سمجھ میں ہی نہیں آتی، چنانچہ ایسے ہی حضرات کا اللہ تعالی نے خود ذکر فرمایا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ. (البقرة:۱۷)

التزام اور دوام میں فرق

التزام اور دوام میں بنیادی فرق یہ ہے کہ التزام میں اعتقاد کا دخل ہوتا ہے جبکہ دوام میں اعتقاد کا دخل نہیں ہوتا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ التزام اور دوام اصطلاحی اعتبار سے ہم معنی ہیں، البتہ التزام میں کسی کام پر دوام کے ساتھ اسے اپنے اوپر لازم سمجھا جاتا ہے۔ شرعی اعتبار سے دونوں میں یہ فرق ہے کہ شریعت نے بعض امور کے کرنے اور نہ کرنے دونوں کا اختیار دیا ہے، اب اس اختیار کے باوجود کوئی ان امور کو تسلسل اور دوام کے ساتھ کرتا ہے، مثلاً اوابین یا تہجد کے نوافل، ان کو ہمیشہ ادا کرنا صحیح ہے جیسا کہ سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا البتہ اگر کوئی اس دوام کے ساتھ ان کو لازم سمجھے بایں طور کہ ان کو چھوڑنا گناہ سمجھے اور نہ کرنے والے کو قابل ملامت گردانے تو یہ التزام ہے، اور یہ گناہ کا سبب ہے کیونکہ اس صورت میں شریعت نے جو مرتبہ ان امور کو دیا ہے اس سے ہٹا دینا لازم آتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں

قال ابن المنير فيه ان المندوبات قد تنقلب مكروهات اذا رفعت عن رتبتها لان التيامن مستحب في كل شيء اى من امور العبادة لكن لما خشي ابن مسعود رضي الله عنه ان يعتقدوا وجوبه اشار الى كراهته. (فتح الباری، ۲/۲۷۰)

ابن منیر فرماتے ہیں کہ جب مندوبات اور مستحبات کو شریعت کی جانب سے طے شدہ مرتبہ اور رتبے سے ہٹایا جائے تو وہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکروہات کی روپ دھار لیتے ہیں۔دیکھیں عبادت میں ہر چیز کا آغاز دائیں جانب سے کرنا مستحسن اور پسندیدہ ہے لیکن جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ اس کو واجب نہ سمجھ لیں تو آپ نے کراہت کی طرف اشارہ فرمایا۔

اسی طرح ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

قال الطيبي وفيه ان من اصر على امر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال فكيف من اصر على بدعة اومنكر وجاء في حديث ابن مسعود رضي الله عنه ان الله عزوجل يحب ان تؤتى رخصه كما يحب ان تؤتى عزائمه.(مرقات المفاتيح، ۲/۳۵۲،۳۵۳)

ترجمہ: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب اور عمل مندوب پر ایسا التزام اور اصرار کرے کہ اس کو عزیمت بنائے اور رخصت پر عمل پیرا ہونے کا قائل ہی نہ ہو تو یقیناً شیطان اس کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے جب ایک مستحب عمل پر مذکورہ طرز سے التزام شیطانی مشن کی تکمیل ہے تو ایک ناجائز اور امر بدعت پر التزام اور اصرار کے وبال کا خود فیصلہ کیجئے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ان کی رخصتوں پر عمل کیا جائے جس طرح کہ عزیمتوں پر عمل کرنا اس کو پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے وسیلے سے اچھی سمجھ، سنت سے حقیقی محبت اور بدعت سے حقیقی نفرت عطاء فرمائے۔ امین

(۱۹۲) نماز تراویح کے دوران الصلوۃ بر محمد کا نعرہ لگانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں نماز تراویح کے دوران ہر چار رکعات کے بعد زور سے **الصلاۃ بر محمد** کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور اکثر نمازی انتہائی بلند آواز سے یہ نعرہ لگاتے ہیں۔تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کے کلمات کا نماز تراویح کے درمیان کہنا کیسا ہے؟ کیا یہ کہیں سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ......صورت مسئولہ میں نماز تراویح میں چار رکعات کے بعد الصلاۃ بر محمد کا نعرہ لگانا کہیں سے ثابت نہیں ہے البتہ چار رکعات کے بعد تسبیح وتہلیل اور دعا ثابت ہے لہٰذا اس بدعت سے اجتناب ضروری ہے۔نیز زور سے نعرہ لگانے میں مسجد کی بھی بے ادبی ہے۔

لمافي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی المرقات (۱/۲۱۵): وفی روایة لمسلم من عمل عملا ای من اتی بشئ من للطاعات او بشئ من الاعمال الدنیویة والاخرویة سواء کان محدثا اوسابقا علی الامر لیس علیه امرنا ای وکان من صفته انه لیس علیه اذننا بل اتی به علی حسب هواه فهو رد ای مردود غیر مقبول فهذه الروایة اعم.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۴٦): یجلس بین کل اربعة بقدرها وکذا الخامسة والوتر ویخیرون بین تسبیح وقراة وسکوت.

وفی الشامیة: (بین تسبیح) قال القهستانی فیقال ثلث مرات "سبحان ذی الملک والملکوت ....

(۱۹۳) بزرگی کا معیار اور کافر کی تعظیم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے طریقہ زندگی پر زندگی نہ گزار کر بزرگی کے مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو بزرگ کہنا چاہئے یا نہیں؟

۲۔ عام طور پر مشہور ہے کہ کافر کی تعظیم بھی کفر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آج کل ہمارے حکمران غیر مسلم ممالک کے دورے پر جاتے ہیں یا کافر ممالک کے غیر مسلم حکمران ہمارے یہاں آتے ہیں تو مسلمان حکمران ان غیر مسلموں کا استقبال وتعظیم کرتے ہیں۔ آیا یہ فعل کفر شمار ہوگا یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ بزرگی کا معیار ہے کہ جو شخص جس قدر آپ ﷺ کے طریقے پر عمل پیرا ہوگا وہ اسی قدر بڑے پائے کا بزرگ ہے۔ اب کوئی شخص آپ ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر کیسے بزرگ ہوسکتا ہے۔ ایسا شخص جھوٹا اور دھوکے باز تو ہوسکتا ہے، بزرگ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ایسے شخص کو بزرگ کہنا بھی صحیح نہیں ہے۔

۲۔ اگر کوئی مسلمان کفار کی اپنے افعال یا اقوال سے تعظیم کرے تو اگر یہ تعظیم ان کے کفر کی بناء پر ہو تو یہ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا لیکن اگر یہ تعظیم کفر کی بناء پر نہ ہو بلکہ کسی اور وجہ سے ہو تو اس سے کافر تو نہیں ہوگا البتہ اس قدر تعظیم سے بھی احتراز کرنا چاہئے کیونکہ کافر کی تعظیم فی الجملة کفر کی تائید ہے۔

لمافی شرح العقائد (صــ۲۲۳): ولن یکون ولیا الا وان یکون محقا فی دیانته ودیانته الاقرار بالقلب واللسان برسالة رسوله مع الطاعة له فی اوامره ونواهیه حتی لو ادعی هذا الولی الاستقلال بنفسه وعدم المتابعة لم یکن ولیا.

وفیها ایضاً (صــ۲۴۳): ولایصل العبد مادام عاقلا بالغا الی حیث یسقط عنه الامر والنهی لعموم الخطابات الواردة فی التکالیف واجماع المجتهدین علی ذلک.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفي التاتارخانية (۵/۵۲۲): واتفق مشائخنا ان من رأیٰ امر الكفار حسنا فهو كافر.

وفي الدرالمختار (۶/۴۱۳): ولوسلم على الذمي تبجيلا يكفر لان تبجيل الكافر كفر.

وفي الشامية تحته: (قوله تبجيلا) قال في المنح قيد به لانه لولم يكن كذلك بل كان لغرض من الاغراض فلابأس به ولاكفر.

(۱۹۴) شب جمعہ کے اجتماع میں جانے کی شرعی حیثیت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہر جمعرات کو شب جمعہ کے لئے تبلیغی مرکز جانا اور اجتماع کرنا جائز ہے یانہیں اور اس کی کوئی نظیر موجود ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......وعظ ونصیحت کے لئے کسی دن کو مقرر کرلینا درست ہے اور یہ حضور ﷺ اور دوسرے اکابرین صحابہ سے ثابت ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

لمافي الصحيح للبخاري (۱/۲۰): عن ابى سعيد ن الخدرى قال قالت النساء للنبى ﷺ غلبنا علينا الرجال فاجعل لنا يوما عن نفسك فوعدهن يوما لقيهن فيه فوعظهن وامرهن.

وفيها ايضا (۱/۱۶): حدثنا عثمان بن ابى شيبة عن ابى وائل قال كان عبدالله يذكر الناس فى كل خميس فقال له رجل يااباعبدالرحمن لوددت انك ذكرتنا كل يوم قال امانه لم يمنعنى من ذلك انى اكره ان املكم.

وفي فيض البارى (۱/۱۷۰): ان مثل هذه التعينات لاتعد بدعة والبدعة عندى مالاتكون مستندة الى الشرع وتكون متلبسة بالدين.

(۱۹۵) رمضان کی ستائیسویں شب کے التزامات

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات کو ہے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہو جیسا کہ میں نے اکثر سنا ہے تو اس میں جو اتنا زیادہ انتظام واہتمام کیا جاتا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ نیز اس رات قبرستان جانا کیسا ہے؟ احادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......شب قدر کے بارے اختلاف ہے کہ یہ کون سی رات ہے، اکثر حضرات کا رجحان اس طرف ہے کہ رمضان کی آخری طاق راتوں میں ہے البتہ یہ اختلاف پھر بھی باقی ہے کہ کون سی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت والی رات کو مخفی رکھا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں جنہیں وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں، ہر چیز کا معلوم ہونا ہمارے لئے ضروری نہیں ہمارا کام صرف تعمیل ارشاد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خداوندی ہے نہ کہ احکام کی علتوں کا معلوم کرنا، لہذا یہ دعوی کرنا کہ فلاں شب شب قدر ہے بہت مشکل ہے، کیونکہ اول اس کے بارے میں معلوم نہیں، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ کی روایت بخاری شریف (۱/۲۷۰) میں موجود ہے:

"ان رسول الله ﷺ قال تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان"

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کے اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو دوم قرائن وعلامات سے معلوم ہو بھی جائے کہ اس رمضان میں فلاں رات تھی تو آئندہ سال اسی رات میں دوبارہ شب قدر کا ہونا کوئی یقینی نہیں ہے بلکہ کسی دوسری رات میں بھی ہو سکتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہمارے امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ تھا کہ اس کا رمضان میں ہونا بھی کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ یہ سال بھر کی راتوں میں گھومتی رہتی ہے لہذا رمضان کے علاوہ میں بھی ہو سکتی ہے۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو یہ خود بخود واضح ہو گیا کہ ستائیسویں شب یقینی طور پر شب قدر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ بعض آثار سے ستائیسویں شب کا شب قدر ہونا معلوم ہوتا ہے، لیکن اس پر کلی اعتماد نہیں ہو سکتا کیونکہ اولاً فقہاء ہم سے زیادہ ان آثار سے واقف تھے وہ ضرور صراحت کرتے کہ شب قدر ستائیسویں شب میں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ابھی معلوم ہوا۔ ثانیاً جس طرح ستائیسویں شب کے بارے میں روایات ہیں اسی طرح دوسری راتوں کے بارے میں بھی روایات موجود ہیں۔ ثالثاً ان حضرات کا بیان ان کی اپنی حیات سے متعلق تھا کہ ان کی حیات میں یہ شب کس رات میں تھی۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اس رات کو ہی شب قدر کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ دوسری رات بھی شب قدر ہو سکتی ہے۔

البتہ ہمارے ہاں کچھ حضرات ایسے ہیں کہ انہیں چہل پہل، کھانے اور پینے سے خاصی رغبت ہے اگرچہ یہ فی نفسہ مرغوب چیزیں ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ اپنی حدود میں رہیں، کوئی چیز اپنی ذات کے اعتبار سے کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو لیکن جب اپنی حدود سے آگے بڑھ جاتی ہے تو اس میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، چنانچہ یہی معاملہ یہاں پر بھی ہوا کہ یہ حضرات اس شوق میں یہ بھول گئے کہ دین کے معاملات میں ہر وہ عمل قابل اتباع اور قابل ستائش ہے، جو آقا ﷺ کی حیات مبارکہ میں موجود ہو اگر عبادت سے متعلق کوئی چیز ایسی ہو کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں وہ خاص وقت آنے کے باوجود، اور ایک بار نہیں بار بار آنے کے باوجود اگر اس پر ویسا عمل نہیں کیا گیا، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے تو یہ کام کے صحیح نہ ہونے کی علامت کیلئے کافی ہے اس کیلئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اس دین سے محبت کرنے والا کون ہو سکتا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں وہ کام نہیں کروایا تو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا حکم ہی نہ تھا اس کے بعد صحابہ سے زیادہ سچا عاشق کوئی نہیں ہو سکتا اگر کسی کام کو وہ بھی نہیں کر رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام مشروع نہیں ہے۔ اب ایک نظر ان کاموں کا جائزہ لیتے ہیں جو ہمارے ہاں رائج ہیں

ختم قرآن: بعض فقہاء نے آثار کی وجہ سے اس رات میں ختم قرآن کو مستحب قرار دیا ہے لہذا اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ علامہ عالم بن علاء انصاری اندلسی اپنے فتاوی "تاتارخانیہ" (۱/۶۶۰) میں اس کی صراحت فرماتے ہیں......

وينبغي للامام اذا ارادالختم ان يختم في الليلة السابعة والعشرين لكثرة ماجاء من الاخبار انها ليلة القدر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن اس کا اس طور پر اہتمام کرنا کہ گویا اس رات کے علاوہ میں ختم قرآن ہو نہیں سکتا یہ صحیح نہیں ہے۔

شبینہ: اسی طرح اس رات میں شبینہ کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں درج ذیل مفاسد ہیں۔

۱۔ شبینہ کی نماز نوافل میں سے شمار ہوتی ہے، جبکہ احناف کے ہاں راجح مذہب کے اعتبار سے نوافل کی جماعت مکروہ ہے، حالانکہ یہاں جماعت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۲۔ کلام مقدس کو جلدی جلدی پڑھ کر ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس میں بعض اوقات انتہائی فحش غلطیاں ہو جاتی ہیں۔

۳۔ سننے اور سنانے والے قرآن پاک کو اس کی عظمت کا خیال کر کے نہیں سنتے یا سناتے کیونکہ ہر ایک کے دل میں یہی خیال ہوتا ہے کہ اتنا زیادہ کون سنے گا لہذا جنہوں نے بعد میں سنانا ہے وہ بڑے مزے سے پیچھے بیٹھ کر گپ شپ لگاتے ہیں تا کہ تھوڑا آرام ہو جائے اور سننے والے بھی انتظار کرتے ہیں کہ جب رکوع کے قریب پہنچ جائیں تو نماز میں شامل ہوں گے۔ یہ مالک الملک کی عبادت کی عظمت کے خلاف ہے۔

۴۔ عام طور پر اس موقع پر لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس مسجد کے قریب میں کوئی مریض ہو یا کوئی آرام کرنا چاہتا ہو تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے، حالانکہ اپنی عبادت کیلئے دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کرنا کونسی عبادت ہے، خاص طور پر اس وقت جب کہ مسجد میں موجود اشخاص تو رکوع کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہوں اور لوگوں کو پریشان کر کے اسے ثواب سمجھا جا رہا ہو اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو گی۔

۵۔ عام طور پر تلاوت کے بعد تلاوت کرنے والوں کو کچھ دینے کا رواج بھی ہے، حالانکہ تلاوت قرآن پر اجرت وغیرہ جائز نہیں، چاہے پہلے طے کر کے ہو یا معروف ہو، اور آپ اسے ہدیہ کا نام دیں یا کچھ اور، کیونکہ اگر یہ ہدیہ ہوتا تو کتنے حفاظ ان کے علاوہ بھی ہیں کیا آپ انہیں بھی ایسے ہی ہدایا دیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا اور اگر بالفرض مان بھی لیں کہ آپ سب کو دیتے ہیں تو اس خاص موقع پر دینا کیا ضروری ہے، جبکہ اس سے شریعت کے خلاف ہونے کا کم سے کم شبہ ضرور موجود ہے۔

۶۔ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، کھانے پینے کی اشیاء کی فروانی، تلاوت کے بعد قیمتی تحائف یہ سب ریاکاری پر دلالت کرتے ہیں جس کا کوئی فائدہ پہنچنا تو درکنار الٹا اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب ہے۔

۷۔ شبینہ کے بعد حفاظ کے درمیان موازنہ جو بعض اوقات دوسروں کی نسبت تک لے جاتا ہے، ورنہ کم سے کم ہتک عزت تو ہے ہی۔

۸۔ شبینہ میں جاگنے والوں میں سے بعض سے صبح کی نماز کا قضاء ہو جانا حالانکہ رات بھر کی نوافل سے صبح کی با جماعت نماز زیادہ ضروری ہے۔

۹۔ عام طور پر اس میں مسجد کی کمیٹی رقم خرچ کرتی ہے اور ان کے پاس مسجد کے چندے کی رقم ہوتی ہے، اسی میں سے اس موقع پر خرچ کر دی جاتی ہے، حالانکہ وہ چندہ شبینے کے لیے جمع نہیں کیا گیا ہوتا اس میں وہ افراد جو مسجد کی کمیٹی میں شامل ہیں اللہ کے ہاں مجرم ہیں جنہوں نے مسجد کی رقم دوسرے کام میں لگادی۔

۱۰۔ اور اگر اس کے لئے علیحدہ سے چندہ کیا بھی جائے تو اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے، تمام افراد کے لئے ایک متعینہ رقم خاص کر دی جاتی ہے کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہر شخص اتنی رقم ضرور ادا کرے گا اس سے زیادہ چاہے تو ادا کرسکتا ہے، اب اس میں بعض افراد نہیں دینا چاہتے لیکن اپنی عزت بچانے کیلئے مجبوراً دینا پڑتی ہے اور اگر یہ طریقہ نہ اختیار کیا جائے تو دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ سب کے سامنے اعلان کردیا جاتا ہے اس میں بعض افراد باتوں کا نشانہ بننے سے بچنے کیلئے دیتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے ”**لا یحل مال امریٔ الابطیب نفس**“ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۲۵۵)

یعنی آپ کیلئے کسی دوسرے مسلمان بھائی کا مال اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اپنی دلی چاہت سے نہ دے۔

الحاصل ان تمام مفاسد کی وجہ سے شبینہ کا اہتمام صحیح نہیں ہے۔

چراغاں کرنا: اس رات کیلئے مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے اور یہ سارا خرچ مسجد کا شمار ہوتا ہے، حالانکہ فقہاء اس سے منع فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ مسجد کا خرچ نہیں لہٰذا اگر کمیٹی کے صدر نے ایسا کیا تو یہ خرچ اپنی جیب سے بھرے گا۔ چنانچہ علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) اپنی کتاب البحر الرائق میں فرماتے ہیں

”ولا یجوز ان یزاد علی سراج المسجد لان ذلک اسراف سواء کان فی رمضان او غیرہ ولا یزین المسجد بھذہ الوصیة ......ویضمن القیم وکذا یضمن اذا اسرف فی السرج فی رمضان او فی لیلة القدر“ (۲۱۵/۵)

یعنی مسجد کی عام معمول سے زیادی روشنی کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ اسراف ہے، اگر مسجد کے متولی (کمیٹی کے صدر) نے ایسا کیا تو یہ خرچ اس کی جیب سے وصول کیا جائے گا۔

قبرستان جانا: جب عرب کے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ کو خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قبرستان جاتے وقت انہیں شیطان دوبارہ پھسلادے اور یہ دوبارہ جاہلیت والے کاموں میں لگ جائیں لہٰذا آپ نے انہیں قبرستان جانے سے منع کردیا جب وہ اس معاملے میں راسخ ہوگئے تو آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی اور یوں فرمایا:

” کنت نھیتکم عن زیارة القبور الافزوروھا فانھا تزھد فی الدنیاوتذکرالآخرة“

(کنزالعمال، ۶۴۶/۱۵)

ترجمہ: میں تم کو زیارت قبور اور قبرستان جانے سے منع کرتا رہا ہاں اب تم قبرستان جایا کرو کیونکہ اس سے دنیا کی بے رغبتی اور آخرت کی یاد میں مدد ملتی ہے۔

اب شریعت مطہرہ نے زیارت قبور کیلئے کسی وقت کو خاص نہیں کیا بلکہ جس وقت جانا چاہیں اسی وقت جاسکتے ہیں البتہ شریعت کے غیر متعین امر کی اپنی طرف سے تعیین صحیح نہیں بلکہ شریعت کی رخصت کو تنگی میں تبدیل کرنا ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو بھی آج کل جانا صحیح نہیں کیونکہ مرد وزن کا اختلاط، قوالی اور دوسرے مفاسد ثواب سے زیادہ گناہ کا موجب بنتے ہیں اور خاص طور پر عورتوں کو تو عام حالات میں قبرستان جانے کی اجازت نہیں خاص اس موقع پر جب مردوں کا ہجوم ہوتا ہے بے پردگی کا صرف وہم نہیں بلکہ یقین ہوتا ہے ایسی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صورت میں عورتوں کیلئے جانا کیسے جائز ہوگا۔

لما فی تفسیر روح المعانی (۱۰ ۲۴۴): واخرج احمد والبخاری ومسلم والترمذی عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من شهر رمضان وفی حدیث اخرجه احمد وجماعة عن عبادة بن صامت مرفوعا وحديثين اخرجهما ابن جرير وغيره عن جابر بن سمرة وعن عبدالله بن جابر كذلک مايدل على ماذكر ايضا بل الاخبار الصحيحة الدالة عليه كثيرة وبالجملة الاقوال فيها مختلفة جدا الا ان الاكثرين على انها فی العشر الاواخر لكثرة الاحاديث الصحيحة فی ذلک واكثرهم على انها فی اوتارها لذلک ايضا وكثير منهم ذهب الى انها الليلة السابعة من تلک الاوتار وصح من رواية الامام احمد ومسلم وابی داؤد والترمذی والنسائی وابن حبان وغيرهم ان ذربن حبيش سأل ابی كعب عنها فخلق لا يستثنی انها ليلة سبع وعشرين فقال له بم تقول ذلک یااباالمنذر فقال بالآية والعلامة التی قال رسول الله ﷺ انها تصبح من ذلک اليوم تطلع الشمس ليس لها شعاع وبعض الاخبار عن ابن عباس ظاهرة فی ذلک......

وفی الصحيح للبخاری (۱ / ۳۷۱): عن عائشة قالت قال النبی ﷺ من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهو رد .

وفی الصحيح لمسلم (۱ / ۲۵۹): ان عبدالله بن مسعود يقول من قام السنة اصاب ليلة القدر فقال ابی والله الذی لا اله الا هو انها لفی رمضان يحلف ما يستثنی ووالله انی لاعلم ای ليلة هی هی الليلة التی امرنا بها رسول الله ﷺ بقيامها هی ليلة صبيحة سبع وعشرين وامارتها ان تطلع الشمس فی صبيحة يومها بيضاء لا شعاع لها.

وفی شرح مسلم للنووی ؒ تحت هذا :وهذا احد المذاهب فيها واكثر العلماء على انها ليلة مبهمة من العشر الاواخر من رمضان وارجاها اوتارها وارجاها ليلة سبع وعشرين وثلاث وعشرين واحدی وعشرين......

وفی الهندية (۱ / ۸۳): التطوع بالجماعة اذاكان على سبيل التداعی يكره .

وفی الدر المختار (۲ /۴۸): (التطوع بجماعة خارج رمضان) ای يكره ذلک على سبيل التداعی بان يقتدی اربعة بواحد كما فی الدرر وفی الاشباه عن البزازية :يكره الاقتداء فی صلاة رغائب وبراءة وقدر

وفی الشامية (على سبيل التداعی)هو ان يدعوا بعضهم بعضا كما فی المغرب وفسره الوانی بالكثرة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وھو لازم معناہ ......(وقدر)الظاھر ان المراد بھالیلة السابع والعشرین من رمضان.

وفی ردالمحتار (۲/۲۴۲):(بزیارة القبور)ای لابأس بھا بل تندب کما فی البحر عن المجتبی فکان ینبغی التصریح بہ للامر بھا فی الحدیث المذکور کما فی الامداد وتزار فی کل اسبوع کما فی مختارات النوازل، قال فی شرح لباب المناسک الا ان الافضل یوم الجمعة والسبت والاثنین والخمیس فقد قال محمد بن واسع الموتی یعلمون بزوارھم یوم الجمعة ویوما قبلہ ویوما بعدہ، فتحصل ان یوم الجمعة افضل.

(۱۹۶) ۲۷رجب میں عبادت کا اہتمام اور مساجد کا چراغاں کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ۲۷رجب کو شب معراج بڑے دھوم دھام سے منائی جاتی ہے، کیا ۲۷رجب کو جاگنا، اس رات میں عبادت کرنا، مساجد کا چراغاں کرنا ان تمام چیزوں کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے یا نہیں؟ نیز میں نے سنا ہے کہ شب معراج کا ثبوت ۲۷رجب میں نہیں کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں قرآن وسنت سے شب معراج ثابت تو ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک یا ڈیڑھ سال پہلے ہوا لیکن یہ معراج کون سے مہینے اور تاریخ کو ہوئی اس میں مختلف اقوال ہیں، مثلاً سترہ ربیع الاول، ربیع الثانی ،ستائیس رجب، رمضان اور شوال وغیرہ۔ بعض حضرات نے سترہ ربیع الاول اور بعض نے ستائیس رجب کو ترجیح دی ہے۔ حاصل یہ کہ ان اختلافات کے ہوتے ہوئے کسی ایک شب کو تعیین کے ساتھ شب معراج کہنا مشکل ہے۔

فضیلت کے اعتبار سے یہ شب قدر سے کم نہیں ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ شب قدر میں عبادت وریاضت کا ثبوت ملتا ہے جبکہ اس رات میں عبادت کا ثبوت نہیں ملتا، ویسے تو ہر رات کو عبادت کرنا اللہ کے ہاں قربت کا ذریعہ ہے لیکن خاص اہتمام سے لوگوں کو جمع کرنا اور مساجد میں جمع ہوکر عبادت کرنا بغیر ثبوت کے مشکل ہے، اسی طرح چراغاں کرنا چند وجوہ سے صحیح نہیں۔

۱۔ضرورت سے زائد روشنی اسراف ہے جو جائز نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ان اللّٰہ لا یحب المسرفین " یعنی اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے، اب یہ کام عبادت کے موقع پر ہورہا ہے اور کام ایسا ہے جو اللہ کے ہاں ناپسند ہے تو بجائے فائدے کے نقصان کا کام ہوا۔

۲۔روشنی کا یہ انتظام یا تو مسجد کے چندے سے ہوگا یا لوگوں سے چندہ کرکے، اگر مسجد کے چندے سے ہو تو جائز نہیں، کیونکہ یہ مسجد کی ضروریات سے زائد ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کے مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم اپنی کتاب البحر الرائق میں فرماتے ہیں:

"ولا یجوز ان یزاد علی سراج المسجد لان ذلک اسراف سواء کان فی رمضان او غیرہ ولا یزین المسجد بھذہ الوصیة ......ویضمن القیم وکذا یضمن اذا اسرف فی السرج فی رمضان او فی لیلة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

القدر" (۵/۲۱۵)

یعنی مسجد کی عام معمول سے زیادہ روشنی کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ اسراف ہے، اگر مسجد کے متولی (کمیٹی کے صدر) نے ایسا کیا تو یہ خرچ اس کی جیب سے وصول کیا جائے گا۔

اور اگر یہ خرچ چندے سے کیا جائے تو سارے خرچ کے اعتبار سے عام افراد سے متعین کر کے وصول کیا جاتا ہے، جس میں بعض افراد مجبوراً دیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس" (کسی کا مال اس کی دِلی چاہت کے بغیر کھانا، استعمال کرنا جائز اور حلال نہیں ہے) لہٰذا یہ بھی ناجائز ہوا۔

حاصل یہ کہ یہ سارے کام ثابت نہیں پھر ان کا التزام واہتمام بدعت تک پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح عدم ثبوت کے علاوہ بھی اس میں دوسرے مفاسد ہیں لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔

لمافی القرآن الکریم: سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ٥ (الاسراء: ۱)

وفی روح المعانی (۵/صـ۶): وكذا اختلف فی شهره وليلته فقال النووی فی الفتاوی: كان فی شهر ربيع الاول وقال فی شرح مسلم تبعا للقاضی عياض انه فی شهر ربيع الاخر وجزم فی الروضة بانه فی رجب وقيل فی شهر رمضان وقيل فی شوال وكان علی ماقيل الليلة السابعة والعشرين من الشهر. وهی علی مانقله السفيری افضل الليالی حتی ليلة القدر مطلقا وقيل هی افضل بالنسبة الی النبی ﷺ وليلة القدر افضل بالنسبة الی امته ﷺ ورد بان ماكان افضل بالنسبة اليه افضل بالنسبة الی امته ﷺ مطلقا نعم لم يشرع التعبد فيها والتعبد فی ليلة القدر مشروع الی يوم القيمة.

وفی الصحيح للبخاری (۲/۶۸۴): عن جابر بن عبدالله قال سمعت النبی ﷺ يقول لما كذبنی قريش قمت فی الحجر فجلی الله لی بيت المقدس فطفقت أخبرهم عن اياته وانا انظر اليه.

وفی الصحيح لمسلم (۲/۷۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

وفيه ايضاً (۱/۷۶): ... سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله كره لكم ثلاثا قيل وقال واضاعة المال وكثرة السؤال.

وفی طبقات ابن سعد (۱/۱۴۵): اسری برسول الله ﷺ ليلة سبع عشرة من شهر ربيع الاول.

وفی السيرة النبوية لابن كثير (۲/۹۳): اسری برسول الله ﷺ قبل خروجه الی المدينة بسنة ...... ان الاسراء كان ليلة السابع والعشرين من رجب.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفي سير اعلام النبلاء (۱/۱۶۴):اسری برسول الله ﷺ الی بيت المقدس قبل الهجرة بسنة.

وفي مختصر سيرة الرسول (صـ۱۹۶):كان الاسراء قبل الهجرة بسنة......وقال ابن عبدالبر وغيره كان بين الاسراء والهجرة سنة وشهران ......وذكر النووي في فتاواه انه كان في ثالث عشر ربيع الاخروقال في شرح مسلم في ربيع الاول وقيل كان ليلة السابع والعشرين من رجب واختاره الحافظ عبدالغني بن سرور المقدسي .

وعلى هامش اللجنة الدائمة (۳/۲۵): وهذه الليلةالتي حصل فيها الاسراء والمعراج لم يأت في الاحاديث الصحيحة تعينها وكل ماورد في تعيينها فهو غير ثابت عن النبي ﷺعند اهل العلم بالحديث ...... ولوثبت تعيينها لم يجز للمسلمين ان يخصوها بشيء من العبادات فلم يجز لهم ان يحتفلوا بها ولوكان الاحتفال بها امراً مشروعا لبينه الرسول ﷺ للامة اما بالقول او الفعل...... ولنقله الصحابة الينا ...... فعلم ان الاحتفال بهاوتعظيمها ليسا من الاسلام في شيء.

(۱۹۷) ماہِ صفر میں چھولے بانٹنا

سوال. . کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ صفر المظفر میں چھولے بانٹتے ہیں آیا اس کی کوئی شرعی حیثیت ہے یا نہیں؟ کیا اس کی کوئی فضیلت وارد ہوئی ہے؟

الجواب حامداومصلیاً...... ماہِ صفر میں چھولے بانٹنے کی کوئی فضیلت وارد نہیں ہوئی اور نہ ہی یہ طریقہ صحابہ وتابعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔اس لئے اس کا التزام بدعت ہے لہٰذا چھولے بانٹنے اوراس کو لے کر کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

لمافي المشكوة (صـ۲۷): عن عائشة رضي اللهعنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

وفي المرقات (۱/۲۱۵): وفي رواية لمسلم من عمل عملا اي من اتى بشيء من الطاعات او بشيء من الاعمال الدنيوية والاخروية سواء كان محدثا اوسابقا على الامر ليس عليه امرنا اي وكان من صفته انه ليس عليه اذننا بل اتى به على حسب هواه فهو رداي مردود غير مقبول.

(۱۹۸) قبر پراذان دینا/نجومی کو ہاتھ دکھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں مردے کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور فرشتے جب سوال کرنے آتے ہیں تو مردہ صحیح صحیح جواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیتا ہے۔کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

نیز پنجاب بلکہ غالباً پورے ملک ہی میں لوگ نجومی کو ہاتھ دکھاتے ہیں اور وہ ہاتھ دیکھ کر حالات بتاتا ہے۔اور کبھی اس کے بتائے ہوئے حالات بالکل درست ثابت ہوتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں میت کے دفن کے وقت یا دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ بدعت ہے جس سے اجتناب واجب ہے۔

اور نجومی کے پاس جانا اور اسے ہاتھ دکھا کر احوال معلوم کرنا شرعاً ناجائز ہے جو نجومی علم غیب کا دعویٰ کرے اور اس غیب پر جو شخص اس کی تصدیق کرے دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

لمافي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرناهذا ماليس منه فهو رد.

وفيها ايضا (ص۳۹۳): عن ابي هريرة قال قال رسول الله ﷺ من اتى كاهنا فصدقه بمايقول .... فقد برئ ممانزل على محمد.

وفي ردالمحتار (۲۳۵/۲): لايسن الاذان عند ادخال الميت في قبره كماهو معتاد الآن. وقدصرح ابن حجر في فتاويه بانه بدعة وقال ومن ظن انه سنة قياساعلى ندبها للمولودالحاقا لخاتمة الامر بابتدائه فلم يصب.

وفيها ايضا (۲۴۲/۴): والحاصل ان الكاهن من يدعي معرفة الغيب باسباب وهي مختلفة فلذا انقسم الى انواع متعددة كالعراف والرمال والمنجم ....والكل مذموم شرعا محكوم عليهم وعلى مصدقيهم بالكفر.

(۱۹۹) قبر پر پھول چڑھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں لوگ قبروں پر سبز پتے، پھول یا خوشبو وغیرہ ڈالتے ہیں۔آیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جواب مدلل اور واضح بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......قبروں پر پھول یا خوشبو ڈالنا شرعاً بے اصل ہے۔اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور آج کل اس کو کار ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے جو کہ بدعت ہے اور اس کا ترک واجب ہے۔

لمافي الصحيح للبخاري (۱۸۲/۱، ۱۸۴): عن ابن عباس قال مر النبي ﷺ بحائط من حيطان المدينة اومكة فسمع صوت انسانين يعذبان في قبورهما فقال النبي ﷺ يعذبان ومايعذبان في كبير

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثم قال بلی کان احدھما لا یستتر من بولہ وکان الآخر یمشی بالنمیمة ثم دعا بجریدة فکسرھا کسرتین فوضع علی کل قبر منھما کسرة فقیل یارسول اللہ لم فعلت ھذا قالا لعلہ ان یخفف عنھما مالم ییبسا اوالی ان ییبسا۔

وفی عمدة القاری (۱۲۱/۳): وکذلک مایفعلہ اکثر الناس من وضع مافیہ رطوبة من الریاحین والبقول ونحوھما علی القبور لیس بشیٔ.

وفی فیض الباری (۴۸۹/۲): وقال العینی رحمہ اللہ ان القاء الریاحین لیس بشیٔ ولم یمنع عن انبات الشجرة وفی العالمکیریة ان القاء الریاحین ایضا مفید قلت :والاعتماد علی ماذکرہ العینی.

وفی معارف السنن (۳۲۶/۱) تحت ھذہ الروایة: وقد استنکر الخطابی ومن تبعہ وضع الناس الجرید ونحوہ فی القبر عملا بھذا الحدیث.وقال الطرطوشی لان ذلک خاصة ببرکة یدہ وقال القاضی عیاض لانہ علل غرزھما علی القبر بامر مغیب وھو قولہ لیعذبان ....قال الراقم :اتفق الخطابی والطرطوشی والقاضی عیاض علی المنع وقولھم اولی بالاتباع حیث اصبح مثل تلک المسامحات والتعللات مثارا للبدع المنکرة والفتن السائرة.

(۲۰۰) نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کا کیا حکم ہے؟اسی طرح اگر اتفاق سے نماز جنازہ کے وقت میت کو الٹا رکھا گیا اور اسی طرح نماز پڑھ لی تو یہ نماز ہو جائے گی یا دوبارہ پڑھنی پڑھے گی؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......احادیث مبارکہ میں میت کو جلد از جلد دفن کرنے کی تاکید آئی ہے،چنانچہ انہی روایات کی بناء پر فقہاء کرام نے کفن ودفن کا جو طریقہ بیان کیا ہے اس میں یہ صراحت کی ہے کہ جنازہ سے فراغت کے بعد فوراً میت دفنانے کیلئے لے جانا چاہیے، جنازہ کے بعد دعا یا تلاوت قرآن کے لئے نہ روکنا چاہیے،لہذا نماز جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی درست نہیں،خاص طور پر جبکہ نماز جنازہ میت کے حق میں خود دعا ہے اور جنازہ میں اس طرح فاتحہ خوانی ثابت بھی نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کتنے لوگوں کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اسی طرح صحابہ نے اپنی زندگیوں میں کتنے لوگوں کی نمازیں پڑھائیں لیکن کہیں جنازے کے بعد فاتحہ کا ثبوت نہیں ملتالہذا جنازہ کے بعد فاتحہ خوانی کرنا بدعت ہے۔

۲۔نماز جنازہ کے وقت اگر میت کو الٹا رکھ دیا گیا تو بھی نماز درست ہوگی اعادے کی ضرورت نہیں چاہے یہ الٹا رکھنا غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر البتہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔اور عمداً کرنے سے گناہ ہوگا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لما فی الصحیح للبخاری (۱/۱۷۶): عن ابی ھریرة عن النبی ﷺ قال اسرعوا بالجنازة فان تک صالحة فخیر تقدمونها وان تک سوی ذلک فشر تضعونه عن رقابکم.

وفی البحرالرائق (۲/۱۸۳): لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصة.

وفی خلاصة الفتاوی (۱/۲۲۵): لا یقوم بالدعاء بعد صلوة الجنازة ......ولا یقوم بالدعاء فی قراءة القرآن لاجل المیت بعد صلوة الجنازة وقبلها واللہ اعلم.

وفی التاتارخانیة (۲/۱۷۷): واذا اخطئوا بالراس وقت الصلاة فجعلوہ فی موضع الرجلین فصلوا علیها جازت الصلوة فان فعلوا ذلک عمدا جازت صلاتهم وقد اساؤا وفی شرح الطحاوی لا تعاد.

وفیها ایضا (۲/۱۸۰): ولا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوة الجنازة.

وفی الشامیة (۲/۲۰۹):......ان السنة وضع رأسه مما یلی یمین الامام کما هو المعروف الان ولهذا علل فی البدائع للاساءة بقوله لتغییرهم السنة المتوارثة.

(۲۰۱) اہل میت کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے ورثاء میت کے کفن دفن کے ساتھ کھانے کا انتظام بھی کرتے ہیں اور جنازے کی ادائیگی کے بعد لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسا کرنا صحیح نہیں۔ آپ بتائیں کہ کون سی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں ورثاء میت کی طرف سے کھانے کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے۔ یہ انتہائی قبیح بدعت ہے جس سے اجتناب واجب ہے۔

لمافی الهندیة (۱/۱۶۷): ولاباس بأن یتخذ لاهل المیت طعام کذا فی التبیین ولایباح اتخاذ الضیافة عندثلاثة ایام.

وفی ردالمحتار (۲/۲۴۰): ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لافی الشرور وهی بدعة مستقبحة وروی الامام احمد وابن ماجة باسناد صحیح عن جریر بن عبداللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة.

(۲۰۲) تعزیت کے ساتھ مالی امداد کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جب کسی کی تعزیت کے لئے جاتے ہیں تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وہاں سے واپس آنے سے پہلے وہاں بچھی ہوئی دریوں کے نیچے سو، پانچ سو یا ہزار روپے رکھ کر آتے ہیں۔ اس سے مقصود ورثاء میت کی امداد ہوتی ہے۔ چاہے ورثاء امیر ہوں یا غریب۔ پھر ورثاء اس رقم کو جمع کر کے آنے والے لوگوں کے لئے حقہ، چائے اور کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص پیسے دیئے بغیر چلا جائے تو اسے حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ کیا شرعاً اس طرح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں تعزیت کے لئے جانے والوں کا اس طرح پیسے دینا، اس کو ضروری سمجھنا اور نہ دینے والوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا شرعاً ناجائز اور بدعت کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

وفي ردالمحتار (۲/۲۴۰): وتستحب التعزية للرجال والنساء اللاتي لايفتن .... والتعزية ان يقول: اعظم الله اجرك، واحسن عزاءك وغفر لميتك ...... ويكره اتخاذ الطعام من اهل الميت لانه شرع في السرور لافي الشرور وهي بدعة مستقبحة وروى الامام احمد وابن ماجة باسناد صحيح عن جرير بن عبدالله قال كنا نعد الاجتماع الى اهل الميت وصنعهم الطعام من النياحة.

(۲۰۳) حیلہ اسقاط کا شرعی طریقہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل بعض علاقوں میں حیلہ اسقاط مروج ہے جس پر بعض علماء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ جائز نہیں جب کہ حیلہ کرنے والے کتب فقہ کے حوالے سے اس کے جواز کو ثابت کرتے ہیں۔ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے؟ اور جو حیلہ کتب فقہ میں درج ہے اس کا طریقہ کار اور شرائط بھی بیان فرمائیں تاکہ ہماری اصلاح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں مروجہ حیلہ اسقاط ناجائز ہے۔ رہا معاملہ کتب کے حوالہ جات کا تو متاخرین کی کتب میں اس کا ثبوت ملتا ہے لیکن جس حیلے کو متاخرین نے جائز قرار دیا ہے وہ حیلہ مروجہ حیلہ سے قطعاً مختلف ہے۔ کیونکہ جو حیلہ کتب میں درج ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کا انتقال ہوا کہ اس کے ذمے کچھ نمازیں یا روزے باقی تھے اور اس کے ترکہ کا ثلث مال اس فدیے کے لئے کافی نہ تھا تو ایسی صورت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ ولی میت کسی فقیر کو نقدی یا گندم وغیرہ کا مالک بنائے اور وہ فقیر اپنی مرضی سے مالک کو نقدی یا وہ جنس واپس ہدیہ کردے یا کسی تیسرے شخص کو دے دے اور وہ تیسرا شخص ولی میت کو ہدیہ کردے۔ اور اگر فقیر یا تیسرا شخص واپس نہ کرنا چاہے تو اسے مجبور نہ کیا جائے یعنی واقعی فقیر کو مالک بنایا جائے صرف ملکیت کا ڈھونگ نہ رچایا جائے۔ اس طرح متعدد بار کیا جائے، اس طرح جتنی مقدار بن جائے تو اس قدر تک اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ بطور فدیہ کے قبول فرمالیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ ہے کتب میں درج حیلہ۔اور ہمارے یہاں کیا ہوتا ہے وہ ہر کس وناکس پر واضح ہے جسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔
مزید تفصیل سوال: ۱۶۰ کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۰۴) تعزیت کے لئے ورثاء میت کے پاس جانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد قبر سے واپسی پر میت کے ورثاء کی تسلی وتشفی اور اس کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس طرح تعزیت کے لئے جمع نہیں ہونا چاہئے، یہ بدعت ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں جولوگ نماز جنازہ اور دفن میں شریک ہوئے ان کے ذمے سے میت کا حق ادا ہو گیا۔اب دفن کے بعد ورثاء کے پاس رسماً جانا مکروہ اور بدعت ہے البتہ اگر صبر کی تلقین کے لئے اپنے تعلق کی وجہ سے ورثاء میت کے ہاں جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔

لمافی البحر الرائق (۱۹۲/۲): والتعزية للمصاب سنة للحديث من عزى مصابا فله مثل اجره قال البقالی فلابأس بالجلوس للعزاء ثلا ثة ايام فی بيت اومسجد وقد جلس رسول الله ﷺ لماقتل جعفر وزيد بن حارثة والناس يأتون ويعزونه والتعزية في اليوم الاول افضل والجلوس فی المسجد ثلاثة ايام للتعزية مكروه وفی غيره جاء ت الرخصة ثلاثة ايام للرجال وتركه احسن ويكره للمعزی ان يعزی ثانيا.

وفی الهندية (۱۶۷/۱): التعزية لصاحب المصيبة حسن وروی الحسن بن زياد اذا عزى اهل الميت مرة فلاينبغی ان يعزيه مرة اخری ....ووقتها من حين يموت الی ثلاثة ايام.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲۳۹/۲): ولابأس بنقله ....وبتعزية اهله وترغيبهم فی الصبر ......وبالجلوس لها فی غير مسجد ثلاثة ايام واولها افضل وتكره بعدها الالغائب وتكره التعزية ثانيا وعندالقبر.

وفی الشامية: وقال كثير من متاخری ائمتنا يكره الاجتماع عندصاحب البيت ويكره له الجلوس فی بيته حتی يأتی اليه من يعزی بل اذا فرغ ورجع الناس من الدفن فليتفرقوا ويشتغل الناس بأمورهم وصاحب البيت بامره اهـ.

(۲۰۵) میت یا کفن میت پر کلمہ لکھنا/قبر پر اذان دینا/میت کو چھتری سے ڈھانک کر لے جانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غسل کے بعد میت کی پیشانی اور سینے پر کسی خوشبودار چیز

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے کلمہ اور بسم اللہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اسی طرح کفن میت پر کلمہ شہادت وغیرہ لکھنا کیسا ہے؟

۳۔ میت کو چھتری سے ڈھانپ کر جنازہ گاہ یا قبر تک لے جانا کیسا ہے؟

۴۔ بعد دفن میت کی قبر سے چالیس قدم ہٹ کر اذان دینا کیسا ہے؟

تمام سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً ......صورت مسئولہ میں چاروں چیزیں بے اصل ہیں، ان کا شریعت وسنت میں کوئی ثبوت نہیں ہے لہٰذا ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافی المشکوٰۃ (ص۲۷): عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد.

وفی ردالمحتار (۲/۲۴۶): وقد افتی ابن الصلاح بانہ لایجوز ان یکتب علی الکفن یٰس والکھف ونحوھما خوفا من صدید المیت ....فالاسماء المعظمۃ باقیۃ علی حالھا فلایجوز تعریضھا للنجاسۃ والقول بانہ یطلب فعلہ مردود لان مثل ذلک لایحتج بہ الااذاصح عن النبی ﷺ طلب ذلک ولیس کذلک اھ.

وفیھا ایضا (۲/۲۳۵): لایسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کماھو المعتاد الآن. وقدصرح ابن حجر فی فتاویہ بانہ بدعۃ وقال ومن ظن انہ سنۃ قیاساعلی ندبھا للمولود الحاقالخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب.

(۲۰۶) بچوں کے ختم قرآن پر دعوت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچوں کے ختم قرآن کے موقع پر دعوت کرنا یا مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ کیا یہ درست ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ بارہ سال میں ختم کی اور اس کے ختم پر ایک اونٹ ذبح کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً ......صورت مسئولہ میں بچوں کے ختم قرآن پر دعوت کرنا یا مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے البتہ اسے ضروری نہ سمجھا جائے۔ نیز یہ بات درست ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سورۃ بقرۃ بارہ سال میں ختم کی اور اس کے ختم پر ایک اونٹ ذبح کیا تھا۔

دلائل المسئلۃ مرت سابقا فی رقم السؤال : ۱۷۱

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۰۷) مبتدع (بدعتی) کی تعریف

سوال...... بدعتی یا مبتدع کی تعریف کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیاً...... بدعتی یا مبتدع ایسے شخص کو کہتے ہیں جو دین میں کوئی نیا طریقہ ایجاد کرے جس کا ثبوت قرآن وحدیث وصحابہ کے آثار سے نہ ملتا ہو اور یہ طریقہ احکام دین کے مشابہ ہو اگرچہ اس سے (اس کا) مقصود اللہ کی بندگی میں کثرت اور مبالغہ ہو، اور اسے دین سمجھ کر کرے۔

لما في الصحيح البخاري (۱/۳۷۱): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال النبي ﷺ من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رَدٌّ. اهـ

وفي مرقاة المفاتيح (۱/۲۱٦): قال النووي البدعة كل شئ عمل على غير مثال سبق وفي الشرع احداث مالم يكن في عهد رسول الله ﷺ اهـ..........

قال الشافعي رحمه الله أحدث مما يخالف الكتاب أو السنة أو الاثر أو الاجماع فهو ضلالة وما أحدث من الخير مما لا يخالف شيئا من ذلك فليس بمذموم......اهـ.

وفي كتاب الاعتصام (۱/۲۱): وأصل مادة بدع للاختراع على غير مثال سابق، ومنه قول الله تعالىٰ (بديع السموات والارض) أي مخترعهما من غير مثال سابق متقدم.............. يقال ابتدع فلان بدعة يعني ابتدأ طريقة لم يسبقه إليها سابق.

وفي (صـ۲۲)...... وهذا هو الابتداع والبدعة ويسمى فاعله مبتدعاً، فالبدعة إذن عبارة عن (طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشرعية يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبد لله سبحانه) وهذا على رأي من لايدخل العادات في معنى البدعة وانما يخصها بالعبادات وأما على رأي من أدخل الاعمال العادية في معنى البدعة فيقول.

(البدعة طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشرعية يقصد بالسلوك عليها مايقصد بالطريقة الشرعية).

(۲۰۸) غیر اللہ کی نذر کے بغیر مزار پر کھانا لے جانا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کے مزار پر کوئی چیز اس لئے رکھ دے کہ یہاں فقراء ومساکین بکثرت آتے ہیں یہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اولا بدعقیدگی کا خطرہ ہے کیونکہ شیطان اسی طرح آہستہ آہستہ بہکاتا ہے اور دوسری بات یہ کہ کم سے کم دوسرے لوگوں کی بدعقیدگی کا سبب ضرور ہے کیونکہ دوسرے لوگ یہی سمجھیں گے کہ غیر اللہ کے نام پر یہ اشیاء یہاں رکھی جارہی ہیں خاص طور پر ہمارے زمانے میں جبکہ مزارات شرک و بدعات کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ اور اگر مقصود صرف فقراء کو ہی کھلانا ہے تو اس کے لئے کئی دوسرے انتظامات کئے جاسکتے ہیں، مزارات پر لانا کیا ضروری ہے؟

لمافی المشکوۃ (۱/۲۴۱): وعن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ ﷺ الحلال بین والحرام بین وبینھما مشتبھات لایعلمھن کثیر من الناس فمن اتقی الشبھات استبرأ لدینہ وعرضہ ومن وقع فی الشبھات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک ان یرتع فیہ الاوان لکل ملک حمی الاوان حمی اللہ محارمہ الی آخر الحدیث.

(۲۰۹) رقم جمع کر کے اہل میت کے ہاں کھانا پکانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ جب میت کو دفن کردیا جاتا ہے تو دفن میں شریک ہونے والے لوگ آپس میں رقم جمع کر کے میت کے گھر کھانا پکاتے ہیں جس میں سے جنازہ میں شامل ہونے والے اور دوسرے لوگوں سب کو کھلایا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ انفرادی طور پر کھانا تیار کر کے اہل میت کے ہاں بھیج دیا جائے۔ دفن میں شریک ہونے والوں سے اس طرح رقم جمع کر کے اہل میت کے ہاں کھانا پکانا جائز نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کئی ایسے افراد بھی ہوں گے جو پیسے نہیں دینا چاہتے لیکن دوسروں کے سامنے شرمندگی سے بچنے کے لئے مجبوراً دیتے ہیں۔ اسی طرح روایات میں میت کے ورثاء کے ہاں کھانا بھیجنے کا ذکر ہے وہاں جا کر کھانے کا نہیں لہٰذا اس طرح انتظام واجتماع اور کھانا کھلانا جائز نہیں۔

لمافی الجامع للترمذی (۱/۱۹۵): عن عبداللہ بن جعفر قال لما نعی جعفر قال النبی ﷺ اصنعوا لاھل جعفر طعاما فانہ قدجاء ھم مایشغلھم قال ابوعیسی .... وقد کان بعض اھل العلم یستحب ان یوجہ الی اھل المیت بشیء لشغلھم بالمصیبۃ.

وفی سنن ابن ماجۃ (صـ۱۱۶): عن جریر بن عبداللہ البجلی قال کنا نری الاجتماع الی اھل المیت وصنعۃ الطعام من النیاحۃ.

وفی کنز العمال (۱/۹۲): [۳۹۷] لایحل مال امرئ مسلم الابطیب نفس منہ (د عن حذیفۃ الرقاشی)

وفی ردالمحتار (۲/۲۴۰): قال فی الفتح :ویستحب لجیران اھل المیت والاقرباء الاباعد تھیئۃ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

طعام لهم يشبعهم يومهم وليلتهم لقوله عليه السلام اصنعوا لآل جعفر طعاما الى آخر الحديث

............ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لافى الشرور.

(۲۱۰) تیجہ چالیسواں اور برسی منانا کیسا ہے

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو تیجہ، چالیسواں اور برسی منائی جاتی ہے، اور پھر وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار کہتے ہیں اس کھانے کو یہ کہہ کر کھالیتے ہیں کہ قل ہی تو پڑھی ہے کھالو۔ کیا تیجہ چالیسواں اور برسی منانا اور ان کا کھانا کھانا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداومصلیاً......صورمسئولہ میں میت کے تیجے، چالیسویں اور برسی کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے، یہ رسوم ورواج شریعت مطہرہ پر اپنی طرف سے اضافہ کرنے کے ساتھ دوسری کئی خرافات کے مجموعے ہیں لہٰذا ناجائز ہیں۔

ان کا کھانا اگرچہ فی نفسہ ناجائز نہ بھی ہو تو ایک ناجائز کام کی حوصلہ افزائی ضرور ہے، جبکہ شریعت نے اس سے بھی منع کیا ہے لہذا کھانا کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

لما فى الجامع الترمذى (۱:۱۹۵): عن عبدالله بن جعفر قال لما جاء نعى جعفر قال النبى ﷺ اصنعوا لاهل جعفر طعامافانه قد جاء هم مايشغلهم.

وفى السنن لابن ماجة (صـ۱۱٦): عن جرير بن عبدالله البجلى قال كنا نرى الاجتماع الى اهل الميت وصنعة الطعام من النياحة.

وفى الشامية (۲/۲۴۰): ويكره اتخاذالضيافة من الطعام من اهل الميت لانه شرع فى السرور لا فى الشروروهى بدعة مستقبحة.

(۲۱۱) سوئم کی شرعی حیثیت/ دفن کے بعد دعا کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میت کے سوئم میں یعنی تیسرے دن گٹھلیوں پر کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسی طرح اس دن آنے والوں کے لئے کھانے کا انتظام کرنا کیسا ہے اور اس کام کے لئے تیسرا ہی دن متعین کرنا کیسا ہے؟

نیز دفنانے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا صحیح ہے یا نہیں اور سر اور پاؤں کی طرف شہادت کی انگلی قبر کی مٹی کے اندر کر کے آیات کی تلاوت کرنا کیسا ہے؟ ان سب کے تفصیلی جوابات عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں تیسرے دن اہتمام والتزام سے کلمہ طیبہ کا اجتماعی طور پر ورد کرنا اور سوئم کے دوسرے لوازمات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدعات میں سے ہیں جن سے اجتناب ضروری ہے۔

میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرنا ثابت ہے چاہے ہاتھ اٹھا کر ہو یا بغیر ہاتھ اٹھائے اسی طرح دفن کے بعد میت کے سر کی طرف سورہ بقرۃ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف آخری آیات پڑھنا مستحب ہے۔لیکن سوال میں ذکر کردہ مخصوص طریقہ یعنی شہادت کی انگلی کو قبر کی مٹی میں داخل کرنا ثابت نہیں ہے۔

لما فی السنن للنسائی (۱/۲۲۲): اخبرنا یوسف بن سعید ....سمعت عائشة تحدث قالت الااحدثکم عنی وعن النبی ﷺ قلنا بلی قالت ....وذکر الحدیث حتی جاء البقیع فرفع یدیه ثلث مرات فاطال ثم انحرف - الی آخر الحدیث -

وفی المشکوة (ص۲۶): وعن عثمان قال کان النبی ﷺ اذافرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل.

وفی ردالمحتار (۲/۲۴۰): وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعدالاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرأة سورة الانعام اوالاخلاص.

وفیه ایضا (۲/۲۳۷): وکان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعدالدفن اول سورة البقرة وخاتمتها.

وفی مجموعة الفتاوی (۱/۱۹۵): سوال :روز سوم یاپنجم مردم طلب یابلاطلب جمع میشوند وچند ختمے کلام مجید می خوانند بعضے آهسته وبعضے بآواز بلند درپیاله خوشبو کل می اندازند ودیگر خصوصیات ورسوم اول می آرند چه حکم دارد ؟ جواب :مقرر کردن روز سوم وغیره بالتخصص........... واین مجموع بدعت است ومکروه نعم تعزیت اهل میت وتسلیه وصبر فرمودن سنت ومستحب است امااین اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بی وصیت ازحق یتامی بدعت است وحرام است انتهی.

(۲۱۲) دفن کے بعد تین دفعہ دعا کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں بعض ائمہ مساجد میت کو دفن کرنے کے بعد تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگتے ہیں۔کیا شریعت مطہرہ میں اس کا کوئی ثبوت موجود ہے؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں دفن کے بعد ایک دفعہ دعا کرنا توصحیح ہے البتہ تین دفعہ التزام واہتمام سے دعا کرنا کہیں سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثابت نہیں ہے بلکہ بدعت ہے۔کیونکہ دفن کے بعد کا معاملہ بارہا حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں پیش آیا۔اگر کہیں آپ نے تین دفعہ دعا کی ہوتی تو کوئی نہ کوئی صحابی ضرور اس کو نقل کرتا لیکن کسی بھی روایت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

لمافی المشکوۃ (صـ۲۶): عن عثمان قال کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه فقال استغفروا لاخیکم ثم سلوا له بالتثبیت فانه الآن یسأل.

(۲۱۳) جنازہ اٹھا کر دس قدم ناپ کر چلنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صوبہ پنجاب کے بعض علاقوں میں رائج ہے کہ جب جنازہ کی چارپائی اٹھائی جاتی ہے تو امام صاحب دس قدم آگے، دس پیچھے اسی طرح دائیں اور بائیں ناپ کر چلتے ہیں۔اس وقت تک جن لوگوں نے میت کو اٹھایا ہوتا ہے وہ آہستہ آہستہ چلتے ہیں اس کے بعد جب امام کے چالیس قدم پورے ہوجاتے ہیں تو تیز تیز چلنا شروع کردیتے ہیں۔آیا شرعاً اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں جو چیز شرعاً ثابت ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ میت کی چارپائی کے چاروں پائے اٹھا کر دس دس قدم چلا جائے جس میں امام اور غیر امام سب برابر ہیں لہٰذا مروجہ طریقہ جس میں امام چارپائی اٹھائے بغیر دس دس قدم چلتا ہے اس کے بعد چارپائی اٹھانے والے تیز چلنا شروع کردیتے ہیں شرعاً ثابت نہیں ہے لہٰذا امام مذکور کا یہ فعل ناجائز ہے۔

لمافی الهندیة (۱/۱۶۳): ثم ان حمل الجنازۃ شیئین نفس السنة وکمالها امانفس السنة فهی ان تاخذ بقوائمها الاربع علی طریق التعاقب ....واما کمال السنة فلایتحقق الافی واحد وهو ان یبدأ الحامل بحمل یمین مقدم الجنازۃ ....فیحمله علی عاتقه الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقه الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقه الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقه الایسر.

وفی الدرالمختار (۲/۲۳۹): واذاحمل الجنازۃ وضع مقدمها علی یمینه ثم مؤخرها علی یمینه کذلک ثم مقدمها علی یساره ثم مؤخرها کذلک.

(۲۱۴) تین دن تک تعزیت اور تعزیت کا طریقہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب تین دن تک تعزیت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔آیا اس طرح تعزیت کے لئے تین دن تک جمع ہونا جائز ہے یا نہیں؟

نیز جب کوئی شخص تعزیت کے لئے آتا ہے تو کہتا ہے کہ ہاتھ اٹھاؤ اور دعا کرو چنانچہ سب لوگ اس کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔اسی طرح جاتے وقت بھی کہتا ہے کہ ہاتھ اٹھاؤ اور دعا کرو حتی کہ وہاں موجود لوگوں کو اس دوران بار بار ہاتھ اٹھا کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دعا کرنی پڑتی ہے۔کیاایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں تین دن تک تعزیت کے لئے بیٹھنے کی گنجائش ہے البتہ اسے لازم سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

بار بار ہاتھ اٹھانا کہیں سے ثابت نہیں ہے بلکہ تعزیت کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ میت کے ورثاء کوصبر کی تلقین کی جائے اور میت کے لئے دعاء مغفرت کی جائے۔

لمافی الهندية (۱/۱۶۷): التعزية لصاحب المصيبة حسن ....ووقتها من حين يموت الى ثلاثة ايام ويكره بعدها ....ويستحب ان يقال لصاحب التعزية غفر الله تعالى لميتك وتجاوز عنه وتغمده برحمته ورزقك الصبر على مصيبته واجرك على موته ....ولابأس لاهل المصيبة ان يجلسوا فى البيت اوفى المسجد ثلاثة ايام والناس يأتونهم ويعزونهم.

وفى الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۲۳۹): وبتعزية اهله وترغيبهم فى الصبر ....وبالجلوس لها فى غير مسجد ثلاثة ايام واولها افضل وتكره بعدها ....ويقول اعظم الله اجرك واحسن عزاءك وغفر لميتك.

وفى الشامية: (وبالجلوس لها) اى للتعزية واستعمال لابأس هنا على حقيقته لانه خلاف الاولى ......وفى الاحكام عن خزانة الفتاوى الجلوس فى المصيبة ثلاثة ايام جاءت الرخصة فيه.

(۲۱۵) میت کی چارپائی کے نیچے گندم وغیرہ رکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رائج ہے کہ جب کسی کے گھر میت ہوتی ہے توایک یا دومن گندم میت کی چارپائی کے نیچے رکھ دیتے ہیں جب غسل دینے والا میت کوغسل دیتا ہے تو میت کے دفن سے پہلے پہلے وہ غلہ غسل دینے والے کو دے دیا جاتا ہے کیا یہ طرز عمل شرعاً درست ہے؟

الجواب حامداومصلیاً ......صورتِ مسئولہ میں آپ کے علاقہ میں یہ جو رسم ہے کہ میت کی چارپائی کے نیچے ایک یا دومن گندم رکھ دیتے ہیں اور پھر یہی گندم میت کوغسل دینے والے کو دیدیتے ہیں۔تو یہ عمل بالکل جاہلانہ رسم ہے۔جس کا ثبوت نہ تو قرآن وسنت سے ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین رحمہم اللہ سے ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو اس سے گریز کرنا چاہئے۔اور اسے ترک کرنا واجب ہے۔

لمافی القرآن الكريم(سورة الاحزاب: ۲۱): لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوالله واليوم الاخر وذكر الله كثيراً الآية.

(سورة الحشر:۷) : ومآ اٰتٰكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شديد العقاب. الاية

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی صحیح البخاری(١/ ٣٧١): عن عائشة قالت قال النبی ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو ردّ. وفی روایة لمسلم (٢/ ٧٧): من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو ردّ.

وفی مشکوة المصابیح(١/ ٢٧): عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمدٌ وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة.

وفی فتح الملهم(٥/ ٣٧٣): قال النووی: البدعة کل شئ عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ .... وتحصل للعبد الضعیف من کلمات شیوخنا وافاداتهم أن الأصل فی البدعة الشرعیة انما هو قول النبی ﷺ من احدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ والمراد بالأمر الدین کما صرّحوا به فلا یطلق الا علی الأمور المحدثة فی الدین لاعلی کل امر محدث وبهذا یخرج امثال التوسع فی المطاعم وغیرها من الأمور المباحة بل بعض الرسم التی یفعل فاعلوها لاعلی وجه التقرب والاحتساب ایضا عن حد البدعة الشرعیة وإن کانت داخلة فی حد البدعة اللغویة فان هذه الافعال لایباشرها من باشرها ظانا وناویا انها من الدین فلیست هی من الاحداث فی الدین فی شئ وکذا قوله علیه السلام مالیس منه یدل علی أن الأمور التی لها أصل من الکتاب أو من سنته ﷺ أو من سنة الخلفاء الراشدین المهدین أو تعامل عامة السلف رضی الله عنهم والاجتهاد المعتبر بشروطه المستند إلی النصوص لاتسمی محدثة ولا بدعة شرعیة فان هذه الأصول کلها من الدین تنصیصا أو تعلیلاً کما تقرر فی محله.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نمازیں فوت ہوجائیں تو سب کی قضاء بھی اسی طرح پڑھی جائے گی۔قضاء عمری کا مذکورہ طریقہ جائز نہیں ہے۔

لما فی الجامع الترمذی (۱/۴۳): عن قتادة قال ذکروا للنبی ﷺ نومهم عن الصلوة فقال انه لیس فی النوم تفریط انماالتفریط فی الیقظة فاذا نسی احدکم صلاة اونام عنها فلیصلها اذا ذکرها .... عن ابی عبیدة بن عبدالله بن مسعود قال قال عبدالله ان المشرکین شغلوا رسول الله ﷺ عن اربع صلوات یوم الخندق ختی ذهب من اللیل ماشاء الله فامر بلالافاذن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ثم اقام فصلی المغرب ثم اقام فصلی العشاء.

وفی الهندیة (۱/۱۲۱): کل صلاة فائتة عن الوقت بعد وجوبها فیه یلزم قضاء ها سواء ترک عمدا اوسهوا أوبسبب نوم وسواء کانت الفوائت کثیرة اوقلیلة.

(۲۱۷) تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ ختم قرآن اور دوسرے وظائف کے آخر میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں۔کیا ایسا کرنا درست ہے یا یہ ہمارے دور کی ایجاد ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں ختم قرآن یا دوسرے وظائف کے بعد تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ اس کو لازم نہ سمجھا جائے البتہ فرض نماز میں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

لما فی التاتارخانیة (۱/۵۰۳): قرأة قل هو الله احد ثلاث مرات عند ختم القرآن لم یستحسنها بعض المشائخ.وقال الفقیه ابوالليث: هذا شئ استحسنه اهل القرآن وائمة الامصار فلابأس به وفی النوازل: قال الفقیه :وبه نأخذ لان مارآه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن الاان یکون ختم القرآن فی الصلاة.وفی الخانیة :فی المکتوبة فلایزید علی مرة واحدة.

وفی الهندیة (۵/۳۱۷): قرأة قل هو الله احد ثلاث مرات عقیب الختم لم یستحسنها بعض المشائخ واستحسنها اکثرالمشائخ لجبر نقصان دخل فی قرأة البعض الاان یکون ختم القرآن فی الصلاة المکتوبة فلایزید علی مرة واحدة.

(۲۱۸) نعمت کے شکرانے کے طور پر عید میلادالنبی منانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے دوران بیان یہ کہا کہ حضور ﷺ کائنات کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہیں اور قرآن میں ہے ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدالاولنا وآخرنا الایة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہاں مائدۃ کے نعمت کی وجہ سے عید منائی جارہی ہے تو اگر مائدہ کی وجہ سے عید منائی جاسکتی ہے تو حضور ﷺ جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہیں آپ کا اس دنیا میں تشریف لانا بھی نعمت ہے لہٰذا اس دن بطریق اولیٰ عید منانا جائز ہوگا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس آیت سے عید میلاد النبی پر استدلال کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں تو اس کا جواب کیا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... نبی کریم ﷺ کا وجود اطہر ومبارک بلاشک وشبہ کائنات کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے۔ آپ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی خاک پا اور آپ کی سواری تک کا ذکر انتہائی مبارک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا آپ ﷺ سے ذرا بھی تعلق ہے اس کا ذکر نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجے کا مستحب عمل ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے لئے ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ اسی دن کو مقرر کرکے عید میلاد النبی منانا، محفل میلاد منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی دن کو مخصوص کرکے فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا اور دلیل میں یہ آیت مبارکہ پیش کرنا کہ مائدہ خداوند کریم کی طرف سے نعمت ہے اور نعمت خداوندی کی وجہ سے بنی اسرائیل نے کہا کہ تکون عیدا لاولنا الآیۃ. اس آیت سے عید میلاد النبی ﷺ ثابت کرنا محض سینہ زوری ہے ورنہ کہاں یہ آیت کریمہ اور کہاں اس سے استدلال......؟؟

اس لئے کہ وہاں پر عید اس لئے کہ نبی کی مبارک ومقدس زبان سے اسے عید کہا جارہا ہے جبکہ یہاں ۱۲ ربیع الاول کو عید منانے کا ثبوت حضور ﷺ کے ۲۳ سالہ دور نبوت میں نہیں ملتا اس کے بعد ۳۰ سالہ خلافت راشدہ کا دور گزرا اس میں بھی کہیں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ حالانکہ جن حضرات نے بلاواسطہ نبی کریم ﷺ سے قرآن اور دوسری تعلیمات سیکھیں وہ صحابہ ایسے عاشق صادق تھے کہ آپ کے وضو کا پانی اپنے بدن پر مَلا کرتے تھے، آپ کے لعاب مبارک کو کبھی زمین پر گرنے نہیں دیا اور آپ کے خون کو بھی باعث برکت سمجھ کر پی لیا۔ اگر اس طرح کے افعال میں کوئی بھلائی ہوتی تو کیا وہ لوگ اس کام کو سب سے پہلے نہ کرتے حالانکہ حضور ﷺ کے بعد ایک سو سال تک صحابہ کا وجود پاک اس دنیا پر رہا، کیا کسی صحابی سے ایک دفعہ بھی ایسا کرنا ثابت ہے؟

اس کے بعد تابعین کا دور بھی تقریباً ایک صدی پر محیط ہے جنہیں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے خیر القرون کا لقب ملا، ان کے اس دور میں بھی کہیں سے عید میلاد النبی کا ثبوت نہیں ملتا۔ پھر تبع تابعین سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

ان مبارک ادوار میں اگر کوئی چیز موجود نہیں تھی تو پھر بعد میں آپ اور میں زبردستی اسے دین میں داخل کرنا چاہیں اور یہ چاہیں کہ ہمیں اپنی مرضی سے کام کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب بھی ملے گا اور اسے دین کی خدمت بھی سمجھا جائے تو ہمارے یہ افعال مردودہ ہمارے منہ پر مار دیئے جائیں گے اور بجائے ثواب کے اس پر مواخذہ ہوگا۔ یہی حال عید میلاد النبی اور اس دن مروجہ رسوم کا ہے کہ ان پر ثواب کے بجائے مواخذہ کے امکانات زیادہ ہیں۔

ضد وعناد کی وجہ سے اپنا دینی واخروی نقصان کرنا کونسی عقل مندی ہے لہٰذا جب حق سامنے آجائے تو اسے قبول کرلینا چاہئے اور حق یہی ہے کہ عید میلاد النبی اور اس میں مروجہ افعال کا دین سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا ان سے احتراز کرتے ہوئے نبی علیہ السلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ وما علینا الا البلاغ واللہ اعلم بالصواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال : ۱۷۷

(۲۱۹) تبرکات کی زیارت کے لئے تعیین وقت

سوال ......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بزرگان دین اور سلف صالحین کے کپڑوں یا دوسرے تبرکات کی زیارت کرنا کیسا ہے؟ نیز اس کے لئے وقت اور دن متعین کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً ...... بزرگان دین کے تبرکات اپنے پاس رکھنا، دوسرں کو زیارت کرانا اور ان کی زیارت کرنا سب صورتیں جائز ہیں البتہ دن اور وقت کی تعیین کہیں سے ثابت نہیں لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/ ۳۱): قال ابوموسیٰ دعاالنبی ﷺ بقدح فیه ماء فغسل یدیه ووجهه فیه ومج فیه ثم قال لهما اشربامنه وافرغا علی وجوهکما ونحورکما.

وفیها ایضا (۱/ ۳۸): قال عروة عن المسور ومروان خرج رسول الله ﷺ زمن الحدیبیة فذکر الحدیث .... وماتنخم النبی ﷺ نخامة الاوقعت فی کف رجل منهم فدلک بهاوجهه وجلده.

وفی سنن ابی داؤد (۲/ ۸۵): عن اسامة بن زید قال خرج رسول الله ﷺ یعود عبدالله .... فلما مات اتاه ابنه فقال یانبی الله ان عبدالله ابی قدمات فاعطنی قمیصک اکفنه فیه فنزع رسول الله ﷺ قمیصه فاعطاه ایاه.

وفی ردالمحتار (۲/ ۲۳۵): وقد صرح بعض علمائنا وغیرهم بکراهة المصافحة المعتادة عقب الصلوات مع ان المصافحة سنة وماذاک الالکونها لم تؤثر فی خصوص هذا الموضع فالمواظبة علیها فیه توهم العوام بانها سنة فیه.

(۲۲۰) بیت اللہ اور روضہ مبارک کی شبیہ بنانا

سوال ......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کعبہ اور روضہ رسول کے مشابہہ کعبہ اور روضہ کا نمونہ (ماڈل) بنانا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص ثواب کی نیت سے ان کی زیارت کرے تو از روئے شرع کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً ......صورت مسئولہ میں کعبہ اور روضہ رسول کے مشابہہ کعبہ اور روضہ رسول بنانا جیسا کہ آج کل مبتدعین ربیع الاول میں بناتے ہیں کئی وجوہ سے ناجائز ہے:

اول: اس میں بیت اللہ اور روضہ مبارکہ کی توہین ہے جو کہ ناجائز ہے۔

ثانی: اسراف مال ہے جو عوام سے ہزار دھوکے کرکے لیا جاتا ہے اور انہیں حصول ثواب کی امید دلائی جاتی ہے جو عدم ثبوت کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وجہ سے جھوٹ ہے۔اور یہ دونوں یعنی اسراف مال اور جھوٹ کبائر میں سے ہیں۔

ثالث: اس کے ذریعے سے عوام میں غلط عقائد پھیلتے ہیں کہ مصنوعی چیز کی بنیت ثواب زیارت کرنے لگتے ہیں جیسا کہ اہل بدعت کے ہاں یہی کچھ ہو رہا ہے اور ہر وہ چیز جو بدعقیدگی کا باعث بنے ناجائز ہے۔

رابع: عورتوں اور مردوں کا اختلاط پایا جاتا ہے۔اس کے علاوہ بھی اس میں کئی قباحتیں پائی جاتی ہیں لہٰذا یہ جائز نہیں۔

ان خرافات اور غیر مشروع اشیاء کی زیارت بنیت ثواب یہ بجائے ثواب کے گناہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔اور بلانیت ثواب زیارت سے بھی احتراز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے کم از کم بنانے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور غیر مشروع چیز کی حوصلہ افزائی بھی شریعت کی نظر میں صحیح نہیں ہے۔

لقوله تعالى (الانعام : ۱۴۱): ولا تسرفوا ط انه لايحب المسرفين o لا

(الحج : ۳۰): واجتنبوا قول الزور o لا

وفي المشكوة (ص۲۷): عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهو رد.

(۲۲۱) شادی کے وقت چھوہاروں کی تقسیم

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شادی کے وقت چھوہارے تقسیم کرنا کیسا ہے؟ میرے ایک دوست نے اپنی شادی کے موقع پر چھوہارے تقسیم کئے، میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے یہ وجہ بتلائی کہ یہ سنت ہے جبکہ میرے دیگر دوستوں کا کہنا ہے کہ یہ بدعت ہے کہیں سے ان کا ثبوت نہیں ملتا۔ براہ کرم آپ وضاحت فرمائیں کہ یہ سنت ہے یا بدعت؟

الجواب حامداً ومصلیاً.....صورت مسئولہ میں چھوہارے تقسیم کرنا مسنون ہے، انہیں بدعت کہنا صحیح نہیں۔البتہ یہ ایسی چیز نہیں کہ جس پر زیادہ اصرار کیا جائے لہٰذا اگر کوئی چیز تقسیم ہی نہ کی جائے یا تقسیم کی جائے لیکن چھوہاروں کے علاوہ کوئی چیز ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

لمافي اعلاء السنن (۱۱/۱۲): قالت ام حبيبة (زوج النبي ﷺ فذكرت قصة هجرتها الى الحبشة وارتداد زوجها الاول الى النصرانية وكتاب النبي ﷺ الى النجاشي يأمره ان يخطبها للنبي ﷺ ويزوجها منه ففعل واصدقها اربعمائة دينار من عنده فقبضها خالد ابن سعيد لام حبيبة ثم ارادوا ان يقوموا :فقال اجلسوا فان سنة الانبياء عليهم الصلاة والسلام اذاتزوجوا ان يؤكل الطعام على التزويج فدعا بطعام فاكلوا ثم تفرقوا.

قلت :وليس ذلك بوليمة بل هو طعام التزويج ويلتحق به ماتعارفه المسلمون من نثر التمر ونحوه في مجلس النكاح.فقد روى البيهقي عن معاذ بن جبل بسند فيه ضعف وانقطاع :ان النبي ﷺ حضر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی املاک (ای نکاح) فاتی بطباق علیها جوز ولوز وتمر ، فنثرت فقبضنا ایدینا ، فقال :مابالکم لاتأخذون فقالوا: لانک نهیت عن النهبی فقال :ممانهیتکم عن نهبی العساکر خذوا علی اسم الله فجاذبنا وجاذبناه.

(۲۲۲) یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر چھٹی کا مطالبہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یوم پیدائش اور یوم وفات وغیرہ منانے کا کیا حکم ہے؟ اور اسی طرح یہ مطالبہ کرنا کہ یوم صدیق اکبر سرکاری طور پر مناتے ہوئے عام تعطیل کی جائے۔ شریعت مطہرہ میں اس مطالبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایام کو اس طرح منایا جائے کہ ان کی دینی خدمات اور سیرت کو بیان کیا جائے تاکہ ان کے حالات زندگی اور دوسرے معمولات لوگوں کے سامنے آئیں جس سے لوگوں میں دین کی رغبت اور شوق پیدا ہو تو یہ عمل جائز و مستحسن ہے۔ البتہ اس کو دین کا حصہ نہ سمجھا جائے اور اس کا التزام واہتمام بھی نہ کیا جائے۔ نیز اس دن چھٹی کرنا اور جلوس نکالنا عدم ثبوت کی بناء پر جائز نہیں، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

لمافی المشکوة (صـ۲۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد.

وفی شرعة البهیة (۱/۱۶۵): ان عمل المولد بدعة لم یقل به ولم یفعله رسول الله ﷺ والخلفاء والائمة ......وقد اتفق علماء المذاهب الاربعة بذم هذا العمل.(بحواله راه سنت)

(۲۲۳) اجتماعی طور پر سورہ یٰسین کا اہتمام کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر مدارس میں فجر کے بعد اجتماعی طور پر سورۃ یٰسین تلاوت کی جاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ کیا اس کا شمار بدعت میں تو نہیں ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں سورۃ یٰسین پڑھنا باعث خیر و برکت ہے جیسا کہ مختلف احادیث میں اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ اور اجتماعی طور پر پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں ہے البتہ اگر اسے لازم سمجھا جائے اور نہ پڑھنے والوں کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جائے تو یہ بدعت میں داخل ہوجائے گی۔ لیکن اگر طعن وتشنیع ترک یٰسین پر نہ ہو بلکہ مدرسہ کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی پر ہو تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

لمافی المشکوة (صـ۱۸۹): عن عطاء بن ابی رباح قال بلغنی ان رسول الله ﷺ قال من قرأ یٰس فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صدر النهار قضيت حوائجه. عن انس بن مالك ﷺ قال قال رسول الله ﷺ قال ان لكل شئ قلبا وقلب القرآن يٰس ومن قرأيٰس كتب الله له لقرأتها قرأة القرآن عشر مرات.

وفي اعلاء السنن (۱۸۳/۳): عن ابن مسعود ﷺ قال لايجعلن احدكم للشيطان من نفسه جزء لايرى الاان حقاعليه ان لاينصرف الاعن يمينه اكثر مارأيت رسول الله ﷺ ينصرف عن شماله.

قال الامام النووى فى شرح مسلم ......اما الكراهة التى اقتضاها كلام ابن مسعود ص فليست بسبب اصل الانصراف عن اليمين اوالشمال وانما هى فى حق من يرى ان حقاعليه فانماذم من راه حقا عليه.

(۲۲۴) ہر جمعرات یٰسین کا ختم کروانا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں ہر جمعرات کو یٰسین شریف کا ختم ہوتا ہے اور ختم کے بعد اجتماعی دعا بھی کی جاتی ہے۔ غیر مقلدین حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بدعت ہے، لہٰذا اس میں شرکت نہ کرو۔ آپ اس سلسلے میں ہماری راہنمائی فرمائیں کہ کیا اس ختم میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی رو سے جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ خیرالاحسن الجزاء

الجواب حامداًومصلیاً..... پہلے یہ سمجھئے کہ ایک دوام ہے اور ایک التزام، دونوں میں اصطلاحی اعتبار سے تو کوئی فرق نہیں البتہ شرعی اعتبار سے دونوں میں فرق ہے، اور وہ اس طرح کہ شریعت نے بعض امور کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا ہے اب اگر کوئی ان اختیارات کے باوجود ان امور کو تسلسل اور دوام کے ساتھ کرتا ہے مثلاً اوابین یا تہجد کی نماز کہ سلف صالحین نے اس کو ہمیشہ ادا کیا ہے، تو ان امور کا یہ تسلسل نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے البتہ اگر کوئی اس تسلسل کے ساتھ اسے لازم بھی سمجھتا ہے اور ایسا نہ کرنے والوں کو برا سمجھتا ہے تو یہی التزام ہے جو کہ ناجائز ہے۔ اب آپ کے ہاں یٰسین کے ختم کا صرف دوام ہے تو یہ جائز ہے لیکن اگر دوام کے ساتھ التزام بھی پایا جاتا ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں کو برا سمجھا جاتا ہے تو پھر اس میں شرکت جائز نہیں۔

لما فى الصحيح لمسلم (۳۶۱/۱): عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى ﷺ قال لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالى ولا تخصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يكون فى صوم يصوم احدكم.

قال النوویؒ تحت هذه :وفى هذا الحديث النهى الصريح عن تخصيص ليلة الجمعة بصلوة من بين الليالى ويومها بصوم كما تقدم وهذا متفق على كراهته واحتج به العلماء على كراهة هذه الصلوة المبتدعة التى تسمى الرغائب قاتل الله واضعها ومخترعها فانه بدعة منكرة من البدع التى هى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضلالة وجهالة وفيها منكرات ظاهرة.

وفي فتح الباري (۲/۲۷۰): قال ابن المنير فيه ان المندوبات قد تنقلب مكروهات اذا رفعت عن رتبتها لان التيامن مستحب في كل شيء اى من امور العبادة لكن لما خشي ابن مسعود ان يعتقدوا وجوبه اشار الى كراهته.

وفي مرقات المفاتيح (۲/۳۵۳): قال الطيبي وفيه ان من اصر على امرمندوب وجعله عزما ولم يعمله بالرخصه فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال.

وفي الهداية (۱/۱۲۱): (ويكره ان يوقت بشيء من القرآن لشيء من الصلوات) لما فيه من هجر الباقي وايهام التفضيل.

وفي فتح القدير (۱/۳۳۷): قال الطحاوى والاسبيجابى هذا اذا راه حتما يكره غيره اما لو قرأ للتيسير عليه او تبركا بقراته ﷺ فلا كراهة لكن بشرط ان يقرأ غيرهما احيانا لئلا يظن الجاهل ان غيرهما لا يجوز.

وفي الدرالمختار (۱/۵٦۰):(ومبتدع) اى صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول ﷺ.

وفي الشامية ...... ما احدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول ﷺ من عمل او علم او حال بنوع شبهة واستحسان ،وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما.

(۲۲۵) نمازعید کے بعد مصافحہ کرنا

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کئی علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہے۔اس سلسلے میں مندرجہ ذیل باتوں سے متعلق جوابات مطلوب ہیں:

(۱)عام رواج کے مطابق عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ پر گرفت کرنے پر لوگ جواب دیتے ہیں کہ یہ عندالملاقات ہے حالانکہ نیت عید کے بعد مصافحے کی ہوتی ہے۔کیاان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

(۲)کس حدتک التزام کے بعد یہ بدعت بن جاتا ہے؟

(۳)مصافحہ ومعانقہ کا بدعت ہونا عیدگاہ کی حدتک ہے یا عیدگاہ کے باہر بھی بدعت ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مصافحہ ومعانقہ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کیونکہ بوقت ملاقات مصافحہ ومعانقہ مسنون ہے اورعیدین اورنماز پنجگانہ کے بعدعلی الدوام یا سنت سمجھ کریارواج دینا مقصود نہ ہو بلکہ بلانیت یا اتفاقا ہوجائے تو درست ہے اس میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کوئی حرج نہیں۔لہٰذا اس معاملے میں زیادہ تشدد نہ ہونا چاہئے البتہ اگر کوئی سنت سمجھے یا علی الدوام کرے تو مکروہ و بدعت ہے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال : ۱۷۰

(۲۲۶) دعا بعد الفرائض کا التزام بدعت ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرائض کے بعد ہمارے ہاں جو دعا مروج ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر کہا جائے کہ مستحب ہے اور عام قاعدہ ہے کہ امر مستحب پر ایسا التزام جیسا فرائض وواجبات کا ہوتا ہے بدعت ہے تو کیا اس التزام کو بدعت نہیں کہا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......فرائض کے بعد دعا خود حضور ﷺ سے ثابت ہے اور اسی طرح صحابہ کرام سے لہٰذا یہ مسنون ہے اور اس پر التزام بدعت نہیں ہے اور کسی مستحب پر دوام اس وقت بدعت ہوتا ہے جب اس پر التزام کا عقیدہ بھی ہو۔اگر صرف عملی اعتبار سے دوام ہے اور عقیدہ التزام کا نہ ہو تو بدعت نہیں کہا جا سکتا ہے خاص طور پر جبکہ وہ حکم خود خیر القرون سے ثابت ہو۔

لما فی المشکوة (ص۸۸): عن معاذ بن جبل قال اخذ بیدی رسول الله ﷺ فقال انی لاحبک یامعاذ قلت وانا احبک یارسول الله قال فلاتدع ان تقول فی دبر کل صلاة رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک.

عن ثوبان قال کان رسول اللهﷺ اذا انصرف من صلوته استغفر ثلثا وقال اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذالجلال والاکرام.

وفیها ایضا (ص۷۷): عن الفضل بن عباس قال قال رسول الله ﷺ الصلوة مثنی مثنی تشهد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن ثم تقنع یدیک یقول ترفعهما الی ربک مستقبلا ببطونهما وجهک وتقول یارب یارب ومن لم یفعل ذلک فهو کذا کذا وفی روایة فهو خداج.

وفی المرقات (۲/۲۶۸) تحت هذه الروایة: (ثم تقنع یدیک) من اقناع الیدین رفعهما فی الدعاء ....ای اذا فرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک سائلا حاجتک.

وفی فیض الباری (۲/۳۱۴): باب الذکر بعد الصلوة ....تحت هذا الباب .....واعلم ان الادعیة علی نحوین نحو ثبت دبر الصلوة قبیل السنة ونحو آخر ثبت فی الاوقات المنتشرة.

(۲۲۷) مبتدعین کی مساجد ومدارس پر قبضہ کرنے کی شرعی حیثیت

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جن مساجد ومدارس میں بدعات کا پرچار ہوتا ہو ایسی مساجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے متولیوں کو ہٹا کران مساجد و مدارس پر قبضہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس نیت سے کہ بدعات کو ختم کیا جا سکے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر کسی مسجد یا مدرسہ کے متولی یا امام یا کوئی ذمہ دار اہل بدعت (یا فاسق، خائن غرض شریعت کے خلاف کام کرنے والا) ہو اگر ان کو بغیر فساد و انتشار کے معزول کرنا (ہٹانا) ممکن ہو تو ان کو ہٹا کر اہل حق، عالم بالسنۃ متولی اور امام کو مقرر کرنا واجب ہے البتہ اگر بغیر فتنہ وفساد کے امکان نہ ہو تو ان کو ہٹانے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے نصرت ونجات طلب کرتے رہیں۔

لمافی صحیح البخاری(۱/۱۴): عن ابی هریرةؓ قال بینما النبی صلی الله علیه وسلم...... فاذا ضیعت الامانة فانتظر الساعة فقال کیف اضاعتها قال اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة.

وفی مشکوة المصابیح (۱/۳۱): عن حسان قال ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الانزع الله من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم یوم الی یوم القیٰمة.

وفیه ایضاً: عن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام

وفی الهامش ای اسلامه او کمال اسلامه او علی هدم اهل اسلام.

وفی الهندیة (۱/۸۴): تجوز الصلاة خلف صاحب هوی وبدعة...... حاصله ان کان هوی لا یکفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الکراهة...... ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ما ینال خلف تقی......الخ.

وفی الدرالمختار(۱/۵۶۰):ویکره امامة...... ومبتدع ای صاحب بدعة وهی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسولؐ الخ.

وفی الشامیة (۴/۳۸۰): "وینزع وجوبا" مقتضاه اثم القاضی بترکه والاثم بتولیة الخائن ولا شک فیه ...... لو کان المتولی هو الواقف...... واستفید منه ان للقاضی عزل المتولی الخائن غیر الواقف بالاولیٰ......

وفی البخاری(۱/۹۶):عن عبید الله ابن عدی بن الخیار انه دخل علی عثمان بن عفان وهو محصور فقال انک امام عامة ونزل بک ماتری ویصلی لنا امام فتنة ونتحرج فقال الصلوة احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معهم واذا اساؤا فاجتنب اساء تهم.

وفی اعلاء السنن (۴/۲۳۲): کره الناس الصلوة خلف الذین حصروا عثمان" اهـ ولکن عثمانؓ انما حضهم علی الصلاة خلفهم لما علم من عجز القوم عن عزلهم وبذالک تزول الکراهة عمن یقتدی به.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الشامیة (۱/۵۶۰): واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لامر دینه، وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعاً ولا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لا تزول العلة فانه لا یؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا قال: ولذا لم تجز الصلاة خلفه اصلا عند مالک وروایة عن احمد فلذا حاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق.

(۲۲۸) رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت کی تعیین اور نعت خوانی کی شرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول کہیں سے ثابت ہے یا نہیں؟ نیز نعت خوانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... اہل سیر اور مؤرخین کا اس بارے میں اختلاف رہا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش کیا ہے؟ اس میں آٹھویں، نویں اور بارہویں ربیع الاول کے اقوال ذکر کئے گئے ہیں۔ البتہ راجح قول آٹھ (۸) ربیع الاول کا ہے۔

نعت خوانی جب شریعت کی حدود میں ہو تو جائز ہے بایں طور کہ اس میں حضور ﷺ کی تعریف بیان کی جائے، کفریہ وشرکیہ الفاظ نہ ہوں، کوئی ایسا جملہ نہ ہو جس سے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کا شائبہ بھی ہو اور مروجہ زائد رسوم خاص طور پر مرد وزن کے اختلاط سے پاک اور دوسروں کی ایذا رسانی کا باعث نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

لقوله تعالی (الشعراء: ۲۲۴. ۲۲۵. ۲۲۶): والشعراء یتبعهم الغاوٗن ○ط ألم تر انهم فی کل واد یهیمون ○لا وانهم یقولون مالایفعلون ○لا الاالذین آمنوا وعملوا الصالحات وذکروا الله کثیرا الایة

وفی روح المعانی (۱۹/۱۴۷): ان الشعر باب من الکلام حسنه حسن وقبیحه قبیح وفی الحدیث ان من الشعر لحکمة وقد سمع رسول الله ﷺ الشعر واجاز علیه وقال علیه الصلوة والسلام لحسان رضی الله عنه اهجهم یعنی المشرکین فان روح القدس سیعینک وفی روایة اهجهم وجبرائیل معک.

وفی المشکوة (صـ۴۰۹): عن عمرو بن الشرید عن ابیه قال ردفت رسول الله ﷺ یوما فقال هل معک من شعر امیة بن الصلت شئ قلت نعم قال هیه فانشدته بیتا فقال هیه ثم انشدته بیتا فقال هیه حتی انشدته مائة بیت حتی انشدته مائة بیت.

وفی السیرة النبویة لابن کثیر (۱/۱۹۸): ولد صلوات الله علیهم وسلامه یوم الاثنین ....ثم الجمهور علی ان ذلک کان فی شهر ربیع الاول فقیل للیلتین خلتا منه قاله ابن عبدالبر فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاستیعاب ورواہ الواقدی عن ابی معشر نجیح بن عبد الرحمن المدنی وقیل لثمان خلون منه حکاہ الحمیدی عن ابن حزم ورواہ مالک وعقیل ویونس بن یزید وغیرھم عن الزھری عن محمد بن جبیر بن مطعم. ونقل ابن عبد البر عن اصحاب التاریخ انھم صححوہ وقطع به الحافظ الکبیر محمد بن موسیٰ الخوارزمی ورجحه ابو الخطاب بن دحیة ....وقیل لعشر خلون منه نقله ابن دحیة ....وقیل لثنتی عشر خلت منه نص علیه ابن اسحاق..........وھذا ھو المشھور عند الجمھور. وھکذا فی البدایة والنھایة (۲۴۲/۲)

(۲۲۹) قبر پر قرآن مجید کی تلاوت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبر پر قرآن مجید پڑھ کر میت کو ثواب بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......قبر پر جا کر قرآن مجید پڑھنا اور مُردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے البتہ اجرت لیکر پڑھنا جائز نہیں۔

لمافی الطحطاوی علی المراقی (ص۳۱۵): ویستحب للزائر قراۃ سورۃ یٰس ....واخذ من ذلک جواز القرأۃ علی القبر والمسألة ذات خلاف قال الامام تکرہ لان اھلھا جیفة ولم یصح فیھا شیٔ عندہ عنھا وقال محمد تستحب لورود الآثار وھو المذھب المختار کما صرحوا فی کتاب الاستحسان.

وفی الھندیة (۳۵۰/۵): ان قرأۃ القرآن عند القبور ان نوی بذلک ان یونسه صوت القرآن فانه یقرأ وان لم یقصد ذلک فالله تعالی یسمع قرأۃ القرآن حیث کانت.

(۲۳۰) کلمہ طیبہ یا کوئی آیت کفن پر روشنائی سے لکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کفن پر کلمہ طیبہ یا قرآن کریم کی کوئی آیت وغیرہ روشنائی سے لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......کفن میت پر روشنائی سے کلمہ طیبہ یا دوسری آیات وغیرہ لکھنا جائز نہیں کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ کچھ دنوں کے بعد انسانی جسم گلنا سڑنا شروع ہوجاتا ہے لہٰذا کسی کفن پر آیت یا کلمہ لکھنا ایسا ہے جیسا کہ کسی کپڑے پر آیات وغیرہ لکھ کر اسے نجاست میں پھینک دینا۔لہٰذا ہر حال میں اس سے اجتناب ضروری ہے البتہ اگر بغیر روشنائی استعمال کئے صرف انگلی سے میت کی پیشانی یا سینے پر کچھ لکھ دیا جائے یعنی الفاظ نظر نہ آئیں اور صرف انگلی چلائی جائے تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

لمافی ردالمحتار (۲۴۶/۲): وفی فتاوی المحقق ابن حجر المکی الشافعی سئل عن کتابة العھد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی الکفن وھو لاالٰه الااللہ واللہ اکبر ...... ھل یجوز ولذلک اصل فاجاب بقوله :نقل بعضھم عن نوادر الاصول للترمذی مایقتضی ان ھذا الدعاء له اصل ، وان الفقیه ابن عجیل کان یأمر به ثم افتی بجواز کتابته قیاسا علی کتابة اللہ فی ابل الزکاۃ. واقرہ بعضھم،وفیه نظر. وقد افتی ابن الصلاح بانه لایجوز ان یکتب علی الکفن یٰسٓ والکھف ونحوھما خوفامن صدید المیت والقیاس المذکور ممنوع لان القصد ثم التمیز وھنا التبرک ، فالاسماء المعظمة باقیة علی حالھا فلایجوز تعریضھا للنجاسة. والقول بانه یطلب فعله مردود ، لان مثل ذلک لایحتج به الااذا صح عن النبی ﷺ طلب ذلک ولیس کذلک اھ ...... نقل بعض المحشین عن فوائد الشرجی ان مما یکتب علی جبھة المیت بغیر مداد بالاصبع المسبحة -بسم اللہ الرحمن الرحیم - وعلی الصدر لاالٰه الا اللہ محمد رسول اللہ وذلک بعد الغسل قبل التکفین.

(۲۳۱) قبروں پر چادریں چڑھانا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبروں پر ایسی چادریں چڑھانا جن پر سورۃ اخلاص یا کوئی اور سورت لکھی ہوئی ہو جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ آج کل یہ فعل مزارات پر کثرت سے ہوتا ہے۔

الجواب حامداومصلیاً......قبروں پر چادریں چڑھانا جائز نہیں خاص طور پر جبکہ ان پر قرآنی آیات بھی لکھی ہوں کیونکہ آیات وغیرہ کی بے ادبی کا خطرہ ہے لہٰذا اس صورت میں اس کی قباحت اور زیادہ بڑھ جائے گی چاہے وہ عام قبریں ہوں یا بزرگوں کے مزارات ہوں۔

لمافی ردالمحتار (۲۳۸/۲): فی الاحکام عن الحجة : تکرہ الستور علی القبور.

وفیھا ایضا (۳۶۳/۶): کرہ بعض الفقھاء وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجة وتکرہ الستورعلی القبور.

(۲۳۲) تعزیت کا طریقہ اور میت کے لئے دعا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جب باہر کے لوگ کسی کی تعزیت کے لئے جاتے ہیں تو جاتے ہی ایک اجتماعی دعا برائے مغفرت کی جاتی ہے اور آخر میں رخصت ہونے کے لئے اٹھتے ہیں تو پھر ایک دفعہ اجتماعی دعا کرتے ہیں۔اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس طرح کرنے میں کوئی قباحت ہے یا نہیں؟ نیز حضور ﷺ سے تعزیت کے لئے کون سے الفاظ منقول ہیں؟

الجواب حامداومصلیاً......میت کے ورثاء کے پاس تعزیت کے لئے جانا صحیح ہے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا بھی جائز ہے چاہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اجتماعی ہو یا انفرادی۔ البتہ اس کا التزام واہتمام درست نہیں کہ ہر شخص آتے وقت ایک دفعہ دعا کرے اور جاتے وقت دوبارہ دعا کرے۔

اور حضور ﷺ سے تعزیت کے جو الفاظ منقول ہیں وہ یہ ہیں: **اعظم الله اجرک واحسن عزاءک وغفر لمیتک**۔ اس کے علاوہ دوسرے مواقع پر دوسرے الفاظ بھی منقول ہیں۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال : ۲۰۲

(۲۲۳) سنتوں کے بعد والی دعا کو استسقاء پر قیاس کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں سنتوں کے بعد تین دفعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہے۔ اور دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے جب بارش کے لئے دعا فرمائی تو تین دفعہ دعا فرمائی تھی۔ کیا یہ دلیل بیان کرنا صحیح ہے؟ نیز کیا سنتوں کے بعد دعا کا ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... سنتوں کے بعد اجتماعی طور پر تین دفعہ دعا کرنا تو در کنار ایک دفعہ بھی اس طرح کرنا ثابت نہیں ہے اور قائلین دعا کا یہ کہنا کہ بارش کے لئے آپ نے نماز استسقاء کے بعد تین دفعہ دعا فرمائی یہ روایت بھی کتب احادیث میں تتبع کے بعد نہیں ملی۔ لہٰذا اس طرح دعا کا التزام بدعت ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ کسی موقع پر آپ سے تین دفعہ دعا کرنا ثابت ہے تو اس پر سنتوں کے بعد دعا کو قیاس کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ قیاس وہاں کیا جاتا ہے جہاں کسی عمل کی صراحت موجود نہ ہو اور سنتوں کے لئے آپ کا معمول ثابت ہے کہ گھر جا کر ادا فرماتے اور کبھی بھی آپ نے اجتماعی طور پر سنتوں کے بعد دعا نہیں فرمائی۔

لمافی المشکوٰة (ص۲۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه.

وفی الترغیب والترهیب (۱/۱۷۱): عن زید بن ثابت ان النبی ﷺ قال صلوا ایهاالناس فی بیوتکم فان افضل صلاة المرء فی بیته الاالصلوة المکتوبة.

وفی معارف السنن (۱۲۶/۳): ان ماراج فی کثیر من بلاد الهند الجنوبیة الدعاء بکیفیة مخصوصة بعد الرواتب. یستقبل الامام المقتدین ویدعون رافعی ایدیهم .... ففی مثل هذا یقال انه بدعة تضمنت بدعات کثیرة لااریٰ لمثل هذا وجهه من السنة.

وفی اعلاء السنن (۲۰۵/۳): ورحم الله طائفة من المبتدعة فی بعض اقطار الهند حیث واظبوا علی ان الامام .... ثم اذافرغوا من فعل السنن والنوافل یدعوا الامام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانیة والمقتدون یؤمنون علی ذلک وقد جری العمل منهم بذلک علی سبیل الالتزام والدوام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

..........وایم اللہ ان ھذا امر محدث فی الدین.

(۲۳۴) کیا محفل قرأت ونعت کا اہتمام بدعت ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محافل قرأت اور نعت کا انعقاد کرنا کیسا ہے؟ کیا خیر القرون سے اس طرح انعقاد کا ثبوت ملتا ہے؟ اگر ثبوت نہ ملے تو یہ بھی بدعت کے زمرے میں داخل ہوئیں۔ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......اگر محفل قرأت منعقد کرانے سے نیت یہ ہو کہ لوگوں میں قرأت کا شوق پیدا ہو اور نبی کریم ﷺ کی محبت میں نعت پڑھی جارہی ہو تو ایسی محافل کا انعقاد نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

نیز ہمارے لیے شریعت کا حکم یہ ہے کہ مسلمان سے حسن ظن رکھیں خواہ مخواہ بدگمانی جائز نہیں لہٰذا جو لوگ ان مجالس کا اہتمام کرواتے ہیں ان کا مقصود یہی ہوگا۔

دلائل المسئلة مرت سابقافی رقم السؤال: ۲۲۸

(۲۳۵) تین دن تک امام ومقتدیوں کا قبرستان جانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو امام صاحب اور مقتدی حضرات تین دن تک صبح نماز کے بعد قبرستان جاتے ہیں وہاں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں یہ جانا امام ومقتدیوں کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے اگر کوئی نہ جائے تو اسے برا سمجھا جاتا ہے۔ کیا شریعت کی رو سے ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں آپ کے ہاں مروجہ طریقہ شریعت کی تعلیمات کے منافی اور ناجائز ہے کیونکہ قبرستان جانا اور میت کے لئے ایصال ثواب کرنا مستحب ہے اور مستحب میں اپنی طرف سے اوقات کی تعیین یا التزام اس کو بدعت میں داخل کر دیتا ہے لہٰذا آپ کے علاقے کا مروجہ عمل قابل ترک واجتناب ہے۔

وفی المشکوۃ (صـــ۲۷): عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد.

(۲۳۶) گیارہویں اور شب برأت کا کھانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض علاقوں میں گیارہویں کے موقع پر کھانا پکایا جاتا ہے اسی طرح شب برأت میں کھانا پکایا جاتا ہے اور پڑوس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیا اس کھانے کو خود کھا سکتے ہیں یا کسی غریب یا فقیر کو دے دیا جائے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ کھانا اگر غیراللہ کے نام پر نہ ہو اور حلال مال سے پکایا گیا ہو تو فی نفسہ اس میں کوئی کراہت نہیں ہے البتہ دن کی تعیین کی وجہ سے اس میں کراہت آگئی ہے لہٰذا ایسے کھانے سے احتراز بہتر ہے۔

لقوله تعالى (المائدة :٣): حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وماأهل لغير الله به الآية.

وفي الجامع للترمذي (١/٢٢٩): عن النعمان بن بشير قال سمعت رسول الله ﷺ يقول الحلال بين والحرام بين وبين ذلك امور مشتبهات لايدري كثيرمن الناس أمن الحلال هي أم من الحرام فمن تركها استبرأ لدينه وعرضه فقدسلم ومن واقع شيئا منها يوشك ان يواقع الحرام كما انه من يرعىٰ حول الحمىٰ يوشك ان يواقعه الاوان لكل ملك حمى الاوان حمى الله محارمه.

(۲۳۷) مصیبت کے وقت کالا بکرا ذبح کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ جب بھی کوئی بیماری آجائے یا اس کے علاوہ کوئی مصیبت آجائے تو کالا بکرا ذبح کرنے سے یہ مصیبت یا بیماری ٹل جاتی ہے۔ کیا ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے؟ کیا بیماری کے وقت بکرا ہی ذبح کرنا چاہئے اور بکرے کے رنگ کی بھی کوئی خصوصیت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......اگر کوئی بیماری یا مصیبت آجائے تو اسے اللہ تعالیٰ ہی دور کرنے والے ہیں اور صدقہ کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کی برکت سے اس مصیبت یا بیماری کو دور کردیں لیکن اس میں بکرے کی تخصیص کرنا یا کالے بکرے کی تخصیص کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ جس قدر ہوسکے اور جیسے ہوسکے اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ روایات سے صرف یہی بات ثابت ہے کہ ''صدقات مصیبتوں اور بلاؤں کو دفع کرتے ہیں''۔ اب اس میں اپنی طرف سے اس قسم کی تخصیص کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے خود اپنے آپ کو تنگی میں مبتلا کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

لمافي المشكوة (صـ١٦٤): عن اسماء رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ انفقي ولاتحصي فيحصي الله عليك ولاتوعي فيوعي الله عليك ارضحي مااستطعت.

وفيها ايضا (صـ١٦٨): عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء.

(۲۳۸) اجتماعی قرآن خوانی کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اجتماعی قرآن خوانی ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت اور جائز ہو تو اس پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر قرآن خوانی گھر میں برکت کے لئے کی جائے تو اس وقت اجرت لینے کا کیا حکم ہے؟ تفصیل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......اہل ایمان کے حق میں قرآن کریم سراپا رحمت وبرکت ہے۔ اسلاف امت کی سوانح دیکھنے سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرات تلاوت قرآن کریم کو اپنے لئے حرز جان بنا کر دنیا سے رخصت ہوئے مگر یہ بھی مسلم ہے کہ شریعت کے ہر عمل کا ایک دائرہ کار ہوتا ہے۔ اس دائرے اور حد شرعی سے تجاوز اس عمل مشروع میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے بلکہ بسا اوقات افراط کا یہ عمل اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ کام بجائے عمل مشروع رہنے کے شریعت کے بالکل متصادم ایک بدعت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

اس اعتبار سے صورت مسئولہ میں حق بات یہ ہے کہ تداعی، التزام، پر تکلف دعوت، اختلاط مرد وزن اور مروجہ دوسرے مفاسد سے بچتے ہوئے صرف اپنے اہل واحباب تک محدود رکھتے ہوئے اجتماعی صورت میں بھی قرآن خوانی کی گنجائش ہے البتہ مروجہ رسمی قرآن خوانی کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ بہت سارے مفاسد سے مرکب بدعت ہے جس سے احتراز ضروری ہے۔ نیز قرأۃ قرآن پر کسی بھی صورت میں اجرت لینا ناجائز ہے۔

لمافی مسند احمد بن حنبل (۴۴۶/۴): عن عبدالرحمن بن شبل قال قال رسول الله ﷺ اقرؤا القرآن ولاتأكلوا به الی آخر الحديث.

وفی البزازية علی هامش الهندية (۸۱/۴): واتخاذ الدعوة بقرأة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقرأة سورة الانعام اوالاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لاجل الاكل يكره.

وفی ردالمحتار (۵۶/۶): فالحاصل ان ماشاع فی زماننا قرأة الاجزاء بالاجرة لايجوز لان فيه الامر بالقرأةواعطاء الثواب للآمر والقرأة لأجل المال فاذا لم يكن للقارئ ثواب لعدم النية الصحيحة فاين يصل الثواب الی المستاجر.

(۲۳۹) چالیس روز تک قبرستان جانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جب کوئی مرجاتا ہے تو اس کے قریبی عزیزوں میں سے کوئی نہ کوئی چالیس روز تک قبر پر جاکر تلاوت کرتا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......میت کے ایصال ثواب کے لئے گھر میں یا قبر پر تلاوت کرنے سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور قبر کی تنگی وغیرہ سے راحت ملتی ہے لیکن اس جائز کام یعنی تلاوت کے لئے اپنی طرف سے تعیین یا تخصیص جائز نہیں ہے کہ چالیس روز تک ہی جانے کو لازم سمجھے یا ہر جمعرات کو جانا لازم سمجھے۔ اگر اس طرح کا التزام پایا گیا تو یہ بدعت کے زمرے میں آئے گا البتہ بلاتعیین وتخصیص تلاوت جائز اور موجب ثواب ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی المشکوة (صـ۲۷): عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهورد.

وفی الهندیة (۱/۱٦٦): قرأة القرآن عند القبور عند محمد رحمه الله تعالی لاتکره ومشایخنا اخذوا بقوله وهل ینتفع المختار انه ینتفع.

وفی ردالمحتار (۲/۵۷): ولوزارقبر صدیق اوقریب له وقرأ عنده شیئا من القرآن فهوحسن.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب الانبیاء﴾

(انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے متعلق سوالات)

(۲۴۰) کیا حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے قبول ہوئی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر خطباء وغیرہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قبول ہوئی۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......کتب تفسیر میں اصحاب تفسیر نے اس روایت کو بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے قبول ہوئی۔

لمافی روح المعانی (۲۳۷/۱): فتلقی آدم من ربه کلمات ......وعن ابن مسعود انها: سبحانک اللهم وبحمدک وتبارک اسمک ......وقیل : رأیٰ مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به.

وفی روح البیان (۱۱۳/۱): وعن النبی ﷺ ان آدم قال بحق محمد ان تغفرلی قال وکیف عرفت محمدا قال لماخلقتنی ونفخت فی الروح فتحت عینی فرأیت علی ساق العرش لااله الاالله محمد رسول الله فعلمت انه اکرم الخلق علیک حتی قرنت اسمه باسمک فقال نعم وغفرله بشفاعته.

(۲۴۱) حضرت آدمؑ کا دنیا میں بھیجنا خلافت کے طور پر تھا؟

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں سزا کے طور پر بھیجا گیا تھا یا خلافت کے طور پر؟ آپ کی توبہ زمین پر نازل ہونے سے پہلے تام ہوچکی تھی یا اترنے کے بعد تام ہوئی؟ قرآن واحادیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......حضرت آدم علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا خلافت کے طور پر تھا کیونکہ اللہ تعالی نے ان کی پیدائش سے پہلے فرمایا کہ ''واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة'' الایۃ (البقرۃ:۳۰)

اور حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ زمین پر اترنے سے پہلے تام ہوچکی تھی زمین پر اترنا رب تعالی کی مشیت کے طور پر تھا جو پہلے سے طے تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لما فی احکام القران للقرطبی (۱/۳۲۱): لم یکن اخراج الله تعالی ادم من الجنة واهباطه منها عقوبة له لانه اهبطه بعد ان تاب علیه وقبل توبته ،وانما اهبطه اما تادیباً واما تغلیظاً للمحنة والصحیح فی اهباطه وسکناه فی الارض ماقد ظهر من الحکمة الازلیة فی ذلک......

وفی البحر المحیط (۱/۲۶۴): وامره بالهبوط الی الارض بعد ان تاب علیه......

وفی التفسیر المنیر (۱/۱۴۶): ......فعاتب الله ادم علی مخالفة امره والاکل من الشجرة فندم واستغفر الله وتاب فقبل توبته ولکنه امره وحواء بالخروج من الجنة والاستقرار فی الارض......

(۲۴۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں من گھڑت قصہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر ہمارے ہاں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں ایک بیوی نے ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قسم دی کہ اگر آپ اپنے بیٹے کو محبت سے دیکھیں تو دوسری بیوی اور اس کے بیٹے کا گوشت کہیں سے کاٹیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس قسم کو پورا کرنے کے لئے حضرت ہاجرہ کے ناک اور کان چھیدے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ کرایا۔ کیا یہ قصہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو کس حد تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ واقعہ کا کہیں سے ثبوت نہیں ملا البتہ یہ ملتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ خود کیا تھا جس کے بعد سے ختنہ مسنون ومشروع ہوگیا۔ اور ناک وکان چھدوانا عورتوں میں بطور زینت کے رائج ہے، قسم پوری کرنے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۲/۹۸): اجمع العلماء علی ان ابراهیم علیه السلام اول من اختتن. واختلف فی السن التی اختتن فیها ففی الموطا عن ابی هریرة موقوفا وهو ابن مائة وعشرین سنة وعاش بعد ذلک ثمانین سنة ومثل هذا لایکون رأیا.

وفی روح البیان (۱/۲۲۲): واماالختان .... جمهور العلماء علی ان ذلک من مؤکدات السنن ومن فطرة الاسلام التی لایسع ترکها فی الرجال الاان یولد الصبی مختونا وقد ولد الانبیاء کلهم مختونین مسرورین .... کرامة لهم الاابراهیم خلیل الله فانه ختن نفسه.

(۲۴۳) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کون تھیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ کے بیٹے تھے؟ اور حضرت ہاجرہ شہزادی تھیں یا باندی؟ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حضرت ہاجرہ باندی تھیں اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السلام ایک باندی کے بطن سے پیدا ہوئے کیا یوں کہنا انبیاء کے حق میں ان کی تعظیم کے منافی نہیں ہے؟ جیسا کہ باندی کا بچہ کہنا خلاف مروت بلکہ انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے، امید ہے کہ اس سلسلے میں آپ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ ہی تھیں جو ایک ظالم بادشاہ کی باندی تھیں، اس نے حضرت سارہ کو ہدیہ کے طور پر دیا اور حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہدیہ کر دیا، انہی کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ البتہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عظمت وعزت کا معیار تقوی اور اخلاص کو بنایا ہے، جس بندے کے دل میں جس قدر اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا وہ اسی قدر زیادہ عظمت وعزت والا ہوگا اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اپنے زمانے کے اعتبار سے انبیاء سے بڑھ کر کوئی متقی نہیں ہوسکتا لہذا انبیاء ہی سب سے عظیم اور شرافت والے ہونگے، حاصل یہ کہ یہ کوئی منافی عظمت بات نہیں ہے۔

لما في القرآن الكريم: يَآيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللهِ اَتْقٰكُمْ الاية (الحجرات:١٣)

وفي البداية والنهاية (١/١٤٤): قالت سارة لابراهيم عليه السلام ان الرب قد احرمني الولد فادخل على امتي هذه لعل الله يرزقني منها ولدا فلما وهبتها له دخل بها ابراهيم عليه السلام فحين دخل بها حملت منه......

وفي المنتظم (١/١٥٤): قال ابن اسحاق وكانت هاجر جارية ذات هيئة فوهبتها سارة لابراهيم وقالت اني اراها وضيئة فخذها لعل الله ان يرزقك منها ولدا وكانت سارة قد منعت الولد فوقع عليها فولدت له اسماعيل.

(۲۴۴) حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی ایک صورت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تھے تو بعض لوگوں سے سنا ہے کہ ان کو اس حد تک خارش ہوگئی تھی کہ جسم مبارک میں کیڑے پیدا ہوگئے اور جسم کا گوشت گلنا شروع ہوگیا تھا۔ کیا یہ بات صحیح ہے اور کتب معتبرہ سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں انبیاء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کے طور پر مختلف حالات آتے رہتے ہیں البتہ کوئی حالت ایسی نہیں ہوتی کہ جس کی وجہ سے لوگ انبیاء سے متنفر ہوجائیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش بھی مال اور اولاد کے ختم کرنے اور کسی درجے میں بیماری کے ساتھ ہوئی۔ اس کے علاوہ طرح طرح کی بیماریاں آپ کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ انبیاء کی شان میں گستاخی ہے جس سے اجتناب واجب ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی روح المعانی (۲۳/۲۰۶): قال العلامة الآلوسی بعد ذکر اقوال عدیدة ....وکل هذه الاقوال عندی متضمنة مالایلیق بمنصب الانبیاء علیهم السلام. وذهب جمع الی ان النصب والعذاب لیسا ماکان له من المرض والالم اوالمرض وذهاب الاهل والمال بل امر ان عرضاله وهو مریض فاقد الاهل والمال.

وفی احکام القرآن للقرطبی (۱۵/۲۱۰): قال القرطبی بعد ذکر اقوال کثیرة متعلقة بمرض ایوب .... قال ابن العربی القاضی ابوبکر رضی اللّٰه عنه.ولم یصح عن ایوب فی امره الاما اخبرنا اللّٰه عنه فی کتابه آیتین :الاولی قوله تعالی وایوب اذنادی ربه انی مسنی الضر والثانیة فی صٓ انی مسنی الشیطٰن بنصب وعذاب.واماالنبی ﷺ فلم یصح عنه انه ذکره بحرف واحد الاقوله :بینا ایوب یغتسل اذخرّعلیه رجل من جراد ذهب الحدیث.واذلم یصح عنه فیه قرآن ولاسنة الاماذکرنا فمن الذی یوصل السامع الی ایوب خبره ، ام علی ای لسان سمعه ؟والاسرائیلیات مرفوضة عندالعلماء علی البتات.فاعرض عن سطورها بصرک،واصمم عن سماعها اذنیک ، فانها لاتعطی فکرک الاخیالا،ولاتزید فؤادک الاخبالا.

(۲۴۵) حضرت خضر، الیاس اور یونس علیہم السلام

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے یاولی؟انہیں انسانوں سے پیدا کیا گیا یافرشتوں سے؟اگر زندہ ہیں تو ان کے ٹھہرنے کی جگہ کہاں ہے؟اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں بھی کچھ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیا......حضرت خضر علیہ السلام راجح قول کے مطابق نبی تھے اور انہیں انسانوں میں سے ہی پیدا کیا گیا۔محققین محدثین اور اکثر مفسرین کے نزدیک ان کا انتقال ہوگیا ہے جبکہ صوفیاء کے نزدیک وہ زندہ ہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے جنہیں بعلبک نامی بستی کی طرف مبعوث کیا گیا۔اہل شہر بعل نامی بت کی پوجا کرتے تھے۔آپ نے انہیں ایک اللہ کی طرف بلایا تو قوم ان کی مخالفت پر اتر آئی اور بادشاہ وقت نے آپ کے قتل کا حکم دے دیا۔آپ آبادی سے نکل کر ایک غار میں چلے گئے،بعد میں اس بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔آپ دس سال کے بعد تشریف لائے،دوسرے بادشاہ کو دعوت دی تو وہ اور قوم مسلمان ہوگئی۔

اور حضرت یونس علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے نبی تھے جنہیں موصل کی بستی نینویٰ کی طرف بھیجا گیا آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی لیکن یہ لوگ اپنے کفر پر ڈٹے رہے۔آپ ان سے عذاب الٰہی کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے،بعد میں جب قوم پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عذاب کی علامات ظاہر ہونے لگیں تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کرلیا۔

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۱۱/۱٦): تحت آیة فوجدا عبدا من عبادنا الایة ....والخضر نبی عند الجمهوروقیل هو عبدصالح غیر نبی والآیة تشهد بنوته لان بواطن افعاله لاتکون الابوحی وایضا فان الانسان لایتعلم ولایتبع الامن فوقه ولیس یجوز ان یکون فوق النبی لیس بنبی.وقیل کان ملکا امر الله..........والاول صحیح.

وفی تفسیر ابن کثیر (۳/۹۴): وذکر ابن قتیبة فی المعارف ان اسم الخضربلیا بن ملکان قالوا :وکان یکنی اباالعباس ویلقب بالخضر وکان من ابناء الملوک ذکره النووی فی تهذیب الاسماء وحکی هو وغیره فی کونه باقیا الی الآن ثم الی یوم القیمة قولین ومال هو وابن الصلاح الی بقائه وذکروا فی ذلک حکایات وآثارا عن السلف وغیرهم وجاء ذکره فی بعض الروایات ولایصح شئ من ذلک واشهرها حدیث التعزیة واسناده ضعیف ورجح آخرون من المحدثین وغیرهم خلاف ذلک واحتجوا بقوله تعالی وماجعلنا بشر من قبلک الخلد وبقول النبی ﷺ یوم بدر اللهم ان تهلک هذه العصابة لاتعبد فی الارض وبانه لم ینقل انه جاء رسول الله ﷺ ولاحضر عنده ولاقاتل معه ولوکان حیا لکان من اتباع النبی ﷺ واصحابه لانه علیه السلام کان مبعوثا الی جمیع الثقلین.

وفی البدایة والنهایة (۱/۲۱۷): قال اهل التفسیر بعث اللهیونس علیه السلام الی اهل نینویٰ من ارض الموصل فدعاهم الی الله عزوجل فکذبوه وتمردوا علی کفرهم وعنادهم فلماطال ذلک علیه من امرهم خرج من بین اظهرهم ووعدهم حلول العذاب بهم بعد ثلاث ....قال ابن مسعود ومجاهد وسعید بن جبیر و قتادة وغیر واحد من السلف والخلف فلماخرج من بین ظهرانیهم وتحققوا نزول العذاب بهم قذف الله فی قلوبهم التوبة والانابة وندموا علی ماکان منهم الی نبیهم.

وفیها ایضا (۱/۳۱۴):الیاس بن العاذر بن العیزار بن هارون بن عمران قالوا وکان ارساله الی اهل بعلبک غربی دمشق فدعاهم الی الله عزوجل ان یترکوا عبادة صنم لهم کانوا یسمونه بعلا وقیل کانت امرأة اسمها بعل والاول اصح ....فکذبوه وخالفوه وارادوا قتله فیقال انه هرب منهم واختفی عنهم ....عن کعب الاحبار انه قال ان الیاس اختفی من ملک قومه فی الغار الذی تحت الدم عشر سنین حتی اهلک الله الملک وولی غیره فاتاه الیاس فعرض علیه الاسلام فاسلم واسلم من قومه خلق عظیم غیر عشرة آلاف منهم فامر بهم فقتلوا عن آخرهم.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۴۶) کیا حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورت ہونا ثابت ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب درس دے رہے تھے۔ دوران درس انہوں نے کہا کہ کہیں قرآن وحدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت یوسف علیہ السلام خوبصورت تھے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ اگر یہ بات درست ہے تو آج تک ہم نے جو حسن کے چرچے سنے تھے ان کی کیا حیثیت ہے اور وہ کہاں سے ثابت ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت یوسف علیہ السلام کا خوبصورت ہونا نصوص صریحہ سے ثابت ہے اور جو شخص یوں کہے کہ آپ کا خوبصورت ہونا ثابت نہیں یہ جملہ اس کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے۔

لقوله تعالى (يوسف : ۳۱): فلما رأينه اكبرنه وقطعن ايديهن وقلن حاش لله ماهذا بشرا ان هذا الاملك كريم٥

وفي تفسير ابن عباس (صـ۲۵۰): وقطعن ايديهن بالسكين من الدهشة والتحير ممارأين من حسن يوسف.

وفي روح المعاني (۲۲۹/۱۲): فلمارأينه اكبرنه اى اعظمنه ودهشن برؤية جماله الفائق الرائع الرائق فان فضل جماله على جمال كل جميل كان كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب .... واخرج ابن جرير وغيره عن ابى سعيد الخدرى عن النبى ﷺ انه قال رأيت يوسف ليلة المعراج كالقمر ليلة البدر.

وفي المشكوة (صـ۵۲۸): عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال اتيت البراق وذكر قصة المعراج وفيه فاذا انا بيوسف اذا هو قد اعطى شطر الحسن.

(۲۴۷) حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح اور آپ کی اولاد

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان وعظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے نکاح ہوا تھا اور آپ کی زلیخا سے اولاد بھی پیدا ہوئی تھی یا نہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... کتب تفسیر وتاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ زلیخا کے شوہر کے انتقال کے بعد زلیخا کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو زلیخا سے دو بیٹے بھی عنایت فرمائے۔

لمافي البحر المحيط (۲۹۱/۶): وفوض الملك اليه امره وعزل قطفير ثم مات بعد فزوجه الملك امرأته فلما دخل عليها قال اليس هذا خيرا مماطلبت ؟ فوجد ها عذراء لان العزيز كان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لایطأ فولدت له ولدین :افرائیم ومنشا.

وفی احکام القرآن للقرطبی (۹/۲۱۳): قال ابن زید کان لفرعون ملک مصر خزائن کثیرة غیر الطعام ،فسلم سلطانه کله الیه وهلک قطفیر تلک اللیالی فزوج الملک یوسف راعیل امرأة العزیز فلما دخل علیها قال الیس هذا خیر مما کنت تریدین ؟

وفی البدایة والنهایة (۱/۱۹۶): وحکی الثعلبی انه عزل قطفیر عن وظیفته وولاها یوسف.وقیل انه لمامات زوجه امرأته زلیخا فوجدها عذراء ....فولدت لیوسف علیه السلام رجلین وهما افرائیم ومنشا.

(۲۴۸) کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں؟ کیا حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام حیات ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام زندہ ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......معتمد قول کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور صوفیہ کے نزدیک زندہ ہیں اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام بھی زندہ ہیں۔

لما فی تفسیر القرطبی (۱۱/۱۶): والخضر نبی عند الجمهور وقیل هو عبد صالح غیر نبی والایة تشهد بنبوته ،لان بواطن افعاله لا تکون الابوحی وایضا فان الانسان لایتعلم ولایتبع الا من فوقه ولیس یجوز ان یکون فوق النبی من لیس بنبی وقیل کان ملکا امرالله موسی ان یاخذعنه مما حمله من علم الباطن والاول الصحیح والله اعلم.

وفی تفسیر روح المعانی (۱۵/۳۲۸): ابقی الله تعالی بعد وفاته علیه السلام من الرسل الاحیاء باجساد هم فی هذه الدار اربعة ادریس والیاس وعیسی والخضر علیهم السلام والثلاثة الاول متفق علیهم والاخیر مختلف فیه عند غیرنا لاعندنا.

وفی مرقات المفاتیح (۱۱/۱۸): قال النوویؒ جمهور العلماء علی انه حی موجود بین اظهرنا سیما عند الصوفیة ......قال الحمیری المفسر وابو عمرو هو نبی......اذلا یصح لاحد من الاولیاء ان یقتل نفسا زاکیة بغیر نفس اعتماد ا علی الوحی الالهامی بانه طبع کافرا ...... وفی الجامع الصغیر روی الحارث عن انس الخضر فی البحر والیاس فی البر یجتمعان کل لیلة عند الروم الذی بناه ذوالقرنین ......وفی الفتاوی الحدیثیة رواه ابن عدی فی الکامل ان الیاس والخضر علیهما الصلوة

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والسلام یلتقیان فی کل عام بالموسم.

(۲۴۹) قبض روح کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ مارنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لئے تشریف لائے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پتھر مارا جس سے ان کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ کیا یہ واقعہ درست ہے؟ بعض لوگ اس پر اعتراضات کرتے ہیں، کیا یہ واقعہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں قبض روح کے لئے آنے والے فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ مارنا احادیث سے ثابت ہے جو بالکل صحیح ہیں لہٰذا اس پر عقلی اعتبار سے اعتراضات کرنا صحیح نہیں ہے البتہ پتھر مارنا ثابت نہیں ہے جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔

لما فی الصحیح للبخاری (۱/۴۸۴): عن ابی هریرة قال ارسل ملک الموت الی موسیٰ فلما جاءه صکه فرجع الی ربه فقال ارسلتنی الی عبد لا یرید الموت قال ارجع الیه فقل له یضع یده علی متن ثور فله بما غطت یده بکل شعرة سنة قال ای رب ثم ماذاقال ثم الموت قال فالأن قال فسال الله عزوجل ان یدنیه من الارض المقدسة رمیة بحجر......الی آخر الحدیث.

(۲۵۰) حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے درمیان پیغمبروں کی تعداد

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان کتنے پیغمبر گزرے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان چار ہزار (۴۰۰۰) پیغمبر گزرے ہیں جبکہ بعض حضرات کے نزدیک ستر ہزار گزرے ہیں۔

لمافی تفسیر روح المعانی (۱/۳۱۶):-'ولقدآتینا موسی الکتاب 'شروع فی بیان بعض اخر ...... "ثم ارسلنا رسلنا تتری" وکانوا الی زمن عیسی علیه السلام اربعة آلاف وقیل سبعین الفا وکلهم علی شریعته علیه السلام.

وفی روح البیان (۱/۱۷۷): وما بین موسی وعیسی اربعة آلاف نبی وقیل سبعون الف نبی.

وفی حاشیة الصاوی علی الجلالین (۱/۴۳): وعدة الانبیاء والرسل الذی بین موسی وعیسی سبعون الفا وقیل اربعة آلاف.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۵۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے پیروکار نے شہید کردیا تھا یا زندہ آسمان پر اٹھائے گئے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں ان کے متبعین نے شہید کردیا تھا کیسا ہے؟ اور وہ شہید ہونے کی بناء پر زندہ ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے متبعین نے شہید کیا ہے اور وہ شہید ہونے کی بناء پر زندہ ہیں، سراسر غلط اور قرآن وسنت کی صراحت کے خلاف ہے، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح مع الجسد آسمانوں پر زندہ اٹھایا گیا ان کا دوبارہ نزول قرب قیامت کے وقت ہوگا اس کے بعد ان کو موت آئے گی۔

لما فی القرآن الکریم: وَمَا قَتَلُوْهُ وماصلبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ الاية (النساء:۱۵۷)

وفیها ایضاً: إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الاية (ال عمران:۵۵)

وفی التفسیر المنیر (۳/۲۴۰): وللمفسرین رأیان فی تأویل هذه الایة، ان فی الایة تقدیما وتاخیرا والتقدیر انی رافعک الی ومطهرک من الذین کفروا ومتوفیک بعد ان تنزل من السماء ای انه رفعه الی السماء حیا بجسمه وروحه وسینزل فی آخر الزمان فیحکم بشریعة الاسلام ثم یمیته الله وهذاما دلت علیه الاحادیث النبویةالصحیحة......

وفی الجامع لاحکام القرآن للقرطبی (۲/۱۰۰): والصحیح ان الله تعالی رفعه الی السماء من غیر وفاة ولانوم کماقال الحسن وابن زید وهو اختیار الطبری وهوالصحیح عن ابن عباس وقاله الضحاک......

وفی الصحیح لمسلم (۱/۸۷): عن ابی هریرة رضی الله عنه انه قال قال رسول الله ﷺ والله لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة ولیترکن القلاص ...... الحدیث

وفی فتح الملهم (۲/۲۸۵): وقال الحافظ ابن حجر فی الفتح قال العلماء الحکمة فی نزول عیسیٰ علیه السلام دون غیره من الانبیاء الرد علی الیهود فی زعمهم انهم قتلوه، فبین الله تعالی کذبهم وانه الذی یقتلهم او نزوله لدنو اجله لیدفن فی الارض......

(۲۵۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کی وجہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرزائی الزاماً یہ سوال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آسمان پر کیوں اٹھایا گیا؟ وہ وہاں کیا کررہے ہیں، کیا کھاتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ آپ ان سوالات کے تسلی بخش جوابات عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کی حکمت کو اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ﴿**بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما**۰﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا اور اس کی حکمتیں وہ خود بہتر طور پر جانتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیوں اٹھایا۔ وہ قادر مطلق ہیں اور اپنے کاموں کو بہتر طریقے سے جانتے ہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے نہیں ہیں۔

لمافي روح المعاني (۶/۱۲): قال قتادة :رفع الله تعالى عيسى عليه السلام اليه فكساه الريش والبسه النور وقطع عنه لذة المطعم والمشرب فطار مع الملائكة فهو معهم حول العرش فصار انسيا ملكيا سماويا ارضيا.

وفي روح البيان (۳/۴۲): (انى متوفيك) عن الصفات النفسانية والاوصاف الحيوانية (ورافعك الى) بجذبات العناية فمن لم يصر فانيا عماسوى الله تعالى لايكون له وصول الى مقام معرفة الله فعيسى لمارفع الى السماء صارت له حالة كحالة الملائكة في زوال الشهوات والغضب والاخلاق الذميمة.

(۲۵۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک سوال کا جواب

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے ﴿**واوصانی بالصلاة والزكاة الاية**﴾ اور یہ بات نص قطعی سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ حالت میں موجود ہیں۔ اب وہ زکاۃ کس طرح ادا کرتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے متعلق سوال کرنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ سوال میں کسی بھی طرح سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو انبیاء کی شان کے خلاف ہو۔

سوال کا جواب یہ ہے کہ صرف زندہ رہنا وجوب زکوۃ کی شرط نہیں ہے بلکہ اس کے لئے دوسری شرائط بھی ہیں جن کا پایا جانا ضروری ہے مثلاً نصاب کا مالک ہونا، حولان حول (سال کا گزرنا) پایا جانا اور سب سے بڑھ کر مکلّف ہونا۔ اب نصوص قطعیہ سے آپ کا آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے اور کہیں آپ کے مال ومتاع کو ساتھ اٹھانے کا ذکر نہیں ملتا اور جس عالم میں آپ زندہ ہیں وہ دارالعمل یا دارالتکلیف نہیں ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق یہ سوال بالکل لغو اور بے محل ہے۔

لمافي قوله تعالى (النساء :۱۵۷): وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ج وماقتلوه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وماصلبوه ولكن شبه لهم ط وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ط مالهم به من علم الااتباع الظن ج وماقتلوه يقيناo لا بل رفعه الله اليه ط وكان الله عزيزاً حكيماً o

وفي قوله تعالى (مريم: ۳۱): واوصاني بالصلاة والزكوة مادمت حيا o لا

وفي روح المعاني (۱۶/ ۸۰): وانت تعلم ان الظاهر المتبادر من المدة المذكورة مدة كونه عليه السلام حيا في الدنيا على ماهو المتعارف وذلك لايشمل مدة كونه عليه السلام في السماء.

وفي احكام القرآن للقرطبي (۱۱/ ۱۰۳): قال العلامة القرطبي تحت آية "واوصاني بالصلوة والزكوة مادمت حيا"..........اى لاؤديهما اذا ادرك التكليف وامكنني اداء هما على القول الاخير الصحيح.

(۲۵۴) کتنے انبیاء زندہ ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کون کون سے انبیاء کرام زندہ ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات تو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اس کے علاوہ حضرت الیاس، ادریس علیہما السلام زندہ ہیں۔ جبکہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ زندہ ہیں یا نہیں؟ اس موضوع پر کافی کلام کیا گیا ہے لہٰذا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ حیات اور ممات کے بارے میں سکوت اختیار کیا جائے اور اپنی طرف سے کسی نبی کی طرف حیات وممات کو منسوب نہ کیا جائے۔

لمافي قوله تعالى (النساء: ۱۵۷): وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ج وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم ط وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ط مالهم به من علم الااتباع الظن ج وماقتلوه يقيناo لا بل رفعه الله اليه ط وكان الله عزيزا حكيما o

وفي احكام القرآن للقرطبي (۱۵/ ۱۱۵): قال بعضهم: كان قدمرض واحس الموت فبكى ....ياالياس وعزتي لاؤخرنك الى وقت لايذكرني فيه ذاكر يعني يوم القيامة وقال عبدالعزيز بن ابي رواد ان الياس والخضر عليهما السلام يصومان شهر رمضان في كل عام ببيت المقدس يلاقيان الموسم في كل عام.

وفي تفسير روح المعاني (۱۵/ ۳۲۸): أبقى الله تعالى بعد وفاته عليه السلام من الرسل الاحياء باجساد هم في هذه الدار اربعة ادريس والياس وعيسى والخضر عليهم السلام والثلاثة الاول متفق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عليهم والأخير مختلف فيه عند غيرنا لاعندنا.

(۲۵۵) تحقیق عصمت انبیاء

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اس سے کیا مراد ہے؟ کیا صغیرہ اور کبیرہ دونوں قسم کے گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں؟ اور یہ عصمت نبوت ملنے سے پہلے بھی ہوتی ہے یا نبوت کے بعد؟ نیز حضرت آدم علیہ السلام کے جسم میں روح ڈالتے ہی نبوت مل گئی تھی یا پھر زمین پر آنے کے بعد ملی تھی اگر جسم میں روح ڈالتے ہی مل گئی تھی تو جنت میں جس درخت سے منع کیا گیا اس کا کھانا گناہ کبیرہ تھا یا صغیرہ؟ نیز بعض لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر صحیح نہیں تو پھر اس بات کے کہنے والوں کا کیا حکم ہے؟ براہ کرم مفصل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... انبیاء کرام راجح قول کے مطابق نبوت ملنے سے پہلے اور نبوت ملنے کے بعد صغائر اور کبائر دونوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو نبوت زمین پر آنے کے بعد ملی ہے آپ کی نبوت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اس درخت سے تناول فرمایا جس سے منع کیا گیا تھا۔ تو درحقیقت یہ نہ ہی صغیرہ گناہ ہے اور نہ کبیرہ بلکہ یہ محض لغزش تھی، جو نسیان یا غلط فہمی کی بنیاد پر صادر ہوئی تھی اور ''حسنات الابرار سيات المقربين'' (نیکوکار کی نیکیاں مقربین کے گناہوں کے برابر ہیں) کے قاعدے پر سرزنش کی گئی۔

لمافي فيض الباري(۲/۱۱): وقد علمت سابقا ان الاشاعرة جوزوالصغائر قبل البعثة ونفاها الماتريدية وقالوا بالعصمة قبلها وبعدها.

وفي النبراس(ص۴۵۳): المذكور في كلام الشارح هو مذهب عامة المتكلمين وخالفهم جمهور جمع من العلماء فذهبوا الى العصمة عن الصغائر والكبائر قبل الوحي وبعده وهو مختار ابي المنتهى شارح الفقه الاكبر والشيخ عبدالحق المحدث الدهلوي ...... وقال الإمام الشيخ ابو منصور الماتريدي الانبياء احق بالعصمة من الملائكة لان الامم مامورون بالاتباع للانبياء لا الملائكة واختار القاضي عياض عصمتهم بعد الوحي عن كل صغيرة وكبيرة ونسبه الى طائفة من المحققين وقال وقد اختلف في عصمتهم قبل النبوة والصحيح انشاء الله تعالىٰ تنزيههم من كل عيب ...... (ص۴۵۷) وما كان بطريق التواتر فمصروف عن الظاهر كقول ابراهيم عليه السلام مشيرا الى الكواكب هذا ربي وتاويله ان همزة الاستفهام محذوفة والمعنى اهذا ربي بزعمكم............''ان امكن'' الصرف عن الظاهر ''والا'' اى وان لم يكن ''فمحمول على ترك الاولى'' نحو عصى ادم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ربه فغوی ..... وقال غير واحد من الائمه سمى الله ترک الاولی منهم عصيانا لعظم منزلتهم كماقيل حسنات الابرار سيأت المقربين واستغفار الانبيآء من ترک الاولی هضما لنفوسهم والافليس من الذنب ولاعقاب عليه اوكونه قبل البعثة كما قيل فى اكل آدم عليه السلام الشجرة وكما قيل فى اخوة يوسف عليه السلام على تقدير انهم انبيآء لكن بعض العلماء صحح انهم ليسوا بانبيآء.

وفى شرح الفقه الاكبر(ص۵۶): والانبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم اى جميعهم الشامل لرسلهم ومشاهيرهم وغيرهم اولهم آدم عليه الصلاة والسلام على ما ثبت بالكتاب والسنة واجماع الامة فما نقل عن بعض من انكار نبوته يكون كفرا..... منزهون ان معصومون عن الصغائر والكبائر اى من جميع المعاصى والكفر خص لانه اكبر الكبائر.....(ص۵۷) ثم هذه العصمة ثابتة للانبيآء قبل النبوة وبعدها على الاصح ..... وقد كانت منهم اى من بعض الانبيآء قبل ظهور مراتب النبوة او بعد ثبوت مناقب الرسالة زلات اى تقصيرات وخطيئات اى عثرات بالنسبة الى مالهم من على المقامات وسنى الحالات كما وقع لآدم عليه الصلوة والسلام فى اكله من الشجرة على وجه النسيان اوترک العزيمة واختيار الرخصة ظناً منه ان المراد بالشجرة المنهية المشار اليه بقوله تعالىٰ ولا تقربا هذه الشجرة هى الشخصية لا الجنسية فاكل من الجنس لامن الشخص بناء على الحكمة الالهية ليظهر ضعف قدرة البشرية وقوة اقتضاء مغفرة الربوبية.

(۲۵۶) مہاتما بدھ اور گرونانک انبیاء میں سے تھے

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حضرات ''لكل قوم هاد'' الایۃ سے استدلال کرتے ہوئے مہاتما بدھ اور گرونانک کو نبی سمجھتے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت موجود ہے کہ یا نہیں اگر ہو تفصیلاً ذکر کر دیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسرین کرام کی دو رائیں ہیں ایک یہ ''ہاد'' سے مراد خود باری تعالیٰ کی ذات گرامی ہے اگر یہ تفسیر مراد ہو تو پھر یہ سوال سرے سے ختم ہو جاتا ہے اور اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ'' آپ ڈرانے والے ہیں کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ہدایت سے سرفراز فرماتے ہیں'' اور دوسری رائے یہ ہے کہ یہاں ''ہاد'' سے مراد صرف انبیاء کرام کی ذات گرامی ہی نہیں بلکہ انبیاء کے ساتھ ساتھ ان کے قاصدین بھی شامل ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی خطہ اللہ کی دعوت دینے والوں سے خالی نہیں رہا اس سے مراد صرف انبیاء نہیں بلکہ انبیاء کی طرف سے ان کے متبعین بھی ہو سکتے ہیں جو انبیاء کی دعوت کو لے کر دور دراز علاقوں تک پھیل گئے، لہٰذا اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ ہندوستان میں کوئی نہ کوئی نبی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضرور پیدا ہوا ہوگا اور جب کسی اور کے آثار نہیں ملتے تو مہاتمابدھ اور گرونانک ہی کے بارے میں کہہ دیا جاتا ہے کہ یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی تھے البتہ ان کے متبعین بعد میں گمراہی میں مبتلا ہوگئے اس وجہ سے ان کی اتباع کرنے والے بت پرست یا دوسرے شرکیہ کاموں مبتلا ہوگئے، بلا دلیل ہے، خاص طور پر مذہب کی کتابوں میں ان کے نام انبیاء کی فہرست میں موجود نہیں ہیں لہٰذا ہم ان کے بارے میں یقینی طور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انبیاء میں سے تھے یا نہیں، اور مزید یہ کہ ہمیں اس فیصلے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جن انبیاء کا اللہ تعالیٰ نے خود ذکر کیا ان پر ایمان لانا ضروری ہے اور جن کا نام نہیں لیا اس میں ہم صرف اس کے مکلف ہیں کہ اجمالی ایمان لائیں کہ اس کے علاوہ جتنے بھی انبیاء تھے ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں اس میں مہاتمابدھ یا گرونانک کی صراحت کی ضرورت ہی نہیں۔

لما فی قوله تعالیٰ: ویقول الذین کفروا لولا انزل علیه آیة من ربه انما انت منذر ولکل قوم هاد ٥ (الرعد)

وفی التفسیر الوسیط (۶/۳): ولکل قوم هاد ای نبی وداع الی الله یدعوهم بما یعطی من الایات لا بما یریدون ویتحکمون وهذا قول ابن عباس ومجاهد وقتادة وقال سعید بن جبیر وعطیة والضحاک الهادی هو الله عزوجل والمعنی انت منذر تنذر والله هادی کل قوم یهدی من یشاء.

وفی التفسیر القرطبی (۵/۲۸۵): (انما انت منذر) ای معلم (ولکل قوم هاد) ای نبی یدعوهم الی الله وقیل الهادی الله ای علیک الانذار والله هادی کل قوم ان اراد هدایتهم.

وفی التفسیر المنیر (۱۳/۱۱۵): لکل قوم هاد ای نبی یدعوهم الی الله وقیل الهادی الله ای علیک الانذار والله هادی کل قوم ان اراد هدایتهم.

(۲۵۷) امتیوں کا نبی کریم ﷺ کیلئے دعا مانگنا عصمت رسول ﷺ کے منافی نہیں

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکا پڑھتا ہے گزشتہ دنوں اس نے مجھ سے سوال کیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ تمام گناہوں سے معصوم اور تمام مخلوقات سے افضل وبرتر ہیں اگر یہی بات ہے تو آپ سارے مسلمان ہر نماز میں اور ہر دعا میں ان کے لئے دعا کیوں مانگتے ہو؟ میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا، براہ کرم آپ اس سوال کا ایسا جواب لکھ دیں کہ میں خود بھی مطمئن ہو جاؤں اور اسے بھی مطمئن کر سکوں؟ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام گناہوں سے پاک اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں باقی رہا یہ معاملہ کہ پھر آپ کیلئے اتنا زیادہ دعا کا اہتمام کیوں کیا جاتا ہے، تو یہ دعا کا اہتمام آپ کی عظمت کے منافی نہیں کیونکہ

اول: یہ دعا آپ کے درجات کی بلندی کے لئے کی جاتی ہے گناہوں سے معافی کے لئے نہیں کی جاتی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوم: امت کو تعلیم دینا مقصود ہے کہ بندہ کتنا ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کا مقرب کیوں نہ ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں تضرع اور اپنی عاجزی وانکساری کا اظہار ضروری ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ "تعرف الاشیاء باضدادھا" یعنی اشیاء اپنی اضداد سے پہچانی جاتی ہیں تو رب کے انتہائی مقربین کا بھی اس کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار یہ رب کی قدرت کاملہ اور اس کی عظمت کی غمازی کرتا ہے، اور مقربین کو عموماً اور مذنبین کو خصوصاً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پر آمادہ کرتا ہے۔

سوم: رسول اللہ ﷺ کے حق میں دعا درحقیقت اپنے حق میں دعا ہے کہ جب دعا میں آپ ﷺ کو شامل کرلیا جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں اس کے ساتھ بندے کی اپنی دعا بھی قبول ہوجائے گی۔

لما فی قوله تعالی : لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ ما تقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ .الاية (الفتح : ۱)

وفی روح البيان (۹/صـ۸): قوله تعالى "ماتقدم من ذنبک وما تأخر"......قال اهل الكلام ان الانبياء معصومون من الكفر قبل الوحی وبعده باجماع العلماء ومن سائر الكبائر عمداً بعد الوحی واما سهوا فجوزه الاكثرون واما الصغائر فتجوز عمدا عندالجمهور وسهوا بالاتفاق.

وفی الفتوحات الربانية للنووی (۶/۲۱۸): روينا فی کتابی ابن ماجة وابن سنی عن حذيفة رضی الله عنه قال شكوت الى رسول الله ﷺ ......انی لأستغفر الله عزوجل كل يوم مائة مرة.

قوله "انی لأستغفر الله عزوجل فی اليوم مائة مرة" ای لامتی او لتقصيری فی عبادتی اولغفلتی عن حقيقتی او لقناعتی بمرتبتی فی الحال وعدم الاستزاده فی العلم وقرب المتعال.

...... وفی الفتح للحافظ أجوبة ...... ومحصل جوابه ان الاستغفار من التقصير من اداء الحق الذی يجب لله تعالى......ومنها ان استغفاره تشريع لامته وقال الغزالیؒ كان ﷺ دائم الترقی فاذا ارتقى الى حال رأى ما قبلها ذنباً فاستغفر من الحال السابقة ...... الحث والحض لانه اذا كان المصطفى ﷺ مع تنزهه عن كل وصف دنی وتحليه بكل نعت سنی يكثر من الاستغفار لعظم ثمرته وشرف نتيجته فمن ابتلی بالنقص اولی بملازمته كالصابون لدرنه.

وفی روح البيان (۷/۲۲۴): وأيضا فيها مزيد القربات وذلک لان بالصلوات تزيد مرتبة النبی ﷺ فتزيد مرتبة الامة لان مرتبة التابع تابعة بمرتبة المتبوع ......وأيضاً فيها اثبات المحبة ومن احب شيئاً اكثر ذكره.

(۲۵۸) انبیاء علیہم السلام کے خون اور فضلات کی طہارت

سوال......انبیاء علیہم السلام کا خون اور فضلات وغیرہ بھی پاک ہوتے ہیں؟ میں نے سنا ہے ایک صاحب سے کیا یہ بات صحیح ہے؟ براہ کرم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا خون اور فضلات وغیرہ پاک ہیں آپ نے جو سنا وہ صحیح ہے۔

لمافی المستدرک للحاکم(۳/۶۳۸):عامر بن عبداللہ بن الزبیر یحدث ان اباہ حدثہ انہ اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحتجم فلما فرغ قال: "یا عبداللہ اذھب بھذا الدم فاھرقہ حیث لا یراک احد" فلما برزت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمدت الی الدم فحسوت، فلما رجعت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "ما صنعت یا عبداللہ" قال جعلتہ فی مکان ظننت انہ خاف علی الناس، قال: "لعلک شربتہ"؟ قلت:نعم، قال: ومن امرک ان تشرب الدم ویل لک من الناس ویل للناس منک.

وفی عمدۃ القاری (۳/۳۵): وقال بعض شراح البخاری فی بولہ ودمہ وجھان الالیق الطھارۃ...... وقد وردت احادیث کثیرۃ ان جماعۃ شربوا دم النبی علیہ الصلاۃ والسلام رواہ البزاز والطبرانی والحاکم والبیھقی وابو نعیم فی الحلیۃ ویروی عن علی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ شرب دم النبی علیہ الصلاۃ والسلام وروی ایضا ان ام ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحاکم والدار قطنی والطبرانی...... قال بعضھم الحق ان حکم النبی علیہ الصلاۃ والسلام کحکم جمیع المکلفین فی الاحکام التکلیفیۃ الافیما یخص بدلیل قلت یلزم من ھذا ان یکون الناس مساویین للنبی علیہ الصلاۃ والسلام لایقول بذالک الا جاھل غنی واین مرتبتہ من مراتب الناس ......وانا اعتقد انہ لا یقاس علیہ غیرہ وان قالو غیر ذالک فاذنی عنہ صماء.

وفی مرقاۃ المفاتیح(۲/۱۶۰): ثم اختار کثیرون من اصحابنا طھارۃ فضلاتہ علیہ الصلاۃ والسلام.

وفی الشامیۃ (۱/۳۱۸): صحح بعض ائمۃ الشافعیۃ طھارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر فضلاتہ وبہ قال ابو حنیفۃ کما نقلہ فی المواھب اللدنیۃ عن شرح البخاری للعینی وصرح بہ البیری فی شرح الاشباہ وقال الحافظ ابن حجر: تظافرت الادلۃ علی ذالک، وعد الائمۃ ذالک من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ونقل بعضھم عن شرح المشکوۃ لملا علی القاری انہ اختارہ کثیر من اصحابنا واطال فی تحقیقہ فی شرحہ علی الشمایل فی باب ماجاء فی تعطرہ علیہ الصلاۃ والسلام اھ.

(۲۵۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات (بول وبراز) بطور دوا استعمال کرنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات یعنی بول وبراز کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بارے میں کیا اس کا استعمال کرنا قصداً شفاء کیلئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس سوال کی کوئی ضرورت نہیں باوجود اس بات کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات اکثر کے نزدیک پاک ہیں اور جو شخص ان کو شفاء، دواء اور تبرک کیلئے استعمال کرے تو وہ ایک اچھا کام کرے گا کیونکہ ناپاک چیز کا استعمال ضرورت کی وجہ سے جائز ہے تو پاک چیز کا استعمال دواء وغیرہ کیلئے بطریق اولیٰ جائز ہوگا ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

دلائل المسئلة مرت سابقا تحت السؤال السابق.

(۲۶۰) انبیاء اور دیگر مؤمنین کی حیات میں فرق

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں یا نہیں؟ آپ کے علاوہ دیگر مومنین اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر زندہ نہیں ہیں تو یقیناً وہ سنتے بھی نہیں ہوں گے۔ اور اگر زندہ ہیں تو آپ ﷺ کی حیات اور دیگر مردوں کی حیات میں کیا فرق ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... حضور ﷺ اپنی قبر اطہر میں زندہ ہیں۔ اسی طرح شہداء بھی زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ خود نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ اور عام مومنین کو بھی ایک نوع کی حیات حاصل ہوتی ہے۔ اب رہا یہ معاملہ کہ انبیاء اور عام مومنین کی زندگی میں کیا فرق ہے؟...... تو اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے کم درجہ کی حیات عام مومنین کو حاصل ہوتی ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے انعامات کی لذت یا تعذیب کی سختی کو محسوس کر سکتے ہیں اور شہداء کی حیات ان سے کچھ زائد ہے اور انبیاء کی حیات سب سے بڑھ کر ہے۔ اس قدر فرق انبیاء اور عام مومنین کی حیات میں نصوص سے ثابت ہے البتہ ہر ایک کی تعیین کہ ہر ایک کو کس قدر حیات حاصل ہے اس کی تعیین مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

باقی رہا مردوں کے سننے کا مسئلہ تو اس کے دو حصے ہیں اول: حضور ﷺ سے متعلق، دوم: عام لوگوں سے متعلق۔ اول الذکر متفق علیہا مسئلہ ہے کہ آپ ﷺ سنتے ہیں اور دوسرے مسئلہ میں یعنی عام لوگوں کے بارے میں صحابہ کرام کے دور سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ بعض حضرات سننے کے قائل ہیں اور بعض نہ سننے کے قائل ہیں۔ ہمارے اکثر علماء دیوبند سماع کے قائل ہیں کیونکہ نصوص اس بارے میں زیادہ واضح ہیں۔

لما في الصحيح لمسلم (۲/۲۶۸): عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ قال اتيت وفي رواية هداب مررت على موسى ليلة اسرى بى عندا لكثيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره.

وفي سنن ابي داؤد (۱/۱۵۰): عن اوس بن اوس قال قال رسول الله ﷺ ان افضل ايامكم يوم الجمعة...... فاكثروا على من الصلوة فيه فان صلوتكم معروضة على قال قالوا يارسول الله كيف تعرض صلاتنا عليک وقد ارمت قال يقولون بليت فقال ان الله عزوجل حرم على الارض اجساد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الانبیاء.

وفی المشکوۃ (صـ۸۷): عن ابی ھریرۃ ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیاابلغته.

وفی فیض الباری (۲/۶۴): ونقل عن مالک رحمه اللہ ان احترام النبی بعد وفاتها ایضا کما کان فی حیاته. وفی البیھقی عن انس وصححه ووافقه الحافظ فی المجلد السادس ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ....ثم الحیاۃ فیھا مراتب لایعدھا عاد ولایحصیھا محصی ، فحیاۃ الانبیاء اعلی واتم وحیاۃ الصحابة دونھا ثم وثم.

وفی الصحیح للبخاری (۱/۱۷۸): عن انس عن النبی ﷺ قال العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی وذھب اصحابه حتی انه یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان.

(۲۶۱) جنات کی طرف مبعوث انبیاء

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالی نے جس طرح انسانوں میں یکے بعد دیگرے انبیاء کومبعوث فرمایا کیا اسی طرح جنات میں یہی معاملہ رہایاان کے ہاں انبیاء مبعوث نہیں ہوتے تھے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... نبی اکرم ﷺ سے قبل جنات کی طرف ان میں سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ ہاں انبیاء کے رسول وقاصد جنات میں جا کر جنات کودعوت دیتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ انسانوں اور جنات دونوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

لمافی الفتاوی الحدیثیة (صـ۲۶): ولم یبعث الیھم نبی قبل نبینا قطعا علی ماقاله ابن حزم :ای انماکانوا متطوعین بالایمان لموسی مثلا والدخول فی شریعته.وقال السبکی :لاشک انھم مکلفون فی الامم الماضیة کھذہ الملة اما بسماعھم من الرسول او من صادق عنه.

وفیھا ایضاً (صـ۲۹): وجمھور الخلف والسلف انه لم یکن منھم رسول ولانبی خلافا للضحاک ومعنی رسل منکم ای من مجموعکم وھم الانس اوالمراد بھم رسل الرسل.

وفی لقط المرجان فی احکام الجان (صـ۲۷): جمھورا لعلماء سلفا وخلفا علی انه لم یکن من الجن قط رسول ولانبی کذا روی عن ابن عباس ومجاھد وکلبی وابی عبید.

(۲۶۲) انبیاء علیہم السلام کے ختنے کی صورت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السلام نے ختنہ کیا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے انبیاء ختنہ کراتے تھے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے انبیاء علیہم السلام پیدائشی طور پر مختون پیدا ہوئے۔

لمافی روح البیان (۱/۲۲۳): وقد ولد الانبیاء کلھم مختونین مسرورین ای مقطوعی السرۃ کرامۃ لھم الاابراھیم خلیل اللہ فانہ ختن نفسہ ببلدۃ قدوم بالتخفیف والتشدید وھو ابن مائۃ وعشرین اوثمانین لیستن بسنۃ بعدہ.

وفی المرقات (۲/۷): الختان بخاء معجمۃ وتاء فوقھا نقطتان وھی من سنۃ الانبیاء کماسبق من لدن ابراھیم علیہ الصلوۃ والسلام الی زمن نبینا محمد ﷺ وروی ان آدم وشیثا ونوحا وھودا وصالحا ولوطا وشعیبا ویوسف وموسی ...... ولدوا مختونین.

(۲۶۳) کیا مرتبہ نبوت ولایت سے افضل ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرتبہ ولایت کبھی مرتبہ نبوت سے افضل ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... مرتبہ ولایت کبھی مرتبہ نبوت سے افضل نہیں ہوسکتا بلکہ ہمیشہ مرتبہ نبوت ہی افضل ہوتا ہے۔

لمافی شرح العقائد (صـ ۱۴۱): ولایبلغ ولی درجۃ الانبیاء لان الانبیاء معصومون مامونون عن خوف الخاتمۃ مکرمون بالوحی ومشاھدۃ الملک ماموررون بتبلیغ الاحکام وارشاد الانام بعد الاتصاف بکمالات الاولیاء.

وفی شرح الفقہ الاکبر (صـ۱۱۸): ونبی واحد افضل من جمیع الاولیاء.

(۲۶۴) رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت ووفات اور آپ کے غسل وجنازہ کی کیفیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کو غسل کس نے دیا تھا؟ آپ کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ نیز تاریخ پیدائش مع تاریخ وفات تینوں اجزاء میں راجح اقوال تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو غسل دیا تھا۔ حضرت عباس، فضل اور قثم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے پہلوئے مبارک بدلتے رہے اور حضرت اسامہ اور صالح رضی اللہ عنہما پانی ڈال رہے تھے۔

آپ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی بلکہ آپ کے جسد اطہر کو حجرہ مبارکہ میں رکھ دیا گیا۔ صحابہ جماعت در جماعت اندر جاتے، انفرادی طور پر نماز پڑھتے اور واپس آجاتے۔ بس یہی آپ کی نماز جنازہ تھی۔

نیز راجح قول کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت آٹھ [۸] ربیع الاول ہے اور تاریخ وفات بارہ [۱۲] ربیع الاول ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافي البداية والنهاية (۲۲۸/۵): فاسنده علي الى صدره وعليه قميصه وكان العباس وفضل وقثم يقلبونه مع علي وكان اسامة بن زيد وصالح مولاه هما يصبان الماء وجعل علي يغسله.

وهكذا في السيرة النبوية لابن كثير (۵۱۸/۴)

وفي السيرة النبوية لابن هشام (۳۲۱/۴): .... ثم دخل الناس على رسول الله ﷺ يصلون عليه ارسالا دخل الرجال حتى اذافرغوا ادخل النساء حتى اذا فرغ النساء ادخل الصبيان ولم يؤم الناس على رسول الله احد.

(وهكذا في البداية والنهاية (۵/ ۲۳۲) ....وقال في آخر البحث ......وهذ الصنيع وهو صلاتهم عليه فرادى لم يؤمهم احدعليه امر مجمع عليه لاخلاف فيه).

وفي البداية والنهاية (۲۴۲/۲): وهذا مالاخلاف فيه انه ولد يوم الاثنين ....ثم الجمهور على ان ذلك كان في شهر ربيع الاول فقيل لليلتين خلتامنه ....وقيل لثمان خلون منه حكاه الحميدى عن ابن حزم ورواه مالک وعقيل ويونس بن يزيد وغيرهم عن الزهرى عن محمد بن جبير بن مطعم ونقل ابن عبدالبر عن اصحاب التاريخ انهم صححوه وقطع به الحافظ الكبير محمد بن موسى الخوارزمى ورجحه الحافظ ابوالخطاب بن دحية في كتابه التنوير في مولد البشير والنذير ....والصحيح عن ابن حزم الاول انه لثمان مضين كمانقله عنه الحميدى وهو اثبت.

وهكذا في السيرة النبوية لابن كثير (۱۹۹/۱)

وفي البداية والنهاية (۲۲۴/۵): قال محمد بن اسحاق توفي رسول الله ﷺ لاثنى عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الاول في اليوم الذى قدم فيه المدينة مهاجرا ....قال الواقدى وهو المثبت عندنا وجزم به محمد بن سعد كاتبه ....والمشهور قول ابن اسحاق والواقدى.

وفي المنتظم (۴۷۷/۲): توفي رسول الله ﷺ يوم الاثنين نصف النهار ....خلت مع ربيع الاول سنة احدى عشرة.

وفي تاريخ الطبرى (۴۵۵/۲): عن عبدالله بن ابى بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابيه قال توفي رسول الله ﷺ في شهر ربيع الاول في ثنتى عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول.

(۲۶۵) حضور ﷺ کی ولادت کس طرح ہوئی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نبی کریم ﷺ کی پیدائش اسی طریقہ پر ہوئی جیسا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عام انسانوں کی ہوتی ہے یا کسی خاص طریقے پر ہوئی؟ خاص طریقے میں کتنے قول ہیں؟ نیز یہ طریقہ تمام انبیاء میں مشترک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضور ﷺ کی ولادت بھی عام انسانوں کی طرح ہوئی اور تمام انبیاء کا طریقہ ولادت یہی رہا۔ چنانچہ اسی طرح کے سوال کے جواب میں فتاویٰ محمودیہ ج ۵/ص ۴۲۰ میں ابن سعد ج ۱/ص ۲۰۳ کے حوالے سے حضرت مفتی محمود حسنؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

روایت یہ ہے: **عن همام بن يحيى عن اسحاق بن عبدالله ان ام رسول الله ﷺ قالت لماولدته خرج من فرجي نور اضاء له قصور الشام** اور اس کے ساتھ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی کتاب مدارج النبوۃ ج ۲/ص ۱۹ کے حوالے سے درج ذیل عبارت نقل کی ہے:

''این صریح است درآنکہ ولادت از طریق معتاد بود کہ سائر زنان را باشد وحدیث دیگر نیز کہ دروے آمدہ فاخذنی المخاض کہ بمعنے دردزہ است نیز ظاہر درآنست''...........البتہ آگے جا کر نہایۃ الامل کے حوالے سے دو قول مزید نقل کئے:

اول: ناف کے نیچے ایک سوراخ پیدا ہوا جس سے ولادت ہوئی اور وہ سوراخ فوراً بند ہو گیا۔ دوم: یہ کہ بائیں پسلی کے نیچے سے ولادت ہوئی۔ قول اول تمام انبیاء کے ساتھ خاص ہے اور قول ثانی آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے لیکن دونوں قولوں کی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔

یہاں تک نفس مسئلہ کا جواب ہوا لیکن واضح رہے کہ اس طرح کے مباحث نبی ﷺ کی عظمت کے منافی اور سوء ادب ہے لہٰذا اس طرح کے مباحث میں نہیں پڑنا چاہئے بلکہ سکوت اختیار کرنا چاہیے۔

(۲۶۶) کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچپن میں کلام کیا تھا؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض خطباء سے میں نے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بالکل ابتدائی عمر میں کلام کیا تھا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ابتدائی عمر میں کلام کرنا ثابت ہے۔

لمافي روح المعاني (۱۲/۲۲۰): وقد جمعت من تكلم في المهد وبلغوا احد عشر ونظمتها فقلت:

تكلم في المهد النبي محمد ويحيى وعيسى والخليل ومريم

وفي تفسير المظهري (۵/۱۵۶): وقد جمعت من تكلم في المهد فبلغوا احد عشر تضمينا فقلت قطعة تكلم في المهد النبي محمد ﷺ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۶۷) آپ ﷺ نور تھے یا بشر؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ نور تھے یا بشر؟ اگر کسی شخص کا عقیدہ ہو کہ آپ نور تھے تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... نبی کریم ﷺ اپنی ذات کے اعتبار سے بشر تھے جس کا ذکر بار ہا دفعہ کتاب مقدس میں موجود ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص آپ کی بشریت کا کلی طور پر انکار کرے اور آپ کے نور ہونے کا قائل ہو تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اگر کسی تاویل کے ساتھ آپ کے نور ہونے کا قائل ہو تو صریح نصوص کی خلاف ورزی کی وجہ سے فاسق وفاجر ہے۔

لقوله تعالى (المائدة:۱۵): يَاهل الكتاب قدجاء كم رسولنايبين لكم كثيرا مماكنتم تخفون من الكتاب ويعفوا عن كثيره ط قدجاء كم من الله نور و كتاب مبين o لا

وفي تفسير ابن كثير (۲/۳۲): قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين اى طرق النجاة والسلامة ومناهج الاستقامة.

وفيها ايضاً (۳/۱۰۲): قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى الآية ....قل لهولاء المشركين المكذبين برسالتک اليهم انما انا بشر مثلكم فمن زعم انی كاذب فليأت بمثل ماجئت به فانی لا اعلم الغيب فيما اخبرتكم به من الماضى عماسألتم من قصة اصحاب الكهف ....لولا ما اطلعنى الله عليه.

وفيها ايضا (۳/۲۹۱): وقالوا ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشى فى الاسواق لولا انزل عليه ملک فيكون معه نذيرا .... يخبر تعالى عن تعنت الكفار وعنادهم وتكذيبهم للحق بلاحجةولادليل منهم وانماتعللوابقولهم (مالهذا الرسول يأكل الطعام) يعنون كماناكله ويحتاج اليه كمانحتاج اليه (ويمشى فى الاسواق) اى يترددفيها واليها طلبا للتكسب والتجارة (لولا انزل عليه ملک فيكون معه نذيرا) يقولون هلاانزل اليه ملک من عندالله فيكون له شاهدا على صدق مايدعيه.

(۲۶۸) رسول اللہ ﷺ کا شق صدر

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نے یہ بات بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کے شق صدر کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ حالانکہ یہ بات میں نے پہلی دفعہ سنی ہے۔ آپ وضاحت فرمائیں تا کہ میرا یہ خلجان دور ہو جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......رسول اللہ ﷺ کے شق صدر کا ذکر قرآن مجید میں صراحۃً موجود نہیں ہے البتہ بعض حضرات کی رائے کے مطابق الم نشرح لک صدرک کا مدلول یہی ہے۔

قال اللہ تعالی (الانشراح: ۱): ألم نشرح لک صدرک ○

لمافي تفسير روح المعانی (۳۰/ ۲۱۲): وعن ابن عباس وجماعة انه اشارة الى شق صدر الشريف في صباه عليه الصلاة والسلام.

وفي احكام القرآن للقرطبی (۲۰/ ۱۰۴): وفی الصحيح عن انس بن مالک عن مالک بن صعصعة رجل من قومه ان النبی ﷺ قال فينا انا عندالبيت بين النائم واليقظان اذ سمعت قائلا فاتيت بطست من ذهب فيها ماء زمزم فشرح صدری الی کذا وکذا.

وفی التفسير المنير (۳۰/ ۲۹۴): وقيل المراد بذلک شرح صدره ليلة الاسراء کمارواه الترمذی عن مالک بن صعصعة قال ابن کثير ولکن لامنافاة فان من جملة شرح صدره الذی فعل بصدره ليلة الاسراء.

(۲۶۹) نبوت سے قبل طریقہ عبادت

سوال......کیا رائے ہے علماء شرع متین کی اس بارے میں کہ حضور ﷺ نبوت سے پہلے کس شریعت کے مطابق عبادت کرتے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اختلاف ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ نبوت سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق عبادت کرتے تھے جبکہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ آپ اپنی فکراور رائے سے عبادت کرتے تھے۔

لمافی قوله تعالی (سورة النحل: ۱۲۳): ثم اوحينآ اليک ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاط وما کان من المشرکين ○

وفی التفسير المنير (۱۴/ ۲۶۳): امر النبيا باتباع ملة ابراهيم عليه السلام فی عقائد الشرع واصوله من الدعوة الى التوحيد لله والتحلی بفضائل الاخلاق لااتباع فی الفروع.

وفی عمدة القاری (۱/ ۲۱): اختلف فيه علی ثمانية اقوال احدها انه کان يتعبد بشريعة ابراهيم عليه السلام .... الخامس قيل ماکان صفة تعبده اجيب بان ذلک کان بالتفکر والاعتبار کاعتبار ابيه ابراهيم عليه الصلوة والسلام.

وفی سيرة النبی لابی الفداء (۱/ ۳۹۱): قيل شرع ابراهيم عليه السلام وهوالاشبه الاقوی.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۷۰) آپ ﷺ کی بعثت جنات کیلئے بھی تھی

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ صرف انسانوں کیلئے مبعوث ہوئے تھے یا انسان وجن دونوں کیلئے؟ نیز مؤمنین جنات کا کیا حکم ہے کیا وہ مسلمان انسانوں کی طرح جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو تمام مخلوقات (بشمول جن وانس) کیلئے رسول بنا کر بھیجا، اس پر تمام امت کا اجماع ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی دوسرے انبیاء پر فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت جن وانس دونوں کی طرف فرمائی۔

نیز مؤمنین جنات کے جنت میں داخل ہونے کے بارے میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے توقف کا قول نقل کیا گیا ہے لیکن صاحبینؒ اور دیگر مجتہدین واکابرین احناف نے مؤمنین جنات کے جنت میں داخل ہونے کی صراحت کی ہے، اور یہی قول صحیح ہے۔

لما فی قوله تعالی (سورة السباء:۲۸): وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْراً وَّنَذِيْراً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَo

وفيه ايضاً (سورة الانبياء:۱۰۷): وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o

وايضاً (سورة الاحقاف:۱۸): اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَo وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ o

وفي التفسير المظهری (۸۲/۱۰): قال البغوی فی تفسير سورة الاحقاف انه قال ابن عباس فاستجاب لهم ای نفر من الجن بعد ماستمعوا القرآن من النبی ﷺ بنخلة ورجعوا الی قومهم منذرين من قومهم سبعين رجلا من الجن فرجعوا الی رسول الله ﷺ فوافقوه فی البطحاء فقرأ عليهم القرآن وامرهم ونهاهم و ذكر الخفاجی انه قد دلت الاحاديث علی ان وفادة الجن كانت ستة مرات وهذا يدل علی انه ﷺ كان مبعوثا الی الجن والانس جميعاًوقال مقاتل لم يبعث قبله نبی الی الانس والجن.

وفيه ايضاً (۹۰/۱۰): والصحيح عندی ما قاله الجمهور وبه قال ابو يوسف ومحمدؒ قال من اثبت الثواب فقوله مبنی علی دليل وشهادة علی الاثبات فيقبل بخلاف قول ابی حنيفة رحمه الله فانه متوقف بناء علی عدم بدليل ولا شک ان قول ابن عباس واقوال عمرو بن عبد العزيز ونحوه من ثقات الصحابة والتابعين لها حكم الرفع وقد اخرج البيهقی عن انس عن النبی ﷺ مرفوعا ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مؤمنی الجن لهم ثواب وعليهم عقاب فسألنا عن ثوابهم وعن مؤمنهم فقال على الاعراف وليسوا فی الجنة فسألنا وما الاعراف قال خارج الجنة تجری فيه الانهار وتنبت فيه الاشجار والاثمار. والله سبحانه اعلم بالصواب .

وفی كنزالعمال (۱۱/۴۴۵): بعثت الى الاحمرو الاسود.

وفی فتاوى الحديثية (۱/۲۶): ورسالة نبينا ﷺ اليهم قطعية فقد اجمع عليها المسلمون وقد استمعوا قراءة النبی ﷺ ببطن نخلة وكانوا تسعة كما صح عن ابن مسعود رضی الله عنه آذنته بهم شجرة وكانوا يهوداً وجاء عن عكرمة انهم كانوا اثنی عشر الفاً ای فی واقعة اخرى ......

وفيه ايضاً (۱/۷۰):واعلم ان العلماء اتفقوا على ان كافرهم يعذب فی الاخرة وعن ابی حنيفة وابی الزناد وليث بن ابی سليم ان مؤمنهم لا ثواب لهم الاالنجاة من النار ثم يقال لهم كونوا تراباً مثل البهائم والصحيح الذی قاله ابن ابی ليلی والاوزاعی والشافعی واحمد واصحابهم رضی الله عنهم انهم يثابون على طاعاتهم ونقل عن ابی حنيفة واصحابه رضی الله عنه انهم يدخلون الجنة ونقله ابن الحزم عن الجمهور واستدلوا بقوله تعالى ولكل درجات مما عملوا فانه ذكر فی الجن والانس فقط.

(۲۷۱) دیگر انبیاء علیہم السلام پر حضور ﷺ کی فضیلت کی وجہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کبھی کبھی میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کا جواب عنایت فرمائیں اور وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو جو دوسرے انبیاء پر فضیلت حاصل ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ واضح جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں حضور ﷺ کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے لہٰذا ہم اسی کو ماننے کے پابند ہیں۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں ہوا تو یہ ان امور میں سے ہے جن میں اللہ تعالیٰ جیسے چاہتے ہیں کرتے ہیں، اس میں مخلوق کو ''کیوں'' کے سوال کا حق نہیں ہے۔

لقوله تعالى (البقرة:۲۵۳): تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات ط الاية

(الاسراء:۱):سبحن الذی اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذی باركنا حوله لنريه من آياتنا ط انه هو السميع البصير ۝

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی المشکوۃ (ص ۵۱۱): عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ انا سید ولد آدم یوم القیمة واول من ینشق عنه القبر واول شافع مشفع.

وعن انس قال قال رسول الله ﷺ انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمة وانا اول من یقرع باب الجنة.

(۲۷۲) کیا نبی ﷺ مختون پیدا ہوئے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضور ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے؟ ہمارے ہاں ۱۲ ربیع الاول کو جلسہ ہوا جس میں ایک صاحب نے تقریر کے دوران کہا کہ آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ آپ ﷺ کے علاوہ دوسرے انبیاء میں سے بھی کوئی مختون پیدا ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... نبی کریم ﷺ کا مختون پیدا ہونا مختلف فیہ ہے۔ بعض حضرات نے مختون پیدا ہونے جبکہ دوسرے بعض حضرات نے غیر مختون پیدا ہونے کو ترجیح دی ہے اور آپ ﷺ کے علاوہ سترہ انبیاء کے مختون پیدا ہونے کا ذکر ملتا ہے۔ اور اگر نبی علیہ السلام کا غیر مختون پیدا ہونا بھی مان لیں تو اس کی وجہ سے آپ کی ذات گرامی میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مختون پیدا ہونا انبیاء کی خصوصیت نہیں بلکہ باقی افراد امت میں سے بھی بہت سے افراد مختون پیدا ہوئے۔

لما فی فتح الملهم (۱/۴۱۸): وقد اختلف فی ختانه ﷺ علی ثلاثة اقوال احدها ولد مختونا مسرورا ....ولیس هذا من خواصه فان کثیرا من الناس یولد مختونا ....القول الثانی انه ختنا یوم شق قلبه الملائکة عند ظئره حلیمة ....والقول الثالث ان جده عبدالمطلب ختنه یوم سابعه ووضع له مأدبة.

وفی المرقات (۲/۷): الختان ......وهی من سنة الانبیاء کماسبق من لدن ابراهیم علیه الصلوة والسلام الی زمن نبینا محمد ﷺ وروی ان آدم وشیثا ونوحا ....ومحمد صلوات الله وسلامه علیهم ولدوا مختونین.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۶/۷۵۱): وقد جمع السیوطی من ولد مختونا من الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فقال :

وفی الرسل مختون لعمرک خلقة ثمان وتسع طیبون اکارم
وهم زکریا شیث ادریس یوسف وحنظلة عیسی وموسی وآدم
ونوح شعیب سام لوط وصالح سلیمان یحیی هود لبس خاتم

وفی الشامیة: وقد اختلف الرواة والحفاظ فی ولادة نبینا ﷺ ....قال بعض المحققین من الحفاظ الاشبه بالصواب انه لم یولد مختونا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۷۳) آپ ﷺ کی اولاد کی تعداد

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنحضرت ﷺ کی کل کتنی اولاد تھی؟ان کی تعداد مع اسماء تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......آپ ﷺ کی کل اولاد کی تعداد آٹھ ہے جن میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔بیٹوں کے نام ابراہیم،قاسم،طیب اور طاہر ہیں جبکہ بیٹیوں کے نام زینب،رقیہ،ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن ہیں۔اور بعض حضرات کے نزدیک طیب اور طاہر ایک ہی بیٹے کے دو نام ہیں تو اس اعتبار سے بیٹوں کی تعداد تین اور کل اولاد کی تعداد سات ہوجائے گی۔

لمافي البداية والنهاية (۲۵۵/۵): وقال ابن جريج كان عليه السلام ابن سبع وثلاثين سنة فولدت له القاسم وبه كان يكنى والطيب والطاهر وزينب ورقية وام كلثوم وفاطمة قلت وهى ام اولاده كلهم سوى ابراهيم فمن مارية.

وفى المنتظم (۸٦/۲): قال ابن اسحاق فولدت (اى خديجة) له ولده كلهم الاابراهيم زينب ورقية وام كلثوم وفاطمة والقاسم وبه كان يكنى والطاهر والطيب وهلك هؤلاء الذكور فى الجاهلية ....وقال غيره الطيب والطاهر لقبان لعبدالله.

وفى السيرة النبوية لابى الفداء (۲٦۴/۱): عن ابن عباس قال ولدت خديجة لرسول الله ﷺ غلامين واربع نسوة القاسم وعبدالله وفاطمة وام كلثوم وزينب ورقية وقال الزبير بن بكار عبدالله هوالطيب وهو الطاهر.

(۲۷۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد تھی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنحضرت ﷺ کی اولاد کی تعداد کتنی تھی نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد ہوئی تھی یا نہیں؟اگر تھی تو ان کے اسماء گرامی بھی تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......حضور ﷺ کی اولاد کی تعداد سات تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

دلائل المسئلة مرت فى السؤال السابق.

(۲۷۵) کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب یا مختار کل تھے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنحضرت ﷺ غیب جانتے تھے یا نہیں؟بعض حضرات

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو علم غیب عطائی حاصل تھا اور آپ مختار کل بھی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضور ﷺ علم غیب جانتے تھے یا نہیں اور مختار کل تھے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......حضور اکرم ﷺ نہ تو عالم الغیب تھے اور نہ ہی مختار کل تھے بلکہ یہ دونوں صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ نیز اگر یہ کہا جائے کہ آپ کو علم غیب عطائی حاصل تھا تو اول اس کیلئے کسی دلیل کی ضرورت ہے جس سے یہ معلوم ہو اور ایسی کوئی دلیل نہیں ہے۔ دوم جب خود عطائی کہہ دیا تو علم غیب نہ رہا کیونکہ علم غیب اس کو کہا جاتا ہے جو بغیر سبب اور واسطے کے حاصل ہو۔ جب عطاء واسطہ بن گیا تو وہ غیب نہ رہا لہٰذا علم غیب کو علم غیب عطائی کہنا کہنے والے کی علیت کا پردہ چاک کر کے اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال: ۵۳، ۵۷

(۲۷۶) حضور اکرم ﷺ کا اپنے اوپر درود پڑھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ درود پڑھنا صرف مسلمانوں پر لازم ہے، خود نبی کریم ﷺ پر لازم نہ تھا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں خود آپ ﷺ پر واجب نہیں تھا کہ اپنے اوپر درود وسلام بھیجیں اور یاایها الذین آمنوا صلوا علیه الایة میں خطاب عام مؤمنین کو ہے۔

لمافی البحر الرائق (۱/۳۲۷): وفی المجتبی معزیا الی خزانة الاکمل انه لایجب علی النبی ﷺ ان یصلی علی نفسه.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۱/۵۱۵): لایجب علی النبی ﷺ ان یصلی علی نفسه.

وفی الشامیة: (لایجب علی النبی الخ) لانه غیر مراد بخطاب صلوا ولاداخل تحت ضمیره کماهو المتبادر من ترکیب -صلواعلیه- وقال فی النهر لایجب علیه بناء علی ان -یاایهاالذین آمنوا- لایتناول الرسولا بخلاف- یآایها الناس - یاعبادی کماعرف فی الاصول.

(۲۷۷) حضور ﷺ کا گریبان مبارک کس جانب تھا؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ کا گریبان مبارک کس جانب تھا؟ اور آپ کے گریبان پر بٹن تھے یا نہیں؟ وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً......حضور ﷺ کا گریبان مبارک سینے پر تھا جیسا کہ آج کل رائج ہے اور اس پر بٹن بھی تھے۔

لمافی المرقات (۸/۲۴۷): عن معاویة بن قرة عن ابیه قال اتیت النبی ﷺ فی رهط من مزینة فبایعوه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وانه لمطلق الازار فادخلت يدی فی جيب قميصه فمسست الخاتم.(في جيب قميصه)قال السيوطي فيه ان جيب قميصه كان على الصدر كما هو المعتاد الآن فظن من لاعلم عنده انه بدعة وليس كماظن.

وفی عمدة القاری (۲۱/۳۰۲) : باب جيب القميص ای هذا باب فی ذكر جيب القميص الكائن عندالصدر وكأنه اشار بهذا الى ماوقع فی حديث الباب من قوله ويقول باصبعه هكذا فی جيبه فان الظاهر انه كان لابس قميص وكان فی طوقه فتحة الى صدره وعن هذا قال ابن بطال كان الجيب فی ثياب السلف عندالصدر.

(۲۷۸) حضور علیہ السلام کے نعلین کا رنگ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ پیلے رنگ کے چپل پہنتے ہیں اوران کو آپ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں آیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......احادیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا ذکر ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک (چپلوں) کے دو تسمے تھے اور نعلین مبارک ایسے چمڑے کے بنے ہوئے تھے جو بالوں سے صاف تھے۔ البتہ کتب احادیث اور سیر وتاریخ کی کتابوں میں یہ بات تلاش کے باوجود نہیں مل سکی کہ نعلین مبارک کا رنگ کیا تھا؟ لہٰذا جب تک تحقیق سے یہ بات معلوم نہ ہوجائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کا رنگ پیلا تھا اس وقت تک پیلے رنگ کے جوتے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے پہننا صحیح نہیں۔

لمافی الصحيح للبخاری (۲/۸۷۱): عن قتادة قال حدثنا انس ان نعل النبی ﷺ كان لها قبالان.

وفی الشمائل للترمذی(ص۶): عن ابن عباس قال كان لنعل رسول الله ﷺ قبالان مثنى شراكهما.

وفی مصنف ابن ابی شيبة(۱۲/۵۳۴): عن يزيد بن ابی زياد قال رأيت نعل النبی ﷺ فی المدينة مخصرّة ملسنة لها عقب خارجٌ.

وفی حاشيته للشيخ محمد عوامه: المخصرتان: الضيقتان من وسطهما ملسنة: كانت دقيقة على شكل اللسان.

وفی الصحيح للبخاری(۱/۲۱):ربعی بن حراش يقول سمعت عليّا يقول قال النبی ﷺ لاتكذبوا علی فانه من كذب علی فليلج النار.

حدثنا المكی بن ابراهيم قال حدثنا يزيد بن ابی عبيد عن سلمة هو ابن الاكوع قال سمعت النبی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ﷺ یقول من یقل علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار۔

(۲۷۹) آپ علیہ وسلم کے مرض الموت کا ایک واقعہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنحضرت ﷺ نے مرض الموت میں قلم اور کاغذ منگوایا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار اٹھا کر کہا کہ (العیاذ باللہ) آنحضرت ﷺ بکواس کررہے ہیں۔کیا واقعی مرض الموت میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......اصل جواب سے پہلے ضروری ہے کہ اس واقعہ کے پس منظر کو سمجھ لیا جائے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نبی کریم ﷺ سے حد درجہ محبت تھی جس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ جب تک آپ ﷺ دیکھ نہ لیتے اس وقت تک ان کو سکون وچین نہیں آتا تھا۔اب کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا یہاں تک کہ یہ محبت ان کو مکہ سے مدینہ لے گئی اور صحابہ نے آپ کے لئے اپنا گھربار اور آل واولاد تک کو چھوڑ دیا،نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے اور بعض غزوات میں مقابلے پر اتر آئے تو انہوں نے اپنی اولاد یا قرابت کسی چیز کی پرواہ نہ کی۔اتنی شدید محبت میں کافی عرصہ گزرنے کے بعد جب آپ ﷺ کا آخری وقت قریب آگیا اور مرض کی شدت میں اضافہ ہوگیا تو ایک طرف آپ کی تکلیف صحابہ سے دیکھی نہ جاتی تھی اور دوسری طرف آپ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کا غم انہیں کھائے جارہا تھا۔

اسی دوران جبکہ آپ کے مرض نے شدت اختیار کرلی تو آپ نے فرمایا کہ"قلم اور دوات لاؤ تاکہ میں تمہارے لئے لکھوادوں"۔اب اس موقع پر اختلاف ہوگیا،بعض صحابہ قلم دوات لانا چاہتے تھے اور بعض نہیں لانا چاہتے تھے۔جو لانا چاہتے تھے اسکی وجہ آپ کے ارشاد کی تعمیل تھی اور جو نہیں لانا چاہتے تھے اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ کو شدید تکلیف میں آرام کی ضرورت ہے ایسے موقع پر آپ کو لکھواتے ہوئے زیادہ تکلیف ہوگی اس لئے انہوں نے قلم دوات نہ لانے میں بھلائی سمجھی۔

ایسے موقع پر یہ جملہ بولا گیا"**اھجر استفھموہ**"جس کے مطلب میں علماء نے فرمایا:

۱......یہ جملہ ان صحابہ نے بولا جو قلم دوات لانا چاہتے تھے۔تو مطلب یہ ہوگا کہ قلم دوات لے آؤ اگرچہ شدت بیماری کی وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ شدید تکلیف میں ہیں لیکن ایسی حالت نہیں ہے کہ آپ کی بات نہ سمجھی جاسکے۔

۲ جب صحابہ نے آپ کو شدت تکلیف میں دیکھا اور آپ نے قلم دوات بھی منگوانا چاہی گویا آخری وصیت لکھی جارہی ہے تو شدت غم میں صحابہ نے کہا کہ آپ سے پوچھ لو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر جارہے ہیں۔اور اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اس جملہ کی نسبت کی جائے تو آپ نے اس وجہ سے فرمایا تاکہ آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت اس کی مؤید ہے جس میں فرمایا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے جو ہمارے لئے کافی ہے لہٰذا آپ کو تکلیف نہ دی جائے۔

یہ تھا اصل معاملہ،لیکن شریعت مطہرہ کو جس طرح دنیا سے مٹانے کی کوششیں کی گئیں اسی طرح ان کوششوں اور طریقوں میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے ایک طریقہ یہ اختیار کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے براہ راست شاگرد اور دنیائے اسلام کو اسلام کی اصل روح پہنچانے والی جماعت پر اعتراضات کر کے ان کی عدالت کو مجروح کر دیا گیا تا کہ لوگوں کا ان پر اعتماد ختم ہو جائے اور جب ان پر اعتماد ختم ہو جائے گا تو اسلام بھی مٹ جائے گا کیونکہ اگر انہیں ہٹا دیا جائے تو قرآن کی تشریح جو سنت نبوی سے کی گئی اور آپ کے عملی نمونوں کی شکل میں موجود ہے ختم ہو جائے گی اس طرح آہستہ آہستہ قرآن کی من مانی تشریحات شروع ہو جائیں گی۔ پھر امت کا وہی حال ہوگا جو پہلی امتوں کا ہو چکا چنانچہ یہ اعتراض بھی ان ہی کوششوں اور طریقوں کا ایک حصہ ہے جس کی اصل حقیقت واضح ہو چکی لیکن ان کی کوششوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اس شریعت مطہرہ کے بارے میں اعلان فرمایا ویأبی الله الاان یتم نوره ولو کره الکفرون. اللہ تعالیٰ اس روشنی کو ان ملحدین کے دلوں تک پہنچا دیں۔ آمین

لمافي الصحيح للبخاري (۲/۶۳۹): حدثنا عبدالله بن يوسف .... عن عائشة قالت مات النبي ﷺ وانه لبين حاقنتي وذاقنتي فلا اكره شدة الموت لاحد بعدالنبي ﷺ.

وفيها ايضا (۲/۶۳۸): حدثنا قتيبة قال ....قال ابن عباس يوم الخميس ومايوم الخميس اشتد برسول الله ﷺ وجعه فقال ائتوني اكتب لكم كتابالن تضلوابعده ابدافتنازعواولاينبغي عند نبي تنازع فقالوا ماشانه أهجراستفهموه فذهبوايردون عنه فقال دعوني ....وفي رواية عن ابن عباس قال :لماحضر رسول الله ﷺ وفي البيت رجال فقال النبي ﷺ هلموا اكتب لكم كتابا لاتضلوا بعده قال بعضهم ان رسول الله ﷺ قدغلبه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف اهل البيت فاختصموا فمنهم من يقول قربوا يكتب كتابالا تضلوا بعده ومنهم من يقول غير ذلک فلمااكثروا اللغو والاختلاف قال رسول الله ﷺ قوموا...... (وهكذانقل في الصحيح (۱/۴۲۹) في باب جوائز الوفد والفاظها فقالوا أهجر رسول الله ا قال دعوني ......)

وفي عمدة القاري (۱۴/۲۹۸): أهجر بهمزة الاستفهام الانكاري اى انكرواعلى من قال لاتكتبوا اى لاتجعلوه كامرمن هذى في كلامه.

وفيها ايضا (۲/۱۷۱): قال البيهقي قصد عمر ﷺ تخفيف على النبي ﷺ حين غلبه الوجع ولو كان مراده عليه الصلوة والسلام ان يكتب مالايستغنون عنه لم يتركهم لاختلافهم.

وعلى هامش البخاري (۲/۶۳۸): وان صح بدون الهمزة فهوانه لمااصابه الحيرة والدهشة يعظم ماشاهده من هذه الحالة الدالة على وفاته وعظم المصيبة ....اوهومن الهجر ضد الوصل اى يهجر من الدنيا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۸۰) حضور ﷺ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو باقی مسلمان اس کی جنازہ پڑھتے ہیں، اس کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ کی بھی نماز جنازہ پڑھی گئی؟ اگر آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی تو آپ کی نماز کس نے پڑھائی؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... حضور ﷺ کی نماز جنازہ ہوئی تھی لیکن مستقل امامت کسی نے نہیں کی بلکہ جنازہ حجرہ شریفہ میں رکھ دیا گیا تھا اور لوگ باری باری حجرہ شریفہ میں آتے اور انفرادی طور پر نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے۔

لمافی شمائل الترمذی (صـ۲۷): عن سالم بن عبید و کانت له صحبة روایة ....قالوا یاصاحب رسول الله ﷺ أتصلی علی رسول الله ﷺ قال نعم قالوا و کیف قال یدخل قوم فیکبرون ویدعون ویصلون ثم یخرجون ثم یدخل قوم فیکبرون ویصلون ویدعون ثم یخرجون حتی یدخل الناس ....

وفی سنن ابن ماجة (صـ۱۱۷): عن ابن عباس روایة ....ثم دخل الناس علی رسول الله ﷺ ارسالا یصلون علیه حتی اذا فرغوا ادخلوا النساء حتی اذا فرغوا ادخلوا الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول الله ﷺ احد.

وفی حاشیة النووی علی الصحیح لمسلم (۳۱۲/۱): والصحیح الذی علیه الجمهور انهم صلوا علیه فرادی فکان یدخل فوج یصلون فرادی ثم یخرجون ثم یدخل فوج اخر فیصلون کذلک ثم دخلت النساء بعد الرجال ثم الصبیان.

(۲۸۱) حیات النبی ﷺ کا ثبوت کتاب وسنت سے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیات النبی ﷺ کا مسئلہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... حیات النبی کا ثبوت قرآن وحدیث سے ملتا ہے۔ قرآن کریم میں حیات النبی کا ثبوت اشارۃً ملتا ہے جبکہ احادیث میں حیات النبی کا ثبوت صراحۃً ملتا ہے اور اہل سنت والجماعت کا حیات النبی پر اتفاق بلکہ اجماع ہے۔

لمافی قوله تعالی (البقرة: ۱۵۴): ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات ط بل احیاء ولکن لاتشعرون ○

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وایضاً (آل عمران: ۱۶۹): بل احیاء عند ربهم یرزقون ۝

وفی سنن ابی داؤد (۱۵۰/۱): ان اللّٰه حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء.

وفی ابن ماجة (ص۱۱۸): ان اللّٰه حرم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰه حی یرزق.

وفی الصحیح لمسلم (۲۶۸/۲): قال رسول اللّٰه ﷺ مررت علی موسی وهو یصلی فی قبره.

وفی عمدة القاری (۳۵/۱۶): رؤیته ﷺ لیلة المعراج وهو یصلی فی قبره. قلت: لااشکال فیها اصلا وذالک ان الانبیاء افضل من الشهداء والشهداء احیاء عند ربهم فالانبیاء بالطریق الاولی.

وفی انوارالمحمود (۲۱۰/۱): انهم اتفقوا علی حیاته ﷺ بل حیاة الانبیاء متفق علیه لاخلاف لاحد فیه.

(۲۸۲) آپ علیہ السلام کی قبر اطہر میں حیات مبارکہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ قبر اطہر میں دنیوی ہے یا برزخی؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کو قبر مبارک میں دنیوی حیات حاصل ہے کھاتے پیتے، نماز پڑھتے اور ازواج مطہرات سے ملتے ہیں۔ یہ عقیدہ کہاں تک درست ہے؟ مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیاً......رسول اللہ ﷺ کو دنیوی اعتبار سے موت طاری ہوچکی ہے جس کی واضح دلیل آیت **انک میت وانهم میتون** ہے۔ اس میں کسی کو کوئی تردد نہیں ہے اور قبر اطہر میں آپ کو حیات، دنیوی حیات کی طرح حاصل ہے۔ اور باقاعدہ روح کا جسم مبارک سے تعلق ہے حتی کہ روضہ اقدس کے پاس درود شریف پڑھا جائے تو آپ علیہ الصلوٰۃ السلام خود سنتے ہیں۔ غیر مکلف طور پر نماز کی ادائیگی بھی فرماتے ہیں اور رزق بھی دیا جاتا ہے البتہ ازواج مطہرات سے ملنا کسی معتبر کتاب سے ثابت نہیں ہے۔ اور بعض حضرات نے اس پر حیات برزخیہ کا اطلاق کیا ہے کیونکہ یہ حیات آپ کو عالم برزخ میں حاصل ہوئی۔

کما فی سنن ابی داؤد (۱۵۰/۱): حدثنا هارون بن عبداللّٰه ... عن اوس بن اوس قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه قبض وفیه النفخة وفیه الصعقة فاکثروا علی من الصلوة فیه فان صلاتکم معروضة علی قال قالوا یارسول اللّٰه وکیف تعرض صلاتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللّٰه عزوجل حرم علی الارض اجساد الانبیاء.

وفی المشکوٰة (۱۲۱/۱): عن ابی الدرداء قال قال رسول اللّٰه ﷺ اکثروا الصلاة علی یوم الجمعة فانه مشهود یشهده الملائکة وان احدا لم یصل علی الا عرضت علی صلاته حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان اللّٰه حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰه حی یرزق.

وفی مسند ابی یعلی (۳۷۹/۳): حدثنا ابوالجهم ... عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰه صلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الله علیه وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

وفی الصحیح للمسلم (۲۶۸/۲): حدثنا ھداب............عن انس بن مالک ان رسول الله ﷺ قال اتیت وفی روایة ھداب مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ.

وفی مرقاة المفاتیح (۲۴۱/۳): قال ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ای جمیع اجزائھم فلا فرق لھم فی الحالین ولذا قیل اولیاء الله لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار .... فنبی الله حی ای دائما یرزق رزقا معنویا فان الله تعالی قال فی حق الشھداء من امته بل احیاء عند ربھم یرزقون فکیف سیدھم بل رئیسھم لانه حصل له ایضا مرتبة الشھادة مع مزید السعادة باکل الشاة المسمومة وعودسمھا المغمومة .... ولا ینافیه ان یکون ھناک رزق حسی ایضا وھو الظاھر المتبادر.

(۲۸۳) قبر اطہر میں امتیوں کے سوال کا جواب اور شفاعت

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ اپنی قبر اطہر میں امتیوں کے صلوٰۃ وسلام کا جواب سن کر جواب دیتے ہیں؟ یا صرف صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں؟ یا کچھ اور بھی سنتے ہیں اور سفارش بھی فرماتے ہیں؟ کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سننا اور جواب دینا ثابت ہے؟ قبر اطہر میں جسم مبارک سے روح مبارک کا تعلق مستقلا ہے یا روح مبارک آتی جاتی رہتی ہے؟

مذکورہ مسائل میں ہمارے اکابرین علمائے دیوبند کا مذہب کیا ہے؟ نیز آپ ﷺ اور دوسرے مردوں کی برزخی زندگی میں اگر کچھ فرق ہو تو وہ بھی بیان کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً.....شریعت مطہرہ کامل وجامع دین ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے میں مکمل ہدایات عنایت فرمائیں۔ اس کمال کے ساتھ ساتھ کمال کے خاصہ لازمہ کا بھی خیال رکھا کہ وہ باتیں جن کی عقائد یا اعمال کے اعتبار سے زیادہ ضرورت نہ تھی ان کو کہیں تو بیان ہی نہیں فرمایا اور کہیں اجمالا بیان کردیا۔ اس طرز بیان سے مقصود یہی تنبیہ تھی جو کچھ بیان کردیا اسی پر اکتفا کیا جائے اور بغیر ضرورت بحث ومباحثہ سے کسی اجمالی مسئلہ کی دقیق جزئیات کی چھان بین نہ کی جائے چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ غیر ضروری سوالات پر ناراضگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور بعض مواقع پر جب آپ سے ایسے سوالات کثرت سے پوچھے گئے تو آپ علیہ السلام شدید غصہ کی حالت میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور غصے کی حالت میں فرمایا کہ ”اب جو پوچھنا ہے پوچھ لو“ اس سے بھی مقصود تنبیہ تھی۔

اب ہمارے لئے عافیت وسلامتی کا راستہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو کلام مقدس میں یا احادیث مبارکہ میں جس قدر بیان فرمادیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوراس میں مزید بحث پر کوئی عقیدہ تفصیلی یا اجمالی موقوف نہیں ہے تو اس کے بارے میں بحث ومباحثہ سے اجتناب کیا جائے۔

اس ضروری تمہید کے بعد عرض ہے کہ حضور ﷺ کا اپنے روضہ اطہر میں امتیوں کا صلوٰۃ وسلام جو قریب ہیں خود اور جو دور ہیں ان کا فرشتوں کے ذریعے سننا اور جواب دینا روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے بلکہ عام مومنین کے بارے میں روایات میں تصریح موجود ہے کہ وہ قبر پر آنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اور جس روایت میں "مامن احد یسلم علیّ الارد اللہ علیّ روحی حتی أردعلیه السلام" (تم میں سے جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتے ہیں تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دوں) کے الفاظ آتے ہیں اس کے معنی محدثین نے یہ بیان فرمائے ہیں کہ روح مبارک رب تعالیٰ کی تجلیات عالیہ میں مستغرق ہوتی ہے اور اس حالت میں جب کسی امتی کا سلام پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی روح مبارک کو دوسری حالت میں واپس لوٹاتے ہیں تاکہ آپ علیہ السلام امتیوں کے سلام کا جواب دے سکیں۔ محدثین کا اس معنی کو بیان کرنا اس پر صراحۃً دلالت کرتا ہے کہ جمہور علماء کا مذہب یہی ہے کہ آپ کو قبر اطہر میں حیات دائمی حاصل ہے اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حیات دائمی عطا فرمائی ہے تو آپ علیہ السلام اس کے علاوہ دوسرا کلام بھی سنتے ہیں۔

اور روضہ مطہرہ پر اگر کوئی حاضر ہوکر سفارش کی درخواست کرے تو سفارش بھی فرماتے ہیں اور بعض خوش نصیبوں اور سعادت مندوں کی سفارش کو درخواست کے بعد مغفرت کی خوش خبری بھی مل جاتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سننے اور جواب دینے سے متعلق کوئی صریح روایت موجود نہیں ہے اور قبر اطہر میں آپ علیہ السلام کی حیات مبارکہ مستقل ہے۔ یہی مسلک ہمارے اکابر دیوبند کا تھا (تفصیل کے لئے دیکھئے رسالہ المہند علی المفند)

آپ ﷺ کی زندگی اور دوسرے امتیوں کی زندگی میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلے میں اتنی بات تو طے ہے کہ تمام امتیوں میں شہداء کی زندگی قوی ہوتی ہے، پھر انبیاء کی زندگی شہداء سے بھی قوی تر ہوتی ہے، پھر تمام انبیاء میں آپ علیہ السلام کو خصوصی امتیاز حاصل ہے اور آپ کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہے۔ البتہ اس میں یہ تعیین کہ نبی اور امتی کی زندگی میں کس قدر فرق ہے صراحۃً منقول نہیں ہے۔

لما فی البحر المحیط (۳/۲۹۴): تحت آیة ولوانهم اذظلموا انفسهم الایة ......روی عن علی کرم اللہ وجهه انه قال قدم علینا اعرابی بعد مادفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثة ایام فرمی بنفسه علی قبره وحثا من ترابه علی رأسه ثم قال

یاخیر من دفنت فی التراب اعظمه	فطاب من طیبهن القاع والأکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنة	فیه العفاف وفیه الجود والکرم

ثم قال قد قلت یارسول اللہ فسمعنا قولک، ووعیت عن اللہ فوعینا عنک وکان فیماانزل اللہ علیک ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤک الایة وقد ظلمت نفسی وجئت استغفر اللہ فاستغفرلی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من ربک فنودی فی القبر انه قدغفرلک.

(وهکذا ذکر هذه القصة بتغیر یسیر فی احکام القرآن للقرطبی (۲۶۵/۵) .... وفی تفسیر ابن کثیر (۲۶۱/۱/۴)

وقال العلامة الآلوسی فی روح المعانی (۳۸/۲۲): تحت آیة ماکان محمدابآاحد الایة ....

والاخبار المذکورة بعدفیما سبق المراد منها اثبات الحیاة فی القبر بضرب من التاویل والمراد بتلک الحیاة نوع من الحیاة غیر معقول لنا وهو فوق حیاة الشهداء بکثیر وحیاة نبینا اکمل واتم من حیاة سائر هم علیهم السلام وخبره مامن مسلم یسلم علی الارد اللّٰهتعالی علی روحی حتی ارد علیه السلام محمول علی اثبات اقبال خاص والتفات روحانی یحصل من الحضرة الشریفة النبویة الی عالم الدنیا وتنزل الی عالم البشریة حتی یحصل عنه ذلک رد السلام وفیه توجیهات اخر مذکورة فی محلها ثم ان تلک الحیاة فی القبر وان کانت یترتب علیها بعض مایترتب علی الحیاة الدنیا المعروفة لنا من الصلاة والاذان والاقامة ورد السلام المسموع ونحو ذلک الاانها لایترتب علیها کل مایمکن ان یترتب علی تلک الحیاة المعروفة ولایحس بهاولایدرکها کل احد فلوفرض انکشاف قبرالنبی من الانبیاء علیهم السلام لایری الناس النبی فیه الاکما یرون سائر الاموات الذی لم تأکل الارض اجسادهم.

وفی الصحیح للبخاری (۱۹/۱): عن ابی موسی قال سئل النبی ﷺ عن اشیاء کرهها فلما اکثر علیه غضب ثم قال سلونی عماشئتم وذکر الحدیث ....

وفی احکام القرآن للتهانویؒ (۱۷۰/۳): وقد ذکره جماعة من العلماء ویشهد له صلوة موسی علیه السلام فی قبره فان الصلوة تستدعی جسدا حیا وکذلک الصفاة المذکورة فی الانبیاء لیلة الاسراء کلها صفات الاجسام ولایلزم من کونها حیاة حقیقة ان تکون الابدان معها کماکانت فی الدنیا مع الاحتیاج الی الطعام والشراب وغیر ذلک من صفات الاجسام التی تشاهدها بل یکون لها حکم آخر واما الادراکات کالعلم والسمع فلاشک ان ذلک ثابت لهم یعنی الشهداء وسائر الموتی (شرح الصدور).

وفی الصحیح لمسلم (۲۶۸/۲): عن انس بن مالک ان رسول اللّٰه ﷺ قال اتیت وفی روایة هداب مررت علی موسی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وهو قائم یصلی.

وفی سنن الدارمی (۵۷/۱): عن سعید بن عبدالعزیز قال لماکان ایام الحرة لم یؤذن فی مسجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

النبی ﷺ ثلاثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب من المسجد وکان لایعرف وقت الصلاۃ الابهمهمة یسمعها من قبرا لنبی ﷺ

وفی مشکوۃالمصابیح (صـ۸٦و۸۷): عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ان للہملائکة سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام عن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن احد یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام.......... وعن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته.

وفی مرقات المفاتیح تحت هذہ الروایات (۲/۳٤۱): (یبلغونی من امتی السلام) اذا سلموا علی قلیلا اوکثیرا وهذا مخصوص بمن بعد عن حفرۃ مرقدہ المنور ومضجعه المطهر واشارۃ الی حیاته الدائمة وفرحه ببلوغه سلام امته الکاملة وایماء الی قبول السلام حیث قبلته وحملته الیه علیه السلام وسیاتی انه یرد السلام علی من سلم علیه.

(ومامن احد یسلم علی الارد اللہ علی روحی) قال ابن حجر ای نطقی (حتی ارد علیه السلام) ای اقول وعلیک السلام قال القاضی لعل معناہ ان روحه المقدسة فی شأن مافی الحضرۃ الالهیة فاذابلغه سلام احد من الامة رد اللہ تعالی روحه المطهر من تلک الحالة الی رد من سلم علیه وقال ابن ملک رد الروح کنایة عن اعلام اللہ ایاہ بان فلانا صلی علیه.

وفی مشکوۃ المصابیح (صـ۱۲۱): عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ ﷺ اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعة فانه مشهود یشهدہ الملائکة وان احد لم یصل علی الاعرضت علی حتی یفرغ منها قال قلت وبعد الموت قال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء فنبی اللہ حی یرزق.

و فی مرقاۃ المفاتیح تحتها (۳/۲٤۱): (ان تاکل اجساد الانبیاء) ای جمیع اجزاء هم فلافرق لهم فی الحالین ....وفیه اشارۃ الی ان العرض علی مجموع الروح والجسد منهم بخلاف غیرهم ومن فی معناهم من الشهداء والاولیاء فان عرض الامور ومعرفة الاشیاء انماهو بارواحهم مع اجسادهم. (فنبی اللہ) یحتمل الجنس والاختصاص بالفر دالاکمل والظاهر هو الاول لانه رأی موسی قائما یصلی فی قبرہ وکذلک ابراهیم کمافی حدیث مسلم وصح خبرالانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون.(حی) ای دائما (یرزق) رزقا معنویا فان اللہ تعالی قال فی حق الشهداء من امته بل احیاء عند ربهم یرزقون فکیف سیدهم بل رئیسهم لانه حصله له ایضا مرتبة الشهادۃ مع مزید السعادۃ باکل الشاۃ المسمومة وعود سمها المغمومة وانما عصمه اللہ تعالی من بین اعدائه من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شر البرية ولدينا فيه ان يكون هناك رزق حسي.

وفي عمدة القاري (١٨٥/١٦): (ولايذيقك الله الموتتين) اراد بالموتتين الموت في الدنيا والموت في القبر وهما الموتتان المعروفتان المشهورتان فلذلك ذكرهمابالتعريف وهما الموتتان الواقعتان لكل احد غير الانبياء عليهم الصلوة والسلام فانهم لايموتون في قبورهم بل هم احياء واماسائر الخلق فانهم يموتون في قبورهم ثم يحيون يوم القيامة ومذهب اهل السنة والجماعة ان في القبر حياة وموتا فلابد من ذوق الموتتين لكل احد غير الانبياء.

وقال العلامة انورشاه الكاشميري في فيض الباري (٦٣/٢): نقل عن مالك رحمه الله احترام النبي بعد وفاته ايضا كما كان في حياته وفي البيهقي عن انس وصححه ووافقه الحافظ في المجلد السادس ان الانبياء احياء في قبورهم يصلون ....ثم الحياة فيها مراتب لايعدها عاد ولايحصيها محصي فحياة الانبياء اعلى واتم وحياة الصحابة دونها ثم وثم.

ويقول فيهاايضا (٢/ ٤٦٢): والاحاديث في سمع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر وفي حديث صححه ابوعمرو ان احدا اذاسلم على الميت فانه يرد عليه ويعرفه ان كان يعرفه في الدنيا (بالمعنى) واخرجه ابن كثير ايضا وتردد فيه فالانكار في غير محله سيما اذا لم ينقل عن احد من ائمتنا رحمهم الله تعالى فلابد بالتزام السماع في الجملة.

وفي اعلاء السنن (١٠/ ٥٠٥): ولاشك في حياته ﷺ بعد وفاته وكذا سائرالانبياء عليهم الصلوة والسلام احياء في قبورهم حياة اكمل من حياة الشهداء التي اخبرالله تعالى بهافي كتابه العزيز ونبينا ﷺ سيدالانبياء وسيدالشهداء.

ويقول فيها ايضا (٥١٢/١٠): عن داؤد بن ابي صالح قال :اقبل مروان يوما فوجد رجلا واضعا وجهه على القبر فاخذ برقبته وقال اتدرى ماتصنع قال نعم فاقبل عليه فاذاهوابوايوب الانصاري رضي الله عنه فقال جئت رسول الله ﷺ لم آت الحجر سمعت رسول الله ﷺ يقول لاتبكوا على الدين اذاوليه اهله ولكن ابكوا عليه اذا وليه غير اهله اخرجه الحاكم وقال صحيح الاسناد واقره الذهبي في تلخيص المستدرك ٥١٥/٤ فقال صحيح.

(قوله عن داؤد بن ابي صالح الخ)قلت موضع الاستدلال منه قول ابي ايوب جئت رسول الله ﷺ ولم آت الحجر فتأيد به حديث من زارني بعد وفاتي فكانما زارني في حياتي وثبت به ان حكم قوله تعالى ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجدوالله توابارحيما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باق بعد وفاته ﷺ لم ینقطع بها.

وذکر روایة ابی ایوب الانصاری فی مسند احمد بن حنبل (۵۸۷/۲)

ویقول العلامة العثمانی فی اعلاء السنن ایضا (۵۱۲/۱۰): اذا اختار الرجوع یستحب له ان یأتی القبر الشریف ویقول بعد السلام والدعاء ودعناک یارسول الله غیر مودع ولاسامعین بفرقتک. نسألک ان تسأل الله تعالی ان لایقطع آثارنا من زیادة حرمک.

وقال الملاعلی القاری فی مناسک ملاعلی (۵۱۰): ثم فی تلک الساعة یطلب الشفاعة ای فی الدنیا بتوفیق الطاعة وفی الاخرة بغفران المعصیة فیقول یارسول الله اسألک الشفاعة ثلا ثا.

وقال ایضا فی آخر بحث الزیارة (صـ۵۱۲): من ارادالکمال ای ممن یسعه القال والحال فلیقل ......اللهم آته نهایة ماینبغی ان یسأله السائلون وغایة ماینبغی ای یومله الاملون وحسن ای بصیغة الوصف ای یستحسن ان یقول کماقال اعرابی مقبول :اللهم انک قلت وانت اصدق القائلین ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤوک (ای تائبین) فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول (ای بالشفاعة لردهم الی الطاعة) لوجدوا الله توابارحیما جئناک ای فقد آتیناک ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا ای مستشفعین بک الی ربنا (فاشفع لنا) الی ربک واسأله ان یمن علینا بسائر طلباتنا ای مطلوباتنا ومسئولا تنا.

قال العلامة حسن شاه فی غنیة الناسک (صـ۳۸۰): وحسن ان یقول: یارسول الله قد قال سبحانه وتعالی وقوله الحق ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤوک فاستغفروالله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابارحیما. فجئناک ظالمین لانفسنا مستغفین (مستغفرین) من ذنوبنا فاشفع لنا الی ربنا واسأله ان یمیتنا علی سنتک وان یحشرنا فی زمرتک.

وفی الهندیة فی آخر بحث الزیارة (۲۶۶/۱): ثم یقف عند رأسه کالاول ویقول اللهم انک قلت وقولک الحق ولوانهم اذظلموا انفسهم جاؤوک الایة وقد جئناک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک الیک.

وفی ردالمحتار (۱۵۱/۳): واماما نسب الی الامام الاشعری امام اهل السنة والجماعة من انکار ثبوتها بعد الموت فهوافتراء وبهتان والمصرح به فی کتبه وکتب اصحابه خلاف مانسب الیه بعض اعدائه لان الانبیاء علیهم الصلوة والسلام احیاء فی قبورهم.

قال السیوطی فی الحاوی للفتاوی (۱۴۷/۲): من الادلة فی ذلک وتواترت به الاخبار ....

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وبعد صفحة يقول : قال البيهقي في كتاب الاعتقاد :الانبياء بعد ماقبضوا ردت اليهم ارواحهم فهم احياء عند ربهم كالشهداء وقال القرطبي في التذكرة في حديث الصعقة نقلا عن شيخه :الموت ليس بعدم محض انماهو انتقال من حال الى حال ويدل على ذلك ان الشهداء بعد قتلهم وموتهم احياء يرزقون فرحين مستبشرين وهذه صفة الاحياء في الدنيا. واذا كان هذا في الشهداء فالانبياء احق بذلک واولي ....وبعد اسطر يقول ....قال الاستاذ ابومنصور عبدالقاهر بن طاهر البغدادي الفقيه الاصولي شيخ الشافعية في اجوبة مسائل الجاجرمين قال: المتكلمون المحققون من اصحابنا ان نبيناﷺ حي بعد وفاته وانه يسر بطاعات امته ويحزن بمعاصي العصاة منهم وانه تبلغه صلاة من يصلي عليه من امته.

(۲۸۴) کیا انبیاء علیہم السلام کو حوریں ملیں گی/کیا آپ ﷺ ہمارے والد کی طرح ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کہا جاتا ہے کہ جنت میں جانے کے بعد مومنوں کی خدمت کے لئے حوریں موجود ہوں گی، تو کیا نبی اکرم ﷺ اور دوسرے انبیاء کے لئے بھی حوریں ہوں گی یا نہیں؟

۲۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی ماں کہا جاتا ہے تو کیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے باپ ہوئے یا نہیں؟

۳۔ میں نے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھا کر ان کے تابوت کو اونٹنی پر سوار کر کے صحرا میں چھوڑ دیا گیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تابوت تو نہیں ملا لیکن ان کی اونٹنی مری ہوئی ملی، جہاں اونٹنی ملی وہاں ان کے عقیدت مندوں نے مزار بنا دیا تھا۔ کیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟ اور اگر عراق میں بنایا گیا مزار فرضی ہے تو اہلسنّت کے علماء اسے بچانے کے لئے کیوں سرگرم ہیں؟

۴۔ عراق میں بنائے گئے مزار میں واقعی حضرت علی رضی اللہ عنہ دفن ہیں یا نہیں؟

ان سوالات کے تسلی بخش جوابات عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں:

۱۔ جس طرح عام مومنین کے لئے حوریں ہوں گی اسی طرح انبیاء کے لئے بھی حوریں ہوں گی۔

۲۔ جس طرح تمام ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں۔ اسی طرح حضور ﷺ بلکہ تمام انبیاء امت کے باپ ہوتے ہیں اور آیت کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ الآیۃ میں نفی صلب (حقیقی باپ) کے اعتبار سے ہے۔

۳،۴۔ یہ واقعہ جو آپ نے سنا ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہیں کوفہ میں اس وقت کے دارالامارۃ میں دفن کیا گیا تھا البتہ تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجف میں جسے آج کل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مزار سمجھا جاتا ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بلکہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ کا مزار ہے۔

لمافی روح المعانی (۲۲/ ۳۱): تحت آیة ماکان محمد اباآحد من رجالکم ولکن رسول الله الایة ......قال الراغب بعد ان قال الاب الوالد مانصه :ویسمی کل من کان سبا فی ایجاد شئ او اصلاحه اوظهوره اباولذلک سمی النبی ﷺ اباالمومنین قال الله تعالی النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم وفی بعض القرآآت وهو اب لهم وروی انه علیه السلام قال لعلی کرم الله تعالی وجهه اناوانت ابوهذه الامة ......وحاصله انه استدراک من نفی الابوة الحقیقیة الشرعیة التی یترتب علیها حرمة المصاهرة ونحوها الی اثبات الابوة المجازیة اللغویة التی هی من شان الرسول علیه الصلوة والسلام.

وفی المشکوة المصابیح (صـ۴۹۶): عن ابی هریرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ وذکر الحدیث بطوله ثم قال لکل امرئ منهم زوجتان من الحور العین.

وفیها ایضا (صـ۴۹۹): عن ابی سعید قال قال رسول الله ﷺ ....ادنی اهل الجنة الذی له ثمانون الف خادم واثنتان وسبعون زوجة.

وفی المرقات (۱۰/ ۳۲۳): قدجاء ان للواحد من اهل الجنة العدد الکثیر من الحور العین.

وفی البدایة والنهایة (۷/ ۳۴۲): ان علیا ؓ لمامات صلی علیه ابنه الحسن فکبر علیه تسع تکبیرات ودفن بدارالامارة بالکوفة خوفا علیه من الخوارج ان ینبشوا عن جثته هذا هو المشهور ومن قال انه حمل علی راحلته فذهبت به فلایدری این ذهب فقد اخطأ وتکلف مالاعلم له به ولایسیغه عقل ولاشرع ومایعتقده کثیر من جهلة الروافض من ان قبره بمشهد النجف فلادلیل علی ذلک ولااصل له ویقال انماذلک قبرالمغیرة بن شعبة.

(۲۸۵) نبی علیہ السلام کی بعثت اور مؤمنین جنات کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ صرف انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا انسانوں اور جنات دونوں کی طرف؟ نیز جنات میں جو مومنین ہیں کیا وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے؟

الجواب حامداومصلیاً...... نبی کریم ﷺ کی بعثت تمام انسانوں اور جنات کی طرف ہے اور جنات میں سے جو مومنین ہیں وہ بھی انسانوں کی طرح جنت میں داخل ہوں گے۔

لمافی قوله تعالی (الجن : ۱،۲ ۱۱): قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عجباo ۙ یھدی الی الرشد فآمنا بہٖ ؕ ولن نشرک بربنا احدا o ۙ .... وانامنا الصلحون ومنادون ذلک ؕ کنا طرائق قددا o ۙ

وفی احکام القرآن للقرطبی (۲۱۷/۱۶): تحت آیۃ "یقومنا اجیبوا داعی اللہ و آمنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من عذاب الیم" ھذہ الایۃ تدل علی ان الجن کالانس فی الامر والنھی والثواب والعقاب قال الحسن لیس لمومنی الجن ثواب غیر نجاتھم من النار ....وبہ قال ابوحنیفۃ قال لیس ثواب الجن الاان یجاوروا من النار ثم یقال لھم کونوا ترابا مثل البھائم وقال آخرون انھم کمایعاقبون فی الاساءۃ یجازون فی الاحسان مثل الانس والیہ ذھب مالک والشافعی وابن ابی لیلی وقد قال الضحاک الجن یدخلون الجنۃ ویأکلون ویشربون قال القشیری والصحیح ان ھذا مما لم یقطع فیہ بشیء والعلم عنداللہ.

وفی فتاوی الحدیثیۃ (صـ ۱۷): واعلم ان العلماء اتفقوا علی ان کافرھم یعذب فی الآخرۃ وعن ابی حنیفۃ وابی الزناد ولیث بن ابی سلیم ان مؤمنھم لاثواب لہ الاالنجاۃ من النار ....والصحیح الذی قال ابن ابی لیلی والاوزاعی ومالک والشافعی واحمد واصحابھم رضی اللہ عنھم انھم یثابون علی طاعاتھم ونقل عن ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ عنھم انھم یدخلون الجنۃ ونقلہ ابن حزم عن الجمھور واستدلوابقولہ ولکل درجات مماعملوافانہ ذکر بعد الجن والانس.

وفی روح المعانی (۳۲/۲۶): تحت آیۃ "یاقومناأجیبوا داعی اللہ الایۃ "وھذا ونحوہ یدل علی ان الجن مکلفون ....وعن ابن عباس لھم ثواب وعلیھم عقاب یلتقون فی الجنۃ ویزدحمون علی ابوابھا ....وقیل لاثواب لمطیعھم الاالنجاۃ من النار، فیقال لھم کونوا ترابا فیکونون ترابا.وھذا مذھب لیث بن ابی سلیم وجماعۃ ونسب الی الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالی عنہ ،وقال النسفی فی التیسیر: توقف ابوحنیفۃ فی ثواب الجن فی الجنۃ ونعیمھم لانہ لااستحقاق للعبد علی اللہ تعالی ولم یقل بطریق الوعد فی حقھم الاالمغفرۃ والاجازۃ من العذاب وامانعیم الجنۃ فموقوف علی الدلیل .... قال النووی فی شرح صحیح مسلم :والصحیح انھم یدخلونھا وینعمون فیھا بالاکل والشرب وغیرھما وھذا مذھب الحسن البصری ومالک بن انس والضحاک وابن ابی لیلی وغیرھم.

(۲۸۶) کیا معجزات کے لئے تاریخی گواہی ضروری ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ معجزہ شق قمر کس سن میں واقع ہوا؟ منکرین حدیث اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کاانکار کرتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اگر واقعی معجزہ شق قمر واقع ہوا ہوتا تو مشہور تاریخ نویس اور مصنفین اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کرتے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔اس سوال کا تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداومصلیاً...... معجزہ شق قمر کا ظہور ہجرت نبوی سے پانچ سال قبل ہوا تھا۔اور اگر منکرین حدیث اس کا انکار کرتے ہیں تو یہ ان کی حماقت ہے کیونکہ تاریخ کی کتب کا درجہ سب سے آخر میں ہے سب سے پہلے سب سے سچی اور معتبر کتاب کلام مقدس ہے پھر احادیث مبارکہ ہیں۔اگر کوئی چیز ان میں نہ ملے تو تاریخ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے جبکہ شق قمر کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔اس کے بعد احادیث کی کتابوں میں بکثرت روایات موجود ہیں،سب سے بڑھ کر بخاری ومسلم جن پر پوری امت کا اتفاق ہے ان میں اس معجزے کا ذکر موجود ہے پھر مزید کسی تاریخی روایت کی کیا ضرورت ہے؟ نیز یہ کہنا کہ کسی تاریخ کی مشہور کتاب میں اس کا ذکر موجود نہیں یہ بھی بالکل لغو اور فضول بات ہے کیونکہ تاریخ کی معتبر کتب میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔

لمافي روح المعاني (۲۷/۷۴): اقتربت الساعة وانشق القمر انفصل بعضه عن بعض وصار فرقتين وذلک علی عهد رسول اللهﷺ قبل الهجرة بنحو خمس سنين فقد صح من رواية الشيخين .... والاحاديث الصحيحة في الانشقاق كثيرة،واختلف في تواتره فقيل :هوغيرمتواتر وفي شرح المواقف الشريفي انه متواتروهو الذى اختاره العلامة ابن السبكى قال في شرحه لمختصر ابن حاجب: الصحيح عندى ان انشقاق القمر متواتر منصوص عليه في القرآن مروى في الصحيحين وغيرهما من طرق شتى بحيث لايمترى في تواتره.

وفي احكام القرآن للقرطبي (۱۷/۱۲۵): اقتربت الساعة وانشق القمر اى وقد انشق القمر ...... وعلى هذا الجمهور من العلماء.

وفي الصحيح للبخارى (۱/۵۱۳): حدثنا عبدالله بن محمد ....عن انس انه حدثهم ان اهل مكة سألوا رسول اللهﷺ ان يريهم آية فأراهم انشقاق القمر ......عن ابن عباس ان القمر انشق في زمان النبيﷺ.

(۲۸۷) شب معراج میں انبیاء علیہم السلام کو آپ ﷺ نے نفل نماز پڑھائی تھی یا فرض؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امامت کرائی تھی اس نماز میں انبیاء علیہم السلام اپنے جسموں کے ساتھ حاضر تھے یا صرف روحیں موجود تھیں نیز وہ نفل نماز تھی یا فرض نماز؟

الجواب حامداومصلیاً...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جو انبیاء کی امامت کرائی تھی وہ نفل نماز تھی اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں وہاں موجود تھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی مرقات المفاتیح (۱۱/۱۴۳): قال ابن الملک فی شرح المشارق المرئی کان ارواح الانبیاء متشکلة بصورهم التی کانوا علیها الاعیسی فانه مرئی بشخصه وسبقه التوربشتی حیث قال ورویة الانبیاء فی السمٰوات وفی بیت المقدس یحمل علی رؤیةروحانیتهم الممثلة بصورهم التی کانوا علیها غیر عیسی فان رویته محتملة للامرین او احدهما.

لمافی السراجیة (صـ۲۲): امامة النبی ﷺ لیلة المعراج لارواح الانبیاء علیهم السلام کانت فی النافلة.

(۲۸۸) معراج جسمانی یا روحانی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی تھی یا روحانی؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......جمہور کے نزدیک آپ ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی۔البتہ بعض حضرات نے بعض آثار کی وجہ سے تطبیق یہ بیان کی ہے کہ آپ کو دو دفعہ معراج ہوئی،اول روحانی اور دوم جسمانی۔

لقوله تعالی (الاسراء: ۱):سبحٰن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الایة

وفی روح المعانی (۱۵/ص۷): واختلف ایضا انه فی الیقظة اوفی المنام ......وذهب الجمهور الی انه فی الیقظة ببدنه وروحه ﷺ والرویا تکون بمعنی الرؤیة فی الیقظة کمافی قول الراعی یصف صائدا ۔

وکبر للرؤیا وهش فؤاده وبشر قلبا کان جما بلاله

............وذهبت طائفة ......بان الاسراء کان مرتین احداهما فی نومه ﷺ قبل النبوة ......ثم اسری بروحه وبدنه بعد النبوة قال فی الکشف وهذا هو الحق به یحصل الجمع بین الاخبار.

وفی احکام القرآن للقرطبی (۱۰/۲۰۸): هل کان اسراء بروحه اوجسده اختلف فی ذلک السلف والخلف فذهبت طائفة الی انه اسراء بالروح ....وذهب معظم السلف والمسلمین الی انه کان اسراء بالجسد وفی الیقظة وانه رکب البراق بمکة ووصل الی بیت المقدس وصلی فیه ثم اسری بجسده.

وفی تفسیر کبیر (۲۰/۱۴۸): اختلف فی کیفیة ذلک الاسراء فالاکثرون من طوائف المسلمین اتفقوا علی انه اسری بجسد رسول الله ﷺ والاقلون قالوا انه ماسری الابروحه .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی المرقات (۱۱/۱۳۸): فی شرح السنة قال القاضی عیاض اختلف الناس فی الاسراء برسول اللہ ﷺ فقیل انما کان جمیع ذلک فی المنام والحق الذی علیه اکثر الناس ومعظم السلف وعامة المتاخرین من الفقهاء والمحدثین والمتکلمین انه اسری بجسده.

(۲۸۹) آنحضرت ﷺ کے والدین کا ایمان

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا آنحضرت ﷺ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیا تھا کہ آپ پر ایمان لائیں؟ اگر یہ بات صحیح ہے تو معتبر کتابوں سے حوالہ نقل فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......حضور ﷺ کے والدین کے ایمان کے بارے میں دونوں طرح کے اقوال موجود ہیں البتہ زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ بجائے اس معاملے میں بحث ومباحثہ کے سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ اس معاملے کا تعلق نہ تو عمل سے ہے اور نہ ہی آخرت میں ہم سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لہٰذا خواہ مخواہ ایسی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں جس میں ہمارا فائدہ تو کوئی نہیں البتہ اگر کوئی کمی زیادتی کردی تو نقصان ہوسکتا ہے۔

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۲/۹۲): انا ارسلناک بالحق بشیرا ونذیرا ولاتسئل عن اصحاب الجحیم ......قال ابن عباس ومحمد بن کعب ان رسول اللہ ﷺ قال ذات یوم لیت شعری مافعل ابوای فنزلت هذه الایة وهذا علی قرأة من قرأ ولاتسال جزما علی النهی.

وفی ردالمحتار (۳/۱۸۵): قال ابن عابدین بعد بحث طویل ......قال بعض المحققین :انه لاینبغی ذکر احد هذه المسئلة الامع مزید الادب. ولیست من المسائل التی یضر جهلها اویسأل عنها فی القبر اوفی الموقف. وحفظ اللسان عن التکلم فیها الابخیر اولی واسلم.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب التفسیر ومایتعلق بالقرآن﴾

(تفسیر اور دیگر علوم قرآنی کے بیان میں)

(۲۹۰) ''مافی الارحام'' سے کیا مراد ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن پاک میں پانچ چیزوں کا ذکر کیا گیا کہ ان پانچ کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو نہیں دیا گیا جبکہ سائنسی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ مافی الارحام (جو کچھ رحم کے اندر ہے) کے بارے میں معلوم ہوسکتا ہے۔تو آیت سے کیا مراد ہے؟تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مافی الارحام کی تفسیر پر اس اعتراض کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں:

۱............سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیب کے علم کی نفی کی ہے اور غیب کہا جاتا ہے ایسے علم کو جو بغیر اسباب کے حاصل ہو جبکہ آج کل کی تحقیق نہ صرف اسباب کی محتاج ہے بلکہ اسباب کے بغیر ممکن ہی نہیں لہٰذا اسے غیب نہیں کہا جاسکتا۔

۲............''ما'' عموم کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں صرف ذکورۃ وانوثۃ (لڑکا یا لڑکی ہونا) شامل نہیں بلکہ بچے کی عمر، رزق، شقی یا سعید ہونا تمام باتیں شامل ہیں اور ان کا علم کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

۳............انسانی مادہ منویہ میں ہزاروں چھوٹے چھوٹے جرثومے ہوتے ہیں۔جب مرد وعورت کے مادہ کا باہم ملاپ ہوتا ہے تو دونوں کے مادہ منویہ سے ہزاروں جرثومے وجود میں آتے ہیں۔بعدازاں استقرار حمل مرد وعورت کے ہزاروں جرثوموں میں سے دونوں کے ایک ایک جرثومے سے وقوع پذیر ہوجاتا ہے اور باقی جرثومے ضائع ہوجاتے ہیں۔اب کون سے جرثومے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔اور جدید سائنس بھی اس کی تعیین سے قاصر ہے۔

اس کے علاوہ بھی چند ایک جوابات دیئے گئے ہیں لیکن اسی قدر کافی ہیں۔

لمافی التفسیر المنیر (۲۱/۱۷۹): (یعلم مافی الارحام) ای لایعلم احد الااللہ مافی الارحام من خواص الجنین واحواله العارضة له من طبائع وصفات وذکورة وانوثة وتمام خلقه ونقصها، فان توسل العلماء بسبب تحلیل الکیمیائی کون الجنین ذکرا أو انثی فلایعنی ذلک غیبا وانما بواسطة التجربة وتظل احوال اخریٰ کثیرة مجهولة للعلماء لاتعلم الابعد الولادة قال القرطبی وقد یعرف بطول التجارب اشیاء من ذکورة الحمل وانوثته الی غیرذلک.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۲۹۱) ''قدم صدق'' سے کیا مراد ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ یونس کی آیت وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ میں ''قدم صدق'' سے کیا مراد ہے؟ معتبر تفاسیر سے نقل فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......قدم صدق کی مراد میں مختلف اقوال نقل کئے گئے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف چلنے والے بلند درجات مراد ہیں۔

(۲) جنت میں دخول کے اعتبار سے باقی امتوں پر سبقت مراد ہے۔

(۳) دوبارہ اٹھائے جانے میں سبقت مراد ہے۔

اور قدم کی اضافت صدق کی طرف اضافت موصوف الی الصفۃ کے قبیل سے ہے اور اس سے مقصود مبالغہ کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ چیز یقینی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مسبب کی اضافت سبب کی طرف ہو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ درجات عالیہ کا حصول صدق قول اور صدق نیت کی وجہ سے ممکن ہوا۔

لمافی قوله تعالی (یونس: ۲): وبشر الذین آمنوا ان لهم قدم صدق عند ربهم ط الاية

وفی روح المعانی (۱۱/۹۲): قدم صدق ای سابقة ومنزلة رفیعة..........واصل القدم العضو المخصوص واطلقت علی السبق مجازا مرسلا لکونها سببه وآلته وارید من السبق الفضل والشرف والتقدم المعنوی الی المنازل الرفیعة مجازا ....وقیل: المراد تقدمهم علی غیرهم فی دخول الجنة لقوله علیه السلام نحن الآخرون السابقون یوم القیامة ....وقیل تقدمهم فی البعث واصل الصدق مایکون فی الاقوال ویستعمل کماقال الراغب فی الافعال ....وصرحواهنا بان الاضافة من اضافة الموصوف الی صفته والاصل قدم صدق ای محققة ومقرره وفیه مبالغة لجعلها عین الصدق ثم جعل الصدق کانه صاحبها، ویحتمل ان تکون الاضافة من اضافة المسبب الی السبب وفی ذلک تنبیه علی ان مانالوه من المنازل الرفیعة کان بسبب صدق القول والنیة.

(۲۹۲) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا الایة کامطلب؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں اسلام کسی بھی طریقے سے نہ پہنچا ہو وہاں کے کسی انسان کو شرک پر عذاب ہوگا؟ اگر ہوگا تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ''وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا''۔ نیز کسی مقام پر اسلام تو لوگوں کو معلوم نہیں لیکن حضرت عیسیٰ کی شریعت کے بارے میں انہیں معلوم ہے اور اس پر وہ من وعن عمل کرتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی عقل دی ہے کہ اگر اسے رسولوں کی دعوت نہ بھی پہنچی ہو تو اس کی عقل اس کائنات کے پیدا کرنے والے کا ادراک کرسکتی ہے، اور معجزات کی روشنی میں انبیاء کی تصدیق کی مکلف ہے، اب اس بات کے ذہن نشین ہوجانے کے بعد یہ سمجھئے کہ اگر کہیں پر رسولوں کی دعوت نہ پہنچی ہو تو ان پر ایمان لانا ضروری ہوگا یا نہیں؟ تو اولاً ایسی جگہ مشکل ہے جہاں انبیاء کی دعوت نہ پہنچی ہو، ثانیاً اگر فرض بھی کرلیں تو چونکہ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار بغیر رسولوں کی ہدایت کے کرسکتی ہے لہٰذا وہاں لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ضروری ہوگا یہی وجہ ہے کہ فقہاءؒ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک بنایا تو اس پر انہیں عذاب ہوگا اگرچہ ان کی طرف کوئی رسول اور پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ اس کی تائید صحیحین کی اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام بخاریؒ نے (۴۷۲/۱) پر ذکر کیا ہے

> **عن ابی سعید الخدریؓ عن النبی ﷺ قال یقول اللہ تبارک وتعالیٰ یاآدم! فیقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک فیقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسعمائة وتسعة وتسعین فعنده یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاریٰ وماهم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید قالوا یا رسول اللہ واینا ذاک الواحد قال ابشروا فان منکم رجلا ومن یاجوج وماجوج الفا.**

(اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیں گے کہ اے آدم! حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے اے اللہ میں حاضر ہوں، تمام بھلائیاں آپ کے قبضہ قدرت میں ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنی اولاد میں جہنم کا حصہ نکالیں، وہ عرض کریں گے کہ جہنم کا حصہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہر ہزار میں سے نوسوننانوے، اس وقت (خوف کی بناء پر) بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور حمل والیوں کے حمل گرجائیں گے اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ ایسے ہورہے ہوں گے جیسے کہ نشے میں ہیں حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے (اللہ کے عذاب کے خوف سے ان کی یہ حالت ہوگی) صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ ایک کون ہوگا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے خوشخبری ہو تم میں ایک اور یاجوج ماجوج میں ہزار ہوں گے۔) وجہ استدلال یہ ہے کہ یاجوج ماجوج سد سکندر کی اوٹ میں رہنے والی شرک میں مبتلا انسانی مخلوق ہے حالانکہ ان کی طرف کوئی رسول اور پیغمبر مبعوث نہیں پھر بھی ان کو شرک کی بنا پر عذاب دیا جائے گا معلوم ہوا کہ مشرک قوم کی طرف اگرچہ کوئی رسول اور قاصد مبعوث نہ بھی ہو تب بھی شرک کی بناء پر ان کو عذاب دیا جائے گا۔

امام ابوحنیفہؒ نے اس طرح کی روایات اور آیات سے استدلال کیا کہ اگر کسی شخص کو انبیاء کی دعوت نہ بھی پہنچی ہو تو بھی ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ بعثت سے قبل عذاب کی نفی سے کیا مراد ہے؟ تو اس سے مراد معاصی اور بداعمالیوں پر عذاب کی نفی ہے شرک کی صورت میں عذاب کی نفی نہیں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بعض مفسرین نے اس آیت مبارکہ میں ''رسولاً'' میں عقل کو بھی شامل کیا ہے یعنی یہاں جن رسولوں کی بعثت کا ذکر ہے اس میں عقل انسانی بھی داخل ہے کہ انبیاء کی بعثت کے بغیر بھی انسانی عقل جن اعمال وافعال کا ادراک کر سکتی ہے ان کے ترک پر عذاب ہوگا۔

۲۔آج کل کے اعتبار سے کوئی ایسا مقام نہیں ہے جہاں دعوت نہ پہنچی ہو، ہاں اگر کوئی ایسا مقام ہو جہاں کلی طور پر اسلامی احکامات کی دعوت نہ پہنچی ہو تو ان احکامات پر عمل پیرا نہ ہونے کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہوگا۔

لما في التفسير الكبير (۱۰/ ۱۷۴):في الاية قولان :الاول ان نجرى الآية على ظاهرها ونقول العقل هو رسول الله الى الخلق بل هورسول الذى لولاه لما تقررت رسالة أحد من الانبياء فالعقل هورسول الاصلى فكان معنى الاية وماكنا معذبين حتى نبعث رسول العقل .

والثاني ان نخصص عموم الاية فنقول المراد وماكنا معذبين في الاعمال التي لاسبيل الى معرفة وجوبها الا بالشرع الا بعد مجئ الشرع.

وفي تفسير روح المعاني (۵/ ۳۹): ....قالوا ان العقل آلة للعلم بهما فيخلقه الله تعالى عقيب نظر العقل نظرا صحيحا وأوجبوا الايمان بالله تعالى وتعظيمه وحرموا نسبة ما هوشنيع اليه سبحانه حتى روى عن ابى حنيفة رضى الله عنه انه قال لولم يبعث الله تعالى رسولا لوجب على الخلق معرفته وقد صرح غير واحد من.

علماء هم بأن العقل حجة من حجج الله تعالى ويجب الاستدلال به قبل ورودالشرع واحتجوا فى ذلك بماأخبرالله تعالى به عن ابراهيمؑ من قوله لابيه وقومه "انى اراك وقومك فى ضلال مبين" حيث قال ذلك ولم يقل أوحى الى ومن استدلاله بالنجوم ومعرفة الله تعالى بها وجعلها حجة على قومه وكذلك كل الرسل حاجوا قومهم بحجج العقل كما ينبئ عنه قوله تعالى "قالت رسلهم افى الله شك فاطرالسموات والارض "الاية وبقوله تعالى "ومن يدع مع الله الها آخر لابرهان له به" الاية حيث لم يقل ومن يدع مع الله الها آخربعدما أوحى اليه أوبلغته الدعوة.

وفي التفسير المظهرى (۵/ ۴۲۱): قال ابو حنيفة رحمه الله الحاكم هو الله تعالى لكن العقل قد يدرك بعض ما وجب عليه وهو توحيد والتنزيهات والاقراربالنبوة بعد مشاهدةالمعجزات فهذه الامور غير متوقفة على الشرع والا لزم الدور لان الشرع يتوقف عليها فيجب على الانسان اتيان هذه الامور قبل بعثت الرسل ويعذب المشرك وان لم يبلغه الدعوة ويزيد هذا القول مافى الصحيحين عن ابى سعيد الخدرى　.الحديث

وجه الاستدلال ان يأجوج ومأجوج رجال وراء السد لم يبعث فيهم رسول فلو لا التعذيب على

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الشرک قبل بعثة الرسل لما عذبت یأجوج ومأجوج ......

وفی الصفحة ۴۲۳: ان عدم التعذیب قبل البعثة مخصوص بالمعاصی دون الشرک حیث قال الله تعالیٰ "ان الله لایغفر ان یشرک به ویغفر مادون ذلک لمن یشاء"فالتقدیر ماکنا معذبین علی المعاصی حتی نبعث رسولا یبین لهم مایتقون وقیل المراد بالرسول اعم من البشر والعقل فان العقل ایضا رسول من الله یدرک به الخیر والشر فما یدرکه العقل ویکفی فی ادراکه من الواجبات یعذب الله العاقل علیها علی عدم اتیانها.

(۲۹۳) "واهجرهم هجرا جمیلا" سے رہبانیت ثابت ہوتی ہے؟

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کلام مقدس میں "واهجرهم هجراً جمیلا "الایۃ میں ہجران جمیل سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے رہبانیت کا ثبوت نہیں ملتا؟ احادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... صورت مسئولہ سے قبل یہ سمجھئے کہ یہ آیت آیات قتال سے منسوخ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ رسول اللہ سے مخاطب ہیں جب اسلام کا ابتدائی دور تھا اور کفار ہمہ وقت آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کی فکر میں رہتے تو آپ ﷺ سے کہا جارہا ہے کہ آپ ان سے نہ تو فکر مند ہوں اور نہ ہی انہیں جواب دینے کی ضرورت ہے بلکہ آپ اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ بعد میں جب قتال وجہاد فی سبیل اللہ کی آیات نازل ہوگئیں تو یہ آیت ان سے منسوخ ہوگئی۔ اگر اس کو منسوخ نہ بھی مانیں تو بھی اس سے رہبانیت کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ رہبانیت کہا جاتا ہے دنیا کی لذتوں کو ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کرلینا جبکہ اس آیت میں کفار کی تکالیف پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔

لما فی تفسیر روح المعانی (۱۰/۱۳۳): (واهجرهم هجرا جمیلا) بان تجانبهم وتداریهم ولا تکافئهم وتکل امورهم الی ربهم کما یعرب عنه.

وفی تفسیر لابن کثیر (۴/۳۹۵): یقول تعالی آمراً رسوله ﷺ بالصبر علی ما یقوله من کذبه من سفهاء قومه وأن یهجرهم هجرا جمیلا وهو الذی لاعتاب معه ثم قال له متهددا لکفار قومه متوعدا وهو العظیم الذی لا یقوم لغضبه شئ.

وفی احکام القران للقرطبی (۱۹/۴۵): (واهجرهم هجرا جمیلا) أی لاتتعرض لهم ولا تشتغل بمکافأتهم فان فی ذلک ترک الدعاء الی الله وکان هذا قبل الامر بالقتال ثم امر بعد بقتالهم وقتلهم فنسخت آیة القتال ما کان قبلها من الترک .

وفی التفسیر الکبیر (۱۵/۲۴۶):الرهبانیة ترهبهم فی الجبال فارین من الفتنة فی الدین مخلصین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انفسهم للعبادة ومتحملين كلفا زائدة على العبادات التى كانت واجبة عليهم من الخلوة واللباس الخشن والاعتزال عن النساء والتعبد فى الغيران والكهوف.

وفى مشكوة المصابيح (صـ۲۲۲): عن ابن عباس رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لا صرورة فى الاسلام.

وفى مرقات المفاتيح (۵/ ۲۷۴): ......قيل المراد بالصرورة التبتل وترك النكاح اى ليس فى الاسلام بل هو فى الرهبانية واصل الكلمة من الصر وهو الحبس.

(۲۹۴) علم الیقین اور عین الیقین میں فرق

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سورۃ التکاثر میں ایک جگہ علم الیقین کا لفظ آیا ہے اور دوسری جگہ عین الیقین کا لفظ آیا ہے۔ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......علم الیقین اور عین الیقین کے فرق میں مختلف اقوال نقل کیے گئے ہیں جن کا آپس میں کوئی تضاد نہیں ہے:

(۱) علم الیقین سے مراد ایسا علم ہے جو کسی دلیل کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت تک پہنچا دے اور عین الیقین سے مراد ایسا علم ہے کہ دلیل کے بعد اس کا مشاہدہ بھی ہو جائے تو یہ یقین مزید پختہ ہو جاتا ہے جیسے ہر شخص جانتا ہے کہ اسے ایک نہ ایک دن موت آنی ہے یہ علم الیقین ہے اور جب موت کے وقت آخرت کے احوال نظر آنے لگتے ہیں تو یہ عین الیقین ہے۔

(۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ آیات بطور تنبیہ کے ذکر کی گئی ہیں اور وہ اس طور پر کہ تمہیں آخرت کا علم یقینی طور پر حاصل نہیں ہے، اگر تمہیں آخرت کے احوال کا یقینی علم حاصل ہوتا تو تمہیں دل کی آنکھوں سے جہنم کے احوال نظر آتے۔ گویا وہ مناظر تمہارے سامنے گھومتے اور تم کبھی کسی گناہ کے قریب نہ جاتے۔ لیکن چونکہ تمہیں یقین نہیں لہٰذا تم دنیا کی رونق اور چکا چوند میں گم ہو اور آخرت سے غافل ہو۔

لقوله تعالى (التكاثر: ۵، ۶، ۷): كلا لو تعلمون علم اليقين ۝ لترون الجحيم ۝ ثم لترونها عين اليقين ۝

وفى روح المعانى (۳۰/ ۲۷۸): لو تعلمون علم اليقين اى لو تعلمون مابين ايديكم علم الامر المتيقن اى كعلمكم ماتستيقنونه من الامور ....ثم لترونها عين اليقين اى الرؤية التى هى نفس اليقين فان الانكشاف بالرؤية والمشاهدة فوق سائر الانكشافات فهو احق بان يكون عين اليقين .... وعلم اليقين بمااعطاء الدليل من ادراك الشئ على ماهو عليه وعين اليقين بمااعطاء المشاهدة والكشف وجعل وراء ذلك حق اليقين وقال على سبيل التمثيل علم كل عاقل بالموت علم اليقين واذا عاين الملائكة عليهم السلام فهو عين اليقين.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی احکام القرآن للقرطبی (۱۷۳/۲۰): کلالوتعلمون علم الیقین .... کانه قال لاتفعلوا فانکم تندمون ...... لوتعلمون علم الیقین ای لوتعلمون الیوم فی الدنیا علم الیقین فیما أمامکم مماوصفت لترون الجحیم بعیون قلوبکم فان علم الیقین یریک الجحیم بعین فؤادک وھوان تتصور لک تارات القیامة وقطع مسافاتھا.

(۲۹۵) انسان کوظالم کیوں کہا گیا؟

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالی نے کلام مقدس میں فرمایاانا عرضنا الامانة علی السماوات والارض الایة۔اب سوال یہ ہے کہ تحمل امانت سے جب ساری چیزیں عاجز ہوگئیں تھیں سوائے انسان کے اورانسان نے اس بارامانت کواٹھالیاتو یہ انسان کی فضیلت ہوئی لیکن آیت کے آخر میں انسان کوظالم کہا گیا ہے۔اس کی کیاوجہ ہے؟تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں تحمل امانت کے بعدانسان کوظالم کہنااس اعتبار سے ہے کہ اس نے نتائج کی پرواہ کئے بغیر کہ یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے اس کوقبول کرلیااور بعد میں اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے لگاالبتہ یہ''ظالم'' کی صفت اکثر افراد کے اعتبار سے ہے کہ جولوگ شریعت کی حدود سے متجاوز ہیں وہ ظالم ہیں ورنہ جومتجاوزنہیں وہ ظالم نہیں ہیں۔

لمافی روح المعانی (۹٦/۲۲): انه کان ظلوما جھولا .... ای انه کان مفرطا فی الظلم مبالغا فی الجھل ای بحسب غالب افراده الذی لم یعملوا بموجب فطرتھم السلیمة.

وفی التفسیر الکبیر (۲۳٦/۲۵): قوله تعالی انه کان ظلوما جھولا فیه وجوه ......ثانیھا المراد بالانسان یظلم بالعصیان ویجھل ماعلیه من العقاب.

(۲۹٦) تفاسیری واقعات کی حیثیت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید کی تفسیر میں ہرقسم کے واقعات کو بیان کرنے کی اجازت ہے یانہیں؟اگراجازت نہیں ہےتو سورۃ بقرہ کی آیت ﴿واتبعوا ماتتلوا الشیاطین الایة﴾ اسی طرح ﴿فلما آتاھما صالحا جعلا له شرکاء الایة﴾ اوراسی طرح جہاں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کاذکرآتا ہےوہاں مختلف قسم کے عجیب وغریب واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ان واقعات کابیان کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں واقعات کی تین قسمیں ہیں:

۱۔　''ایسے واقعات جن کوخود نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا'' وہ حق وصحیح ہیں اورانہیں بیان کرنا جائز ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ ایسے واقعات جن کا حقائق ثابتہ کے ساتھ تناقض ہو جیسا کہ عقیدہ توحید، عصمت انبیاء، تنزیہہ باری تعالی کے معارض ہوں ایسے واقعات بیان کرنا ناجائز ہے۔

۳۔ ایسے واقعات جو نہ تو احادیث سے ثابت ہوں اور نہ ہی حقائق ثابتہ کے خلاف ہوں البتہ ان کی صحت کے بارے میں کوئی علم نہ ہو ایسے واقعات کا نقل کرنا جائز ہے البتہ اس قول کی صحت وعدم صحت کی تعیین مشکل ہے۔

لمافی تفسیر البغوی (۱/۱۳): قال علیه الصلوة والسلام حدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج وذلک فیمایتعلق بماضیهم للعبرة والاتعاظ بمایتوافق مع جلالة الانبیاء والمرسلین السابقین لان الیهود لایتورعون من الحط من شان انبیاء هم والافتراء علیهم.واخبارهم عن انبیاء هم محشوة بالاضالیل والاکاذیب ،وان کان ولابد من ذکر شواهد من الاخبار الاسرائیلیة فلابد من التقیید بهذا المنهج المستقیم :

۱. ماعلمت صحته عن النبی ﷺ فیمایحکیه عن بنی اسرائیل فهذا ممالاتخرج فیه قطعا وهو حق وصدق.

۲. ماعلم عدم صحته بان کان یناقض الحقائق الثابتة التی لاتتغیر ولاتتبدل فی کل زمان ومکان کعصمة الانبیاء ،وعقیدة التوحید، وتنزیهه الباری سبحانه وتعالی فکل خبر یناقض معنی من معانی هذه الحقائق الثابتة فهو مردود لاتجوز روایته الاللتنبیه اولتفیده ونقضه.

۳. ماهومسکوت عنه لاهو من قبیل الاول ولاهو من قبیل الثانی وهذا القسم نتوقف فیه فلانؤمن به ولانکذبه وتجوز حکایته وهذاالنوع ممالیس فیه فائدة تعود علی المسلمین فی امر دینهم.

(۲۹۷) ایک آیت کے متعلق وضاحت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج صبح میں دوران تلاوت ترجمہ دیکھ رہا تھا کہ اس آیت پر پہنچا **فالهمها فجورها وتقواها**. میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ یہاں اللہ تعالی نے ''فجور'' کو ''تقویٰ'' سے پہلے ذکر کیا حالانکہ تقویٰ کا ذکر پہلے ہونا چاہئے تھا۔اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں فجور کو تقویٰ پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اصول یہ ہے کہ جب کسی چیز کو مزین کرنا مقصود ہو تو پہلے اس کی صفائی کی جاتی ہے پھر تزئین کی جاتی ہے۔اسی اصول کے مطابق جب نفس کی تزئین ہوگی تو نفس کو پہلے فسق وفجور سے پاک کیا جائے گا پھر تقویٰ سے مزین کیا جائے گا۔اس اعتبار سے فجور کا ذکر پہلے اور تقویٰ کا ذکر بعد میں کرنا ہی مناسب ہے۔دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ کلام مقدس میں صرف ہدایت ہی نہیں بلکہ ہدایت کے لئے نازل کئے جانے والے احکام انتہائی بلاغت وفصاحت کے ساتھ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ قافیہ بندی کا اعتبار کریں تو تقویٰ کو بعد میں ہی آنا چاہئے۔

لمافی روح المعانی (۱۸۲/۳۰): وقدم الفجور علی التقوی لان الهامه بهذا المعنی من مبادی تجنبه وهو تخلية والتخلية مقدمة علی التحلية وقيل قدم مراعاة للفواصل واضيفا الی ضمير النفس قيل اشارة الی ان الملهم للنفس فجور وتقوی قد استعدت لهما فهما لها بحكم الاستعداد وقيل رعاية للفواصل.

(۲۹۸) تورات، زبور اور انجیل کا پڑھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مجھے کبھی کبھار سخت خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے مذاہب کی کتابیں تورات، زبور اور انجیل کو پڑھوں۔ آپ یہ بتلائیں کہ میرے لئے ان کتب کا پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ نیز عوام وخواص کے اعتبار سے کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں آپ کے لئے تورات، زبور اور انجیل کا پڑھنا جائز نہیں اور اس میں عوام وخواص کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔ البتہ اگر کسی شخص کو اسلام کے احکام پر عبور حاصل ہو اور وہ ان کتب کا مطالعہ اس لئے کرے تا کہ مخالفین کے اعتراضات کا جواب دے سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لما فی المشکوة (۳۲/۱): عن جابر ان عمر بن الخطاب ﷺ اتی رسول اللهﷺ بنسخة من التوراة فقال يا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول اللهﷺ يتغير فقال ابوبكر ثكلتك الثواكل ما تری بوجه رسول اللهﷺ فنظر عمر الی وجه رسول اللهﷺ فقال اعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضينا بالله ربا..........

وفی الدر المختار مع رد المحتار (۱۷۵/۱): ويكره له قرأة توراة وانجيل وزبور.

وفی الشامية فی آخر بحث القرأة: واختار سيدی عبدالغنی ما فی الخلاصة واطال فی تقريره وقال: وقد نهينا عن النظر فی شئ منها سواء نقلها الينا الكفار او من اسلم منهم.

(۲۹۹) قرآن مجید کے اوراق کی ہوا لگانا اور اسے چومنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کھولتے وقت تلاوت سے پہلے پاس بیٹھے بچوں کو قرآن مجید کے اوراق کی ہوا لگائے یعنی تبرک کے لئے ایسا کرے تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز قرآن مجید کو چومنا یا آنکھ پر لگانا کیسا ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں قرآن مقدس سے مذکورہ طریقے سے تبرک حاصل کرنا کہ بچوں کو قرآن مجید کے اوراق کی ہوا لگائی جائے یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں ہے بلکہ یہ قرآن مقدس کی بے حرمتی ہے لہٰذا یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ البتہ قرآن مجید کا چومنا صحابہ کرام سے ثابت ہے لہٰذا چومنا یا آنکھوں سے لگانا نہ صرف جائز بلکہ امر مستحسن ہے۔

لمافی الشامیة (۳۸۴/۶): تقبیل المصحف قیل بدعة لکن روی عن عمر رضی اللہ عنہ انه کان یأخذ المصحف کل غداة ویقبله ویقول عهد ربی ومنشور ربی عزوجل وکان عثمان رضی اللہ عنہ یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه.

(۳۰۰) آیات قرآنیہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نام کے کتبوں کو چومنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں آیات قرآنیہ اور اللہ ورسول کے نام کے کتبے لگے ہوئے ہیں اور لوگ ان کو چومتے ہیں، یہ عمل شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......آیات قرآنیہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ناموں کے کتبوں کو تعظیم کی وجہ سے چومنا جائز ہے لیکن اس پر التزام درست نہیں۔

لمافی الدر المختار (۳۸۴/۲): وفی القنیة فی باب مایتعلق بالمقابر تقبیل المصحف قیل بدعة لکن روی عن عمر رضی اللہ عنہ انه کان یاخذ المصحف کل غداة ویقبله ویقول عهد ربی ومنشور ربی عزوجل وکان عثمان رضی اللہ عنہ یقبل المصحف ویمسحه علی وجهه.

(۳۰۱) قرآن مجید کے نقطے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن مجید کے نقطے سب سے پہلے کس زمانے میں لگائے گئے اور کس نے لگائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......قرآن مجید کے نقطے عبدالملک بن مروان کے دور میں حسن بصریؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ نے حجاج بن یوسف کے حکم سے لگائے۔

کذافی احکام القرآن للقرطبی (۶۳/۱): واماشکل المصحف ونقطه فروی ان عبدالملک بن مروان امر به وعمله فتجرد لذلک الحجاج بواسط وجد فیه وزاد تحزیبه،وامر وهو والی العراق الحسن ویحیی بن یعمر بذلک.

وفی البدایة والنهایة (۱۲۴/۹): فی ترجمة الحجاج ......وفی ایامه نقطت المصاحف.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۰۲) جس کمرے میں قرآن ہو وہاں اپنی بیوی سے مجامعت کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس کمرے میں قرآن مجید رکھا ہو اس میں اپنی بیوی سے مجامعت کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسی صورت میں اپنی بیوی سے جماع کرنا جائز ہے۔

لمافی الهندية (۳۲۲/۵): يجوز قربان المرأة فی بيت فيه مصحف مستور كذا فی القنية.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۱۷۸/۱): يجوز قربان المرأة فی بيت فيه مصحف مستور.

وفی الشامية: (مستور)ظاهره عدم الجواز اذالم يشترط اقول وعبارة الخانية ولابأس بالخلوة والمجامعة فی بيت فيه مصحف لان بيوت المسلمين لاتخلوا من ذلک.

(۳۰۳) دینی کتب یا قرآن شریف کی موجودگی میں بیوی سے صحبت کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس گھر یا کمرے میں دینی کتب یا قرآن شریف موجود ہو اس کمرے میں بیوی سے صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مسلمانوں کے گھروں میں عام طور پر دینی کتب یا قرآن شریف موجود ہوتے ہیں اس لئے ان کی موجودگی میں صحبت جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ انہیں کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانک دیا جائے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا تحت السؤال السابق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب مایتعلق بالحدیث﴾

(حدیث شریف سے متعلق سوالات)

(۳۰۴) وحی کی برکات سے محرومی

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک روایت میں ہے "جب میری امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے گی وحی کی برکات سے محروم ہو جائے گی"۔ وحی کی برکات سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... وحی کی برکات سے محرومی کا مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک کی بناء پر امت محمد یہ قرآن وحدیث کے علوم ومعارف سے محروم ہو جائے گی کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرآن وسنت کے علوم کے احیاء کا ذریعہ ہے جب امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑے گی تو نتیجے کے طور پر قرآن وسنت کے علوم اور اس سے حاصل ہونے والے انوارات و برکات سے محروم ہو جائے گی۔

لـمافي كنز العمال (۳/۱۸۳): [۶۰۷۰] اذا عظمت امتی الدنيا نزعت منها هيبة الاسلام واذا تركت الامر بالمعروف والنهي عن المنكر حرمت بركة الوحي واذا تسابت امتی سقطت من عين الله.

(۳۰۵) حجیت حدیث قرآن کی روشنی میں

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ حجیت حدیث قرآن سے ثابت ہے۔ آپ کچھ ایسی آیات ذکر کریں جن سے حجیت حدیث کا ثبوت ملتا ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... درج ذیل آیات سے حجیت حدیث کا ثبوت صراحۃً ملتا ہے۔

۱...... **قُلْ اَطِيْعُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللهَ لَايُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ ○ (آل عمران: ۳۲)**

۲...... **مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ (النساء: ۸۰)**

۳...... **فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (النور: ۶۳)**

۴...... **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ○ (الاحزاب: ۳۶)**

۵...... **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ الاية (آل عمران: ۳۱)**

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۶ .... یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ الایة (النساء: ۵۹)

۷ .... وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ الایة (الحشر: ۷)

۸ .... وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (النجم: ۳، ۴)

(۳۰۶) قبورِ صحابہ کی زیارت اور حدیث لاتشدوالرحال کا مطلب

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشہور یہ ہے کہ افغانستان میں بعض صحابہ کرام کی قبور ہیں۔اب اگر کوئی شخص ان کی زیارت کی نیت سے جاتا ہے تو یہ عمل صحیح ہے یا نہیں؟ نیز اس بات کی بھی وضاحت فرمادیں کہ یہ جو بعض روایات میں ہے کہ ''تین مسجدوں کے علاوہ کیلئے سفر نہ کیا جائے'' اس روایت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... صحابہ کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا جائز ہے اور وہ روایت مبارکہ جس میں تین مسجدوں کے علاوہ کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے یعنی ﴿لاتشدوا الرحال الاالی ثلاثة مساجد﴾ یہ صرف مساجد کی فضیلت وعظمت کے بیان کے لئے ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ ان تین مساجد کے علاوہ کسی مسجد کی زیارت یا حصول ثواب کے لئے اس کی طرف سفر نہ کیا جائے۔باقی رہا یہ معاملہ کہ مساجد کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے سفر کیا جاسکتا ہے یا نہیں تو اس روایت میں اس کی نفی نہیں ہے۔اور قبور کی زیارت متعدد روایات سے ثابت ہے لہٰذا ان قبور کی زیارت کرنا صحیح ہے۔

لمافی المشكوة (ص۶۷): عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول اللهﷺ لاتشدو الرحال الاالی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی هذا متفق عليه.

وفی المرقات (۲/۱۹۰): والمراد نفی فضيلة شدها وربطها .... قيل نفی معناه نهی ای لاتشدوا الی غيرها لان ماسوی الثلاثة متساوفی الرتبة غير متفاوت فی الفضيلة وكان الترحل اليه ضائعا ...... وفی الاحياء ذهب بعض العلماء الی الاستدلال به علی المنع من الرحلة لزيارة المشاهد وقبور العلماء والصالحين وماتبين لی ان الامر كذلک بل الزيارة مامور بها لخبر كنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها والحديث انماورد نهيا عن الشد لغير الثلاثة من المساجد لتماثلها.

وفی الدر المختار مع ردالمحتار (۲/۲۴۲): وبزيارة القبور ولو للنساء لحديث كنت نهيتكم عن زيارة القبور الافزوروها.

وفی الشامية : بعد بحث طويل .... قلت :استفيد منه ندب الزيارة وان بعد محلها وهل تندب الرحلة كماعتيد ....لم أرمن صرح من ائمتنا ومنع منه بعض ائمة الشافعية الالزيارتهﷺ قياسا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی منع الرحلة لغیر المساجد الثلاث. ورده الغزالی بوضوح الفرق فان ماعدا تلک المساجد مستوية فی الفضل فلافائدة فی الرحلة الیها واما الاولیاء فانهم متفاوتون فی القرب من الله تعالٰی ونفع الزائر بحسب معارفهم واسرارهم.

(۳۰۷) وقت طلوع وغروب پرایک اشکال وجواب

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ طلوع وغروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو وہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہوتا ہے اور ایسے اوقات میں نماز مکروہ ہے تاکہ شیطان کی عبادت کا شائبہ نہ ہو۔لیکن جب سائنس نے ترقی کے منازل طے کر لئے تو یہ بات ثابت اور معلوم ہوئی کہ سورج ہر وقت کسی نہ کسی خطے میں طلوع یا غروب ہورہا ہوتا ہے گویا سورج ہر وقت شیطان کے دوسینگوں کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا اس اعتبار سے کسی بھی وقت نماز پڑھنی جائز نہیں ہونی چاہئے۔آپ تفصیل سے اس مسئلہ کا ایسا جواب عنایت فرمائیں جس سے تسلی ہوجائے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ حکم ہر جگہ کے طلوع اور غروب کے اعتبار سے ہے کہ جب وہاں طلوع یا غروب ہورہا ہوتو اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بات ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ سورج ہر لحہ طلوع یا غروب ہورہا ہے لیکن کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ ایک جگہ کے تمام اوقات طلوع یا غروب کے سمجھے جائیں گے بلکہ ایک جگہ کے اعتبار سے دن میں صرف ایک بار طلوع اور غروب سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح وہاں کے اعتبار سے مکروہ اوقات بھی دوہی ہوں گے۔یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے لیلۃ القدر ایک ہی رات ہوتی ہے لیکن ایک جگہ رات ہونے سے ساری دنیا میں رات نہیں ہوتی بلکہ کسی جگہ دن ہوتا ہے تو لیلۃ القدر پوری دنیا میں کس طرح تسلیم کی جائے گی۔اس کی صورت بھی یہی ہوگی کہ جہاں جہاں اس مخصوص تاریخ کی رات آئے گی وہی لیلۃ القدر ہوگی۔ٹھیک اسی طرح جہاں جہاں طلوع یا غروب ہورہا ہو وہاں کراہت کا حکم آئے گا باقی جگہوں پر نہیں۔

(۳۰۸) گرگٹ کو مارنے پر ثواب

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ گرگٹ کو مارنے پر ثواب ملتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے اور احادیث میں اسے مارنے پر ثواب کا ذکر موجود ہے؟ اور اسکی وجہ کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ بات صحیح ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ گرگٹ کو مارنے پر ثواب ملتا ہے۔جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ جلائی گئی تو اس نے اسے مزید بھڑکانے کی کوشش کی تھی۔دوم یہ موذی جانوروں میں سے ہے جو انسان کے لئے نقصان دہ ہیں لہٰذا اسے مارنے کا حکم ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی الصحیح لمسلم (۲/۲۳۵): حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ....عن ام شریک ان النبی ﷺ امرھا بقتل الاوزاغ وفی حدیث ابن ابی شیبة امر.

وفی حاشیة النووی: امر النبی ﷺ بقتله وحث علیه ورغب فیه لکونه من الموذیات.

وفی المشکوة (صـ ۳٦۱): عن ام شریک ان رسول الله ﷺ امر بقتل الوزغ وقال کان ینفخ علی ابراھیم.

عن ابی ھریرة ؓ ان رسول الله ﷺ قال من قتل وزغا فی اول ضربه کتبت له مائة حسنة وفی الثانیة دون ذلک وفی الثالثة دون ذلک.

(۳۰۹) جذامی سے دور رہنے والی روایت کا مطلب

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا جذامی سے تعلقات ختم کر دینے چاہیے حالانکہ وہ بھی تو مسلمان ہے، ہمارے ایک عزیز کہنے لگے کہ ایک روایت میں ہے کہ جذام والے شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگا جاتا ہے لہٰذا ایسے شخص سے تعلقات نہیں رکھنے چاہیے، اور انہیں کھانا بھی بانس سے دیا جانا چاہیے، ان کے قریب بھی بالکل نہ جانا چاہیے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ احادیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......ایک روایت میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ "لا عدوی" الحدیث جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کا مرض دوسرے آدمی میں منتقل نہیں ہوتا، ہاں اگر اللہ تعالیٰ اسے بھی اس مرض میں مبتلا کرنا چاہیں تو علیحدہ مسئلہ ہے۔ اب اس کے بعد سوال میں ذکر کردہ روایت کا مطلب سمجھئے کہ اس روایت میں ایسے شخص کو جذامی سے دور رہنے کی تاکید کی جارہی ہے جو اپنے ضعف عقیدہ کی بناء پر یہ سمجھتا ہو کہ کسی مریض کے قریب جانے سے اس مرض کے اثرات منتقل ہو جاتے ہیں تو ایسے شخص سے کہا جارہا ہے کہ وہ جذامی کے قریب نہ جائے کیونکہ اگر اسے یہ مرض لاحق ہو گیا تو وہ اپنے ضعیف عقیدے کی بناء پر یہ سمجھے گا کہ مجھے یہ مرض اس مریض کے ساتھ میل جول کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ عام حالات میں ممانعت نہیں ہے کیونکہ روایات میں آتا ہے ایک موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا اور اسے فرمایا اللہ پہ اعتماد اور بھروسہ کرتے ہوئے کھاؤ۔ چنانچہ "سنن ابن ماجہ" (ص۲۵۳) میں روایت موجود ہے:

"عن جابر بن عبد الله رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ اخذ بید رجل مجذوم فأدخلها معه فی القصعة ثم قال: کل ثقة بالله وتوکلا علی الله"

اس سے بھی معلوم ہوا کہ جذامی سے قطع تعلق مقصود نہیں بلکہ فساد عقیدہ سے بچانے کے لئے ایسا ارشاد فرمایا۔

لقوله تعالی: وماھم بضارین به من احدالا باذن الله الایة (البقرة:۱۰۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الصحیح للبخاری (۲/۸۵۰):......سمعت اباھریرة رضی الله عنه یقول قال رسول الله ﷺ لاعدوی ولا طیرة ولاھامة ولاصفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد.

وفی فتح الباری (۱۰/۱۲۹): اختلف الاثار فی المجذوم فجاء ما تقدم عن جابر رضی الله عنه ان النبی ﷺ اکل مع المجذوم وقال ثقة بالله وتوکلا علیه قال فذھب عمر رضی الله عنه وجماعة من السلف الی الاکل معه ورأوا ان الامر باجتنابه منسوخ......والصحیح الذی علیه الاکثر ویتعین المصیر الیه ان لا نسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین......

وفی الصفحة ۱۳۲: ویمکن الجمع بین فعله وقوله بان القول ھو المشروع من أجل ضعف المخاطبین وفعله حقیقة الایمان فمن فعل الاول اصاب السنة وھی اثر الحکمة ومن فعل الثانی کان اقوی یقینا لان الاشیاء کلھا لا تاثیر لھا الا بمقتضی ارادة الله تعالی وتقدیره......فمن کان قوی الیقین فله ان یتابعه ﷺ فی فعله ولا یضره شیٔ ومن وجد فی نفسه ضعفاً فلیتبع أمره ﷺ فی الفرار لئلا یدخل بفعله فی القاء نفسه الی التھلکة.

(۳۱۰) احادیث کے بارے میں چند سوالات

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

۱۔ سید الاستغفار کیا ہے؟

۲۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے جادو کے بارے میں کون سی دعا سکھائی تھی جس کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ دعا نہ پڑھتا تو مجھے جادو کے زور پر گدھا بنا دیا جاتا۔

۳۔ حجاج حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس دو ساتھیوں کے ساتھ گیا اور انہیں دھمکیاں دیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ نے دعا بتلائی ہے کہ جو شخص پڑھ لے وہ محفوظ رہے گا۔ اس پر حجاج کے ساتھیوں نے کہا کہ تو حملہ کر ہم تیرے ساتھ ہیں۔ حجاج نے جواب دیا کہ میں ان کے کاندھے پر جو چیز دیکھ رہا ہوں وہ تمہیں معلوم نہیں ہے۔ بعدازاں حجاج نے کہا کہ وہ دعا مجھے بھی بتلائیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ظالم ہے لہٰذا تجھے نہیں بتاؤں گا۔ وہ دعا کون سی ہے تحریر کر دیں۔

۴۔ یہ حدیث معتر جمہ بیان فرمادیں جس کا ایک جملہ یہ ہے "الاان سلعة الله الغالية "۔

الجواب حامداً ومصلیاً......مسئولہ صورتوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱۔ سید الاستغفار یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ خلقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بِکَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهُ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ".

اس کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے:

"ومن قالها من النهار موقنا بها فمات من یومه قبل ان یمسی فهو من اهل الجنة ومن قال لها موقناً منالليل وهو موقن بها فمات قبل ان یصبح فهو من اهل الجنة". (صحیح البخاری ج۲/ص ۹۳۳)

۲۔ وہ صحابی جنہیں حضور ﷺ نے یہ دعا سکھلائی وہ عبداللہ بن سلام نہیں بلکہ حضرت کعب احبار ہیں اور وہ روایت یہ ہے:

عن القعقاع بن حکیم ان کعب الاحبار قال لولا کلمات اقولهن لجعلتنی الیهود حمارا فقیل له وماهن فقال: اعوذ بوجه الله العظیم الذی لیس شئ اعظم منه وبکلمات الله التامات التی لایجاوزهن بر ولافاجر وباسماء الله الحسنی کلها ماعلمت منها ومالم اعلم منها من شر ماخلق وبرأ وذرأ.

(المؤطاللامام مالک : ۷۲۳)

۳۔ کتب میں تلاش وتتبع کے باوجود آپ کا ذکر کردہ واقعہ نہیں ملا البتہ اکثر کتب احادیث میں حضرت انس ؓ کا جو واقعہ موجود ہے وہ یہ ہے:

"عن الزبیربن عدی قال اتینا انس بن مالک فشکونا الیه مایلقون من الحجاج فقال اصبروا فانه لایأتی علیکم زمان الاالذی بعده شرمنه حتی تلقوا ربکم سمعته من نبیکم ﷺ."

(صحیح البخاری ج۲/ص ۱۰۴۷)

(هکذا روی فی المسند الجامع: ج ۳/ص۲۵......وفی مسند احمد بن حنبل ج۴/ص۱۷......وفی سنن الترمذی ج ۲/ص ۴۴)

۴۔ یہ روایت درج ذیل ہے:

"سمع اباهریرة انس ؓ یقول قال رسول الله ﷺ من خاف ادلج ومن ادلج فقد بلغ المنزل الاان سلعة الله غالیة الاان سلعة اللهٰغالیة ....وفی روایة کعب :الاان سلعة الله الجنة".

(المستدرک للحاکم : ج ۴/ ص۳۴۳)

ترجمہ:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو ڈرتا ہے وہ رات کے ابتدائی حصے میں تیاری شروع کر دیتا ہے (یعنی جسے آخرت کا خوف ہوتا ہے وہ آخرت کی تیاری شروع کر دیتا ہے) اور جو شخص رات کی ابتداء میں سفر شروع کرتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا سودا بڑا مہنگا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ بے شک اللہ تعالیٰ کا سودا بڑا مہنگا ہے اور حضرت کعب کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا سودا جنت ہے"۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۱۱) ''ان اللہ خلق آدم علی صورتہ'' کا مطلب

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جو مشہور حدیث ہے ''ان اللہ خلق آدم علی صورتہ'' (اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا) اس حدیث کا مطلب ومفہوم کیا ہے؟ بحوالہ نقل فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... اس روایت مبارکہ کی تشریح میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ''ان کی'' صورت پر پیدا کیا یعنی دوسرے انسانوں کی طرح پہلے نطفہ پھر خون کا لوتھڑا اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر پیدا نہیں کیا بلکہ براہ راست ان کی صورت پر پیدا کیا (یعنی صورتہ کی ضمیر آدم کی طرف راجع ہے)۔

۲۔ آپ ﷺ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو اپنے غلام کو منہ پر تھپڑ مار رہا تھا، آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا لہٰذا اس کا احترام کرو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفات پر پیدا کیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ دیکھتے، سنتے اور جانتے ہیں اسی طرح انسان کو بھی ان صفات پر پیدا کیا، اگرچہ انسان کی اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں فرق ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت محض حضرت آدم کی شرافت وتعظیم کے لئے ہے جیسے بیت اللہ یا روح اللہ کہا جاتا ہے۔

لما فی عمدۃ القاری (۲۲/۲۲۹): عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال خلق اللہ آدم علی صورتہ طولہ ستون ذراعا الحدیث (قولہ علی صورتہ) ای علی صورۃ آدم لانہ اقرب الی خلقہ فی اول الامر کامل الخلقۃ طویلا ستین ذراعا کماھو المشاھد بخلاف غیرہ فانہ یکون اولا نطفۃ ثم علقۃ .... وقیل انہ مر برجل یضرب عبدہ فی وجھہ کظما فزجرہ عن ذلک وقال خلق اللہ آدم علی صورتہ فانھا کنایۃ عن المضروب وجھہ قال وقد یقال ھو عائد الی اللہ تعالی لکن الصورۃ ھی الھیئۃ وذلک لایصح الاعلی الاجسام فمعنی الصورۃ الصفۃ کمایقال عرفنی صورۃ ھذا الامر ای صفتہ یعنی خلق آدم علی صفتہ ای حیا، عالما، سمیعا، بصیرا متکلما او ھو اضافۃ تشریفہ نحو بیت اللہ وروح اللہ لانہ ابتدء ھا لاعلی مثال سابق بل بمحض الاختراع فشرفھا بالاضافۃ الیہ.

وفی المرقات (۹/۴٦): عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ خلق اللہ آدم علی صورتہ ای علی صورتہ التی استمر علیھا الی ان أھبط والی ان مات دفعا للتوھم ان صورتہ کانت فی الجنۃ علی صفۃ اخری.

(۳۱۲) ''من ترک الصلاۃ متعمدا فقد کفر'' کا مطلب

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے گیا تو مسجد کی دیوار پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک حدیث لکھی ہوتی تھی من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر۔(ترجمہ) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ یہ پڑھ کر میں کافی پریشان ہوا کہ کتنے لوگ نمازیں پڑھتے ہی نہیں تو یہ سب کافر ہوں گے۔ کیا یہ واقعی حدیث ہے؟ اگر حدیث ہے تو اس کا مطلب یہی ہے جو ترجمہ سے واضح ہے یا کوئی اور مطلب ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... جی ہاں یہ صحیح حدیث ہے مگر علماء کے نزدیک یہ اپنے ظاہری معنیٰ پر محمول نہیں ہے بلکہ علماء کرام اس میں کئی تاویلات کرتے ہیں۔

(۱)۔اس سے مراد وہ آدمی ہے جو کہ نماز کے وجوب کا منکر ہو۔

(۲)۔یا مطلب یہ ہے کہ نماز کا چھوڑنا ایک ایسا عمل ہے جو مسلمان کو کفر کی طرف لے جانے والا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ نماز کو سستی کی بنیاد پر چھوڑنے والا فاسق اور سخت گناہگار ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو جیل میں بند کیا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرلے یا مر جائے۔

لمافی مرقاۃ المصابیح (۲/۲۵۳): والظاهر ان فعل الصلاۃ هو الحاجز بين العبد والكفر فقال القاضي يحتمل ان يؤول ترك الصلاۃ بالحد الواقع بينهما فمن تركها دخل الحد وحام حول الكفر ودنا منه او يقال المعنى ان ترك الصلاۃ وصلة بين العبد والكفر...... الى ان قال قلت: (و) نعم الرأى رأى ابى حنيفة اذ الاقوال باقيها ضعيفة. ثم من التاويلات ان يكون مستحلا لتركها، او تركها يؤدى الكفر. فان المعصية بريد الكفر، اويخشى على تاركها ان يموت كافرا، اوفعله شابه فعل الكافر.

وفى الدر المختار(۱/۳۵۲): (ويكفر جاحدها) لثبوتها بدليل قطعي(وتاركها عمدا مجانة) اى تكاسلاً فاسق (يحبس حتى يصلي) قال في الشامي (قوله اى تكاسلاً) تفسير مراد اهـ ح (قوله فحق الحق احق) لا يقال ان حقه تعالى مبنى على المسامحة لانه لا تسامح فى شئ من اركان الاسلام اهـ اسماعيل (قوله وقيل يضرب) قائله الامام المحبوبى ح عن المنح. وظاهر الحلية انه المذهب فانه قال: وقال اصحابنا فى جماعة منهم الزهرى لايقتل بل يعذر ويحبس حتى يموت او يتوب.

وفى الروض الازهر فى شرح فقه الاكبر(ص۲۶۹): اما قوله ومن ترك الصلاۃ تهاوناً اى استخفافاً، لاتكاسلاً فقد كفر اقول وهو احد تاويلات قوله عليه السلام من ترك صلاۃ متعمدا فقد كفر.

وفى الفقه الاسلامي وادلته(۱/۲۵۸): واجمع المسلمون على ان من جحد وجوب الصلاۃ فهو كافر مرتد لثبوت فرضيتها بالادلة القطعية من القران والسنة والاجماع كما أبنت ومن تركها تكاسلا وتها ونا فهو فاسق عاص الا ان يكون قريب عهد بالاسلام...... الخ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۱۳) بعد عصر مطالعہ کی ممانعت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کوئی حدیث ایسی موجود ہے جس میں عصر کے بعد مطالعہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہو جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے اگر ہے تو بیان فرمائیں ورنہ اس کی صراحت کریں کہ اس طرح کی کوئی روایت نہیں تاکہ لوگ اس بات کی غلط نسبت حضور ﷺ کی طرف نہ کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کی کوئی روایت موجود نہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد لکھنے یا پڑھنے سے منع فرمایا ہو البتہ بعض اطباء نے منع کیا ہے چنانچہ امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ سے عصر کے بعد پڑھنے کی ممانعت نقل کی گئی ہے۔

لمافی الموضوعات الکبیر (صـ۲۱۱): من احب حبیبتیہ او کریمتیہ وفی روایۃ من اکرم حبیتیہ فلایکتبن بعد العصر لااصل لہ فی المرفوع قال السخاوی لعل المعنی بعدخروج العصر من غیر ان یکون سراج عندہ وقد اوصی الامام احمد بعض اصحابہ ان لاینظر بعد العصر الی کتاب اخرجہ الخطیب قلت وھو کلام الطبیب کماقال الشافعی الوراق انما یاکل من دیۃ عینیہ انتھی.

وھکذا فی المقاصد الحسنۃ (صـ۳۹۷)

(۳۱۴) اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر اجر

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل عام طور پر جماعت والے یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکل کر اپنے اوپر ایک روپیہ لگانے میں سات لاکھ روپے لگانے کا ثواب ہے اور دوسرے پر اگر خرچ کرے گا تو بیس لاکھ خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اللہ کے راستے میں نکل کر اپنے اوپر ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب سات لاکھ تک ملے گا۔ اس کا ثبوت تو ملتا ہے البتہ بیس لاکھ کا ثبوت کہیں سے نہیں ملا۔

لمافی سنن ابن ماجۃ (صـ۱۹۸): حدثنا ھارون بن عبداللہ ....عن علی بن ابی طالب وابی الدرداء وابی ھریرۃ وابی امامۃ الباھلی وعبداللہ بن عمرو وجابر بن عبداللہ وعمران بن الحصین کلھم یحدث عن رسول اللہ ﷺ انہ قال من ارسل بنفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبع مائۃ درھم ومن غزی بنفسہ فی سبیل اللہ وانفق فی وجہ ذلک فلہ بکل درھم سبع مائۃ الف درھم ثم تلی ھذہ الایۃ واللہ یضاعف لمن یشاء.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۱۵) حجۃ الوداع کے موقع پر خلیفہ اول کا اعلان

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مقرر فرمایا تھا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر ایک جگہ صحابہ کے مجمع میں فرمایا **من کنت مولاہ فعلیٌّ مولاہ.** اس سے شیعہ حضرات نے یہ استدلال کیا کہ اس روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے ''جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں''۔ اب مولیٰ کسے کہتے ہیں؟ تو مولیٰ مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے مشہور معنی محبوب کے آتے ہیں یعنی ''جس کو مجھ سے محبت ہو اسے علی بھی محبوب ہوں گے''۔ اس کے علاوہ سید، مالک ،انعام والا، مددگار، محبت کرنے والا، اتباع کرنے والا، چچازاد بھائی، پڑوسی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان معانی میں سے کوئی بھی ایسا معنی نہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول ہونا ثابت ہوتا ہو۔ لہٰذا اس روایت سے کسی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ اول ہوں گے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کی پسندیدگی کی وجہ سے خلافت کی تائید ہو رہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سے زیادہ سے زیادہ اشارۃً تائید ثابت کر سکتے ہیں لیکن ان روایات پر پھر عمل کیوں نہ کیا جائے جن میں اشارہ نہیں بلکہ صراحت موجود ہے کہ ''میرے بعد ابوبکر وعمر کی اتباع کرنا''۔ اگر اشارے سے خلافت ثابت ہو سکتی ہے جہاں زمانے کی بھی کوئی قید نہیں تو جہاں آپ نے خود اپنے بعد قابل اتباع ہونے کی صراحت کی ہے اس کا اعتبار کیوں نہ کیا جائے گا؟؟...... بلکہ بعض روایات میں صراحت موجود ہے مثلاً حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا آسمان سے ترازو اتارا گیا، آپ علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر وعمر کا وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر عمر وعثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری ہو گیا پھر اس کے بعد میزان اٹھا لیا گیا۔ آپ ﷺ کو یہ بات ناگوار گزری اور فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافت ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے بادشاہت عطا فرمائیں گے۔

اس روایت میں صرف احتمال تھا اور یہاں صراحت، تو صراحت کو چھوڑ کر احتمالی صورت کو لے لینا ضد اور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر تسلیم کر لیں کہ اس سے خلافت ثابت ہو رہی ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود اس معنی کو نہیں سمجھا تھا؟ اگر نہیں سمجھا تو آج کیسے سمجھ میں آ گیا اور اگر سمجھ لیا تھا پھر خاموش کیسے رہے جبکہ دوسروں کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوتی رہی اور آپ خود بھی اس بیعت میں شریک ہوئے۔ یہاں پر یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ ''آپ کو شاید یہ روایت نہ پہنچی ہو''، کیونکہ اولاً حضور ﷺ نے آپ کے سامنے یہ ارشاد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا اور دوسری بات یہ کہ حضور ﷺ کی اس نسبت کے بیان کرنے پر دوسرے صحابہ نے آپ کو مبارک باد دی۔ تو کیا سارے صحابہ اس روایت کے سننے کے بعد خاموش رہے اور کسی نے دوسروں کی بیعت کے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے نامزد کیا تھا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ اس کے جواب میں شیعہ حضرات کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کرلیا تھا۔ اولا یہ بات صحیح نہیں کہ آپ نے تقیہ کررکھا تھا کیونکہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خلافت کے لئے کسی کو متعین نہیں فرمایا اسی لئے آپ خاموش رہے۔

اور اگر تسلیم بھی کرلیں کہ یہاں خونریزی کے خوف سے تقیہ کرلیا تھا تو بعض دوسرے مواقع پر تقیہ کیوں اختیار نہیں کیا مثلاً جنگ صفین اور جمل کے موقع پر اگر تقیہ سے کام لیا جاتا کہ جو لوگ یہ چاہ رہے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کا بدلہ فوراً لیا جائے انہیں خاموش کرانے کے لئے ظاہری طور پر کچھ کام کر لئے جاتے اور حقیقت میں وہی کیا جاتا ہے جو اپنے دل میں تھا حالانکہ یہاں پر ایسا نہیں کیا گیا جبکہ خلافت کے موقع پر اگر اختلاف ہو بھی جاتا تو اتنی خونریزی نہ ہوتی جتنی ان جنگوں میں ہوئی ہے۔ یہاں کیوں تقیہ نہیں کیا گیا؟

اگر ساری باتوں سے قطع نظر بھی کرلیں تو بھی شیعہ حضرات کا یہ استدلال بالکل لغو معلوم ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک امامت وخلافت کے ثبوت کے لئے تواتر شرط ہے حالانکہ یہ روایت آحاد میں سے ہے اور اس کی صحت بھی مختلف فیہ ہے۔ اس پرزور استدلال کے موقع پر انہوں نے اپنے اس اصول کو کیوں نظر انداز کردیا ہے؟

حاصل یہ ہے کہ محض عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے جب اپنے مطلب کی روایات نہیں ملیں تو ان ہی روایات کو توڑ مروڑ کر عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے پیش کردیا گیا اور پھر اس ایک تحریف کو بچانے کے لئے بیسیوں جھوٹ بولنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

لما في المشكوة (صـ۲۲۴): عن جابر بن عبدالله قال ......وذكر الحديث وفيه قدم على من اليمن ببدن النبي ﷺ فقال له ماذاقلت حين فرضت الحج قال قلت اللهم انى اهل بما اهل به رسولک قال فان معى الهدى فلاتحل.

وفيها ايضا (۲/۵۶۵): عن البراء بن عازب وزيد بن ارقم ان رسول الله ﷺ بغدير خم اخذ بيد على فقال الستم تعلمون انى اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا بلى قال الستم تعلمون انى اولى بكل مؤمن من نفسه قالوا بلى فقال اللهم من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقيه عمر بعد ذلک فقال له هنيئا يا ابن ابى طالب اصبحت وامسيت مولى كل مؤمن ومومنة.

وفيها ايضا (صـ۵۶۰): عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ انى لاادرى مابقائى فيكم فاقتدوا بالذى من بعدى ابى بكر وعمر..........وعن ابى بكرة ان رجلا قال لرسول الله ﷺ رأيت كأن ميزانا نزل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

من السماء فوزنت انت وابوبكر فرجحت انت ووزن ابوبكر وعمر فرجح ابوبكر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع الميزان فاستاء لها رسول اللهﷺ يعنى فساء ه ذلك فقال خلافة نبوة ثم يوتى الله الملك من يشاء.

وفى المرقات (۱۱/۳۴۹): تحت رواية البراء وزيد بن ارقم ...... تمسكت الشيعة انه من النص المصرح بخلافة على رضى الله عنه حيث قالوا معنى المولى الاولى بالامامة والالما احتاج الى جمعهم كذلك وهذه من اقوى شبهتهم ودفعها علماء اهل السنة بان المولى بمعنى المحبوب وهو كرم الله وجهه سيدنا وحبيبنا وله معان اخر تقدمت ومنه الناصر وامثاله فخرج عن كونه نصافضلاعن ان يكون صريحا ولوسلم انه بمعنى الاولى بالامامة فالمراد به المآل والالزم ان يكون هوالامام مع وجودهﷺ فتعين ان يكون المقصود منه حين يوجد عقدالبيعة له فلاينافيه تقديم الائمة الثلاثة عليه لانعقاداجماع من يعتد به حتى من على ثم سكوته عن الاحتجاج به الى ايام خلافته قاض على من له ادنى مسكة بانه علم منه انه لانص فيه على خلافته عقب وفاته عليه السلام مع ان عليا كرم الله وجهه صرح نفسه بانهﷺ لم ينص عليه ولاعلى غيره ثم هذاالحديث مع كونه آحادا مختلف فى صحته فكيف ساغ للشيعة ان يخالفوا مااتفقوا عليه من اشتراط التواتر فى احاديث الامامة ماهذا الاتناقض صريح وتعارض قبيح.

وفى المرقات (۱۱/۳۴۱): عن زيد بن ارقم ان النبىﷺ قال من كنت مولاه فعلى مولاه قيل معناه من كنت اتولاه فعلى اتولاه ....وفى النهاية المولى يقع على جماعة كثيرة كالرب والمالك والسيد والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحليف والعقيد والصهر والعبد والمعتق والمنعم عليه واكثرها قدجاء ت فى الاحاديث فيضاف كل واحد الى مايقتضيه الحديث الوارد فيه وقوله من كنت مولاه يحتمل على اكثر هذه الاسماء المذكورة قال الشافعى يعنى بذلك ولاء الاسلام كقوله تعالى ذلك بان الله مولى الذين آمنوا ....وقول عمر لعلى اصبحت مولى كل مؤمن اى والى كل مومن وقيل سبب ذلك ان اسامة قال لعلى لست مولاى انمامولاى رسول اللهﷺ فقالﷺ من كنت مولاه فعلى مولاه ....قال الطيبى لايستقيم ان تحمل الولاية على الامامة التى هى التصرف فى امور المؤمنين لان المتصرف المستقل فى حياتهﷺ هو هو لاغيره فيجب ان يحمل على المحبة وولاء الاسلام ونحوهما.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۱۶) واقعۂ فدک کی تفصیل اور حقیقت

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ واقعہ فدک کی تفصیل جو صحیح روایات سے مروی ہو مطلوب ہے؟ براہ کرم کتب کا حوالہ ضرور درج کیجئے گا۔ اور شیعوں کے ہاں بیان کیا جانے والا واقعہ کسی ضعیف حدیث سے بھی ثابت ہے؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ جزاک اللہ

الجواب حامداً ومصلیاً...... مذکورہ واقعہ بخاری شریف میں کتاب المغازی اور مسلم شریف میں کتاب الجہاد میں مذکور ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان اموال (ترکہ) سے اپنی میراث کا مطالبہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ اور فدک میں عنایت فرمائے تھے، اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی وہ روایت مبارکہ سنائی ''ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی بلکہ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے'' البتہ آل محمد اسی مال سے اپنی ضرورت پوری کرے گیں اور خدا کی قسم جو صدقہ رسول اللہ ﷺ چھوڑ گئے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا، جس حال میں وہ حضور ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس میں وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو حضور ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا، اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کچھ کبیدہ خاطر ہوئیں اور اس کے بعد وفات تک ان سے (اس معاملے کے بارے میں) گفتگو نہیں فرمائی۔

اب اس آخری جملے کی وجہ سے روافض نے یہ مشہور کر دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ ان سے ناراض ہوگئیں اور مرتے دم تک ان سے کلام نہ کیا، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں جس کی تفصیل آجائے گی اس سے پہلے ایک نظر ان دلائل کو دیکھتے ہیں جو روافض نے اپنے حق میں بیان کیے۔

سب سے بڑی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ فیصلہ کلام مقدس کے خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کلام مقدس میں فرماتے ہیں ''وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ'' الآیۃ (اور داؤد کے قائم مقام سلیمان ہوئے) اسی طرح حضرت زکریا کے بارے میں ہے ''فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا'' الآیۃ (سو آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث دے دیجئے کہ وہ میرا وارث بنے اور یعقوب کے خاندان کا وارث بنے اور اس کو اے میرے رب پسندیدہ بنائیے) چنانچہ ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی وراثت تقسیم ہوتی ہے۔

روافض کا ان آیات سے استدلال کرنا کئی وجوہ سے صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول ''وورث سلیمان داؤد'' سے مراد ملک اور نبوت ہے کہ جس طرح داؤد علیہ السلام کو نبوت اور ملک ملا اسی طرح سلیمان علیہ السلام کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت اور بادشاہت کو جمع کیا، ورنہ تو حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے اکیلے بیٹے نہ تھے بلکہ آپ کثیر الاولاد تھے کہا گیا ہے کہ آپ کے بیٹوں کی تعداد سو تھی اگر اس کو نہ بھی مانیں تو کم سے کم اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سلیمان علیہ السلام کے علاوہ بھی ان کے بیٹے تھے اور اگر ان کے علاوہ بھی تھے، تو پھر صرف سلیمان علیہ السلام کو وارث کے طور ذکر کرنے کا کیا فائدہ؟ کیا ان کی باقی اولاد کو وراثت سے محروم رکھا گیا اور صرف یہ وراثت حضرت سلیمان علیہ السلام کے حصے میں آئی؟ جب یہ مطلب نہیں تو کہنا پڑے گا کہ وراثت سے مراد نبوت اور ملک ہے۔ یہی معاملہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ہے کہ انبیاء کے نزدیک دنیا کی حقیقت ایک حقیر چیز سے بھی کم ہوتی ہے پھر وہ کیوں دعا کریں گے کہ یا اللہ اس دنیا کو سنبھالنے کیلئے مجھے کوئی وارث چاہیے، حاصل یہ کہ یہاں بھی نبوت کی وراثت مراد ہے، جس کا سب سے واضح ثبوت اس آیت کا آگے والا حصہ ہے، جس میں حضرت زکریا علیہ السلام وراثت کا ذکر فرمارہے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے الفاظ نقل فرمائے "یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا" کہ اے اللہ یہ میرا بھی وارث ہوگا اور یعقوب علیہ السلام جو ان کے جد امجد ہیں اور ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ چلایا یہ ان سب کا بھی وارث ہوگا اب جب یعقوب علیہ السلام کی ساری اولاد بھی اس میں آگئی تو پھر اس میں کوئی تردد باقی نہیں رہتا کہ یہاں وراثت سے کیا مراد ہے؟ اس لئے کہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں کوئی خزانہ وراثت کے طور پر نہیں چل رہا تھا جس کا وارث بنانا مقصود تھا، بلکہ نبوت چل رہی تھی اس کا وارث بنانا چاہتے تھے، اس آیت کا آخری حصہ بھی اس مفہوم کا مؤید ہے جو بیان کیا گیا کیونکہ آگے فرمایا "واجعله رب رضیا" (ترجمہ لکھ دیجئے) کہ یا اللہ وہ آپ کو راضی کرنے والا ہو یعنی اعمال صالحہ سے۔

۲۔ دوسری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ "انبیاء کی وراثت جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ جو کچھ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جائیں وہ سب صدقہ ہے" کیا اس روایت کی موجودگی میں بھی ان لوگوں کو اجتہاد کی ضرورت ہے؟ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمادیا وہ (العیاذ باللہ) ان کی تشفی کیلئے کافی نہیں ہے؟ کہ انہوں نے خود اجتہاد کرنا شروع کر دیا اور اجتہاد بھی تو کیسا؟ کہ اگر پوری آیت کو دیکھ لیا جائے تو اس اجتہاد کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ حق بات کو جاننے کے باوجود چھپالینا اور ناحق بات کا پرچار کر کے دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ گمراہ کرنا انسانی عقل کو اندھا کر دیتا ہے پھر وہ ایسے ہی بے ڈھنگے استدلالات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق کے اتباع کی توفیق عطا فرمائیں۔

اب آخری بات کہ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق سے ناراض ہوگئیں اور مرتے دم تک ان سے بات نہ کی۔ روایت میں "فھجرت" کے الفاظ آئے ہیں، اس کا مطلب حضرت انور شاہ کشمیریؒ اور دوسرے کئی شراح نے یہ کیا ہے آپ نے یہ مطالبہ دوبارہ مرتے دم تک نہ کیا، نہ کہ آپ اس کی وجہ سے ناراض ہوگئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ ناراضگی کا پتہ اس وقت چلتا جب ان دونوں کی کہیں ملاقات ہوتی اور وہ پہلے آپس میں بات چیت کر رہے ہوتے کہ اس کے بعد انہوں نے بات چیت ترک کر دی ہو۔ وہ کوئی آج کا دور نہیں تھا بلکہ خیر القرون کا دور تھا جس میں عورتیں بلا ضرورت گھر سے باہر نہیں نکلا کرتی تھیں لہٰذا وہ ضرورت کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے پاس آئیں اور دوبارہ ضرورت نہیں تھی اس لئے دوبارہ کبھی نہیں آئیں۔ اور پھر حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کتنا عرصہ زندہ رہیں صرف چھ ماہ اور بعض روایات میں چار اور دو ماہ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اگر چھ ماہ بھی ہو تو حضور ﷺ کے وصال کے کچھ عرصہ تک تو اس کا خیال ہی نہ آیا ہوگا کیونکہ آپ کا وصال صحابہ پر نہایت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شاق گزرا، اور حضرت فاطمہ پر کس قدر شاق گزرا ہوگا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور تدفین کا مرحلہ طے پا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ صحابہ نے آپ کی تدفین کو کیسے برداشت کرلیا اب اس کے بعد بھی چھ مہینے کا عرصہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور ان کو میل جول چھوڑ کر ناراض ہونے کا حق تب ہوتا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اس کو اپنے لیے روک لیتے حالانکہ اس میں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کررہے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خرچ کرتے رہے تو ناراض ہونے کی کوئی وجہ ہی نہ تھی۔

ہاں اتنا ضرور تھا ان کی طبیعت پر جو وقتی طور پر ناگواری ہوئی اس کی تلافی کیلئے بھی صدیق اکبر رضی اللہ آپ کے پاس تشریف لے گئے، آپ اس وقت بیمار تھیں آپ نے جا کر دوبارہ ان سے یہی درخواست کی کہ میں نے جو کچھ کیا اس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود تھی اس میں سے میں نے اپنی ذات کیلئے کچھ بھی نہ لیا اس طرح کی باتوں سے جو طبعی طور پر ناگواری تھی وہ بھی ختم ہوگئی۔

حاصل یہ کہ اس واقعہ کو اہل تشیع کی طرف سے خواہ مخواہ اچھالا گیا تا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کیا جا سکے حالانکہ اگر بالفرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صحیح نہ تھا تو دوسرے صحابہ تو موجود تھے اور سب سے بڑھ کر خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت زید بن الحسین بن علی کا بیان ہے

اخبرنا ابو عبدالله الحافظ .... قال زيد بن علي بن الحسين بن علي اماانا فلو كنت مكان ابى بكر رضى الله عنه لحكمت بمثل ماحكم به ابوبكر رضى الله عنه فى فدك .(السنن الكبرى للبيهقى، ٦/ ٣٠٢)

یعنی اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہوتا تو یہی فیصلہ کرتا جو فیصلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا۔

نیز اہل تشیع نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کے لئے اس واقعہ کو اُچھالا حالانکہ جس طرح یہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر تسلیم کرلیں تو روایت میں ''فهجرت'' کے الفاظ آئے ہیں جس کا مطلب ان کے بقول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور بات نہیں کی تو اس کا نتیجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر طعن کی صورت میں نکلتا ہے نہ کہ حضرت ابوبکر پر اس لئے کہ ''ھجران'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے پایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

لما فى السنن الكبرى للبيهقى (٦/ ٣٠١):اخبرنا ابو عبدالله......عن الشعبى قال لما مرضت فاطمة رضى الله عنها اتاهاابوبكر رضى الله عنه فاستأذن عليها فقال على رضى الله عنه يا فاطمة هذا ابوبكر يستأذن عليك فقالت اتحب ان اذن له قال نعم فاذنت له فدخل عليها يترضاها وقال والله ماتركت الدار والمال والاهل والعشيرة الاابتغاء مرضاة الله و مرضاة رسوله ومرضاتكم اهل البيت ثم ترضاها حتى رضيت.

وفى عمدة القارى (١٥/ ٢٠): قال المهلب انماكان هجرها انقباضا عن لقائه وترك مواصلته

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولیس هذا من الهجران المحرم واماالمحرم من ذلک ان یلتقیا فلایسلم احدهما علی صاحبه ولم یر واحد انهما التقیا وامتنعا من التسلیم ولوفعلا ذلک لم یکونا متهاجرین الاتکون النفوس مظهرة للعداوة والهجران وانما لازمت بیتها فعبراالراوی عن ذلک بالهجران وقد ذکر فی کتاب الخمس تالیف ابی حفص بن شاهین عن الشعبی ان ابابکر قال لفاطمة یابنت رسولْ الله ماخیر عیش حیاة اعیشها وانت علی ساخطة فان کان عندک من رسول الله ﷺ فی ذلک عهد فانت الصادقة المصدقة المامونة علی ماقلت قال فما قام ابوبکر حتی رضیت ورضی .

وفی فیض الباری (۴/۹۴): واماعدم کلام فاطمة ایاه حتی ماتت فالمراد منه کلامها فی امر فدک اوانه لم یتفق له ذلک فلو سلمناموجدتها علیه فله العذر ایضا کماعلمت ،علی انه لم یهاجرها فان هاجرته فقد هاجرته هی فلاطعن علی ابی بکر بحال .

وفی الاصابة (۸/۲۶۶): وقدثبت فی الصحیح عن عائشة ان فاطمة عاشت بعد النبی ﷺ ستة اشهر وقال للواقدی وهو ثبت :ورری الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انها بقیت بعده ثلاثة اشهر وقال غیره :بعدها اربعة اشهر وقیل شهرین .

وفی البدایتوالنهایة (۵/۲۵۳): وتکلمت الرافضة فی هذا المقام بجهل عظیم وتکلفوا مالا علم لهم به وکذبوا بمالم یحیطوا بعلمه ......

"وورث سلیمان داؤد "الایة (النمل:۱۶)انما یعنی بذلک فی الملک والنبوة ای جعلناه قائما بعده فیما کان یلیه من الملک وتدبیر الرعایا والحکم بین بنی اسرائیل وجعلناه نبیا کریما کأبیه وکما جمع لأبیه الملک والنبوة کذلک جعل ولده بعده ولیس المراد بهذا وراثة المال لان داؤد کما ذکره کثیر من المفسرین کان له أولاد کثیرون یقال مأته،فلم اقتصر علی ذکر سلیمان من بینهم لو کان المراد وراثة المال ؟ انما المراد وراثة القیام بعده فی النبوة والملک ولهذا قال "وورث سلیمان داؤد"......

واما قصة زکریا علیه السلام فانه من الانبیاء الکرام والدنیا کانت عنده أحقر من أن یسال الله ولداً لیرثه فی ماله ......وانما سأل ولداً صالحاًیرثه فی النبوة والقیام بمصالح بنی اسرائیل وحملهم علی السداد ولهذا قال تعالی کهیعص ذکر رحمة ربک عبده زکریا اذنادی ربه نداءً خفیا قال رب انی وهن العظم منی واشتعل الرأس شیباً ولم أکن بدعائک رب شقیاوانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرأتی عاقراًفهب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعله رب رضیافقال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولیا یرثنی من آل یعقوب یعنی النبوة کما قررناه ذلک فی التفسیر ولله الحمد المنة وتقدم فی روایة ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال النبی لایورث وھذا اسم جنس یعم کل الانبیاء .

والوجة الثانی ان رسول الله ﷺ قد خص من بین الانبیاء بأحکام لا یشارکونه فیها ......فلو قدر ان غیره من الانبیاء یورثون ولیس الامر کذلک لکان مارواه من ذکرنا من الصحابة الذین منهم الائمةالاربعة أبوبکر وعمر وعثمان وعلی مبنیا لتخصیصه بھذا الحکم دون ماسواه.

(۳۱۷) موضوع حدیث کے بیان کے وقت وضع کا بیان

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص بیان وغیرہ میں کوئی موضوع حدیث بیان کرے تو اس کے موضوع ہونے کو بیان کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر اس کے موضوع ہونے کو بیان نہ کرے تو بعض روایات میں جو نبی علیہ السلام نے اپنی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے پر جہنم کی وعید ارشاد فرمائی اس وعید میں داخل ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً...... جب بیان کرنے والے کو معلوم ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے تو اسے بیان کرتے وقت اس کے موضوع ہونے کو بیان کرنا ضروری ہے، اگر بیان نہیں کیا تو اس وعید میں داخل ہوگا۔

لمافی تدریب الراوی (۱/۲۷۴): الموضوع هو المختلف المصنوع وشر الضعیف وتحرم روایته مع العلم به فی ای معنی کان الامبینا.(الامبینا) ای مقرونا ببیان وضعه لحدیث مسلم :من حدث عنی بحدیث یری انه کذب فهو احد الکذابین.

وفی اعلاء السنن (۱۹/۳۷): ولایجوز روایة الموضوع الابیان حاله.

(۳۱۸) کیا آپ ﷺ کے نور سے تمام مخلوق بنائی گئی؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کتاب ’’بہارشریعت‘‘ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نور سے تمام مخلوق بنائی گئی اس اعتبار سے آپ ہر جگہ حاضروناظر ہیں۔کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداومصلیاً......صورت مسئولہ میں کہیں سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا جس سے معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا گیا حالانکہ اس دعویٰ کے لئے نقل کی ضرورت ہے لہٰذا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

اور اس بے بنیاد بات پر دوسری بات کی بنیاد رکھنا کہ آپ حاضروناظر ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ کو حاضروناظر ماننا آیات قرآنیہ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے لہٰذا کسی مسلمان کے لئے ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مرت دلائله في رقم السؤال : ۲٦۷

(۳۱۹) اختلاف کے وقت نجات پانے والی جماعت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل امت مسلمہ میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور ہر جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ حق کے راستے پر ہے اور روایت میں نے سنی ہے کہ قیامت کے قریب تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے ایک نجات پانے والا ہوگا۔ کیا اس کی کوئی نشانی وغیرہ ہے کیونکہ آج کل ہر جماعت اپنے بارے میں دعویٰ کرتی ہے کہ وہی حق جماعت ہے۔ براہ کرم بیان کر کے تشفی فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسی جماعت کی نشانی روایات میں یہ آئی ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلنے والی ہو وہ نجات پانے والی ہے۔

لمافي المشكوة (صـ ۳۰): عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ ليأتين على امتي كما اتى على بني اسرائيل حذو النعل بالنعل .... وان بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتي على ثلث وسبعين ملة كلهم في النار الاملة واحدة قالوا من هي يارسول الله قال مانا عليه واصحابي.

وهكذا بتغيير يسير نقل عن انس في مسند احمد بن حنبل (۲/ ۲۱۱)

(۳۲۰) کسی مسلمان کو کافر کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسلمان غصے میں آ کر دوسرے مسلمان کو کافر کہہ کر پکارتا ہے تو اس طرح کہنے والا کافر ہوگا یا نہیں اور یہ اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ کل ہمارے ہاں ایک مولانا صاحب نے بیان کیا اور انہوں ایک روایت سنائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دوسرے شخص کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو یہ خود کافر ہو جائے گا۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......کسی مسلمان کو کافر کہہ دینا اگرچہ گناہ کبیرہ ہے لیکن اس طرح کہنے سے قائل کافر نہیں ہوگا۔

اب رہی یہ بات کہ روایت میں ایسے شخص کو کافر کہا گیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ:

(۱) حلال سمجھ کر کہنے والے کے بارے میں ہے کہ اگر اسے حلال سمجھ کر کہے تو خود کافر ہو جائے گا۔ (۲) مسلمان کو کافر کہنے کا گناہ اس پر لوٹ کر آئے گا (۳) یہ خوارج پر محمول ہے جو مسلمانوں کی تکفیر کرتے تھے (۴) مآل (انجام کار) کے اعتبار سے ایسے کہا گیا ہے کہ بلاوجہ دوسرے کو کافر کہنے والے کے بارے میں خطرہ ہے کہ اس کا انجام ایسا ہی ہو جائے گا (۵) روایت سے مراد یہ ہے کہ دوسرے کو کافر کہنا ایسا ہے گویا اپنے آپ کو کافر کہا جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ چند توجیہات علماء سلف نے اس روایت کی تشریح میں بیان کی ہیں۔

لما في الصحيح لمسلم (۱/۵۷): حدثني ابوبكر .... عن ابن عمر ان النبي ﷺ قال اذا اكفر الرجل اخاه فقد باء بها احدهما وفي رواية ايماامرئ قال لاخيه كافر فقد باء باحدهما ان كان كماقال والا رجعت عليه.

وقال النووي تحته: فقيل في تاويل الحديث اوجه احدها انه محمول على المستحل لذلك وهذا يكفر ....والوجه الثاني معناه رجعت عليه نقيصه لاخيه ومعصية تكفير والثالث انه محمول على الخوارج المكفرين للمؤمنين ....والوجه الرابع معناه ان ذلك يؤل به الى الكفر والوجه الخامس معناه فقد رجع عليه تكفيره فليس الراجع عليه حقيقة الكفر بل التكفير لكونه جعل اخاه المومن كافرافكانه كفر نفسه.

(۳۲۱) جنت اور جہنم میں عورتوں کے متعلق روایات کے تعارض کی تطبیق

سوال ...کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سنا ہے کہ جنت میں ایک مرد کو حوروں کے علاوہ دو عورتیں ملیں گی، تو اب سوال یہ ہے کہ یہ عورتیں کب ملیں گی جنت میں داخل ہوتے ہی یا جنت وجہنم کا آخری فیصلہ ہونے کے بعد کہ جنتی اب ہمیشہ جنت میں اور جہنمی اب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں'' مجھے دکھایا گیا کہ جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہے'' حالانکہ پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ہر مرد کو دو عورتیں ملیں گی تو عورتوں کی تعداد جنت میں زیادہ ہوگی جبکہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہنم میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی، یہ تضاد کیسا ہے؟ نیز جنت میں جماع کا سلسلہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں پہلے جز کا جواب یہ ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ جنت میں ہر جنتی کو دنیا کی عورتوں میں سے دو عورتیں ملیں گی، چنانچہ صحیحین میں روایت موجود ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نقل فرماتے ہیں:

حدثنا ابو اليمان......عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر والذين هم على اثرهم كاشد كوكب اضاءة قلوبهم على قلب رجل واحد لا اختلاف بينهم ولا تباغض لكل امرا منهم زوجتان كل واحدة منهما يرى مخ ساقها من وراء لحمها من الحسن ...... الحديث (اخرجه البخاري ۱/۴۶۰، ومسلم ۲/۳۷۹، والمشكوة صـ۴۹۷، وابن ابي شية ۷/۶۱، والحافظ الطبراني في المعجم الاوسط ۱/۳۷۴، والحافظ القرطبي في التذكرة ۲/۳۷۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روایت میں موجود لفظ زوجتان کی تفسیر شراح حدیث نے نساء الدنیا سے کی ہے یعنی دنیا کی دوعورتیں ملیں گی، اب رہی یہ بات کہ یہ عورتیں کب ملیں گی؟ یہ وہی عورتیں ہوں گی جن سے دنیا میں نکاح ہوا تھا یا اس کے علاوہ ہوں گی؟ اس بارے میں کوئی صریح روایت نظر سے نہیں گزری، البتہ بعض روایات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ دنیا میں جو عورت کسی مرد کے نکاح میں ہوگی چاہے ایک ہو، دو ہوں تین یا چار ہوں وہ اس کی جنت میں بیوی کے طور پر ہوں گی۔

اب رہا یہ اشکال کہ اوپر ذکر کردہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں عورتوں کی کثرت ہوگی جب کہ دوسری بعض روایات میں ہے کہ جہنم میں عورتوں کی کثرت ہوگی جیسا کہ عمران بن حصینؓ کی روایت میں ہے

حدثنا عثمان بن الهيثم ......عن عمران عن النبی ﷺ قال اطلعت فی الجنة فرأيت اكثر اهلها الفقراء واطلعت فی النار فرأيت اكثر اهلها النساء. (اخرجه البخاری ۷۸۳/۲، والامام احمد فی مسنده ۵۹۲/۵، والحافظ القرطبی فی التذكرة ۳۶۹/۲، عن عمران بن حصين ان رسول الله ﷺ قال ان اقل ساكنی الجنة النساء وهكذا فی فتح الباری ۲۴۹/۶)

اس ظاہری تعارض کے کئی جوابات دیے گئے ہیں

اول: علامہ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جہنم میں عورتوں کی کثرت سے جنت میں عورتوں کی کثرت کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہے لہٰذا ایسا ہوسکتا ہے کہ عورتیں جنت میں بھی زیادہ ہوں اور جہنم میں بھی۔

دوم: علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف دنیاوی عورتوں کے بارے میں ہے، ورنہ جنس عورت جس میں جنت کی حوریں بھی شامل ہوں گی جنت میں زیادہ ہوں گی۔

سوم: اس بات کا امکان ہے کہ جنت میں عورتوں کی قلت اول مرحلے میں ہو ورنہ جب آخری فیصلہ ہوجائے گا تو اس کے بعد جنت میں عورتوں کی اکثریت ہوگی۔ نیز جنت میں جماع کا سلسلہ ہوگا یا نہیں تو کلام مقدس میں اشارۃً اور احادیث مبارکہ میں اس کا صراحتاً ثبوت ملتا ہے کہ جنت میں بھی جماع کا سلسلہ ہوگا۔

لما فی القرآن الكريم :إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَاراً عُرُباً أَتْرَاباً لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ الاية (الواقعة: ۳۵ الی ۳۸)

وفی التفسير المظهری (۱۷۳/۹): (فجعلناهن ابكارا) عذاری كلما اتهن ازواجهن وجدوهن عزاری......

وفی المصنف لابن ابی شيبة (۵۷/۷): حدثنا وكيع ......عن زيد بن ارقم قال قال رسول الله ﷺ ان الرجل من اهل الجنة ليعطی قوة مائة رجل فی الاكل والشرب والجماع والشهوة......الحديث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی التذکرة للحافظ القرطبی (۲/۴۸۳): وروی من حدیث ابی هریرة عن رسول الله ﷺ هل تمس اهل الجنة ازواجهم فقال نعم بذکر لا یمل وفرج لایحفی وشهوة لاتنقطع……الحدیث.

و فی فتح الباری (۶/۳۴۹): (ولکل واحد منهم زوجتان) ای من نساء الدنیا……واستدل ابو هریرة رضی الله عنه بهذاالحدیث علی ان النساء فی الجنة اکثر من الرجال کما اخرجه مسلم من طریق ابن سیرین عنه وهوواضح لکن یعارضه قوله ﷺ فی حدیث الکسوف المتقدم رأیتکن اکثر اهل النار ویجاب بانه لا یلزم من اکثریتهن فی النار نفی اکثریتهن فی الجنة……ویحتمل ان یکون ذلک فی اول الامر قبل خروج العصاة من النار بالشفاعة.

وفی عمدة القاری (۱۵/۱۵۲): فان قلت لیس فی الجنة عزب ولکل رجل زوجان فکیف یکون وصفهن بالقلة فی الجنة وبالکثرة فی النار قلت ذکرالحکیم الترمذی وغیره ان الاکثار بکون النساء اکثر اهل النار کان قبل الشفاعة فیهن فعلی کون زوجین لکل رجل یکن اکثر اهل الجنة.

وفیها ایضاً (۱۵/۱۵۵): (زوجتان) ای من نساء الدنیا ویؤید هذا ما رواه احمد من وجه اخر عن ابی هریرة مرفوعا فی صفة ادنی اهل الجنة منزلة وان له من حورالعین ثنتین وسبعین زوجة سوی ازواجه من الدنیا……(فان قلت)یعارضه قوله ﷺ فی حدیث الکسوف" رأیتکن اکثر اهل النار" (قلت) اجیب بانه لایلزم من اکثریتهن فی النارنفی اکثریتهن فی الجنة (فان قلت)یشکل علی هذا قوله ﷺفی الحدیث الاخر اطلعت فی الجنة فرأیت اقل ساکنیها النساء (قلت)قد ذکرنا فیما مضی عن قریب ان هذا کان قبل الشفاعة.

وفی شرح المسلم للنووی (۲/۳۷۹): قال القاضی ظاهر هذا الحدیث ان النساء اکثراهل الجنة وفی الحدیث الاخر انهن اکثراهل النار قال فیخرج من مجموع هذا ان النساء اکثر ولد ادم قال وهذا کله فی الآدمیات والا فقد جاء ان للواحد من اهل الجنة من الحور العدد الکثیر.

(۳۲۲) ''لانکاح بین العیدین'' کا مطلب

سوال……کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک روایت بیان کی جاتی ہے: لانکاح بین العیدین (دو عیدوں کے درمیان نکاح کرنا صحیح نہیں ہے)۔ اس روایت کا کیا مطلب ہے؟ بظاہر مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عیدالفطر وعیدالاضحیٰ کے درمیان نکاح نہیں کرنا چاہئے؟ کیا یہی مطلب ہے وضاحت فرمادیں۔

الجواب حامداومصلیاً……عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے درمیانی مہینوں میں نکاح اور زفاف دونوں بلاکراہت جائز ہیں بلکہ خود سید الانبیاء ﷺ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نے اپنی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شوال میں ہی نکاح فرمایا اور شوال میں ہی رخصتی ہوئی۔

اب رہا یہ معاملہ کہ لانکاح بین العیدین کا کیا مطلب ہے تو اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو عیدین سے مراد عید الفطر اور عید الضحیٰ نہیں بلکہ صلوٰۃ العید اور صلوٰۃ الجمعۃ مراد ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ واقعہ جزئیہ ہے یعنی جمعہ کے دن آپ ﷺ نماز عید سے فارغ ہوئے تو کسی نے نکاح پڑھانے کی درخواست کی۔ سردیوں کے دن تھے جس میں دن چھوٹے ہوتے ہیں اس موقع پر آپ نے فرمایا "لانکاح بین العیدین" کہ صلاۃ عید اور جمعہ کے درمیان نکاح نہیں اور یہ اس لئے فرمایا تاکہ جمعہ کا افضل وقت نکاح کی وجہ سے فوت نہ ہو جائے لہٰذا اس روایت سے عیدین کے درمیان شادی کے عدم جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

لمافی رد المحتار (۳/۸): قال فی البزازیة : والبناء والنکاح بین العیدین جائز وکرہ الزفاف والمختار انه لایکرہ لانه علیه الصلوة والسلام تزوج بالصدیقة فی شوال وبنی بھا فیه وتاویل قوله علیه الصلوة والسلام لانکاح بین العیدین ان صح انه علیه الصلوة والسلام رجع عن صلوة العید فی اکثر ایام الشتاء یوم الجمعة فقاله حتی لایفوته الرواح فی الوقت الافضل الی الجمعة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل مایتعلق بتحقیق الروایات﴾

(روایات کی تحقیق کے بیان میں)

(۳۲۳) ''اللھم اعز الاسلام باحد العمرین'' کی تحقیق

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر علماء سے سننے میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے یہ دعا فرمائی تھی اللھم اعزا لاسلام باحدالعمرین یہ حدیث کون سی کتاب میں ہے اور دعا کن الفاظ سے کی گئی؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں سوال میں ذکر کردہ الفاظ کے ساتھ اس روایت کو بے اصل کہا گیا ہے لیکن معنی کے لحاظ سے یہ روایت صحیح ہے کیونکہ اسی مضمون کی دوسری روایات صحیحہ موجود ہیں جن میں دعا کے الفاظ مختلف آئے ہیں ایک روایت میں **اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام اوبعمر بن الخطاب** جبکہ دوسری میں **اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب** کے الفاظ آئے ہیں۔

لمافی الموضوعات الکبیر (صـ۳۷): اللھم أید الاسلام باحدالعمرین لااصل له بھذا اللفظ ...... ومعنی الحدیث صحیح ثابت فقد رواہ.

وفی المشکوة (صـ۵۵۷): عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام اوبعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا النبی ﷺ ثم صلی فی المسجد ظاھرا.

وفی الجامع للترمذی (۲/ ۲۰۹): عن ابن عمر ان رسول اللهﷺ قال اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین الیک بابی جھل اوبعمر بن الخطاب قال وکان احبھما الیه عمر.

(۳۲۴) ''لولاک لماخلقت الافلاک'' کی تحقیق

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نہ ہوتے تو دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس کا وجود نہ ہوتا۔ اور استدلال **لولاک لما خلقت الافلاک** کی حدیث سے کرتا ہے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اور اس شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... مذکورہ حدیث الفاظ کے اعتبار سے موضوع ہے لیکن معنی کے اعتبار سے صحیح ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کماھو مصرح فی الموضوعات الکبیر (ص۱۰۱): لولاک لماخلقت الافلاک قال الصنعانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما مرفوعا اتانی جبریل فقال یامحمد لولاک ماخلقت الجنۃ ولولاک ماخلقت النار وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ماخلقت الدنیا.

(۳۲۵) "اختلاف العلماء رحمۃ" کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر ایک جملہ سننے میں آتا ہے کہ علماء کا اختلاف رحمت ہے۔ کیا یہ حدیث ہے یا کسی صحابی کا قول ہے یا تابعین میں سے کسی کا قول ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ حدیث کے الفاظ ہیں اگرچہ سنداً یہ حدیث ضعیف ہے۔

لمافی الموضوعات الکبیر (ص۲۶): اختلاف امتی رحمۃ زعم کثیر من الائمۃ انہ لااصل لہ لکن ذکرہ القرطبی فی غریب الحدیث مستطردا واشعر بان لہ اصلا عندہ وقال السیوطی اخرجہ نصر المقدسی فی الحجۃ والبیھقی فی الرسالۃ الشعریۃ بغیرسند واوردہ الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرھم ولعلہ خرج فی بعض کتب الحفاظ التی لم یصل الینا واللہ اعلم انتھی وقال الزرکشی اخرجہ نصر المقدسی فی کتاب الحجۃ مرفوعا.

وفی المقاصد الحسنۃ للسخاوی (ص۵۰): اختلاف امتی رحمۃ للناس ،وکثر السوال عنہ وزعم کثیر من الائمۃ انہ لااصل لہ لکن ذکرہ الخطابی فی غریب الحدیث مستطردا وقال اعترض علی ھذا الحدیث رجلان احدھما ماجن والاخر ملحد ....ثم تشاغل الخطابی برد ھذا الکلام، ولم یقع فی کلامہ شفاء فی عزو الحدیث،ولکنہ أشعر بان لہ اصلا عندہ.

(۳۲۶) "لوبغی جبل علی جبل لدک الباغی" کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حدیث **لوبغی جبل علی لدک الباغی** کتب حدیث میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو یہ روایت کس درجے کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ روایت کتب احادیث میں موجود ہے لیکن ضعیف ہے۔

لمافی المقاصد الحسنۃ (ص۳۴۵): حدیث لویبغی جبل علی جبل لدک الباغی،البخاری فی الادب المفرد حدثنا ابونعیم ....عن ابن عباس بہ موقوفا وھو عند البیھقی فی الشعب من طریق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاعمش عن ابن يحيى القتات به ورواه ابن مردوية عن طريق قطبة عن الاعمش به مرفوعا ومن طريق الثورى عن الاعمش موقوفا ،ورواه ابن المبارك في الزهد عن فطرعن ابى يحيى عن مجاهد مرسلا قال ابن ابى حاتم اختلف فيه على ابى يحيى القتات والموقوف اصح وفى الباب عن ابن عمر عند ابن مردوية،وعن انس عند ابن حبان في الضعفاء في ترجمة احمد بن الفضل وقال انه كان يضع الحديث.

وفي تذكرة الموضوعات على هامش الموضوعات الكبير (ص۹۹): لوبغى جبل على جبل لجعله الله دكا فيه احمد بن محمد بن الفضل كان يضع الحديث.

(۳۲۷)''اطلبوا العلم ولو بالصين'' کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ: ''اطلبوا العلم ولو بالصين (علم حاصل کرو چاہے چین جانا پڑے)'' یہ حدیث ہے یا کسی کا مقولہ ہے۔ اگر حدیث ہے تو ضعیف ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ روایت ضعیف ہے بلکہ بعض حضرات نے اس پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

لمافي المقاصد الحسنة للسخاوى (ص۸۳): اطلبوا العلم ولوبالصين البيهقي في الشعب والخطيب في الرحلة وغيرها وابن عبدالبر في جامع العلم والديلمى كلهم من حديث ابى عاتكة طريف بن سلمان وابن عبد البر وحده من حديث عبيد بن محمد عن ابن عيينة عن الزهرى كلاهما عن انس مرفوعا به وهوضعيف من وجهين بل قال ابن حبان انه باطل لااصل له وذكره ابن الجوزى في الموضوعات.

(۳۲۸) تحقیق روایت ''العلماء ورثة الانبياء''

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اردو کی کتاب میں ایک حدیث لکھی ہے کہ علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں۔ اس روایت کے عربی الفاظ معلوم نہیں ہورہے۔ آپ عربی الفاظ لکھ دیں اور اگر یہ روایت صحاح ستہ میں سے کسی کتاب میں موجود ہو تو اس کا حوالہ ذکر کردیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا ديناراولادرهما انماورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر. (ابن ماجة ص:۲۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهکذا فی سنن ابی داؤد (۲/۱۵۷)......وفی الجامع للترمذی (۲/۹۷)

(۳۲۹) یوم عاشوراء میں حدیث توسع (اہل وعیال پر فراوانی) کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عاشورا کے دن اپنے اہل وعیال پر فراوانی کی حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......عاشورا کے دن اہل وعیال پر فراوانی کی حدیث صحیح ہے اوراس پر عمل کرنا جائز ہے۔

لمافی المقاصد الحسنة (ص۴۲۷): [۱۱۹۳]حدیث :من وسع علی عیاله فی یوم عاشوراء وسع الله علیه السنة کلها،الطبرانی والبیهقی فی الشعب وفضائل الاوقات وابوالشیخ عن ابن مسعود ....وقال ان اسانیده کلها ضعیفة ولکن اذا ضم بعضها الی بعض افاد قوة،بل قال العراقی فی امالیه :لحدیث ابی هریرة طرق صحح بعضها ابن ناصر الحافظ.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۴۱۸): حدیث التوسعة علی العیال یوم عاشوراء صحیح.

وفی الشامیة : حدیث التوسعة وهو من وسع علی عیاله یوم عاشوراء وسع الله علیه السنة کلها قال جابر جربته اربعین عاما فلم یتخلف ....حدیث التوسعة ثابت صحیح کماقال الحافظ السیوطی فی الدرر.

(۳۳۰) تحقیق روایت "کنت کنز امخفیا الحدیث"

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جو حدیث قدسی بیان کی جاتی ہے "کنت کنز امخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف "یہ سنداً ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً ....صورت مسئولہ میں اس کا حدیث قدسی کے طور پر ثبوت تو درکنار سند ضعیف سے بھی آپ ﷺ سے ثابت نہیں ہے ہاں معنی کے اعتبار سے اس کے معنی صحیح ہیں اوراس آیت کے قریب ہیں:وماخلقت الجن والانس الالیعبدون ۝

لمافی المقاصدالحسنة للسخاوی (ص۳۳۲): کنت کنزا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بی فعرفونی قال ابن تیمیة :انه لیس من کلام النبیﷺ ولایعرف له سند صحیح ولاضعیف وتبعه الزرکشی وشیخنا.

وفی الموضوعات الکبیر (ص۹۳): کنت کنزا لااعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بی فعرفونی قال ابن تیمیة لیس من کلام النبیا ولایعرف له سند صحیح ولاضعیف وتبعه الزرکشی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

والعسقلانی لکن معناه صحیح مستفاد من قوله تعالی (وماخلقت الجن والانس الالیعبدون) ای لیعرفون کما فسره ابن عباس.

(۳۳۱) تحقیق روایت ''کنت نبیا وآدم بین الماء والطین''

سوال...... کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے ''کنت نبیا وآدم بین الماء والطین'' یہ صحیح سند سے ثابت ہے یا نہیں؟ کتب معتبرہ کے حوالہ جات سے مسئلہ واضح فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ تو ثابت نہیں لیکن دوسری روایات کے ہم معنی ہونے کی وجہ سے اس کے معنی صحیح ہیں۔

لمافی المقاصد الحسنة للسخاوی (ص۲۳۳): واماالذی علی الالسنة بلفظ کنت نبیا وآدم بین الماء والطین فلم نقف علیه بهذا اللفظ فضلا عن زیادة. وکنت نبیا ولاآدم ولاماء.

وفی الموضوعات الکبیر (ص۹۲): کنت نبیا وآدم بین الماء والطین قال السخاوی لم اقف علیه ...... وقال الزرکشی لااصل له بهذا اللفظ ولکن فی الترمذی متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد وفی صحیح ابن حبان والحاکم عن العرباض بن ساریة ان عندالله لمکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینه قال السیوطی وزاد العوام ولاماء ولاطین ولااصل له ایضا یعنی بحسب معناه والافهو صحیح باعتبار معناه لماتقدم.

(۳۳۲) تحقیق ''لهدم الکعبة حجراًحجراً أهون من قتل المسلم''

سوال کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیانِ عظام اس حدیث کے بارے میں جوزبانِ زدِعام ہے ''لهدم الکعبة حجراً حجرا أهون من قتل المسلم'' (کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا کسی مسلمان کاخون بہانے سے کم گناہ ہے) کیااس حدیث کی صحیح سند ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... یہ روایت باعتبارلفظ ضعیف اورمعناً صحیح ہے۔

لمافی المقاصدالحسنة (ص۳۴۴): لهدم الکعبة حجراحجرا اهون من قتل المسلم لکن لم اقف علیه بهذا اللفظ ولکن فی معناه ماعندالطبرانی فی الصغیر عن انس رفعه :من اذی مسلما بغیر حق فکانما هدم بیت الله ونحوه غیر واحد من الصحابة.

وفی الموضوعات الکبیر (ص۹۸): لهدم الکعبة حجراحجرا اهون من قتل المسلم قال السخاوی لم اقف بهذا اللفظ ولکن فی معناه ماعندالطبرانی فی الصغیر عن انس رضی الله عنه رفعه من اذی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسلم بغیر حق فکانما هدم بیت الله.

(۳۳۳) ”انامدینة العلم الخ“اس روایت کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا یہ روایت صحیح ہے ”ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انا مدینة العلم وابوبکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفها وعلی بابها “(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیواریں ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے دروازے ہیں)۔کیا یہ روایت ثابت ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں یہ ضعیف حدیث ہے یا صحیح؟ براہِ کرم مفصل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں مذکورہ روایت کے بارے میں علماء کرام نے کلام کیا ہے، اوراس کے اکثر الفاظ کوضعیف و رکیک قرار دیا ہے،لہٰذااس روایت کوحضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

لمافی المقاصد الحسنة(ص۱۱۵):عن ابن مسعود رفعه: أنا مدینة العلم، وابوبکر اساسها، وعمر حیطانها، وعثمان سقفها، وعلی بابها.

وعن انس مرفوعا، أنا مدینة العلم، وعلی بابها ومعاویة حلقتها، وبالجملة فکلها ضعیفة والفاظ اکثرها رکیلة.

وفی کشف الخفاء (۱/۲۰۳): انا مدینة العلم، وابوبکر اساسها، وعمر حیطانها، وعثمان سقفها وعلی بابها وروی الدیلمی بلا اسناد عن ابن مسعود رفعه.

وفی اللآلی المصنوعة فی الاحادیث (۱/۳۳۰): کان ابو سعد اسماعیل بن المثنی الاستراباذی یعظ بدمشق فقام الیه رجل، فقال ایها الشیخ ماتقول فی قول النبی صلی الله علیه وسلم أنا مدینة العلم وعلی بابها قال فاطرق لحظه ثم رفع رأسه قال نعم لا یعرف هذا الحدیث علی التمام الامن کان صدرا فی الاسلام. انما قال النبی صلی الله علیه وسلم انا مدینة العلم وابوبکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفها وعلی بابها قال فاستحسن الحاضرون ذلک وهو یردده ثم سالوه ان یخرج له اسناده فاغتنم ولم یخرجه لهم الخ.

(۳۳۴) حدیث ”الصلوة خلف عالم تقی “ کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگوں سے ایک روایت سنی ہے اس کی تحقیق مطلوب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔روایت یہ ہے کہ متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے جیسا کہ کسی نبی کی اقتداء میں نماز پڑھنا، کیا یہ روایت صحیح ہے؟ یا صرف لوگوں میں ہی مشہور ہے؟ براہ کرم جلد تحقیق کر کے بتائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..........صورت مسئول میں ذکر کردہ حدیث'' **من صلی خلف عالم تقیّ فکأنما صلی خلف نبیّ** '' (ترجمہ: جس شخص نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی گویا کہ اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی) محدثین نے اس حدیث کے بارے میں کلام کیا ہے۔بعض حضرات نے بے اصل کہا، علامہ زیلعیؒ نے نصب الرایہ میں اس حدیث کو غریب کہا اور بعض شواہد بھی نقل کئے ہیں۔اس وجہ سے اس حدیث کی کچھ نہ کچھ اصل ملتی ہے۔

لمافی المقاصد الحسنة للسخاویؒ(صـ ۳۱۱): وما وقع فی الهداية للحنفية بلفظ: من صلى خلف عالم تقيّ فكأنما صلى خلف نبيّ فلم أقف عليه بهذا اللفظ.

وفی الموضوعات الكبرى(صـ ۱۴۷): وكذا قول صاحب الهداية لقوله عليه السلام: من صلى خلف تقيّ فكأنما صلّى خلف نبيّ. غير معروف كما قال مخرّجه. وقال السخاوی: لم أقف عليه بهذا اللفظ.

وفيه فی مقام آخر(صـ ۲۳۵): حديث: من صلى خلف عالم تقيّ فكأنما صلّى خلف نبی. لا اصل له.

وفی نصب الراية(۲/۲۸): الحديث الحادی والستون: قال عليه السلام: من صلى خلف عالم تقيّ فكأنما صلى خلف نبيّ قلت غريب. وروى الطبرانی فی معجمه حدثنا محمد بن عثمان بن أبی شيبة...... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سرّكم أن تقبل صلوتكم فليؤمكم علماؤكم، فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين ربّكم، إنتهى. ورواه الحاكم فی المستدرك فی كتاب الفضائل، عن يحى بن يعلى به سندا ومتنا إلا انه قال: فليؤمكم خياركم، و سكت عنه. وروى الدار قطنی، ثم البيهقی فی سننهما الخ.

وفی البناية (۲/۳۱۳): لقوله عليه الصلاة والسلام "من صلى خلف عالم تقيّ فكأنما صلى خلف نبيّ" هذا الحديث غريب ليس فی كتب الحديث. لكن روى الطبرانی مافی معناه من حديث يزيد بن أبی زيد للعلوی قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن سركم ان تقبل صلاتكم فليؤمكم علماؤكم فإنهم فيما بينكم وبين ربّكم. رواه الحاكم فی مستدركه فی فضائل الأعمال عن يحى بن يعلى به سنداً ومتناً، إلا أنه قال فليؤمكم خياركم وسكت عنه و روى الدار قطنی ثم البيهقی فی سننهما عن إبن عمرؓ قال قال رسول اللهؐ اجعلوا أئمتكم خياركم فإنهم وفدكم فيما بينكم وبين الله تعالى، قال البيهقی إسناده ضعيف، وقال ابن القطان فيه الحسين بن نصير لا يعرف.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۳۵) السلطان المسلم ظل الله فی الارض کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل خطبوں میں پڑھا جاتا ہے "والسلطان المسلم ظل الله فی الارض من اهان سلطان الله فی الارض اهانه الله" یہ حدیث ہے یا کسی کا مقولہ ہے؟ اس کا خطبے میں پڑھنا کیسا ہے؟ کیا آپ ﷺ کے دور میں بھی اس طرح پڑھا جاتا تھا؟ اگر یہ حدیث ہے تو اب بھی اس کا حکم باقی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ الفاظ حدیث کے ہیں البتہ آپ ﷺ سے یا صحابہ کرام سے یہ الفاظ خطبہ میں پڑھنا ثابت نہیں ہے لیکن فقہاء نے خلفاء راشدین، حضرت حمزہ وعباس رضی اللہ عنہما کے ذکر کو مستحب لکھا ہے۔ بادشاہوں اور سلاطین کے لئے خطبہ میں دعا کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ عادل ہوں اگر عادل وصالح نہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔

لمافي الجامع الترمذی (۴۶/۲): حدثنا بزار ....عن زياد بن كسيب العدوی قال كنت مع ابی بكرة تحت منبر ابن عامر وهو يخطب .... فقال ابوبكرة اسكت سمعت رسول اللهﷺ يقول من اهان سلطان الله فی الارض اهانه الله هذا حديث حسن غريب.

وفی المقاصد الحسنة (صـ۱۲۳): [۲۰۷]حديث انماالسلطان ظل الله ورمحه فی الارض. ابو الشيخ والبيهقی والديلمی وعباس الترقفی وآخرون عن انس مرفوعا :اذامررت ببلدة ليس فيها سلطان فلاتدخلها،انماالسلطان،وذكره لفظ الآخرين،وفی لفظ للديلمی وابی نعيم وغيرهما من جهة قتادة عن انس مرفوعا :السلطان ظل الله ورمحه فی الارض،فمن نصحه ودعاله اهتدی،ومن دعاعليه ولم ينصحه ضل، وهماضعيفان لكن فی الباب عن ابی بكر وعمر وابن عمر وابی بكرة وابی هريرة وغيرها كمابينتهاواضحة فی جزء رفع الشكوك فی مفاخر الملوك.

وفی الدرالمختار (۱۴۹/۲): ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين لاالدعا للسلطان وجوزه القهستانی ،ويكره تحريما وصفه بماليس فيه.

وفی الشامية : واشار الشارح بقوله وجوز الی حمل قوله ثم يدعوا الخ علی الجواز لاالندب لانه حكم شرعی لابدله من دليل.

(۳۳۶) روایت "من ضرب اباه فاقتلوه ، العنكبوت شيطان فاقتلوه" کی تحقیق

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض روایات میں آتا ہے "من ضرب اباه فاقتلوه ،العنكبوت شيطان فاقتلوه" یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو پھر اس کا کیا مطلب ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً.........صورت مسئولہ میں "العنکبوت شیطان فاقتلوہ" والی روایت اگر صحیح تسلیم کرلی جائے پھر بھی "انھاجند من جنود اللہ" والی روایت سے یہ منسوخ ہے۔

اور" من ضرب اباہ فاقتلوہ " والی روایت مراسیل سعید بن میتب میں سے ہے جس پر بعض حضرات نے کلام کیا ہے اور اگر اسے بھی صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اسے مقتول اور مردہ کی طرح سمجھو۔

لمافی کنزالعمال (۱۵/ ۴۲)، وفی مراسیل ابی داؤد(ص ۲۰): عن یزید بن المرثد المرعی قال قال رسول اللہ ﷺ العنکبوت شیطان فاقتلوہ.

وفی مراسیل ابی داؤد (صـ۱۹)، کنزالعمال (۱۶/ ۴۸۱)، جامع الاحادیث الکبیر (۷/ ۲۷۰): عن سعید بن المسیب قال قال النبی ﷺ من ضرب اباہ فاقتلوہ.

وفی مقدمة مراسیل ابی داؤد (ص ۴): وفی التدریب تکلم الحاکم علی مراسیل سعید فقط دون سائر من ذکر معه.

وفی روح البیان (۳/ ۴۳۳): قال العلماء ویکفی للعنکبوت شرفا نسجها علی الغار ونهی النبی ﷺ یومئذ عن قتل العنکبوت ......واما قوله علیه السلام العنکبوت شیطان فاقتلوہ وفی لفظ العنکبوت شیطان مسخه اللہ فاقتلوہ فان صح فلعله صدر قبل الغار فهومنسوخ.

وفی مجمع بحار الانوار (۴/ ۲۱۱): من دعاالی امارة نفسه اوغیرہ من المسلمین فاقتلوہ ای اجعلوہ کالمقتول بان لاتقبلوا له قولا وکذا اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخرای اجعلوا دعوته واجعلوا کمن مات.

(۳۳۷) مؤمن کی شان کا بیان

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی شان بیت اللہ سے بھی زیادہ ہے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ بھی اس میں شامل ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ بات صحیح ہے کہ مومن کی شان وعزت بیت اللہ سے زیادہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کی شان وعزت نہ صرف بیت اللہ بلکہ دنیا کی ہر چیز سے زیادہ ہے۔یہاں تک کہ آپ کے جسم اطہر کے ساتھ لگنے والی مٹی عرش وکرسی سے افضل ہے۔

لمافی الجامع للترمذی (۲/ ۲۳): ونظر ابن عمر یوماالی البیت اوالی الکعبة فقال ماعظمک واعظم حرمتک والمومن اعظم حرمة اللہ منک.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهكذا في الترغيب والترهيب (۳/۱۶۹)

وفيها ايضا (۳/۲۰۱): عن عبدالله بن عمرو قال :رأيت رسول الله ﷺ يطوف بالكعبة ويقول ماطيبك وماطيب ريحك، ماعظمك وما اعظم حرمتك والذي نفس محمد بيده لحرمة المؤمن عندالله اعظم من حرمتك.

وفي المرقات (۱۰/۶): وعن عبدالله بن عدى بن حمرا قال رأيت رسول الله ﷺ واقفا على الحزورة فقال والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله ولولا اني أخرجت منك ماخرجت ....فيه تصريح بان مكة افضل من المدينة كماعليه الجمهور الاالبقعة التي ضمت اعضاء ه عليه الصلوة والسلام فانها افضل من مكة بل من الكعبة بل من العرش اجماعا.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۶۲۶): ومكة افضل منها على الراجح الاماضم اعضاء ه عليه الصلوة والسلام فانه افضل مطلقا حتى من الكعبة والعرش والكرسي.

وفي الشامية: .... والخلاف فيماعدا موضع القبر المقدس فماضم اعضاء ه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع.

(۳۳۸) سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا گیا کا حدیث سے ثبوت، نور اور بشر میں افضل کون

سوال.....کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔ کیا کسی حدیث سے ایسا ثابت ہے؟ نیز نور اور بشر میں فضیلت کس کو حاصل ہے نور کو یا بشر کو؟ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً.....تفسیر روح البیان میں ”قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین“ الایۃ کے ذیل میں یہ روایت نقل کی ہے:

”روى عن النبي ﷺ انه قال كنت نوراً بين يدى ربي قبل خلق ادم باربعة عشر الف عام وكان يسبح ذلك النور وتسبح الملائكة بتسبيحه فلما خلق الله ادم القى ذلك النور في صلبه“(۲/ ۳۷۰)

”نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے میں اپنے رب کے سامنے نور (کی صورت) تھا اور فرشتوں کی تسبیح اس نور کی تسبیح کے مطابق تھی۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نور کو ان کی صلب (حقیقت) میں شامل کر دیا“

اسی طرح حضرت تھانویؒ نے اپنی کتاب ”نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ“ کی پہلی فصل میں جو نور محمدی کے عنوان سے قائم ہے، ان روایات کو جمع کیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نور سے پیدا ہوئے لیکن حضرت تھانویؒ نے ان روایات کی شرح میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لکھا ہے کہ اس نور سے مراد ''روح'' ہے، اسی طرح ان روایات سے آپ کا باطنی اعتبار سے نور ہونا معلوم ہوتا ہے کہ آپ باطنی اعتبار سے نور تھے کیونکہ آپ ''هادی للامة'' تھے، البتہ ظاہری اعتبار سے بشر ہی تھے۔

جس پر بے شمار نصوص قرآنیہ اور احادیث دال ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کو نور کہہ کر آپ کی بشریت کی نفی کرنا یہ قرآن وسنت کے خلاف ہے، چنانچہ بطور نمونہ ہم چند ایک آیات اور احادیث آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کتاب وشریعت کے عطافرمانے کا ضابطہ بیان کررہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

ماكان لبشر ان يُؤتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتابَ والْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ. (ال عمران: ۷۹)

(ترجمہ: کسی بشر سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت عطافرمائیں، پھر وہ لوگوں سے یوں کہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ لیکن وہ یہ کہے گا کہ تم اللہ والے ہوجاؤ، اس وجہ سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس وجہ سے کہ تم پڑھتے ہو۔)

یہاں پر اس بات کو بھی بیان کیا جارہا ہے کہ کتاب، حکمت اور نبوت بشر ہی کو ملا کرتی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ پر اس سے بھی زیادہ صراحت فرمائی جب کفار کہنے لگے کہ ہم میں سے کسی بشر کو رسول کیوں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی تو قادر تھے کہ فرشتوں میں سے کسی کو رسول بنا کر بھیج دیتے، تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ضابطہ بیان فرمایا کہ ہم جیسی مخلوق ہو ویسا ہی رسول بھی ان کی طرف بھیجا کرتے ہیں چنانچہ فرمایا:

قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُوْلًا (بنی اسرائیل: ۹۵)

(ترجمہ: آپ فرمادیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو اطمینان سے چلتے پھرتے تو ضرور یہ بات ہوتی کہ ہم ان پر فرشتوں کو رسول بنا کر اتار دیتے)

ایک دوسری جگہ جب لوگوں نے انبیاء کی طرف طرح طرح کی باتیں منسوب کرنا شروع کردیں تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے مشترکہ جواب کا ذکر فرمایا کہ انبیاء نے اس کے جواب میں کیا فرمایا؟

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (ابراهيم: ۱۱)

(ترجمہ: ان رسولوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور ہمارے بس کی یہ بات نہیں کہ ہم تمہارے سامنے کوئی معجزہ اللہ کے حکم کے بغیر لاسکیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔)

ایک اور جگہ پر کفار کے ایمان نہ لانے کے عذر غیر معقول کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ومامَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا. (بنی اسرائیل: ۹۴)

(ترجمہ: اور لوگوں کو ایمان قبول کرنے سے صرف اس بات نے روکا کہ جب ان کے پاس ہدایت آئی تو صرف یہی بات کہنے لگے کہ کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ نے بشر کو رسول بنایا ہے)

اسی طرح جب کفار نے انبیاء کے ہاتھ پر معجزات کی شکل میں عجائبات قدرت کا مشاہدہ کیا تو انہوں نے انبیاء کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرنی شروع کردیں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ الایة (الکھف: ۱۱۰)

(ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ میں تو بشر ہی ہوں تمہارے جیسا میری طرف یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے)

یہ تو چند نمونے آیات کے تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی بشریت کو بیان فرمایا اس کے علاوہ احادیث میں بھی خود آپ ﷺ کی صراحت موجود ہے کہ آپ ظاہری اعتبار سے بشر ہی تھے چنانچہ "بخاری شریف" (۳۳۲/۱) پر یہ روایت موجود ہے۔

حدثنی عروة ابن زبیر ان زینب بنت ام سلمة اخبرته ان ام سلمة زوج النبی ﷺ اخبرتها عن رسول اللہ ﷺ انہ سمع خصومة بباب حجرته فخرج الیھم فقال انما انا بشر وانہ یاتینی الخصم فلعل بعضکم ان یکون ابلغ من بعض فاحسب انہ قد صدق واقضی لہ بذلک فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ھی قطعة من النار فلیاخذھا او فلیترکھا.

یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے بارے میں بتلاتی ہیں کہ آپ نے حجرے کے دروازے پر جھگڑے کی آواز سنی آپ ان کی طرف نکلے اور ان سے فرمایا (یعنی فیصلہ کے وقت) کہ میں بشر ہوں اور میرے پاس جھگڑنے کے بعد لوگ آتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ایک فریق دوسرے سے زیادہ اپنی بات کو واضح انداز میں بیان کرسکے اور میں اس کو سچا سمجھ کر اس کیلئے فیصلہ کردوں، پس جس کے لئے میں دوسرے کے حق کا فیصلہ کروں تو یہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے چاہے تو وہ لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

اب اس صراحت کے بعد بھی اگر کوئی آپ ﷺ سے بشریت کی نفی کرے کہ جب قرآن وسنت میں بالکل واضح اور صاف الفاظ سے بشریت کو بیان کردیا تو ایسے شخص کیلئے صرف دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ھدایت عطا فرمادیں۔ امین

۲۔ نور اور بشر میں افضل کون ہے؟ تو اگر نور سے مراد فرشتے ہیں کہ فرشتوں اور انسانوں میں افضل کون ہے؟ تو ملا علی قاریؒ نے نقل کیا ہے کہ خواص فرشتے عام اولیاء، اور علماء سے افضل ہیں اور عام فرشتے عام مومنین سے افضل ہیں البتہ انبیاء کو عام وخاص دونوں طرح کے فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے، اسی طرح علماء اولیاء کو عام فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے۔

اور اگر مطلق نور اور بشر مراد ہو کہ ان میں کون افضل ہے تو علی الاطلاق بشر ہی کو افضلیت حاصل ہے اس صورت میں یہ صرف نور سے ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات سے افضل ہے یہی وجہ ہے کہ اسے اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے، جس کے کئی ایک قرائن ہیں، بشر کی تخلیق کے بعد فرشتوں سے سجدہ کروانا، فرشتوں کے سامنے اس کا امتحان اور اس کی تمام پر فوقیت، اللہ تعالیٰ کا اسے اپنا خلیفہ بنانا اور خلافت والی فضیلت ایسی ہے کہ اگر بشر کی کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو یہ تنہا اس کی ساری مخلوقات پر فضیلت کے لئے کافی تھی۔

لما فی التفسیر الکبیر (۱۹۴/۶): قال تعالی "قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین" وفیہ اقوال الاول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ان المراد بالنور محمد وبالكتاب القرآن والثاني ان المراد بالنور الاسلام وبالكتاب القرآن الثالث النور والكتاب هوالقرآن وهذاضعيف لان العطف يوجب المغايرة بين المعطوف والمعطوف عليه وتسمية محمد والاسلام والقرآن بالنور ظاهرة لان النور الظاهر هوا لذى يتقوى به البصر على ادراک الاشياء الظاهرة والنور الباطن ايضا هو الذى تتقوى به البصيرة على ادراک الحقائق والمعقولات.

وفى جامع العقائد (صـ ۳۶۹): منها تفضيل الملائكة فخواصهم افضل بعد الانبياء عليه السلام من عموم الاولياء والعلماء رحمهم الله وافضلهم جبرائيل عليه السلام كما فى حديث رواه الطبرانى وعامة الملائكة افضل من عامة المومنين لكونهم مجرمين والملائكة معصومون.

هكذا فى شرح فقه الاكبر (صـ ۱۱۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿باب مایتعلق بالصحابة﴾

(صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعلق سوالات)

(۳۳۹) مرض الوفات میں نمازیں کس نے اور کتنی پڑھائیں؟

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آپ ﷺ کے مرض الوفات میں صحابہ کو نماز کون پڑھاتا رہا اور کتنی نمازیں ایسی تھیں کہ بیماری کی وجہ سے آپ نماز پڑھانے نہ آسکے اور دوسرے کسی صحابی نے وہ نمازیں پڑھائیں؟

الجواب حامداًومصلیا......حضور ﷺ کے مرض الوفات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کو نماز پڑھاتے رہے اور آپ نے نبی کریم ﷺ کی بیماری کے ایام میں صحابہ کو سترہ نمازیں پڑھائیں۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/۹۳): حدثنا اسحاق بن نصر قال ثنا..........عن ابی موسی قال مرض النبی ﷺ فاشتد مرضه فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس.......... فاتاه الرسول فصلی بالناس فی حیاة النبی ﷺ.

وفی فیض الباری (۲/۲۰۵): فقال البیهقی انه لم یشهد سبع عشر صلوات احداهاعشاء یوم الخمیس واخری فجر یوم الاثنین .

وفی البدایة والنهایة (۵/۲۰۷): وقال الزهری عن ابی بکر عن ابی سبرة ان ابابکر صلی بهم سبع عشرة صلاة.

(۳۴۰) حضور ﷺ نے نماز میں کن کن صحابہ کی اقتدا کی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن صحابہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیا......ہر نبی نے اپنی اپنی امت میں سے کسی نہ کسی نیک آدمی کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے **کمافی روایة ابن سعد نقلها العلامة شیخ الاسلام شبیر احمد العثمانی رحمه الله فی الفتح (۳/۲۷).**

چنانچہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے بھی دو صحابہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی ہے، البتہ دونوں موقع پر آپ علیہ السلام مسبوق تھے، ایک حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ۹ھ بروز جمعرات غزوہ تبوک سے واپسی کے موقع پر فجر کی دوسری رکعت ادا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائی۔اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں مرض الوفات کے موقع پر فجر کی دوسری رکعت ادا فرمائی۔

لمافی فتح الباری(۲/۱۳۹): وتعقب بصلاته ﷺ عبدالرحمن بن عوف وهو ثابت بلاخلاف وصح ايضا انه صلى خلف ابى بكر.

وفى سنن ابى داؤد(۱/۲۰): ان عروة بن المغيرة بن شعبة اخبره انه سمع اباه المغيرة يقول عدل رسول الله ﷺ وانا معه فى غزوة تبوك قبل الفجر فعدلت معه فاناخ النبى ﷺ فتبرز ثم جاء فسكبت على يده من الاداوة فغسل كفيه ثم غسل وجهه ثم حسر عن ذراعيه فضاق كما جبته فادخل يديه...... حتى نجد الناس فى الصلوة قد قدموا عبدالرحمن بن عوف فصلى بهم حين كان وقت الصلوة ووجدنا عبدالرحمن وقدركع بهم ركعة من صلوة الفجر، فقام رسول الله ﷺ فصفّ مع المسلمين فصلى وراء عبدالرحمن بن عوف الركعة الثانية ثم سلم عبدالرحمن فقام النبى ﷺ فى صلوته ففزع المسلمون فاكثروا التسبيح لانهم سبقوا النبى ﷺ بالصلوة فلما سلّم رسول الله ﷺ قال لهم قد اصبتم اوقد احسنتم.

وفى فتح البارى(۲/۱۳۳): وبهذا يجاب عن الفرق بين المقامين حيث امتنع ابوبكر هنا ان يستمرّ اماما وحيث استمرّ فى مرض موته ﷺ حين صلى خلفه الركعة الثانية من الصبح كما صرّح به موسى بن عقبة فى المغازى، فكانه لمّا ان مضى معظم الصلاة حسن الاستمرار ولما ان لم يمض منها الا اليسير لم يستمر، وكذا وقع لعبدالرحمن بن عوف حيث صلّى النبى ﷺ خلفه الركعة الثانية من الصبح فانه استمر فى صلاته اماما لهذا لمعنى.

وفى فتح الملهم(۳/۲۷): وفى رواية ابن سعد فصلينا الركعة التى ادركنا، وقضينا التى سبقتنا، فقال ﷺ حين صلى خلف عبدالرحمن: "ماقبض نبى قط حتى صلى خلف رجل صالح من امته"

وفى بذل المجهود(۱/۸۹): وغزوة تبوك هى آخر ماغزاها رسول الله ﷺ بنفسه خرج اليها فى رجب سنة تسع يوم الخميس.

(۳۴۱) حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما پر سب وشتم کرنے والے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے۔اب اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اس سے یہ شخص کافر ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ایسا شخص گمراہ اور فاسق ہے۔اس کو فوراً اس عمل سے توبہ کرنا چاہئے البتہ اس سے وہ کافر نہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگا۔

لمافی الشامیة (۴/۷۲): فی الخلاصة ان سب الختنین لیس بکفر والمراد بالختنین عثمان وعلی رضی اللہ عنهما.

وفیها ایضا (۴/۲۳۷): فی فتح القدیر ان الخوارج الذین یستحلون دماء المسلمین واموالهم ویکفرون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحدیث حکم البغاة .... ولاتقبل شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق .... وقال الزیلعی أویظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون.

(۳۴۲) صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں یا نہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم معیار حق ہیں یا نہیں؟ اگر معیار حق ہیں تو جولوگ اس کا انکار کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیار حق ہیں یعنی ان کے اقوال وافعال حق وباطل کی کسوٹی ہیں۔ان حضرات نے جو کچھ فرمایا اور جو دینی کام کئے وہ ہمارے لئے مشعل راہ اور ذریعہ نجات وفلاح ہے اور جولوگ اس کا انکار کرتے ہیں وہ فاسق وفاجر ہیں اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔

لمافی قوله تعالی (التوبة:۱۰۰): والسبقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه الایة

(البقرة : ۵): اولئک علی هدی من ربهم وأولئک هم المفلحون ○

(الحجرات : ۷): اولئک هم الراشدون ○

(البینة : ۸): رضی اللہ عنهم ورضوا عنه الایة

وفی المشکوة (ص۳۰): عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لیأتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل ... وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق امتی علی ثلث وسبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة قالوا من هی یارسول اللہ قال مااناعلیه واصحابی .

وفیهاایضا (ص۳۲): عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لاتؤمن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا ....وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفيها ايضا (صـ۵۵۴): عن عمر بن الخطاب قال سمعت رسول الله ﷺ يقول سألت ربي عن اختلاف اصحابي من بعدي فاوحي الي يامحمد ان اصحابک عندي بمنزلة النجوم في السماء بعضهااقوي من بعض ولكل نور فمن اخذبشئ مما هم عليه من اختلافهم فهو عندي على هدى قال وقال رسول الله ﷺ اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم.

وفيها ايضا (صـ۵۶۰): عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ اني لاادري مابقائي فيكم فاقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر .

(۳۴۳) کیا حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی تھی یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی بلکہ اسی وقت شام چلے گئے تھے اور وہاں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال فرماگئے۔

لمافي الصحيح للبخاري (۱/۵۱۸): فاخذ عمر بيده فبايعه وبايعه الناس فقال قائل قتلتم سعد بن عبادة قال عمر قتله الله.

وعلى هامشه : قوله قتلم سعد اى كدتم تقتلونه وقيل هو كناية عن الاعراض والخذلان .وقوله قتله الله اخبار عماقدرالله من اهماله وعدم صيرورته خليفة او ادعاء عليه لتخلفه عن بيعة الصديق وروى انه خرج بعد تخلفه الى الشام ومات بها في خلافة عمر ....فتح ومجمع البحار .

وفي البداية والنهاية (۷/۳۴): وقد ذكره ابو عمر بن عبدالبر ماذكره غير واحد من علماء التاريخ انه (سعد بن عبادة "ناقل ") تخلف عن بيعة الصديق حتى خرج الى الشام فمات بقرية من حوران ...... قال وقيل في اول خلافة عمر .

(۳۴۴) سیف اللہ کا لقب

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سیف اللہ سابقہ امتوں میں اور اس امت میں کتنے گزرے ہیں جن کو انبیاء علیہم السلام نے یہ لقب دیا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً......سابقہ امتوں کے بارے میں تو معلوم نہ ہوسکا البتہ اس امت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سیف من سیوف اللہ فرمایا تھا۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/ ۵۳۱): عن انس ان النبیﷺ نعی زیداوجعفر وابن رواحة للناس قبل ان یاتیهم خبرهم فقال اخذ الرایة زید فاصیب ثم اخذها جعفر فاصیب ثم اخذ ابن رواحة فاصیب وعیناه تذرفان حتی اخذ سیف من سیوف الله حتی فتح الله علیهم.

وفی عمدة القاری تحت هذه الروایة (۱۶/ ۲۴۵): واراد بسیف خالد بن ولید ومن یومئذ سمی سیف الله وقد اخرج ابن حبان والحاکم من حدیث عبدالله بن ابی اوفی قال قال رسول اللهﷺ لاتؤذوا خالدا فانه سیف من سیوف الله صبه الله تعالی علی الکفار.

(۳۴۵) عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ ﷺ کے نام

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشرہ مبشرہ میں کون کون سے صحابہ شامل ہیں۔ان کے نام تحریر کریں اور اگر ان کے بارے میں کوئی روایت ہو تو وہ بھی بحوالہ تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... عشرہ مبشرہ کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۵) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (۶) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (۷) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۹) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

لمافی الجامع للترمذی (۲/ ۲۱۵): حدثنا صالح بن مسمار ....ان سعید بن زید حدثه فی نفر ان رسول اللهﷺ قال عشرة فی الجنة ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعلی فی الجنة وعثمان فی الجنة والزبیر وطلحة وعبدالرحمن وابوعبیدة وسعد بن ابی وقاص قال فعد هؤلاء التسعة وسکت عن العاشر فقال القوم ننشدک بالله یااباالاعور من العاشر قال نشدتمونی بالله ابوالاعور فی الجنة قال هوسعید بن زید بن عمروبن نفیل.

وهکذا بتغیر یسیر فی ابن ماجة (ص:۱۳)

(۳۴۶) حضرت معاویہ ﷺ کا کاتب وحی ہونا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضرت معاویہ ﷺ کاتب وحی تھے اور جن روایات سے ان کا کاتب وحی ہونا ثابت ہے انہیں تحریر کریں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً...... حدیث اورتاریخ کی متعدد روایات سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہوتا ہے نمونہ کے طور پر چند ایک درج ذیل ہیں:

لمافی الصحیح لمسلم (۲/۳۰۳): حدثنی ابن عباس قال کان المسلمون لاینظرون الی ابی سفین ولایقاعدونه فقال للنبی ﷺ یانبی الله ثلاث اعطنیهن قال نعم قال عندی احسن العرب واجمله ام حبیبة بنت ابی سفین ازوجکها قال نعم قال ومعاویة تجعله کاتبابین یداک قال نعم ...

وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی (ص۱۹۴): معاویة بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیة اسلم هو وابوه یوم فتح مکة وکان احد الکتاب لرسول الله ﷺ.

وفی البدایة والنهایة (۸/۱۲۰): وهو معاویة بن ابی سفیان صخر بن حرب ......خال المومنین وکاتب وحی رسول رب العالمین ...قال معاویة :ولقد دخل علی رسول الله ﷺ مکة فی عمرة القضاء وانی لمصدق به ثم لمادخل عام الفتح اظهرت اسلامی فجئته فرحب بی،وکتبت بین یدیه.

(۳۴۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا باب خیبرکو اکیلے اکھاڑ دینا

سوال... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل یہ جومشہور ہے کہ غزوہ خیبر میں باب خیبر جس کو کئی آدمی نہیں کھینچ سکتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اکیلے اکھاڑ پھینکا تھا۔کیا یہ بات صحیح ہے؟اگرصحیح ہے تو چند ایک حوالہ جات بھی تحریر کریں۔

الجواب حامداًومصلیاً... صورت مسئولہ میں مذکور واقعہ ثابت و صحیح ہے چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

فی تاریخ الطبری (۳۰۱/۲) عن ابی رافع مولی رسول الله ﷺ قال خرجنا مع علی ابن ابی طالب حین بعثه رسول الله ﷺ برایته فلمادنا من الحصن خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من الیهود فطرح ترسه من یده فتناول علی ... بابا کان عندالحصن فترس به عن نفسه فلم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علیه ثم القاه من یده حین فرغ فلقد رایتنی فی نفر سبعة انامنهم نجهد علی ان نقلب ذلک الباب فمانقلبه.

وهکذا نقل عن ابی رافع فی سیر اعلام النبلاء (۲/۲۱۸)،وفی کتاب المغازی للواقدی (۲/۶۵۵)

(۳۴۸)''صلوٰۃ وسلام''اور''ترضی'' کا استعمال

سوال..... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صحابہ کے نام کے ساتھ''علیہ السلام''اور علماء ومشائخ کے نام کے ساتھ''رضی اللہ عنہ'' کہنا جائز ہے یانہیں؟قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ''صلوٰۃ وسلام'' انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا انبیاء کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں انبیاء کے ساتھ کسی کا نام آ گیا اور اصلاً صلوٰۃ وسلام انبیاء کے لئے کہا اور تابع ہونے کی وجہ سے وہ بھی شامل ہوگیا تو کوئی حرج نہیں۔

اور مستحب یہ ہے کہ صحابہ کے نام کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' اور صحابہ کے مابعد والوں کے ساتھ ''رحمہ اللہ'' کہا جائے لیکن اگر اس کے خلاف کردیا کہ صحابہ کے ساتھ رحمہ اللہ اور بعد والوں کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہہ دیا تو بھی جائز ہے البتہ افضل پہلی صورت ہے۔

لمافی الاذکار للنووی (ص۱۰۸): اجمعوا علی الصّلاۃ علی نبینا محمد ﷺ وکذلک من یعتد به علی جوازها واستحبابها علی سائر الانبیاء والملائکة استقلالا واما غیر الانبیاء فالجمهور علی انه لایصلی علیهم ابتداء ......فقال بعض اصحابنا :هو حرام وقال اکثرهم مکروه کراهة تنزیه .... والصحیح الذی علیه الاکثر انه مکروه کراهة تنزیه ..... ویستحب الترضی والترحم علی الصحابة والتابعین فمن بعدهم من العلماء وسائر الانبیاء فیقال رضی الله عنه اورحمه الله ونحوذلک.

وفی الدرالمختار (۷۵۳/۶) : ولایصلی علی غیر الانبیاء ولاغیر الملائکة الابطریق التبع ....ویستحب الترضی للصحابة .....والترحم للتابعین ومن بعدهم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز عکسه الترحم للصحابة والترضی للتابعین ومن بعدهم علی الراجح ذکره الکرمانی وقال الزیلعی الاولی ان یدعوا للصحابة بالترضی وللتابعین بالرحمة .

(۳۴۹) خلفاء راشدین ﷺ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرات خلفاء راشدین ؓ کی نماز جنازہ کن کن حضرات نے پڑھائی تھی۔ بحوالہ نقل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..........صورت مسئولہ میں حضرات خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی نماز جنازہ حضرت عمر ؓ نے، حضرت عمر فاروق ؓ کی نماز جنازہ حضرت صہیب ؓ نے، حضرت عثمان ؓ کی نماز جنازہ حضرت زبیر ؓ نے اور حضرت علی ؓ کی نماز جنازہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے پڑھائی۔

لمافی تاریخ الخلفاء للسیوطی (ص...): اخرج ابن سعد عن سعید بن المسیب ان عمر صلی علی ابی بکر بین القبر والمنبر وکبر علیه اربعا

وفیها ایضا (ص۱۲۲): اصیب عمر یوم الاربعاء لاربع بقین من ذی الحجة ...... وصلی علیه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صهيب في المسجد.

وفيها ايضا (صـ١٦٢): وكان قتل عثمان رضي الله عنه في اوسط ايام التشريق من سنة خمس وثلاثين .... قال قتادة صلى عليه الزبير ودفنه وكان اوصى بذلك اليه .

وفيها ايضاً (صـ١٧٥): فخرج على من الباب ينادى :ايها الناس الصلاة الصلاة .... وغسله الحسن والحسين وعبدالله بن جعفر وصلى عليه الحسن.

(۳۵۰) حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے لقب ''طیار'' کی وجہ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا لقب ''طیار'' ہے۔اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضرت جعفر صادق صحابی نہیں بلکہ تابعین میں سے ہیں اوران کا لقب طیار نہیں ہے بلکہ جن صحابی کا لقب طیار ہے وہ حضرت جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہیں اوران کے لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ غزوہ موتہ میں شریک تھے۔ان کے دونوں بازو کٹ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بازوؤں کے بدلے انہیں دو پر عنایت فرمائیں ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں اس وجہ سے آپ کا لقب طیار پڑ گیا۔

لمافي عمدة القاري (١٧/ ٢٧٠): عن عامر قال كان ابن عمر اذاحيا ابن جعفر قال السلام عليك يا ابن ذى الجناحين .... وانما لقب بذلك لانه لماقطعت يداه يوم موته جعل الله له جناحين يطير بهما في الجنة وعن النبي ﷺ رأيت جعفر يطير في الجنة مع الملائكة ولقب بالطيار ايضا .

في تهذيب التهذيب (٢/ ٥٤٦): الصادق هو جعفربن محمد بن على بن الحسين .

(۳۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر کیا تھی؟اس میں مختلف اقوال ذکر کئے جاتے ہیں۔ان سب میں راجح قول کون سا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں راجح قول کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح کے وقت عمر چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔

لمافي الصحيح للبخاري (٢/ ٧٧٥): حدثنا قبيصة ......عن عروة تزوج النبي ﷺ عائشة وهي ابنة ست وبنى بها وهي ابنة تسع ومكثت عنده تسعا .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الاصابة فی تمییز الصحابة (۸/ ۲۳۱): فقد ثبت فی الصحیح ان النبی ﷺ تزوجها وهی بنت ست وقیل سبع ویجمع بانها کانت اکملت السادسة ودخلت فی السابعة ودخل بها وهی بنت تسع وکان دخوله بها فی شوال فی السنة الاولی.

(۳۵۲) کیا حضرت فاطمہ وحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما میں کوئی اختلاف تھا؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ واقعہ فدک کے بعد حضرت فاطمہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا تھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد مرتے دم تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کی۔ اس واقعہ کی حقیقت بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیا......صورت مسئولہ میں واقعہ فدک کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں ہوا تھا بلکہ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فدک کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کی میراث ہے اور انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا واپس چلی گئیں۔

اور روایت میں "**فهجرت**" کے الفاظ آئے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے یہ مطالبہ دوبارہ مرتے دم تک نہ کیا، نہ کہ آپ اس کی وجہ سے ناراض ہوگئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کی ناراضگی کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ ناراضگی کا پتہ اس وقت چلتا جب ان دونوں کی کہیں ملاقات ہوتی اور وہ پہلے آپس میں بات چیت کر رہے ہوتے کہ اس کے بعد انہوں نے بات چیت ترک کردی ہو۔ وہ کوئی آج کا دور نہیں تھا بلکہ خیر القرون کا دور تھا جس میں عورتیں بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلا کرتی تھیں لہٰذا وہ ضرورت کی وجہ سے حضرت ابوبکر کے پاس آئیں اور دوبارہ ضرورت نہیں تھی اس لئے دوبارہ کبھی نہیں آئیں۔

اور پھر حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عرصہ ہی کتنا زندہ رہیں صرف چھ ماہ اور بعض روایات میں چار اور دو ماہ کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اگر چھ ماہ بھی ہو تو حضور ﷺ کے وصال کے کچھ عرصہ تک تو اس کا خیال ہی نہ آیا ہوگا کیونکہ آپ کا وصال صحابہ پر نہایت شاق گزرا۔ اس کے بعد بھی چھ مہینے کا عرصہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر ناراض تو اس وقت ہوا جاتا جب یہ فدک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق ہوتا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو نہ دیتے اور خود استعمال کرتے حالانکہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خرچ کر رہے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی خرچ کر رہے تھے پھر ناراض ہونے کی تو کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔

حاصل یہ کہ اس واقعہ کو اہل تشیع کی طرف سے خواہ مخواہ اچھالا گیا تا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کیا جاسکے حالانکہ اگر بالفرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ صحیح نہ تھا تو دوسرے صحابہ تو موجود تھے اور سب سے بڑھ کر خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں حضرت زید بن الحسین بن علی کا بیان ہے کہ "اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جگہ میں ہوتا تو یہی فیصلہ کرتا جو فیصلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا"۔

نیز اہل تشیع نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کے لئے اس واقعہ کو اچھالا حالانکہ جس طرح یہ لوگ بیان کرتے ہیں اگر تسلیم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ لیکن تو روایت میں "فھجرت" کے الفاظ آئے ہیں جس کا مطلب ان کے بقول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا اور بات نہیں کی تو اس کا نتیجہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر طعن نکلتا ہے نہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اس لئے کہ "ھجران" حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے پایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

لمافی السنن الکبری للبیھقی (۶/ ۳۰۱): اخبرنا ابو عبداللہ ... عن الشعبی قال لمامرضت فاطمة رضی اللہ عنہا اتاھا ابوبکر رضی اللہ عنہ فاستأذن علیھا فقال علی ص یافاطمة ھذا ابوبکر یستأذن علیک فقالت اتحب ان اذن له قال نعم فدخل علیھا یترضاھا وقال واللہ ماترکت الدار والمال والاھل والعشیرة الاابتغاء مرضاة اللہ ورسوله ومرضاتکم اھل البیت ثم ترضاہ حتی رضیت.

وفیھا ایضا (صـ۳۰۲): اخبرنا ابوعبداللہ الحافظ .... قال زید بن علی بن الحسین بن علی اماانا فلو کنت مکان ابی بکر رضی اللہ عنہ لحکمت بمثل ماحکم به ابوبکر رضی اللہ عنه فی فدک.

وفی الاصابة (۸/ ۲۶۶): وقدثبت فی الصحیح عن عائشة ان فاطمة عاشت بعد النبی ﷺ ستة اشھر وقال الواقدی وھو ثبت :وروی الحمیدی عن سفیان عن عمرو بن دینار انھا بقیت بعدہ ثلاثة اشھر وقال غیرہ :بعدہ اربعة اشھر وقیل شھرین .

وفی عمدة القاری (۱۵/ ۲۰): قال المھلب انماکان ھجرھا انقباضا عن لقائه وترک مواصلته ولیس ھذا من الھجران المحرم واماالمحرم من ذلک ان یلتقیا فلایسلم احدھما علی صاحبه ولم یرو واحد انھما التقیا وامتنعا من التسلیم ولوفعلا ذلک لم یکونا متھاجرین الاتکون النفوس مظھرة للعداوة والھجران وانما لازمت بیتھا فعبرا الراوی عن ذلک بالھجران وقد ذکر فی کتاب الخمس تالیف ابی حفص بن شاھین عن الشعبی ان ابابکر قال لفاطمة یابنت رسول اللہ ماخیر عیش حیاة اعیشھا وانت علی ساخطة فان کان عندک من رسول اللہ ﷺ فی عھد فانت الصادقة المصدقة المامونة علی ماقلت قال فما قام ابوبکر حتی رضیت ورضی .

وفی فیض الباری (۴/ ۹۴): واماعدم کلام فاطمة ایاہ حتی ماتت فالمراد منه کلامھا فی امر فدک وانه لم یتفق له ذلک فلو سلمناموجدتھا علیه فله العذر ایضا کماعلمت،علی انه لم یھاجرھا فان ھاجرته فقد ھاجرته ھی فلاطعن علی ابی بکر محال

(۳۵۴) حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کی اولاد کی خصوصیت کی وجہ

سوال: ... کیا فرماتے ہیں ... اس مسئلہ ... کہ حضور ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں ان میں حضرت فاطمہ رضی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ عنہا کو ایک خصوصیت حاصل ہے اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں مشہور درج ذیل ہیں:

۱۔ بعض روایت سے ثابت ہے کہ آپ کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زمین پر ہونے سے پہلے آسمانوں پر ہوئی۔

۲۔ آپ کو حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جنتی عورتوں کی سردار ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔

۳۔ کائنات میں آپ کی وجہ سے حضور ﷺ کا خاندانی سلسلہ باقی ہے ورنہ باقی اولاد میں کسی کا خاندان آگے نہیں بڑھا۔

لمافی الاصابة (۸/۲۶۳): وانقطع نسل رسول الله ﷺ الامن فاطمة.

وفی الفتاوی الحدیثیة (صـ ۱۶۵): الحکمة فی ذلک والله اعلم مااختصت به فاطمة رضوان الله علیها من المزایا الکثیرة علی اخواتها. منها ماورد ان الله زوجها لعلی کرم الله وجهه فی السماء قبل ان یتزوجها فی الارض ومنها تمیزها علیهن بانها سیدة نساء اهل الجنة ومنها تمیزها علیهن بتسمیتها بالزهراء .... فهذه المذکورات ونحوهما مما امتازت به من الفضائل لایبعد ان تکون هی الحکمة فی بقاء نسلها فی العالم.

(۳۵۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گی جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں گی لیکن بکر کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے افضل ہیں اس لیے کہ آپ ﷺ کا جز یعنی بیٹی ہیں اور جنت میں عورتوں کی سردار ہوں گی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے توقف کے قول کو اختیار کیا ہے البتہ بعض دوسرے حضرات نے ترجیح کی صورت کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا جز ہیں اور آپ کے جز پر میں کسی کو فضیلت نہیں دیتا۔ لیکن اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مطلق فضیلت ثابت نہیں ہوتی ورنہ آپ علیہ السلام کی تمام بیٹیوں کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور خلفائے اربعہ پر فضیلت لازم آئے گی حالانکہ یہ خلاف اجماع ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت جو اکثر علماء سے منقول ہے وہ بھی بعض جہات سے مثلاً علم کے اعتبار سے اور آپ علیہ السلام کی معیت کے اعتبار سے ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لما فی المرقات (۱۱/۳۲): وقد اختلفوا فی التفضیل بین عائشة وخدیجة وفاطمة قال الاکمل روی عن ابی حنیفة ان عائشة بعد خدیجة افضل نساء العالمین .اقول فهذا یحتمل تساوی خدیجة وعائشة تکون الاولی من العرفاء السوابق والثانیة من الفضلاء اللواحق. وقال الحافظ بن حجر فاطمة افضل من خدیجة وعائشة بالاجماع ثم خدیجة ثم عائشة وقال السیوطی فی النقایة وشرحها ونعتقد ان افضل النساء مریم وفاطمة .روی الترمذی وصححه "حسبک من نساء العالمین مریم بنت عمران وخدیجة بنت خویلد وفاطمة بنت محمدﷺ وآسیة امراة فرعون "(الی ان قال)ثم قال السیوطی وافضل امهات المومنین خدیجة وعائشة قالﷺ"کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم وآسیة وخدیجة وفضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام وفی لفظ الا ثلاث" ....وفی التفضیل بینهما اقوال ثالثها الوقف.

وفی الدرا لمختار مع رد المحتار (۳/۹۳): شرف العلم فوق شرف النسب والمال (الی ان قال) ولذا قیل ان عائشة افضل من فاطمة رضی الله عنهاذکره القهستانی .

وفی الشامیة: ای تکون شرف العلم اقوی قیل ان عائشة افضل لکثرة علمها وظاهره انه لایقال ان فاطمة افضل من جهة النسب لان الکلام مسوق لبیان ان شرف العلم اقوی من شرف النسب لکن قد یقال باخراج فاطمة رضی الله عنها من ذلک لتحقق البضعیة فیها بلا واسطة ولذا قال الامام مالک انها بضعة منهﷺ ولاافضل علی بضعه منه احداً.ولایلزم من هذا لاطلاق انها افضل والا لزم تفضیل سائر بناتهﷺ علی عائشة بل علی الخلفاء الاربعة وهو خلاف الاجماع کما بسطه ابن حجر فی الفتاوی الحدیثیة وحینئذ فما نقل عن اکثر العلماء من تفضیل عائشة محمول علی بعض الجهات کالعلم وکونها فی الجنة مع النبیﷺ وفاطمة مع علی وقیل ان فاطمة افضل ویمکن ارجاعه الی الاول وقیل التوقف لتعارض الادلة .

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی الرؤیا﴾

(خواب سے متعلق احکام)

(۳۵۵) اللہ عزوجل کی زیارت کی حقیقت

سوال……کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان وعظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا ہے اور کئی مرتبہ دیکھ چکا ہوں کیا اس شخص کا یہ دعویٰ صحیح ہے اور اللہ عزوجل کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً……صورت مسئولہ میں اللہ عزوجل کو خواب میں دیکھنا یا دیکھنے کا دعویٰ کرنا صحیح ہے اور اسلاف سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے بارہا دفعہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی البتہ یہ زیارت آنکھوں سے نہیں ہوتی بلکہ قلبی طور پر ایک نوع کا مشاہدہ ہوتا ہے اس لیے کہ دنیا میں اس آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جا سکتا۔

لمافی النبراس (صـ۲۶۰): اختلف الصحابة فی ان النبی ﷺ هل رأی ربه لیلة المعراج ام لا ……… واماالرؤیة فی المنام فقد حکیت عن کثیر من السلف فعن الامام الاعظم انه رأی مائة مرة وقال محمد بن سیرین التابعی امام المعبرین من رأی الله فی منامه دخل الجنة ………ولاخفاء فی انها نوع مشاهدة بالقلب دون العین.

وفی البزازیة علی هامش الهندیة (۳۵۲/۶): رؤیته سبحانه وتعالی فی المنام جوزه رکن الاسلام وکثیر من المتصوفة واکثر مشایخ سمرقند ومحققة مشایخ بخارا.

(۳۵۶) نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تھی؟

سوال……کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک عام آدمی ہوں، کسی مدرسے کا فارغ نہیں ہوں۔البتہ مجھے عربی سے کافی شغف ہے جس کی وجہ سے میں کافی حد تک عربی پڑھ لیتا ہوں اور قرآن مجید کا کچھ نہ کچھ ترجمہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے۔میرے ایک دوست کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تھی جبکہ میں اس کی نفی کرتا ہوں۔آپ صحیح بات سے مطلع فرمائیں کہ کیا آپ ﷺ کو زیارت نصیب ہوئی تھی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً……اس مسئلہ میں صحابہ کرام کا بھی اختلاف رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی تھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یا نہیں۔حضرت ابن عباس اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک زیارت ہوئی تھی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے نزدیک زیارت نہیں ہوئی تھی اور زیادہ راجح یہ ہے کہ آپ ﷺ کو زیارت ہوئی تھی۔

لقوله تعالى (النجم:١٨): ولقد رأى من آيات ربه الكبرى ٥

وفي روح المعاني (٢٧/٥٣): والظاهر ان ابن عباس لم يقل بالرؤية الاعن سماع وقد اخرج عنه احمد انه قال :قال رسول الله ﷺ رأيت ربي　　وجمع بعضهم بين قولى ابن عباس وعائشة بان قول عائشة محمول على نفى رؤيته تعالى فى نوره الذى هونوره المنعوت بانه لايقوم له البصروقول ابن عباس محمول على ثبوت رؤيته تعالى فى نوره الذى لايذهب بالابصار ...... ثم ان القائلين بالرؤية اختلفوا فمنهم من قال انه عليه السلام رأى ربه سبحانه بعينه وروى ذلك عن ابن مردوية عن ابن عباس وهو مروى ايضا عن ابن مسعود وابى هريرة واحمد بن حنبل ومنهم من قال رآه عزوجل بقلبه وروى ذلك عن ابى ذر　　...ومنهم من ذهب الى ان احد الرؤيتين كانت بالعين والاخرى بالفواد وهى رواية عن ابن عباس.

وفي الجامع لاحكام القرآن للقرطبي (٥٦/٤): وعن ابن عباس انه رآه بعينه ....قال ابن عباس ان الخلة تكون لابراهيم والكلام لموسى والرؤية لمحمد ﷺ وعليهم اجمعين ....وحكى عبدالرزاق ان الحسن كان يحلف بالله لقد رأى محمد ربه ....عن احمد بن حنبل انه قال انا اقول بحديث ابن عباس بعينه رآه رآه حتى انقطع نفسه يعنى نفس احمد.

وفي حاشية النووى على الصحيح لمسلم (٩٧/١): قال الامام النووى بعد بحث نفيس فالحاصل ان الراجح عند اكثر العلماء ان رسول الله ﷺ رأى ربه بعيني راسه ليلة الاسراء لحديث ابن عباس وغيره مماتقدم واثبات هذا لاياخذونه الابالسماع من رسول الله ﷺ هذا مما لاينبغى ان يشك فيه.

(۳۵۷) زیارت باری تعالی عورتوں کو بھی ہوگی

سوال...کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب قیامت کے دن سب لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو رب تعالیٰ کی زیارت صرف مردوں کو ہوگی یا عورتوں کو بھی ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً .....صورت مسئولہ میں یہ زیارت مردوں اور عورتوں دونوں کو ہوگی کیونکہ تمام نصوص مرد وعورت سب کے لئے عام ہیں سوائے ان خاص مقامات کے جہاں کسی ایک کے بارے میں صراحت یا خاص قرینہ پایا جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی قوله تعالی (الاحزاب : ۳۵): ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنٰت والقٰنتین والقٰنتٰت والصادقین والصادقت الایة

وفی روح المعانی (۲۲/۲۱) : اخرج احمد والنسائی وغیرهما عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قلت للنبی ﷺ مالنا لانذکر فی القرآن کمایذکر الرجال؟فلم یرعی منه ﷺ ذات یوم نداء ہ علی المنبر وهو یقول ان المسلمین والمسلمات ......وانماارتکب ههناللدلالة علی ان مدار اعداد ماعدلهم جمعهم بیں هذه النعوت الجمیلة۔

ولقوله تعالی (القیامة : ۲۲،۲۳): وجوه یومئذ ناضرة ○ الی ربهاناظرة ○

وفی المشکوة (صـ۵۰۱) عن ابی رزین العقیلی قال قلت یارسول الله اکلنا یری ربه مخلیا به یوم القیامة قال بلی قلت وماآیة ذلک قال یاابارزین ألیس کلکم یری القمر لیلة البدر مخلیا به قال بلی قال فانما هو خلق من خلق الله والله احل واعظم۔

(۳۵۸) دنیامیں اللہ تعالیٰ کی زیارت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک دوست کانظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زیارت دنیامیں ممکن نہیں نہ تو خواب میں اور نہ ہی حالت بیداری میں بلکہ آپ کی زیارت صرف آخرت میں مومنین کونصیب ہوگی۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ قرآن،حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اہل سنت والجماعت کے نزدیک دنیامیں اللہ تعالیٰ کی زیارت ممکن ہےاورخواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت بکثرت سلاف امت سے ثابت ہے لہٰذاآپ کے دوست کانظریہ صحیح نہیں ہے۔

لمافی شرح العقائد (صـ۱۳۵): ورؤیة الله تعالی بالبصر جائزة فی العقل بمعنی ان العقل اذا خلی ونفسه لم یحکم بامتناع رؤیته مالم یقم له برهان علی ذلک مع ان الاصل عدمه وهذا القدر ضروری فمن ادعی الامتناع فعلیه البیان وقد استدل اهل الحق علی امکان الرؤیة بوجهین عقلی وسمعی ....واماالرؤیة فی المنام فقد حکیت عن کثیر من السلف۔

وفی شرح الفقه الاکبر (صـ۱۲۳): اجماع الائمة من اهل السنة والجماعة علی ان رؤیته تعالی بعین البصر جائزة فی الدنیا والآخرة عقلا ....واختلفوا فی جوازها فی الدنیا شرعا فاثبتها اکثرون ونفاها آخرون .... ومنها رویة الله سبحانه وتعالی فی المنا م ، فالاکثرون علی جوازها من غیر کیفیة وجهة وهیئة۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۵۹) سرورکونین ﷺ کی زیارت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضور ﷺ کی زیارت کسی کافر کو ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر حضور ﷺ کو ناپسندیدہ حالات میں دیکھیں تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں کافر کو بھی حضور ﷺ کی زیارت ہوسکتی ہے اور حضور ﷺ کو ناپسندیدہ حالت میں دیکھنا دیکھنے والے کی ناپسندیدہ حالت پر دلالت کرتا ہے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/۲۱): عن ابی هریرة ؓ عن النبی ﷺ قال تسموا باسمی ولاتکنوا بکنیتی ومن رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی.

وفی عمدة القاری تحت هذه الروایة (۲/۱۰۰): ان رآه حسن الهیئة حسن الاقوال والافعال مقبلا علی الرائی کان خیراله وان رآه علی خلاف ذلک کان شراله ولایلحق النبی ﷺ من ذلک شئ.

وفی فیض الباری (۱/۲۰۶): والحاصل ان رؤیاه ﷺ قد تکون کرامة من اللّٰه تعالی وهو بشری المومن حقیقة وقد تکون علی طور تحدیث النفس فهذا ایضا نوع اشارة وان کانت ضعیفة ولذا یشترک فیها الصالح والطالح.

وفی الحاوی للفتاوی (۲/۲۵۸): ورؤیة الانبیاء والملائکة وسماع کلامهم ممکن للمؤمن کرامة وللکافر عقوبة ....

(۳۶۰) بیداری میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض صوفیاء سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم حالت بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرتے ہیں اس طرح متقدمین صوفیاء سے منقول ہے کیا ایسا ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں نبی کریم ﷺ کی بیداری میں زیارت ممکن ہے لہٰذا جن حضرات سے ایسا منقول ہے صحیح ہے۔

لمافی الحاوی للفتاوی (۲/۲۵۵): اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد عن ابی هریرة ص قال قال رسول اللّٰه ﷺ من رآنی فی المنام فیرانی فی الیقظة ولایتمثل الشیطان بی ....قال العلماء اختلفوا فی معنی قوله فیرانی فی الیقظة فقیل معناه فیرانی فی القیامة وتعقب بانه لافائدة فی هذا التخصیص لان کل امته یرونه یوم القیامة من رآه منهم ومن لم یره وقیل المراد من امن به فی حیاته ولم یره لکونه حینئذ غائبا عنه فیکون مبشرا له انه لابد ان یراه فی الیقظة قبل موته.وقال قوم هو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

علی ظاهرہ فمن راہ فی النوم فلابد ان یراہ فی الیقظة.

وفیہ ایضاً (صـ۲۵۸): ورؤیة الانبیاء والملائکة وسماع کلامهم ممکن للمومن کرامة وللکافر عقوبة .... قال ابن الحاج فی المدخل رویة النبی ﷺ فی الیقظة باب ضیق وقل من یقع له ذلک الامن کان علی صفة عزیز وجودها فی هذا الزمان بل عدمتْ غالبا مع اننا لاننکر من یقع له هذا من الاکابر الذین حفظهم الله فی ظولهرهم وبواطنهم.

وایضاً فیه (صـ۲۵۹): قال الشیخ عبدالقادر الکیلانی رأیت رسول الله ﷺ قبل الظهر .... وذکر القصة.

وفی (صـ۲۶۰): وحکی عن بعض الاولیاء انه حضر مجلس فقیه فروی ذلک الفقیه حدیثا فقال له الولی هذا الحدیث باطل فقال الفقیه :ومن این لک هذا ؟فقال هذا النبیﷺ واقف علی رأسک ویقول انی لم اقل هذا الحدیث وکشف للفقیه فرآہ. والله اعلم بالصواب

(۳۶۱) بیداری میں زیارت سے کیا مراد ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک دیوبندی عالم نے تقریر کے دوران یہ کلمات کہے کہ ”بعض خوش نصیب بندے ایسے ہیں کہ انہیں دنیا میں بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے“ کیا یہ ممکن ہے اور اس طرح کا جملہ کہنا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضور ﷺ کی بیداری کی حالت میں زیارت ممکن ہے اگرچہ ہمارے اس دور میں ایسے اللہ والے خال خال ہی ہیں لیکن یہ کوئی بعید اور ناممکن بات نہیں کہ قادر مطلق ذات کرامت کے طور پر کسی کو اس طرح زیارت نصیب فرمائیں اور واقعی یہ سعادت مندی اور خوش نصیبی کی بات ہے۔ اور زیارت سے مراد رؤیت بصری (ظاہری آنکھوں سے دیکھنا) ہی ہے۔

دلائل المسئلة مرت تحت السؤال السابق

(۳۶۲) خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ”خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے“ یہ صرف مؤمنین کے لئے ہے یا کافر کا خواب بھی ایسا ہے۔ یا دونوں میں کوئی فرق ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں صرف مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور کافر بھی خواب دیکھتے ہیں لیکن ان کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی السنن للترمذی (۲/ ۵۳): عن عبادة بن صامت ان النبیا قال رؤیا المومن جزء من ستة واربعین جزء من النبوة.

(۳۶۳) خواب کی حقیقت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل کے اعتبار سے کوئی شخص کوئی خواب دیکھے تو اس کی حقیقت کیا ہوگی۔ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے یعنی جس طرح نبوت سچی ہوتی ہے اسی طرح مومن کا خواب بھی سچا ہوتا ہے البتہ خواب کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

اول انسانی خیالات، انسان دن بھر جو سوچتا ہے وہی رات کو خواب میں دیکھتا ہے۔

دوم: شیطانی توہمات، کہ شیطان اس کے ذہن میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے جنہیں وہ خواب کی شکل میں دیکھتا ہے۔ خواب کی یہ دونوں قسمیں حقیقت میں خواب نہیں بلکہ محض توہمات ہیں۔

سوم: اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات جو حقیقی خواب ہیں اور نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

لمافی المشکوة (ص۳۹۴): عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقترب الزمان لم یکد یکذب رؤیاالمؤمن ورؤیا المؤمن جز من ستة واربعین جزء من النبوة وماکان من النبوة لایکذب قال محمد بن سیرین وانااقول الرؤیا ثلاث حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشری من اللہ.

(۳۶۴) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدخوابی ہوتی تھی؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احتلام ہوتا تھا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔

لمافی الصحیح لمسلم (۱/ ۱۴۰): عن علقمة والاسود ان رجلا نزل بعائشة فاصبح یغسل ثوبه فقالت عائشة انماکان یجزئک ان رأیته ان تغسل مکانه فان لم تره نضحت حوله لقد رأیتنی افرکه من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرکا فیصلی فیه.

وفی شرح النووی تحت هذه الروایة: وتعلق المحتجون بهذا الحدیث بان قالوا الاحتلام مستحیل فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانه من تلاعب الشیطان بالنائم فلایکون المنی الذی علی ثوبه صلی اللہ علیہ وسلم الامن الجماع ... جواب بعضهم انه یمتنع استحالة الاحتلام منه صلی اللہ علیہ وسلم وکونها من تلاعب الشیطان بل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الاحتلام منه جائز ﷺ ولیس هو من تلاعب الشیطان بل هو فیض زیادة المنی یخرج فی وقت.

وفی رد المحتار (۱/۳۱۳): وقد یؤید ماصححه فی الخانیة بماصح عن عائشة رضی الله عنها کنت احک المنی من ثوب رسول الله ﷺ وهو یصلی ولاخفا انه کان من جماع لان الانبیاء لاتحتلم.

(۳۶۵) روضۂ اطہر کی زیارت واجب ہے یا سنت؟ حرمین شریفین میں افضل کونسا ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ؟ (۲) مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم محترم ہے یا نہیں؟ (۳) آپ ﷺ کے ساتھ لگی ہوئی مٹی افضل ہے یا عرش خداوندی؟ (۴) قبر شریف کی زیارت کرنا واجب ہے یا سنت؟ نیز عورتیں بھی زیارت کرسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں: (۱) مکہ مکرمہ افضل ہے (۲) مدینہ منورہ مکہ مکرمہ کی طرح حرم محترم نہیں (۳) آپ علیہ السلام کے جسد اطہر کے ساتھ لگی ہوئی مٹی عرش وکرسی سے افضل ہے (۴) روضہ اطہر کی زیارت مستحب ہے نیز عورتیں بھی زیارت کرسکتی ہیں۔

لمافی الدرالمختار(۲/۲۲۶): لاحرم للمدینة عندنا ومکة افضل منها علی الراجح الا ماضم اعضاءه علیه الصلوة والسلام فانه افضل مطلقا حتی من الکعبة والعرش والکرسی وزیارة قبره مندوبة بل قیل واجبة لمن له سعة.

وفی الطحطاوی (۱/۵۶۱): اعلم انه لیس للمدینة حرم عندنا.

وفی ردالمحتار (۲/۲۲۶): (قوله الا) قال فی اللباب: والخلاف فیما عداموضع القبر المقدس، فما ضم اعضاءه الشریفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع .... فی شرح اللباب: وهل تستحب زیارة قبره ﷺ للنساء الصحیح نعم بلا کراهة بشروطها علی ما صرح به بعض العلماء.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب مایتعلق بالتصوف والسلوک﴾

(تصوف اور سلوک کے بارے میں)

(۳٦٦) کیا عشق مجازی عشق حقیقی کا ذریعہ ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض صوفی حضرات فرماتے ہیں عشق حقیقی تک پہنچنے کا ذریعہ عشق مجازی ہے کیونکہ اس میں دل نرم ہوجاتا ہے اور جب دل نرم ہوجائے تو اس میں اللہ کا عشق جلد نفوذ کرجاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح نہیں تو ایسے کہنے والے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... ایسے اشخاص فاسق اور اللہ رب العزت پر جھوٹ باندھنے والے ہیں کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ گناہ نیکی کا ذریعہ بن جائے نیز عشق مجازی خواتین اور امرد لڑکوں کے چہروں کی طرف شہوت کے طور پر لطف اندوز ہونے کا ایک بہانہ ہے۔ جس کی شریعت میں قطعاً اجازت نہیں جبکہ عشق مجازی میں مبتلا شخص یقینی طور پر اس گناہ میں مبتلا ہوگا۔ تو کیونکر عشق مجازی جائز ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے نام نہاد صوفیوں سے محفوظ رکھے۔

لما فی الهندية (۵/۳۳۰): والغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم يكن صبيحا فحكمه حكم الرجال وان كان صبيحا فحكمه حكم النساء وهو عورة من قرنه الى قدمه لايحل النظر اليه عن شهوة.

وفی الشامية (٦/۳٦۵): قال فی الهندية والغلام اذا بلغ ....قال السلف :اللوطيون اصناف :صنف ينظرون وصنف يصافحون وصنف يعملون وفيه اشارة الى انه لوعلم منه الشهوة اوظن اوشک حرم النظر.

(۳٦۷) غائبانہ بیعت کی شرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت میں غائبانہ بیعت کی کیا حیثیت ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں غائبانہ بیعت جائز ہے۔

لقوله تعالى (الفتح: ۱۰): ان الذين يبايعونک انما يبايعون الله ط يدالله فوق ايديهم ∴ الاية

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی روح المعانی (۱۰۷/۲۶): وصح انه ﷺ ضرب بیده الیمنی علی یده الاخری وقال هذه بیعة عثمان ولماسمع المشرکون بالبیعة خافوا وبعثوا عثمان.

وفی تفسیر ابن کثیر (۱۶۸/۴): عن انس بن مالک ؓ قال: لما أمر رسول الله ﷺ ببیعة الرضوان کان عثمان بن عفان ؓ رسول رسول الله ﷺ الی اهل مکة فبایع الناس فقال رسول الله ﷺ اللهم ان عثمان فی حاجة الله وحاجة رسوله فضرب باحدی یدیه علی الاخری.

وفی احکام القرآن للقرطبی (۲۷۶/۱۶): وهی بیعة الرضوان تحت الشجرة التی اخبر الله تعالی انه رضی عن المبایعین لرسول الله ﷺ تحتها .... وضرب رسول الله ﷺ بیمینه علی شماله لعثمان فهو کمن شهدها.

(۳۶۸) قبر پر سورۃ الم نشرح سے فیض کا حصول

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض صوفی حضرات بزرگوں کی قبر پر بیٹھ کر سورۃ الم نشرح پڑھتے ہیں اور آنکھیں بند کردیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا سینہ کھلتا ہے اور بزرگوں سے فیض حاصل ہوتا ہے اس بات کی کوئی اصل موجود ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... مذکورہ ہیئت کے ساتھ سورۃ الم نشرح پڑھ کر بزرگوں کی قبر سے فیض حاصل کرنے کی کوئی اصل مستند کتابوں میں تلاش بسیار کے باوجود ہمیں نہ مل سکی۔ البتہ فی نفسہٖ اولیاء اللہ کی قبور سے فیوضات کا حاصل ہونا ممکن ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے منقول بھی ہے چنانچہ اگر صاحب قبر کے بارے میں شرکیہ عقائد نہ ہوں (مثلاً تمام چیزوں کا جاننے والا اور مختار کل ہونا وغیرہ) اور کسی کے تجربہ سے ایسی ہیئت اختیار کرنے سے فیض حاصل بھی ہوتا ہو تو ان حضرات کیلئے یہ صورت اختیار کرنا جائز ہے، لیکن عام آدمیوں کیلئے اس سے اجتناب کرنا بہتر ہے تاکہ عقائد خراب نہ ہوں۔ لیکن اگر صاحبِ قبر کے بارے میں عالم الغیب اور مختار کل ہونے یا مستقل بالذات ہونے کا عقیدہ یا اسی طرح دیگر شرکیہ عقائد ہوں تو اس طرح فیض حاصل کرنا ناجائز وحرام ہوگا۔

لمافی روح المعانی (۲۱۲/۱۰): "بسم الله الرحمن الرحیم ۝ الم نشرح لک صدرک" الشرح فی الاصل الفسح والتوسعة وشاع استعماله فی الایضاح ومنه شرح الکتاب اذا أوضحه لما ان فسح الشیء وبسطه مستلزم لاظهار باطنه وما خفی منه وکذا شاع فی سرور النفس حتی لو قیل انه حقیقة عرفیة فیه لم یبعد...... وکذا اذا تعلق بالصدر الذی هو محل القلب وربما یؤذن ذلک بسعة القلب.

وفیه ایضاً (۱۲۴/۲): یایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة الایة واستدل بعض الناس بهذه الایة علی مشروعیة الاستغاثة بالصالحین وجعلهم وسیلة بین الله تعالیٰ وبین العباد والقسم علی الله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بھم بان یقال: اللھم انا نقسم علیک بفلان ان تعطینا کذا، ومنھم من یقول للغائب او المیت من عباد اللہ تعالی الصالحین: یا فلان ادع اللہ تعالیٰ لیرزقنی کذا و کذا، ویزعمون ان ذلک من باب ابتغاء الوسیلۃ ویروون عن النبی ﷺ انہ قال اذا اعیتکم الامور فعلیکم باھل القبور أو فاستغیثوا باھل القبور وکل ذلک بعید عن الحق بمراحل.

وفی الشامیۃ(۱/۵۵): وفقد نقل العلماء ثناء الائمۃ الثلاثۃ علی ابوحنیفۃ وتأدبھم معہ ولا سیما الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... ومما روی من تأدبہ معہ انہ قال: انی لاتبرک بابی حنیفۃ وأجی الی قبرہ، فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسألت اللہ تعالیٰ عند قبرہ فتقضی سریعاً.

وفی امداد الفتاوی(۵/۳۶۹): طریق اربعین یعنی چلہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القلوب صفحہ ۵۵، میں تحریر فرماتے ہیں، استعانت استمداد از ارواح مشائخ طریقت بواسطہ مرشد کردہ الخ استعانت واستمداد کے الفاظ ذرا کھٹکتے ہیں، غیر اللہ سے استعانت واستمداد بطریق جائز کس طرح کرتے ہیں خالی الذہن ہونے کی تاویل وتوجیہ بالکل جی کو نہیں لگتی، ایسی بات ارشاد ہو جس سے قلب کو تشویش نہ رہے۔

الجواب: جو استعانت واستمداد بالمخلوق باعتقاد علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو شرک ہے، اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو مگر وہ علم وقدرت کسی دلیل صحیح سے ثابت نہ ہو معصیت ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائز ہے، خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت اور جو استمداد بلا اعتقاد علم وقدرت ہو نہ مستقل نہ غیر مستقل، پس اگر طریق استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے جیسے استمداد بالنار والماء والواقعات التاریخیہ، ورنہ لغو ہے۔

یہ کل پانچ قسمیں ہیں، پس استمداد از ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کیلئے قسم ثالث ہے اور غیر صاحب کشف کیلئے محض ان حضرات کے تصور اور تذکرے سے قسم رابع ہے کیونکہ اچھے لوگوں کے خیال کرنے سے ان کو اتباع کی ہمت ہوتی ہے اور طریق مفید بھی ہے اور غیر صاحب کشف کیلئے قسم خامس ہے۔

(۳۶۹) سلاسل اربعہ کی حقیقت وشرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تصوف کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا تصوف میں قادری، سہروردی، نقشبندی، چشتی اور ابوالعالیہ وغیرہ سلسلے ثابت ہیں۔ اگر ثابت ہیں تو ان سب کی حقیقت کیا ہے اور شرعی حیثیت کیا ہے؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قوالی جو آج کل مروج ہے اسی طرح عرس اور میلے وغیرہ یہ سب سلسلہ چشتیہ میں داخل ہیں۔ آیا ان کا یہ کہنا درست ہے؟ مدلل جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... تصوف کہا جاتا ہے تزکیہ نفس کو جو متعدد نصوص سے ثابت ہے اور تصوف کے سارے سلسلے ثابت ہیں البتہ مشہور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صرف چار ہیں ان کی حقیقت یہ ہے کہ مختلف طبائع کے لحاظ سے رذائل کو دور کرنے کے مختلف طریقے اور شرعی لحاظ سے روحانی علاج کے مختلف طریقے ہیں جو مختلف مشائخ کی طرف منسوب ہیں۔ ان سب طرق وسلاسل کا مقصود ایک ہے۔

نیز آج کل مروجہ قوالی اور عرس وغیرہ کسی بھی سلسلے میں داخل نہیں بلکہ یہ ناجائز امور ہیں جن کی نسبت ان سلاسل میں سے کسی کی طرف کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔

لمافي قوله تعالى(آل عمران: ١٦٤): لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة ۚ الآية

(الممتحنة : ١٢) :يآايها النبى اذا جاءك المومنٰت يبايعنك على ان لايشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولايزنين ولايقتلن اولادهن الاية.

(التوبة : ١١٩): يآايها الذين آمنوا اتقوالله وكونوامع الصادقين ۝

وفي احكام القرآن للتهانوى (٥/٥٥): اعلم ان الله تعالى اجرى سنة ان يضبط الامورالخفية المضمرة في النفوس بافعال واقوال ظاهرة ينصبها مقامه كماان التصديق بالله ورسوله واليوم الآخر خفي فاقيم الاقرار مقامه .... فكذلك التوبة والعزيمة على ترك المعاصي والتمسك بحبل التقوى خفي فاقيمت البيعة مقامه.

وفيها ايضاً (٥/٥٨): ولابأس ان يلقنه فيقول : اخترت الطريقة النقشبندية اوالقادرية اوالجشتية ....اوالشيخ محى الدين عبدالقادر جيلاني اوالشيخ محى الدين السنجرى.

(٣٧٠) تصوف میں مختلف مدارج کی تقسیم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صوفیاء کرام جو مختلف مدارج بیان کرتے ہیں کہ یہ پاس انفاس ہے، نظر برقدم، ہوش دردم، وقوف زمانی، وقوف عددی، وقوف قلبی، مراقبات کے مختلف مدارج ان سب کی حقیقت کیا ہے؟ قرآن وحدیث یا خیر القرون سے اس کی کوئی دلیل یا نظیر پیش کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں مراقبات ومدارج کے مطلق وجود پر بے شمار نصوص دلالت کرتے ہیں البتہ اس اطلاق سے ہٹ کر مختلف اعتبار سے تقسیم اور ان کے نام صوفیاء کرام اپنے مزاج کے مطابق تجویز کرتے ہیں۔

لمافي فيض البارى (١/١٥٠): واعلم ان لفظ احسان شامل لجميع انواع البر من الاذكار والاشتغال وغيرها والاذكار يقال لاوراد مسنونة وماذكره المشائخ من الضربات والكيفيات يقال لها الاشتغال.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی فتاوی الحدیثیة (ص۰ ۴۷): وورد فی احادیث مایبین فی فضل التفکر والمراد به فمن ذلک حدیث ابی الشیخ فی العظمة ففکر ساعة خیر منعبادة ستین سنة وحدیثه ایضا ففکروا فی کل شئ ولاتفکروا فی ذات الله الخ.........تفکروا فی الخلق الخ تفکروا فی آلاء الله الخ......وقد بین الله تعالی انه لایصلح للتفکر فی خلق السموات والارض الااولوا الالباب والعقول.

(۳۷۱) بیعت پرایک شبہ کا جواب

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر علماء ومشائخ بیعت کی اہمیت پرزور دیتے ہیں اسی طرح ہمارے اسلاف کی کتابیں بیعت کی اہمیت اور متعلقہ امور سے بھری ہوئی ہیں جن میں اس بات کو اہمیت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ تزکیہ نفس کے لئے کسی کو شیخ بنایا جائے۔حالانکہ صاحب خلاصۃ نے ج۴/ص۳۷۸ پر لکھا ہے کہ **"ومن اتخذ شیخا للهدایة فهو ضال لان الهادی هو الله تعالی "**(اور جو شخص ہدایت حاصل کرنے کے لئے کسی شیخ کا دامن تھامے وہ گمراہ ہے کیونکہ ہدایت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے)۔اب دونوں اقوال میں تطبیق کس طرح ہوگی؟ کافی وشافی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......علماء ومشائخ میں مروجہ بیعت خود نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جس طرح آپ نے صحابہ سے جہاد وغیرہ پر بیعت لی اسی طرح گناہوں کے ترک کرنے اور تزکیہ کے دوسرے امور پر بھی صحابہ کی بیعت ثابت ہے۔

صاحب خلاصۃ کے مندرجہ بالاقول کا مطلب یہ ہے کہ ''جو شخص ہدایت کو بالذات شیخ کی طرف منسوب کرے وہ گمراہ ہے''۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ صاحب خلاصۃ نے اس جملے کے بعد بطور استشہاد یہ آیت مبارکہ بھی پیش کی ہے کہ **انک لاتهدی من احببت الایة** ۔جس میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا کام صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پہنچانا ہے ہدایت دینا نہیں ہے بلکہ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔اسی طرح شیخ تزکیہ اور باطنی علوم کے لئے واسطہ ہے۔ ہدایت وہ نہیں دے سکتا۔یہی وجہ ہے کہ کچھ آگے صاحب خلاصۃ نے خود مجاہدے کو ہدایت کا مقدمہ قرار دیا ہے گویا ظاہری سبب اور واسطہ یہ ہے۔

حاصل یہ کہ صاحب خلاصۃ کی عبارت سے علماء ومشائخ کی مروجہ بیعت پر اعتراض وارد نہیں ہوتا بلکہ صاحب خلاصہ نے صرف ایک غلطی پر تنبیہ کی ہے۔

لمافی خلاصة الفتاوی (۴/۳۷۸): قال ﷺ ومن اتخذ شیخا للهدایة فهو ضال لان الهادی هو الله تعالی لقوله تعالی انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء الایة والاتخاذ للارشاد ممنوع لعدم ورود الشرع واما علم المکاشفة فلایحصل بالتعلیم والتعلم وانما یحصل بالمجاهدة التی جعلها الله مقدمة للهدایة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۷۲) قطب اورغوث کا وجود

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جومشہور ہے کہ دنیا میں قطب ہوتا ہے یا غوث ہوتا ہے، کیا شریعت مطہرہ میں اس کا ثبوت موجود ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں قطب اورغوث کے وجود پر کئی احادیث دال ہیں اگرچہ ان پر بعض حضرات نے کلام کیا ہے لیکن کثرت طرق کی وجہ سے یہ قابل اعتبار ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ امت نے ان روایات کو قبول کیا ہے جو ان کے ثبوت کی مستقل اور قوی دلیل ہے۔

لـمـافـي مـسـند احمد بن حنبل (۱/۱۸۰): حدثنا عبدالله .... حدثني شريح يعني ابن عبيد قال: ذكـر اهـل الشام عند علي بن ابي طالب ﷺ وهـو بـالـعراق فقالوا: العنهم ياامير المؤمنين قال لاانى سـمـعـت رسـول الله ﷺ يقول الابدال يكونون بالشام، وهم اربعون رجلا كلمامات رجلا ابدل الله مكانه رجلا، ليسقى بهم الغيث، وينتصر بهم على الاعداء، ويصرف عن اهل الشام بهم العذاب.

وفيهـا ايضـا (۶/۳۲۰): حـدثنا عبدالله ...... عن عبادة بن صامت عن النبي ﷺ انه قال الابدال في هـذه الامة ثـلاثـون مثـل ابـراهيـم خـليل الرحمن عزوجل كلما مات رجل ابدل الله تبارك وتعالى مكانه رجلا.

وفي فتـاوى الحديثية (صـ۳۲۲): وسئل مانفع الله به: ماعدة رجال الغيب ومالدليل على وجودهم فـاجـاب بقوله: رجال الغيب سموا بذلك لعدم معرفتهم اكثرالناس لهم، رأسهم قطب الغوث الفرد الـجـامـع جـعـلـه الله دائـرا فـي الآفـاق الاربـعة اركـان الـدنيـا كدوران الفلك في افق السمـاء .... والابـدال وهـم سبعة على الاصح وقيل ثلاثون .... وسيأتي حديث انهم اربعون وحديث انهم ثلاثون وكل منهم يعكر على قوله الاصح انهم سبعة.

(۳۷۳) ابدال کا وجود اوران کا تصرف

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ابدال کا اس کائنات میں کہیں وجود ہے اوروہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے اس کائنات میں تصرف کرتے ہیں؟ نیز کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی وقت سارے ابدال اس دنیا سے ختم ہوجائیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... کائنات میں ابدال کا وجود پایا جاتا ہے اورکوئی وقت ایسانہیں گزرتا جب کائنات ان کے وجود سے خالی ہو یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرات کائنات میں تصرف نہیں کرتے بلکہ ان کا وجود کائنات کے لئے رحمت ہے۔

لمافی مسنداحمد بن حنبل (۱/ ۱۸۰): حدثنا عبدالله ....قال ذکر اهل الشام عند علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهو بالعراق فقالوا: العنهم یاامیرالمؤمنین،قال لا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الابدال یکونون بالشام،وهم اربعون رجلا کلمامات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب.

(۳۷۴) بیت اللہ میں نماز پڑھنے کا دعویٰ کرنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے عمرو سے کہا کہ مسجد کے نمازی کہتے ہیں کہ عمرو مسجد میں نماز پڑھنے نہیں آتا تو عمرو نے جواب دیا کہ ان کو پتہ نہیں کہ عمرو بیت اللہ میں نماز پڑھتا ہے۔ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ شخص اس جملہ کی وجہ سے فاسق یا کافر ہوگیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس شخص کے کہنے سے مراد یہ ہے کہ بطور کرامت وہ بیت اللہ میں نماز پڑھتا ہے تو اس کا کہنا صحیح ہے،اس جملے سے وہ شخص فاسق یا کافر نہیں ہوا۔

لمافی النبراس (ص۴۷۷): فیظهر الکرامة علی طریق نقض العادة للولی من قطع المسافة البعیدة فی المدة القلیلة کاتیان صاحب سلیمان بعرش بلقیس قبل ارتداد الطرف مع بعد المسافة ....
...... وقال الشیخ ابوعبدالله الیافعی امام مکة ان الشیخ رکن الدین اباالفتح القرشی الملتانی والشیخ نصیرالدین سراج الدهلوی یصلیان فی المسجد الحرام وامثاله فی تواریخ المشائخ اکثر من ان یحصی.

وفی ردالمحتار (۴/ ۲۶۰): والانصاف ماذکره الامام النسفی حین سئل عمایحکی ان الکعبة تزور واحد من الاولیاء هل یجوز القول به فقال :نقض العادة علی سبیل الکرامة لاهل الولایة جائز عند اهل السنة.قلت :النسفی هذا هو الامام نجم الدین عمر مفتی الانس والجن رأس الاولیاء فی عصره.

(۳۷۵) ذکر قلبی کا ثبوت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ذکر قلبی جو صوفیاء کے ہاں رائج ہے شرعاً ثابت ہے؟ بایں طور کہ ایک شخص زبان کو حرکت دیئے بغیر صرف دل ہی دل میں اللہ اللہ کرتا ہے۔مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً......ذکرقلبی شرعاً ثابت ہے۔

لمافی احکام القرآن للتھانوی (۹۱/۱): ذکر القلب الذی ھو الفکر فی دلائل اللہ تعالی وحججه،وآیاته،وبیناته وکلما ازددت فیھافکر ازددت طمانیة وسکونا.وھذا ھوافضل الذکر لان سائر الاذکار انمایصح ویثبت حکمھا بثبوته.

وفی المرقات (۶۴/۵): عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وماریاض الجنة قال حلق الذکر.

قال العلامة الملاعلی القاری تحت ھذہ الروایة: قال النووی رحمه اللہ واعلم انه کمایستحب الذکر یستحب الجلوس فی حلق اھله وقد یکون بالقلب وقد یکون باللسان وافضل منھما ماکان بالقلب واللسان جمیعا فان اقتصر علی احدھما فالقلب افضل.

(۳۷۶) رجال الغیب کی حقیقت اوران کی تعداد

سوال......کیافرماتے ہیں علماءکرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بڑے بھائی اکثر رجال الغیب کا تذکرہ کرتے ہیں آپ ان کی حقیقت اورتعداد کے بارے میں بتلادیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......رجال الغیب سے ایسے حضرات مراد ہیں جواللہ تعالی کے خاص مقربین میں شامل ہیں اوران کے حالات پراللہ تعالی عام لوگوں کومطلع نہیں فرماتے لہٰذاان کی تعدادمعلوم نہیں ہوسکتی۔

لما فی الفتاوی الحدیثیة (ص۳۲۲): وسئل نفع اللہ به :ماعدة رجال الغیب ومالدلیل علی وجودھم؟ فاجاب بقوله :رجال الغیب سموا بذلک لعدم معرفة اکثر الناس لھم ، رأسھم قطب الغوث الفرد الجامع جعله اللہ دائرا فی الآفاق الاربعة ارکان الدنیا کدوران الفلک فی افق السماء،وقد ستراللہ احواله عن الخاصة والعامة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب التوسل والتبرک﴾

(وسیلہ اور تبرکات سے متعلق سوالات)

(۳۷۷) وسیلہ کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ وسیلہ کا شرعا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......شرعا وسیلہ جائز ہے۔ (تفصیل صفحہ نمبر ۲۷۹ پر ملاحظہ ہو)

لقوله تعالى (المائدة : ۳۵): يآايها الذين آمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا فى سبيله لعلكم تفلحون ○

وفى احكام القرآن للقرطبى (۶/۱۵۹): الوسيلة هى القربة ....فالاصل الطلب والوسيلة القربة التى ينبغى ان يطلب بها.

وفى روح المعانى (۶/ ۱۲۸): قال العلامة الآلوسى بعد بحث طويل ....وبعد هذا كله لانرى بأسا فى التوسل الى الله تعالى بجاه النبى ﷺ عندالله تعالى حياوميتا ....ان التوسل بجاه غير النبى ﷺ لابأس به ايضا.

وفى الصحيح للبخارى (۱/۱۳۷): حدثنا الحسن بن محمد ....عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب ؓ كان اذا قحطوا استقى بالعباس بن عبدالمطلب ؓ فقال اللهم اناكنا نتوسل اليک بنبينا ﷺ فتسقينا وانا نتوسل اليک بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون.

(۳۷۸) توسل بالانبیاء والاولیاء

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ توسل بالانبیاء والاولیاء جائز ہے یا نہیں؟ نیز توسل بالاحیاء والاموات اور توسل بالذوات والاعمال میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......توسل بالاحیاء ہو یا بالاموات، ذوات سے ہو یا اعمال سے، اپنے اعمال سے ہو یا غیر کے اعمال سے اسکی حقیقت اوران سب صورتوں کا مرجع توسل برحمۃ اللہ ہے بایں طور کہ ’’فلاں مقبول بندہ پر جو رحمت ہے اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں‘‘ یا ’’فلاں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نیک عمل اپنا یا غیر کا جو محض آپ کی رحمت اور توفیق سے ہے اس کے توسل سے دعا کرتا ہوں''۔اور چونکہ توسل برحمۃ اللہ کے جواز بلکہ ارجیٰ للقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے لہٰذا یہ سب صورتیں جائز ہیں۔نیز اسی اعتبار سے توسل بالاحیاء والاموات اور توسل بالذوات والاعمال میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لمافی روح المعانی (۱/۳۲۰): "وکانو امن قبل یستفتحون علی الذین کفروا" نزلت فی بنی قریظة والنضیر کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ ﷺ قبل مبعثه.قاله ابن عباس رضی اللہ عنهما و قتادة والمعنی یطلبون من اللہ تعالی أن ینصرهم به علی المشرکین ، کما روی السدی انهم کانوا اذا اشتد الحرب بینهم وبین المشرکین اخرجوا التوراة ووضعوا بین ایدیهم علی موضع ذکر النبی ﷺ وقالوا اللهم انا نسالک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی آخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون.

وفی الصحیح لمسلم (۲/۳۵۳): عن عبداللہ بن عمر عن رسول اللہ ﷺ انه قال بینما ثلثة نفر یتمشون اخذهم المطر فاوؤا الی غار فی جبل فانحطت علی فم غارهم صخرة من الجبل فانطبقت علیهم فقال بعضهم لبعض انظروا اعمالا عملتموها صالحة للہ فادعوا اللہ تعالی بها لعله یفرجهاعنکم فقال احدهم اللهم انه کان لی والدان شیخان کبیران وامرأتی ولی صبیة صغار ارعی علیهم فاذا ارحت علیهم حلبت فبدأت بوالدی فسقیتهما قبل بنی وانی نابی ذات یوم الشجر فلم آت حتی امسیت فوجدتهما قد ناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب فقمت عند رؤسهما اکره ان اوقظهما من نومهماواکره ان اسقی الصبیة قبلهما والصبیة یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذلک دابی ودأبهم حتی طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فافرج لنا منها فرجة ففرج لهم. وقال الآخر اللهم انه کانت لی ابنة عم احببتها کاشد مایحب الرجال النساء وطلبت الیها نفسها فابت حتی آتیها بمائة دینار فبغیت حتی جمعت مائة دینار فجئتها بها فلما وقعت بین رجلیها قالت یا عبداللہ اتق اللہ ولاتفتح الخاتم الابحقها فقمت عنها فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فافرج لنا منها فرجة ففرج لهم. وقال الأخر اللهم انی کنت استاجرت اجیرابفرق ارز فلما قضی عمله قال اعطنی حقی فعرضت علیه فرقه فرغب عنه فلم ازل ازرعه حتی جمعت منه بقرا ورعائها فجاء نی فقال اتق اللہ ولا تظلمنی حقی قلت اذهب الی تلک البقر ورعائها فخذ ها فقال اتق اللہ ولاتستهزئ بی فقلت انی لا استهزء بک خذذلک البقر ورعائها فاخذه فذهب به فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجهک فافرج لنا مابقی ففرج اللہ مابقی.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۷۹) آپ ﷺ یا دوسرے بزرگوں کے وسیلے سے دعا مانگنا

سوال......کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آپ علیہ السلام کو اپنی دعا میں وسیلہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز مردوں کو وسیلہ بنانا صحیح ہے یا نہیں۔ ہمارے ہاں کچھ لوگ مطلقاً وسیلے کا انکار کرتے ہیں۔ آپ جلد از جلد تسلی بخش جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......انبیاء وصلحاء کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے، چاہے وہ زندہ ہوں یا اس جہاں سے انتقال کر جائیں بشرطیکہ براہ راست ان سے دعا نہ مانگی جائے بلکہ ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور یہ عقیدہ بھی نہ ہو کہ وسیلہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتے یا وسیلہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ پر قبولیت لازمی ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ وسیلہ کی صورت میں قبولیت کی زیادہ امید کی جاسکتی ہے۔

قال الله تعالى (المائدة : ۳۵): يآايها الذين آمنوا اتقوالله وابتغوا اليه الوسيلة الآية

قال العلامة الآلوسي بعدبحث نفيس وتحقيق انيق:......وبعد هذا كله انا لا ارى بأسا في التوسل الى الله تعالى بجاه النبي ﷺ عند الله حيا وميتا..........ان التوسل بجاه غير النبي ﷺ لا بأس به ايضا ان كان المتوسل بجاهه مما علم ان له جاها عندالله تعالى كالمقطوع بصلاحه وولايته .... ان الناس قد اكثروا من دعاء غير الله تعالى من الاولياء والاحياء منهم والاموات وغيرهم مثل يا سيدى فلان اغثني وليس ذلك من التوسل المباح في شئي.

وفي احكام القرآن للقرطبي (۶/ ۱۵۹): يآ ايها الذين آمنوا اتقوالله وابتغوا اليه الوسيلة الآية ......

......فالاصل الطلب والوسيلة القربة التي ينبغي ان يطلب بها.

وفي سنن ابن ماجه (ص۹۹): عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبي ﷺ فقال ادع الله ان يعافيني فقال ان شئت اخرت لك و هو خير ....ويدعوابهذا الدعاء اللهم اسألك واتوجه اليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد انى قد توجهت بك الى ربى في حاجتي هذه لتقضى اللهم فشفعه في قال ابو اسحق هذا حديث صحيح.

(۳۸۰) خانہ کعبہ کے غلاف یا دیگر تبرکات کا بوسہ لینا

......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خانہ کعبہ کے غلاف یا دیگر تبرکات کا بوسہ لینا شرعاً جائز ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً.....کعبہ یا خانہ کعبہ کے غلاف اور دیگر تبرکات کا بوسہ لینا شرعاً جائز ہے۔

لمافي الدر المختار مع ردالمحتار (۲/۵۲۴): وقبل العتبة تعظيما للكعبة ووضع صدره ووجهه على الملتزم وتشبث بالاستار ساعة كالمستشفع بها.

وفي الشامية: (وقبل العتبة) اى ثم قبل العتبة المرتفعة عن الارض (وتشبث)اى تعلق كمايتعلق عبد ذليل بطرف ثوب لمولى جليل.

(۳۸۱) کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درخت کاٹنے سے تبرک بآثار الصالحین کی نفی ہوتی ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جس درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے تبرک بآثار الصالحین کی نفی ہوتی ہے۔ کیا تبرک بآثار الصالحین ناجائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے تبرک بآثار الصالحین کی نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت نہیں بلکہ دوسرا درخت کٹوایا تھا۔ کیونکہ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب صحابہ کرام دوسرے سال حج کے لئے جارہے تھے تو وہ اس درخت کو متعین نہ کرسکے کہ کون سا ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بھول گئے تھے کہ وہ درخت کون سا ہے کیونکہ تفسیر طبری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ جارہے تھے تو انہوں نے اس درخت کے متعلق سوال کیا۔ بعض نے کہا کہ ''یہاں ہے''، اور بعض نے کہا کہ ''یہاں ہے''۔ اگر متعین ہوتا تو سوال کی ضرورت نہ تھی لہٰذا بیعت رضوان والا نہیں بلکہ کوئی اور درخت کٹوایا تھا۔

اور اگر مان لیا جائے کہ وہی درخت کٹوایا تھا تو اس کی وجہ تبرک بآثار الصالحین کی نفی نہیں تھی بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے وہاں نماز پڑھنی شروع کردی تھی، اب اس بات کا اندیشہ تھا کہ لوگ اس کو سجدہ گاہ نہ بنالیں اور اسے مؤثر حقیقی سمجھنے لگیں، اس فتنے سے بچانے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کٹوا دیا۔

لمافي تفسير الطبرى (۲۶/۱۱۲): ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مر بذلك المكان بعد ان ذهبت الشجرة فقال اين كانت فجعل بعضهم يقول هنا وبعضهم يقول هنا.

وفي تفسير روح البيان (جزء ۲۶، المجلد ۹/صـ۳۴): يقول الفقير يمكن التوفيق بين الروايتين بانهم لماعميت عليهم ذهبوا يصلون تحت شجرة على ظن انها هي شجرة البيعة فامر عمر رضی اللہ عنہ بقطعها.

وفي الصحيح للبخارى (۲/۵۹۹): فقال سعيد حدثني ابى انه كان فيمن بايع رسول الله ﷺ تحت الشجرة قال فلما خرجنا من العام المقبل نسيناها فلم نقدر عليها فقال سعيد ان اصحاب محمد ﷺ لم يعلموها وعلمتموها فانتم اعلم.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفي عمدة القاري (۱۴/ ۲۲۳): قال النووی سبب خفائها ان لايفتتن الناس بها لماجری تحتها من الخير ونزول الرضوان والسكينة وغير ذلک فلو بقيت ظاهرة معلومة لخيف تعظيم الاعراب والجهال اياها وعبادتهم اياها وكان خفاء ها رحمة من الله تعالى.

(۳۸۲) بحق فلاں وغیرہ کے الفاظ کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا کرتے وقت ''بحق جبرائیل یا بحق فلاں (مقصد نیک و صالح)'' کہنا کیسا ہے؟ جبکہ میں نے سنا ہے کہ فقہاء احناف کی کتابوں میں اس طرح کے الفاظ پر کراہت ذکر کی گئی ہے اور بعض اسلاف مثلاً مجدد الف ثانیؒ وغیرہ سے بحق بني فاطمة کے الفاظ منقول ہیں۔ آپ حضرات دونوں باتوں میں تطبیق بیان فرمائیں نیز بعض حضرات کہتے ہیں اگر عوام کرے گی تو فساد عقیدے کا خطرہ ہے آپ یہ بھی بتائیں اس میں فساد عقیدے کا خطرہ کس طرح ہے؟ براہِ مہربانی مدلل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور دیگر اللہ کے نیک بندوں کے طفیل اور وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اے اللہ! اپنے ان نیک اور مقبول بندوں کے طفیل میری یہ دعا قبول فرما، یا میری فلاں مراد پوری فرمادے، مگر یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ توسل کے بغیر دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتے ہی نہیں اور نہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انبیاء واولیاء کے وسیلے سے دعا کی جائے تو اس کا ماننا اللہ تعالیٰ کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔ نہیں! بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ ان اللہ کے نیک بندوں کے طفیل سے جو دعا کی جائے گی اس کی مقبولیت کی زیادہ امید ہے۔

رہی یہ بات کہ ہماری فقہ حنفی کی کتابوں میں جو مسئلہ لکھا ہے کہ: ويكره أن يقول في دعائه بحق فلان، أو بحق انبيائک ورسلک لأنه لاحق للمخلوق على الخالق. (ترجمہ: اور مکروہ ہے کہ اپنی دعا میں یوں کہے کہ یا اللہ! بحق فلاں یا بحق اپنے نبیوں اور رسولوں کے مجھے فلاں چیز عطا فرما، کیونکہ مخلوق کا کوئی حق خالق کے ذمہ نہیں)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعا ان حضرات کے وسیلے سے کی جائے گی اس کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ پر لازم اور واجب ہو جائے گا تو یہ توسل جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کسی مخلوق کا کوئی حق واجب نہیں، البتہ بحق فلاں سے مراد اس کریم ذات کی طرف سے جس کو جو کچھ عطا کیا جاتا ہے وہ محض فضل واحسان ہے تو یہ بات جائز ہے یا بحق فلاں سے مراد حقیت انبیاء کے طفیل دعا قبول فرما تو یہ بھی جائز ہے، البتہ چونکہ عوام ان دونوں باتوں کے درمیان فرق نہیں سمجھتے اس لئے ان جیسے الفاظ سے وسیلے کرنے کو مکروہ کہا ہے اور چونکہ عوام ''بحق فلاں'' سے عموماً یہ سمجھتے ہیں کہ ''بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر واجب ہے'' اور یہ ہی فساد عقیدہ ہے جبکہ اکابرین ان باتوں میں صحیح اور غلط کا فرق سمجھتے ہیں اس لئے ان سے اس طرح کا توسل کرنا منقول ہے۔

لمافي القرآن الكريم(سورة المائدة: ۳۵): يايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة وجاهدوا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

في سبيله لعلكم تفلحون.

وفي صحيح البخاري(۱/۱۳۷):عن أنس بن مالک، أن عمر بن الخطابؓ كان إذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبدالمطلبؓ فقال اللهم إنا كنا نتوسل إليک بنبينا ﷺ فتسقينا وإنا نتوسل إليک بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون.

وفي كنز العمال (۳/۱۷۹): ابغوني في ضعفائكم فإنما ترزقون و تنصرون بضعفائكم.

وفي المهند على المفند(صـ۲۹ـ۳۰): عندنا وعند مشايخنا يجوز التوسل في الدعوات بالأنبياء والصالحين من الأولياء والشهداء والصديقين في حيوتهم وبعد وفاتهم بأن يقول في دعائه اللهم إني اتوسل إليک بفلان أن تجيب دعوتي وتقضي حاجتي إلى غير ذلک كما صرح به شيخنا ومولانا الشاه محمد اسحاق الدهلوي ثم المهاجر المكي ثم بينه في فتاواه شيخنا ومولانا رشيد احمد الجنجوهي رحمة الله عليهما وفي هذا الزمان شائعة مستفيضة بأيدي الناس.

وفي الدر المختار مع حاشيته(۶/۳۹۷): وكره قوله (بحق رسلک وانبيائک واوليائک) أوبحق البيت لأنه لاحق للخلق على الخالق تعالیٰ ولو قال لآخر بحق الله أو بالله أن تفعل كذا لا يلزمه ذلک وإن كان الأولى فعله درر.

(قوله: لأنه لاحق للخلق على الخالق) قد يقال إنه لاحق لهم وجوباً على الله تعالیٰ، لكن الله سبحانه وتعالیٰ جعل لهم حقا من فضله أو يراد بالحق الحرمة والعظمة، فيكون من باب الوسيلة...... وفي اليعقوبية: يحتمل أن يكون الحق مصدر الاصفة مشبهة فالمعنى بحقية رسلک فلا منع فليتأمّل اهـ أي المعنى بكونهم حقا لا بكونهم مستحقين.

أقول: لكن هذه كلها احتمالات مخالفة لظاهر المتبادر من هذا اللفظ.

(۳۸۳) موئے مبارک سے برکت کا حصول

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ہمارے بعض مکاتب فکر والے کسی خاص موقع پر یہ کرتے ہیں کہ کسی برتن میں بال رکھ کر اس میں پانی ملاتے رہتے ہیں اور لوگ اس تاثر سے پیتے رہتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا بال مبارک ہے اور اس سے شفاء ہوگی۔ کیا لوگوں کا اس طرح اسے موئے مبارک سمجھ کر پانی پینا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر اس موئے مبارک کی ایسی سند موجود ہے جس کی بنا پر یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ واقعی یہ آپ کا موئے مبارک ہے تو پھر اس طرح پینا باعث خیر و برکت اور ظاہر و باطنی امراض سے شفا کا سبب ہے لیکن اگر اس کی کوئی سند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں ہے یا ہے لیکن قابل اعتماد نہیں ہے جیسا کہ آج کل یہی حال ہے تو پھر یہ تمام امورلا حاصل ہیں۔

لمافی الصحیح للبخاری (۲/۸۷۵): عن عثمان بن عبداللہ بن موھب قال ارسلنی اھلی الی ام سلمة بقدح من ماء وقبض اسرائیل .... فیه شعر من شعر النبی ﷺ وکان اذا اصاب الانسان عین اوشیٔ بعث الیھا مخضبة فاطلعت فی الجلجل فرأیت شعرات حمرا.

(۳۸۴) ''بحق فلاں'' یا ''بحرمة فلاں'' کے الفاظ کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ''بحق فلاں'' یا ''بحرمة فلاں'' کے الفاظ کے ساتھ دعا کرنا کیسا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور اگر اس کی دلیل ہو تو وہ بھی بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں ''بحق فلاں'' یا ''بحرمة فلاں'' کے الفاظ وسیلہ کی ہی ایک صورت ہیں لہٰذا ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنا جائز ہے بشرطیکہ فساد عقیدہ کا خطرہ نہ ہو لیکن اگر فساد عقیدہ کا خطرہ ہو تو پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا نا جائز ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء سے ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے پر کراہت منقول ہے۔

لمافی قوله تعالی (المائدة : ۳۵): یآایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیه الوسیلة وجاھدوا فی سبیله لعلکم تفلحون٥

وفی سنن ابن ماجة (صـ۵٦): عن ابی سعیدالخدری قال قال رسول اللہ ﷺ من خرج من بیته الی الصلوة فقال اللھم انی اسألک بحق السائلین علیک واسألک بحق ممشای ھذا .... الی آخر الحدیث.

وعلی ھامشه: بحق السائلین اعلم انه لاحق لاحد فی الحقیقة علی اللہ تعالی ولایجب علیه شیٔ عند اھل السنة وانما ھو رأی المعتزلة الاان له معنیین احدھما اللزوم والثانی الالتزام فالاول کماقلنا والثانی تفضل منه واحسان حیث التزم لنا باعمالنا مالسنا اھلا لذلک فھو الجواد والمنعم یفضل علی عباده بمایشاء.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۶/۳۹۷): وکره قوله بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانه لاحق للخلق علی الخالق تعالی.

وفی الشامیة: وفی التاتارخانیة وجاء فی الآثار مادل علی الجواز.

(۳۸۵) تبرکات سے برکت کا حصول

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بزرگان دین کے تبرکات سے برکت حاصل کرنا شرعاً ثابت ہے یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً...... بزرگان دین کے تبرکات سے برکت حاصل کرنا شرعاً ثابت ہے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱/۳۱) : قال ابوموسی دعا النبی ﷺ بقدح فیه ماء فغسل یدیه ووجهه فیه ومج فیه ثم قال لهما اشربامنه وافرغا علی وجوهکما ونحورکما.

وفیها ایضاً (۱/۳۸): قال عروة عن المسور ومروان خرج رسول الله ﷺ زمن الحدیبیة فذکر الحدیث .... وماتنخم النبی ﷺ نخامة الاوقعت فی کف رجل منهم فدلک بهاوجهه وجلده.

وفی سنن ابی داؤد (۲/۸۵): عن اسامة بن زید قال خرج رسول الله ﷺ یعود عبدالله ....فلما مات اتاه ابنه فقال یانبی الله ان عبدالله ابن ابیّ قدمات فاعطنی قمیصک اکفنه فیه فنزع رسول الله قمیصه فاعطاه ایاه.

وفی المشکوة (صـ۲۳۲): عن انس ان النبی ﷺ اتی منیٰ فاتی الجمرة ....ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقة الایمن فحلقه ثم دعاابا طلحة الانصاری فاعطاه ایاه ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقه فاعطاه اباطلحة فقال اقسمه بین الناس:

(۳۸۶) نعلین مبارک سے تبرک کا حصول

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے زمانے میں نعلین مبارک کا جو نقش حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ان نعلین سے تبرک کے حصول کا اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... ہمارے زمانے میں مروج نقش تو نعلین مبارک ہی کا ہے اور روایات وغیرہ سے نعلین مبارک کا نقش ایسا ہی معلوم ہوتا ہے البتہ اس نقش سے تبرک کا حصول صحیح نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آثار صالحین سے جو تبرک ثابت ہے وہ اس طور پر ہے کہ انہوں نے اس شئی کو استعمال کیا ہو یا کم سے کم چھوا ہو چنانچہ صحابہ نے حضور ﷺ کی ایسی اشیاء کو تبرک کے حصول کے لئے باقی رکھا جبکہ ہمارے ہاں رائج نقش صرف ان نعلین کی صورت ہے جس سے تبرک کا حصول صحیح نہیں ہے۔

لمافی الشمائل للترمذی (صـ٦): عن ابن عباس قال کان لنعل رسول الله ﷺ قبالان مثنی شراکهما. حدثنا احمد بن منیع ....ثنا عیسی بن طهمان قال اخرج الینا انس بن مالک نعلین حرداوین لهماقبالان قال فحدثنی ....عن انس انهما کانتا نعلی رسول الله ﷺ.

(۳۸۷) وسیلے کے جواز وعدم جواز کی تفصیل

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لوگوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ اپنی قبور میں زندہ ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اوران سے وسیلہ جائز ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟ وسیلہ کے جواز وعدم جواز کی مکمل تفصیل تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کو اس درجے کی حیات اخروی عطا کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ادراک کر سکیں۔ اگر کوئی شخص قبر پر جا کر حاضر ہوتا ہے اور سلام کرتا ہے تو اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

اب توسل یا وسیلہ کی چند صورتیں بنتی ہیں جن میں سے کچھ ناجائز اور کچھ جائز ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ جس کے وسیلے سے دعا کی جائے اسے مختار، نافع اور ضار (نقصان پہنچانے والا) سمجھا جائے۔

۲۔ جس کے وسیلے سے دعا کی جائے اس کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ اگر چہ یہ مختار کل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اختیارات اسے بھی تفویض کئے ہیں یا اختیارات میں یہ بھی شریک ہے۔ یہ دونوں صورتیں صریح شرک میں داخل اور ناجائز ہیں۔

۳۔ توسل بمعنی دعا۔ اگر اس معنی میں توسل زندوں سے ہو تو جائز ہے بایں طور کہ کسی شخص سے کہا جائے کہ آپ میرے لئے دعا کریں اور اگر اس طرح کا توسل مُردوں سے ہو تو جائز نہیں۔ یہی مطلب ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ ''اے اللہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بناتے تھے پس آپ ہمیں سیراب کرتے تھے اب آپ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں''۔

۴۔ توسل بالاعمال۔ اپنے یا کسی دوسرے شخص کے نیک عمل کو واسطہ بنایا جائے کہ اے اللہ اس عمل کے وسیلے سے دعا قبول کریں۔

۵۔ توسل بالذوات۔ اگر توسل کی ذکر کردہ صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو اس کا مطلب یہی ہے کہ اے اللہ یہ آپ کا برگزیدہ بندہ ہے اس کے ساتھ جو آپ کو محبت ہے اس محبت کے وسیلے سے میری دعا قبول فرمالیں اور یہ محبت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور اسکی رحمت کے واسطے سے ارجی للقبول ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لہٰذا وسیلہ کی یہ صورت نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے۔

دلائل المسئلة مرت سابقا فی رقم السؤال: ۳۷۷، ۳۷۸

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب الاسماء والالقاب﴾

(ناموں اور القابات کے بارے میں)

(۳۸۸) کسی شخص کی تعظیم کیلئے لفظ اقدس استعمال کرنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اپنے استاذ کیلئے یا کسی اور کیلئے لفظ اقدس استعمال کرنا کیسا ہے؟ مثلاً حضرت اقدس وغیرہ حالانکہ اقدس اللہ رب العزت کی صفت اور یہ اسم تفضیل کا صیغہ بھی ہے۔ لہٰذا انسانوں کیلئے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... ایسے اسماء جو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہیں، ان کے ساتھ کسی کا نام رکھنا اور کسی کو لقب دینا وغیرہ جائز نہیں ہے۔ جیسے رحمٰن، قدوس وغیرہ۔ البتہ وہ اسماء جو مشترکہ ہوں، یعنی جن کا استعمال اللہ تعالیٰ اور بندوں دونوں کے لئے ہوتا ہو، ان کے ساتھ نام رکھنا اور کسی کو لقب دینا وغیرہ جائز ہے۔ لہٰذا اقدس، اعلیٰ حضرت وغیرہ کا لقب اپنے استاد یا بزرگ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ ان سے جو مراد بندوں کے بارے میں لی جاتی ہے وہ مراد اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہیں ہوتی۔

لما فی القرآن الکریم(سورة التوبة:۱۲۸): لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رء وف رحیم.

وفی الهندیة(۵/۳۶۲): التسمية باسم یوجد فی کتاب الله تعالیٰ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزة لأنه من الاسماء المشترکة ویراد فی حق العباد غیر مایراد فی حق الله تعالیٰ، والتسمية باسم لم یذکره الله تعالیٰ فی عباده ولا ذکره رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا استعمله المسلمون، تکلموا فیه والأولیٰ أن لا یفعل.

وفی الدرالمختار(۶/۴۱۷): وجاز التسمية بعلی ورشید من الأسماء المشترکة ویراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق الله تعالیٰ لکن التسمية بغیر ذلک فی زماننا اولیٰ لأن العوام یصغرونها عند النداء.

(۳۸۹) عبد محمد نام رکھنا/آپ ﷺ کے نام پر کسی سے کوئی چیز لینا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کا نام عبد محمد ہے۔ کیا اس طرح کا نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ نیز محمد ﷺ کے نام پر مانگنا یا مانگنے والے کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً...... کسی کا نام عبدمحمد رکھنا درست نہیں ہے کیونکہ غیراللہ کی عبودیت کے اعتقاد کا خدشہ ہے۔ اور محمد ﷺ کے نام پر کسی کا مانگنا اور مانگنے والے کو دینا جائز ہے۔

لما فی الھندیة (۴/۴۰۸): اذا قال السائل بحق الله او بحق محمد ﷺ ان تعطینی کذا لا یجب علیه فی الحکم والاحسن فی المروءة انه یعطیه.

وفی ردالمحتار (۶/۴۱۸): ویؤخذ من قوله ولاعبد فلان منع التسمیة بعبد النبی ونقل المناوی عن الامیری انه قیل بالجواز بقصد التشریف بالنسبة والاکثر علی المنع خشیة اعتقاد حقیقة العبودیة کما لا یجوز عبدالدار.

(۳۹۰) بچوں کے نام عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم رکھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل عام طور پر لوگ اپنے بچوں کے نام عبدالرحمٰن اور عبدالرحیم رکھتے ہیں بعدازاں پکارنے والے صرف ''رحمٰن'' یا ''رحیم'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ آیا اس زمانے میں اس طرح کے نام رکھنا جائز ہے جبکہ یہ معلوم ہے کہ بعد میں اس طرح پکارا جائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً...... صورت مسئولہ میں آج کل اپنے بچوں کے نام اس طرح رکھنا مذکورہ خدشے کے پیش نظر خلاف اولیٰ ہے۔

لمافی الھندیة (۵/۳۶۲): احب الاسماء الی الله تعالی عبدالله وعبدالرحمن لکن التسمیة بغیر ھذه الاسماء فی ھذا الزمان اولی لان العوام یصغرون ھذه الاسماء للنداء.

وفی الدرالمختار (۶/۴۱۷): احب الاسماء الی الله تعالی عبدالله وعبدالرحمن .... لکن التسمیة بغیر ذلک فی زماننا اولی لان العوام یصغرونها عندالنداء.

(۳۹۱) اللہ تعالیٰ کیلئے لفظ ''خدا'' استعمال کرنے کا حکم

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر لوگ جب گفتگو کر رہے ہوتے ہیں تو لفظ اللہ کی جگہ خدا کا استعمال کرتے ہیں کیا اس طرح استعمال کرنے میں کوئی نقص لازمی نہیں آتا؟

الجواب حامداًومصلیاً...... ہروہ نام جس کا استعمال قرآن وسنت میں اللہ رب العزت پر کیا گیا ہو اسی طرح وہ نام جو قرآن وسنت میں تو نہیں لیکن وہ اللہ رب العزت کی ذات کیلئے استعمال کیا جاتا ہو تو اسکا اطلاق اللہ رب العزت پر کرنا جائز ہے چاہے اس لفظ کا تعلق عربی زبان سے ہو یا دیگر زبانوں سے ہو جبکہ اس لفظ کے مفہوم میں کسی قسم کا نقص نہ ہو لہٰذا صورت مسئولہ میں اللہ رب العزت کیلئے خدائی کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ لفظ خدا اور خدائی فارسی لفظ ہے جس کا معنی عربی زبان میں ایسی ذات سے کیا جاتا ہے جو کہ موجود ہو اور اپنے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وجود میں کسی کی محتاج نہ ہو اور یہ معنی بہت عمدہ ہے اس میں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں۔

لمافی روح المعانی (۹/ ۱۲۱ الی ۱۲۳): ومال الیه القاضی ابوبکر لشیوع اطلاق نحو خدا وتکری من غیر نکیر فکان اجماعا ورد بان الاجماع کاف فی الاذن الشرعی اذا ثبت .... والمختار عندی عدم توقف اطلاق الاسماء المشتقة الراجعة الی نوع من الصفات النفیة والفعلیة وکذا الصفات السلبیة علیه تعالی علی التوقیف الخاص بل یصح الاطلاق بدونه لکن بعد التحری التام وبذل الوسع فیماهو نص فی التعظیم والتحفظ الی الغایة عمایوهم ادنی نقص معاذالله تعالی فی حقه سبحانه لانا مأذونون بتعظیم الله تعالی بالاقوال والافعال ولم یحدلنا حد فیه فمتی کان فی الاطلاق تعظیم له عزوجل کان ماذونا به والتکلیف منوط بالوسع.

وفی شرح العقائد (صـ ۹): واذا ورد بالشرع باطلاق اسم بلغة فهو اذن باطلاق مایرادفه من تلک اللغة اومن لغة اخری.

وفی النبراس (صـ ۱۷۳): قال بعض المحققین لانزاع فی جواز اطلاق اسمائه الاعلام الموضوعة فی اللغات کخدائی بالفارسیة وتنکری بالترکیة.

(۳۹۲) لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لفظ خدا اللہ تعالیٰ کے ذاتی وصفاتی نام میں سے نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......لفظ ''خدا'' اگر چہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی یا صفاتی ناموں میں شامل نہیں لیکن اس لفظ کے اطلاق کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے لہٰذا اس کا اطلاق صحیح ہے۔

لمافی روح المعانی (۹/ ۱۲۱): ان اسماء الله تعالی توقیفیة یراعی فیها الکتاب والسنة والاجماع فکل اسم ورد فی هذه الاصول جاز اطلاقه علیه جل شانه ومالم یرد فیهالایجوز اطلاقه وان صح معناه .... ومال الیه القاضی ابوبکر لشیوع اطلاق نحو خداوتکری من غیر نکیر فکان اجماعا.

وفی النبراس (صـ ۱۷۳): واذاورد فی الشرع باطلاق اسم بلغة کلفظ الله فهواذن باطلاق مایرادفه من تلک اللغة اومن لغة اخری کاسم خدابالفارسیة.

وعلی هامشه: کاسم خدا............ان المسلمین اجمعوا علی جواز اطلاقها.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۳۹۳) ''حضرت مولانا'' یا ''حضرت اقدس'' کا لفظ استعمال کرنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی استاد یا بڑے عالم کے لئے نام کے ساتھ حضرت مولانا یا حضرت اقدس کا لفظ استعمال کرنا جائز ہے؟ اسی طرح ان کے نام کے ساتھ یہ القاب لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... کسی عالم، بزرگ یا استاد کے لئے حضرت مولانا یا حضرت اقدس کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے چاہے بولنے کے اعتبار سے ہو یا لکھنے کے اعتبار سے۔

لمافی روح المعانی (۱۵۵/۲٦) : وقد صرحوابان التلقيب بالقاب الحسنة مما لاخلاف فی جوازه وقد لقب ابوبکر ص بالعتیق لقوله علیه الصلوة والسلام له :انت عتیق الله من النار .... ومازالت الالقاب الحسنة فی الامم کلها من العرب والعجم تجری فی مخاطباتهم ومکاتباتهم من غیر نکیر، ولافرق بین اللقب والکنية.

وهکذا بتغییر یسیر فی احکام القرآن للقرطبی (۳۲۹/۱٦)

وفی الهندية (۳۷۸/۵): ولوقال لاستاذه مولانا لابأس وقد قال علی ص لابنه الحسن ص قم بین یدی مولاک عنی استاذه.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی الفرق الاسلامیة والباطلة والاشخاص المتعلقین بها﴾

(صحیح اور گمراہ فرقوں اوران سے متعلق شخصیات کے بارے میں)

(۳۹۴) ذکری فرقہ کے عقائد

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں بلوچستان میں کچھ لوگ آباد ہیں جو اپنے آپ کو ذکری کہتے ہیں اور ملا نور محمد اٹکی کو پیغمبر مانتے ہیں۔ کیا یہ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان کے عقائد بالتفصیل ذکر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... صورت مسئولہ میں ذکری فرقہ کے عقائد کے بیان سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس فرقہ پر تاریخی اعتبار سے نظر ڈالی جائے۔

آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ذکری مذہب ایک ایسا مذہب ہے جس کا کوئی ضابطہ حیات نہیں بلکہ وقتی طور پر اس کے پیشوا جن کو ملائی کہا جاتا ہے جو حکم دے دیں وہی دین سمجھا جاتا ہے۔ ان کے مذہب پر کوئی اصولی کتاب منظر عام پر موجود نہیں، جو کسی نے لکھی ہے وہ قلمی نسخوں میں ایک دو نسخے ہیں جو کسی کو دکھانے سے گریز کیا جاتا ہے البتہ جو تفصیل معلوم ہوسکی وہ درج ذیل ہے:

ذکری مذہب حقیقت میں فرقہ مہدویہ کی ایک شاخ ہے، مہدوی فرقہ میراں سید محمد جونپوری کی طرف منسوب ہے۔ مختلف جگہوں میں اس کے مختلف نام ہیں، کہیں مہدوی کہیں دائرے والے، کہیں مصدق، کہیں ذکری، کہیں داعی اور کہیں طائی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ (مہدوی تحریک ص:۵)

میراں سید محمد جونپوری جمادی الاولی بروز پیر ۸۴۷ھ مطابق ۱۴۴۳ عیسوی جونپور (دوآبہ) ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ والد کا مشہور نام عبداللہ ہے اور والدہ کا مشہور نام آمنہ خاتون عرف آغا ملک ہے۔

سید محمد جونپوری کے والد کا نام عبداللہ نہ تھا اور نہ ہی والدہ کا نام آمنہ البتہ جب مہدی ہونے کا دعوی کرنے کا ارادہ کیا اپنے والدین کے نام حدیث کی پیشن گوئی کے مطابق کرنے کے لئے ان کے نام تبدیل کردئے اور جب وہی نام مشہور ہوگئے تو پھر مہدی ہونے کا دعوی کر دیا۔

(اس بات کی کھلی شہادت کے لئے دیکھئے..........دائرہ معارف اسلامیہ اردو ج ۷/ص ۵۲۱.....نزھۃ الخواطر ج ۴/ص ۳۲۴)

بہرحال جمادی الاولی ۸۸۷ھ میں جونپور کو چھوڑ کر مختلف علاقوں میں گشت کرتے رہے یہاں تک کہ ۹۰۰ھ میں احمد نگر پہنچے اور ۹۰۱ھ میں حج کو چلے گئے نو ماہ مکہ معظمہ میں قیام کیا آخر کار رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہوکر مہدی ہونے کا دعوی کیا۔ (تحریک مہدویت مختصراً ص:۴۴)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کے بعد واپس ہندوستان آئے سب سے پہلے احمد آباد (گجرات) میں داخل ہوئے۔ ۹۰۵ھ میں موجودہ پاکستان کے علاقہ ٹھٹھہ میں چھ ماہ قیام کیا پھر ٹھٹھہ سے بلوچستان کے غیر آباد اور دشوار راستوں سے ہوتے ہوئے اپنی کثیر جماعت کے ساتھ قندھار پہنچے قندھار سے فراہ آئے اور فراہ ہی میں ۱۹ ذیقعدہ ۹۱۰ھ میں بروز دوشنبہ انتقال کر گئے۔ (مہدوی تحریک مختصراص ۳۶)

یہاں تک کہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ سید محمد نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ان کے متبعین اس بات کے قائل ہیں کہ سید محمد مہدی آخر الزمان ہیں۔ نیز یہ لوگ ان کو رسول بھی مانتے ہیں چنانچہ ان کا کلمہ ملاحظہ ہو "**لاالہ الااللہ نور پاک محمد مهدی مراد اللہ**"۔ (ملاحظہ ہو بلوچستان گزیٹر/مکران ص:۱۱۶)

یہ اپنا کلمہ یوں بھی پڑھتے ہیں "**لاالہ الااللہ نور پاک محمد مهدی رسول اللہ**"۔ (ملت بیضا ص:۱۰)

ان کا کلمہ وہ بھی ہے جسے یہ لوگ پنجگانہ تسبیحات میں پڑھتے ہیں" **لاالہ الااللہ الملک الحق المبین نور محمد مهدی رسول اللہ صادق الوعد الامین**"۔

۲۔ یہ لوگ نماز کے منکر ہیں اور نماز کے بجائے پانچ وقت ذکر کرتے ہیں دیکھئے۔

(عمدۃ الوسائل مولانا محمد موسیٰ ص:۲۰/مکران تاریخ کے آئینے میں ص:۱۰)

۳۔ رمضان کے منکر ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک مصنف لکھتے ہیں: وہ رمضان کے بجائے دوسرے دنوں میں تین ماہ آٹھ دن روزوں کے قائل ہیں۔ (دیکھئے: میں ذکری ہوں ج ۱/ص:۷،۳۷،۳۸،۳۹)

۴۔ حج بیت اللہ کے منکر ہیں اور خانہ کعبہ کے قبلہ ہونے کے قائل نہیں۔ حج بیت اللہ کے بجائے کوہ مراد میں حج کرتے ہیں جو تربت (ضلع مکران) سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ (ماخوذ از مہدوی تحریک ص:۱۷)

اس کے علاوہ غسل بعد جماع واحتلام کے قائل نہیں ہیں۔ (عمدۃ ص:۳۲)

میت کے لئے نماز جنازہ کے قائل نہیں ہیں صرف دعا کرتے ہیں جو ذکر خانہ میں ہوتی ہے۔ (میں ذکری ہوں ج ۱/ص:۴۵)

ان کے علاوہ بھی کئی خرافات ہیں جن کا تحریر میں لانا مناسب نہیں ہے۔ (تلخیص از احسن الفتاوی ج ۱/۱۹۰ تا ۱۹۵)

(۳۹۵) آغاخانیوں کی طرف سے دی جانے والی سہولیات کا حاصل کرنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا گھر ریموٹالی گاؤں ضلع چترال میں واقع ہے۔ آغا خان فاؤنڈیشن کی طرف سے پانی کی پائپ لائن بچھائی گئی ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فیملی سے پانچ سو روپے لینے کے بعد اسے استعمال کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ چونکہ گاؤں والوں کو سردی کے موسم میں اس پانی کی شدید ضرورت پڑتی ہے اس لئے لوگ اس پائپ لائن سے کنکشن حاصل کررہے ہیں۔ وہاں کے بعض علماء اس کے استعمال کرنے کو حرام کہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے کفریانہ عقائد لوگوں میں رائج کرنے کے لئے یہ ساری کوششیں کرتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب آیا یہ پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ان کی دعوت و کردار سے لوگوں کو متنبہ کر دیا جائے اور ضرورت کی وجہ سے اس پانی کو استعمال کر لیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟ دلائل شرعیہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... کفار کا مسلمانوں کے ساتھ تعاون یا امداد اگر محض انسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہو کسی مذموم مقصد کا اس میں دخل نہ ہو تو اس قسم کا تعاون اور امداد حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے جائز ہے۔ ہاں اگر کفار امداد وغیرہ کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا ارادہ رکھتے ہوں اور اسلام کی قوت کو مغلوب کرنے کا ناپاک منصوبہ بنائے بیٹھے ہوں تو اس صورت میں کفار سے کسی قسم کا تعاون اور امداد حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ.........صورت مسئولہ میں پائپ لائن سے فائدہ حاصل کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ مسلمان اپنے عقیدے پر مضبوط ہوں اور اہل باطل کے ہر قسم کے مذموم عزائم سے باخبر اور محفوظ ہوں اور اگر ایسا نہ ہو تو پائپ لائن سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

لمافي قوله تعالى (آل عمران:۲۸): لايتخذ المؤمنين الكافرين اولياء من دون المؤمنين ج الاية

وفي روح المعاني (۳/۱۲۰): قال العلامة الآلوسي بعد بحث طويل تحت هذه الاية ....وذكر بعضهم جواز الاستعانة بشرط الحاجة والوثوق ابابدونها فلاتجوز ....بعض المحققين ذكر ان الاستعانة المنهي عنها انماهي استعانة الذليل بالعزيز واماذا كانت من باب الاستعانة العزيز بالذليل فقد اذن لنابها.

وفي الهندية (۳۴۸/۵): لاباس بان يكون بين المسلم والذمي معاملة اذا كان ممالابدمنه.

(۳۹۶) آغاخانیوں سے میل جول رکھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آغاخانی مسلمان ہیں یا نہیں؟ اگر مسلمان نہیں ہیں تو ان سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ مکمل تفصیل سے ان کے عقائد وغیرہ بیان فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... آغاخانی اسماعیلی فرقہ شیعت میں غالی فرقہ ہے اور ان کے عقائد کی روشنی میں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی ان کا دعویٰ اسلام معتبر ہے۔ ذیل میں اس زندیق فرقہ کے عقائد انہی کی کتابوں سے نقل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ آغاخانی فرقہ کا کلمہ "**اشهد ان لااله الاالله واشهد ان محمد رسول الله واشهد ان امير المؤمنين علي ولي الله**" ہے۔
(اسماعیلی تعلیمات)

۲۔ آغاخانی فرقہ اللہ تعالیٰ کے بجائے امام کی عبادت کرتا ہے۔ (گینان برہم پرکاش ص:۲۹۷)

۳۔ یہ لوگ حضور ﷺ کو حضرت علی کی بیوی بتاتے ہیں۔ (گینان موئن چیتامنی ص:۱۴۴)

۴۔ ان کا سلام یا علی مدد اور سلام کا جواب بھی یا علی مدد ہے۔ (شکشبن مالا۔ درسی کتاب)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۵۔ ساتویں امام محمد بن اسماعیل نے شریعت محمد یہ کے ظاہر کو باطل کر کے باطنی شریعت جاری کی۔
(ہمارا اسماعیلی مذہب اور اس کا نظام ص:۹۲۔۲۶۰)

۶۔ اللہ تعالی امام حاضر کے روپ میں تشریف فرما ہیں۔ (شکشپن مالا ص:۲)

۷۔ امام حاضر عالم الغیب والشہادۃ ہیں۔ (مارگ درشیکا ص:۸۱ حصہ اول)

۸۔ ان کے ہاں انبیاء کرام معصوم نہیں۔ (ہمارا اسماعیلی مذہب ص:۷۰)

۹۔ موجودہ کتاب قرآن اللہ تعالی کی کتاب نہیں، حضرت عثمان کی کتاب ہے۔ (کلام امام مبین ص:۶۴ حصہ اول)

۱۰۔ قرآن مقدس عرب آبادی کے لئے ہے اور دوسروں کے لئے گنان ہے۔ (کلام امام مبین ص:۸۱ حصہ اول)

۱۱۔ حضرت علی پوری کائنات کے خالق مطلق ہیں۔ (گینان موتن چیتامنی ص:۱۱۳)

۱۲۔ امام حاضر کا فرمان اللہ کے کلام کے برابر ہے۔ (کلام الٰہی اور فرمان امام ص:۶۲)

۱۳۔ امام حاضر میں اللہ تعالی کا نور حلول کیا ہوا ہے۔ آغا خانی اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ (شکشپن مالا ص:۴)

۱۴۔ یہ لوگ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی ضرورت سے انکار کرتے ہیں۔ (ہمارا اسماعیلی مذہب ص:۱۳۶)

۱۵۔ نماز کی جگہ تین وقت عبادت خانہ میں دعا کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ (خزینہ جواہر ص:۱۶)

۱۶۔ **ھو الحی القیوم** کی عملی تصویر امام حاضر ہیں۔ (کلام امام مبین ص:۵ حصہ اول)

ان عقائد کی وجہ سے اس فرقہ کو کسی بھی طرح مسلمان تسلیم نہیں کیا جاسکتا بلکہ تمام متقدمین اور متاخرین علماء کرام نے ان عقائد کے سبب سے آغا خانی فرقہ کو کافر اور زندیق قرار دیا ہے ان لوگوں کے ساتھ مناکحت جائز نہیں نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ اور نہ ہی ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔ الغرض ان کے ساتھ مسلمانوں جیسے معاملات اور میل جول رکھنا درست نہیں۔

لمافی احکام القرآن للجصاص (۱/۵۴): وقولھم فی ترک قبول توبة الزندیق یوجب ان لایستتاب الاسماعیلیة وسائر الملحدین الذی قدعلم منھم اعتقاد الکفر کسائر الزنادقة وان یقتلوا مع اظھارھم التوبة.

وفی الھندیة (۲/۲۶۴): ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعة الاموات الی الدنیا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الالہ الی الائمة وبقولھم فی خروج امام باطن.

وفی ردالمحتار (۴/۲۴۴): یعلم مماھنا حکم الدروز والتیامنة فانھم فی البلاء الشامیة یظھرون الاسلام والصوم والصلاة مع انھم یعتقدون تناسخ الارواح وحل الخمر والزنا وان الالوھیة تظھر فی شخص بعد شخص ویجحدون الحشر والصوم والصلاة والحج ....وذکر فیھا انھم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ینتحلون عقائد النصیریة والاسماعیلیة الذی یلقبون بالقرامطة والباطنیة الذین ذکرهم صاحب المواقف. ونقل عن علماء المذاهب الاربعة انه لایحل اقرارهم فی دیار الاسلام بجزیة ولاغبرها ولاتحل مناکحتهم ولاذبائحهم.

(۳۹۷) ''تمام اختیارات اللہ کے پاس ہیں'' کیا یہ جبریہ کا عقیدہ ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبلیغی جماعت والے جو اپنے بیانات میں یہ کہتے ہیں کہ'' تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں انسان اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا''۔کیا یہ فرقہ جبریہ کا عقیدہ نہیں ہے؟ان دونوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟دلائل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا اور تبلیغی جماعت کا عقیدہ وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔باقی رہا یہ کہنا کہ تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں انسان اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکتا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا سارا نظام اللہ تعالیٰ اکیلے چلا رہے ہیں۔اس میں کوئی اور شریک نہیں،اور یہ وہ بات نہیں جو جبریہ کا عقیدہ ہے۔

لمافی شرح الفقه الاکبر (ص ۲۲۰): زعمت الجبریة ان لافعل للعبد کسبا ولاخلقا وان حرکاته بمنزلة حرکات الجمادات لاقدرة علیها لامؤثرة ولاکاسبة فی مقام الاعتبار ولا قصد ولاارادة ولااختیار.

وفی ردالمحتار (۲/۲۹۸): الجبریة الخالصة یقولون ان العبدبمنزلة الجمادات وان الله تعالیٰ لایعلم الشیٔ قبل وقوعه.

(۳۹۸) عقیدہ بدأ کی حقیقت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روافض کے ہاں جو عقیدہ بدأ ہے۔اس کی تشریح کریں اور اہل سنت کے ہاں ایسے عقیدے والے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں روافض کے ہاں عقیدہ بدأ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک کام کرنے کے بعد اس فیصلے کو تبدیل کردیتے ہیں گویا پہلا کام (العیاذ باللہ) بھول کر ہوتا ہے۔اہل سنت والجماعت کے نزدیک جو شخص اس عقیدے کا قائل ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

لمافی قوله تعالیٰ (قٓ : ۲۹): مایبدل القول لدی ومآانا بظلام للعبید ۝

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی روح المعانی (۱۸۶/۲۶): مایبدل القول لدی ....وفی لدی علی ما قال الامام وجهان: الاول ان یکون متعلقابالقول ای مایبدل القول الذی عندی. الثانی ان یکون متعلقابالفعل قبل ای لایقع التبدیل عندی.

وفی النبراس (صـ۲۴۵): والارادة صفة ازلیة قائمة بذاته ....والدلیل ماذکرنا الآیات الناطقه باثبات صفة الارادة والمشیة کقوله تعالی یفعل الله مایشاء ویحکم مایرید.

وفی الهندیة (۲۵۸/۲): یکفر اذا وصف الله تعالی بمالایلیق به اوسخر باسم من اسمائه .... اونسبه الی الجهل اوالعجز اوالنقص.

وفی شرح اصول الکافی (صـ۳۸۷): البدأفی العلم وهو ان یظهر له خلاف ماارادو حکم والبدأ فی الامر وهو ان یأمر بشیٔ ویأمر بعده بخلاف ذلک ......وبعد بحث طویل ....عن ابی عبدالله قال فی هذه الایة یمحوالله مایشاء ویثبت قال فقال هل یمحا الاماکان ثابتا وهل یثبت الامالم یکن الشرح ارادعلیه السلاما لاستدلال علی وقوع البدأ بنص قرآنی ....عن ابی عبدالله قال مابعث الله نبیا حتی یأخذ علیه ثلث خصال الاقرار بالعبودیة وخلع الانداد وان الله یفعل من یشاء ویؤخر من یشاء.

الشرح ....الثالث ان یعتقدوا ان الههم فاعل مختار یصح علیه ان یتجدد ارادته وله ان یرید شیئا ویرید ضده ویفعل من یشاء ویفعل خلافه.

وفی الملل والنحل (۱۷۱/۱): فمن مذهب المختار انه یجوز البداء علی الله تعالی والبدأله معان: البدء فی العلم وهوانه یظهر له خلاف ماعلم ولااظن عاقلا یعتقد هذا الاعتقاد. والبدأ فی الارادة وهو ان یظهر له صواب علی خلاف ماارادو حکم والبدأ فی الامر وهو ان یأمر بشیٔ ثم یأمر بشیٔ اخر بعده بخلاف ذلک.

(۳۹۹) بوہری اورآغاخانی شریعت کی نظر میں

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آجکل ایک فرقہ جواپنے آپ کو بوہری کے نام سے موسوم کرتا ہے لیکن بعض معاملات میں مسلمانوں سے بالکل الگ ہیں، اسی طرح آغاخانی۔شریعت میں ان کا کیاحکم ہے؟ان کے ساتھ معاملات اورلین دین، میل جول صحیح ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......بوہری فرقہ اورآغاخانی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔اسلام اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسلمانوں کے دشمن ہیں لہٰذا ان کے ساتھ کسی طرح کا معاملہ، لین دین اور میل جول جائز نہیں ہے۔ان کے ساتھ نکاح کرنا اور ان کا ذبیحہ بھی حرام ہے۔

لمافی الملل والنحل (۱/۲۲۷): قال ابوالفتح محمد بن عبدالکریم فی بیان عقائد الاسماعیلیة. قالوا :وبعد اسماعیل محمد بن اسماعیل السابع التام،وانماتم دور السبعة به ثم ابتدائی منه بالائمة المستورین الذین کانوا یسیرون فی البلاد سراویظهرون الدعاة جهرا ......

قالوا :ولن تخلوا الارض قط من امام حی قائم،اماظاهر مکشوف واماباطن مستور فاذاکان الامام ظاهرا جاز ان یکون حجته مستورا ......وبعد صفحة یقول ......فقالوا فی الباری تعالی انالانقول هو موجود ولالاموجود ولاعالم ولاجاهل ولاقادر ولاعاجز .

وفی ردالمحتار (۴/۲۴۴): یعلم مماهنا حکم الدوز والتیامنه فانهم فی البلاد الشامیة یظهرون الاسلام والصوم والصلاة مع انهم یعتقدون تناسخ الارواح وحل الخمر والزنا وان الالوهیة تظهر فی شخص بعد شخص ....وذکر فیها انهم ینتحلون عقائد النصرانیة والاسماعیلیة الذی یلقبون بالقرامطة والباطنة الذین ذکرهم صاحب المواقف ونقل عن علماء المذاهب الاربعة انه لایحل اقرارهم فی دیار الاسلام بجزیة ولاغیرها ولاتحل مناکحتهم ولاذبائحهم.

وفی اللجنة الدائمة (۲/۲۷۲ الی ۲۷۷): س: کبیر علماء بوهرة یصر علی انه یجب علی اتباعه ان یقدموا له سجدة کلما یزورونه.

ج: السجود نوع من انواع العبادة التی امرالله بهالنفسه خاصة وقربة من القرب التی یجب ان یتوجه العبد بها الی الله وحده ....فکلا الفریقین التابع والمتبوع کافر بالله خارج بذلک عن ملة الاسلام والعیاذ بالله ....

س: کبیر علماء بوهرة یدعی انه المالک الکلی للروح والایمان. العقائد الدینیة نیابة عن اتباعه.

ج : اذا کان کبیر علماء بوهرة یدعی ماذکر فدعواه باطلة سواء اراد بدایدعیه من ملک الروح والایمان، ان الارواح والقلوب بیده یصرفها کیف یشاء فیهدیها الایمان اویضلها عن سواء السبیل......

س: ویدعی انه المالک الکلی لجمیع املاک الوقف وانه غیر محاسب علی جمیع الصدقات وهوالله علی الارض.

ج : .... واماالثالثه :وهی دعوی انه الله فی الارض، فکفر صراح ومن ادعی ذلک فهو طاغوت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یدعوا الی تالیه نفسه وعبادته وبطلان ذلک معلوم من الاسلام بالضرورة.

وفی آخر البحث :اذا کان واقع من کبیر علماء بوهرة واتباعه وماوصفت فی اسئلتک فهم کفرة لایؤمنون باصول الاسلام ولایهتدون بهدی کتاب الله وسنة رسوله ﷺ ولایستبعد منهم ان یضطهدوا الصادقین فی ایمانهم بالله وکتابه وبرسوله ﷺ وسنته، کما اضطهد الکفار فی کل امة رسل الله الذین ارسلهم سبحانه الیهم لهدایتهم.

(۴۰۰) حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے متعلق پاکستانی خاتون ڈاکٹر رفعت حسن کا خودساختہ نظریہ

سوال ..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امریکہ میں پاکستانی خواتین کی کانفرنس کے موقع پر پاکستانی اسکالر خاتون ڈاکٹر رفعت حسن نے کہا کہ ''قرآن پاک میں کہیں ذکر نہیں کہ حوا کو حضرت آدم کی پسلی سے پیدا کیا گیا، لفظ آدم عبرانی زبان کا لفظ ہے جو عربی میں مستعار لیا گیا اس لفظ کا مادہ آدمہ ہے اور اس کے لفظی معنی زمین کے ہیں آدم ہرگز کسی مذکر انسان کا نام نہیں، قرآن مجید میں تیس مرتبہ تخلیق انسان کا ذکر آیا ہے مگر اس میں کہیں اس بات کی نشاندہی نہیں کہ مرد کو عورت سے پہلے تخلیق کیا گیا۔

جناب مفتی صاحب! ڈاکٹر رفعت حسن نے اپنے مقالے میں جو کچھ کہا ہے وہ بہت اہم ہے، انہوں نے قرآن پاک میں موجود بعض مقامات خصوصاً تخلیق آدم پر اختلافی نکات اٹھائے ہیں بلکہ تخلیق آدم کے حوالے سے ایک بالکل نیا نظریہ پیش کیا ہے جو اب تک قرآن پاک ،حدیث رسول اور دوسری الہامی کتب سے بالکل مختلف ہے لہٰذا میں چاہوں گا کہ ضیاء شاہد نے امریکہ سے ڈاکٹر رفعت حسن کے مذکورہ مقالے کا جو حصہ رپورٹ کیا ہے اس پر صاحبان علم آگے آئیں اور صحیح بات مسلمانوں کے سامنے واضح کریں، کیونکہ ڈاکٹر رفعت حسن کو تو پاکستان میں ایک انسٹیٹیوٹ کی سربراہی کیلئے بلایا جارہا ہے اگر وہ قرآنی تعلیمات کی بیخ کنی کررہی ہیں تو ان کا جواب دینا چاہیے۔

الجواب حامداً ومصلیاً ..... سب سے پہلے یہ ذہن میں رہے کہ کلام مقدس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے نازل فرمائی، یہ کتاب رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو سکھلائی اور صحابہ کے واسطے سے ویسے ہی ہم تک پہنچی جیسی آسمان سے نازل ہوئی تھی، اس میں کسی طرح کی کمی وبیشی نہ ہوسکی اور نہ آئندہ ہوگی۔ انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کا تکوینی طور پر ایسا انتظام کررکھا ہے کہ ابھی تک کسی کو اس کے بارے میں تحریف کا شبہ بھی پیدا نہیں ہوا، لیکن اس کو سمجھنے کیلئے ضابطہ یہ بنایا کہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا یا اس کی تشریح فرمائی وہی معتبر ہوگی اس کے علاوہ کوئی تشریح معتبر نہ ہوگی، کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اس پر عمل کیلئے نمونہ نہ ہوتی تو انبیاء کو بھیجنے کا کوئی مقصد نہ تھا بلکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھے کہ فرشتوں کے ذریعے کتاب مخلوق تک پہنچادی جاتی اور کہا جاتا کہ اس کے مطابق عمل کرو حالانکہ ایسا نہ ہوا، چنانچہ آپ انبیاء کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی ہو اور کوئی رسول نہ مبعوث فرمایا ہو البتہ یہ ضرور ملے گا کہ انبیاء کو تو مبعوث فرمایا لیکن انہیں کتاب نہ دی بلکہ یہ حکم دیا کہ پہلے انبیاء کی کتاب کی لوگوں میں تبلیغ کریں، معلوم ہوا کہ انبیاء کے بھیجنے سے مقصود نمونہ دکھلانا ہے کہ میرے احکامات پر عمل ایسے ہو:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چاہیے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود کلام مقدس میں یہی ارشاد فرمایا ہے

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الایۃ (الاحزاب: ۲۱)

(ترجمہ: تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت بہترین نمونہ ہے)

حاصل یہ ہوا کہ انبیاء کو کلام مقدس کی تفسیر، تشریح اور نمونے کے طور پر بھیجا جاتا ہے لہذا جہاں جہاں انبیاء اس کی تشریح کرتے ہیں عمل کے اعتبار سے اس تشریح کو وہی درجہ حاصل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو حاصل ہے، اور در حقیقت یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل کردہ ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیO اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیO الایۃ (النجم: ۳،۴)

(ترجمہ: اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے بات نہیں کرتے، وہ نہیں ہے مگر جو وحی کی جاتی ہے)

جب یہ طے ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اس کتاب کی تفسیر کا حق اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہ بھی کہلوایا کہ لوگوں کو بتلا دو کہ اس کلام کے متعلق ہر وہ بات قابل قبول ہوگی جو میری (اللہ تعالیٰ) یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہو اس کے علاوہ اگر کوئی اپنی طرف سے اس میں کوئی ملاوٹ کرے گا کہ اس کی تفسیر اپنی طرف سے اندازے سے کرے تو فرمایا اگر اس کی تفسیر اتفاق سے صحیح بھی ہوگئی تو بھی وہ غلطی پر ہے چنانچہ فرمایا

من قال فی القران برأیه فاصاب فقد اخطاء (کنز العمال، ۲/۱۶)

(یعنی جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور وہ اتفاق سے صحیح بھی ہوگئی تو بھی وہ غلطی پر ہے)

من قال فی القران بغیر علم فلیتبوأ مقعده من النار (ایضاً)

(یعنی جس نے قرآن کی تفسیر بغیر علم کے کی اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم بنالیا)

اب اس کے بعد قرآن مجید کی وہی تفسیر مراد ہوگی جو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں ورنہ وہ معتبر نہ ہوگی یا آپ کے شاگرد آپ سے کسی روایت کو بیان کریں۔

حاصل یہ کہ کلام مقدس کی تعلیمات اور حضور ﷺ کے ارشادات دونوں ہی ہمارے لئے نہ صرف قابل عمل بلکہ واجب العمل ہیں۔

اب اس کے بعد جائزہ لیتے ہیں ڈاکٹر صاحبہ کے علمی نکات جو انہوں نے نہ معلوم کہاں سے مستعار لئے ہیں۔

کیا؟ اول: حضرت آدم کسی مذکر انسان کا نام نہیں؟

دوم: حضرت حوا کو حضرت آدم کی دائیں پسلی سے پیدا کیا گیا؟

سوم: مرد کو عورت سے پہلے نہیں پیدا کیا گیا؟

سب سے پہلی بات کہ اگر آدم کسی مذکر انسان کا نام نہیں تھا تو

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الایۃ (البقرۃ: ۳۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرشتوں سے یہ خطاب مٹی کوخلیفہ بنانے کیلئے تھا؟

پھر فرشتوں کا جواب

قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ الاية (البقرة:۳۰)

کیا مٹی بھی فساد اور خونریزی کرتی ہے؟ کہ فرشتے کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ یہ تو فساد اور خونریزی کرے گا۔

دوسری بات کلام مقدس کی عبارت یوں بنتی ہے

اَتَجْعَلُ فِي الْاَرْضِ مَنْ يُّفْسِدُ فِي الْاَرْضِ الاية

(یعنی کیا آپ زمین میں اسے پیدا کرتے ہیں جوزمین میں فساد پھیلائے گا) اگر ڈاکٹر صاحب کا کہنا مان لیا جائے تو گویا زمین زمین میں فساد پھیلا رہی ہے اور خونریزی کر رہی ہے؟

اسی طرح دوسری جگہ اس بات کو زیادہ صراحت سے بیان کیا گیا فرمایا

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ٥ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ٥ (الحجر:۲۸،۲۹)

(ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ بلاشبہ میں بشرکو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں جو سیاہ رنگ کے سڑے ہوئے گارے سے ہوگی سو جب میں اسے پوری طرح بنادوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کیلئے سجدے میں گر پڑنا۔)

یہاں پر تو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمادیا کہ بشر یعنی انسان کو پیدا کیا گیا اس کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بنایا، پھر اس میں روح پھونکی، اس کے بعد فرشتوں نے اسے سجدہ کیا۔ اب آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ یہ سارے کام مٹی کے ساتھ ہوئے؟ ہاں مٹی کے ساتھ ہوئے لیکن اس انسان کے بننے کے بعد۔

اس طرح آگے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ

وعلم ادم الاسماء كلها ثم عرضهم على الملئكة الاية (البقرة:۳۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو کچھ چیزوں کے نام سکھلائے اور پھر فرشتوں پر پیش کیا تو کیا یہ نام مٹی کو سکھلائے گئے؟ اور مٹی کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا؟

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کے مسجود ملائکہ کو بیان فرمایا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ الاية (البقرة:۳۴)

کیا یہ سجدہ مٹی کو کروایا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس سے سجدہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو شیطان نے جواب دیا

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ الاية (الاعراف:۱۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یعنی میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ آپ نے مجھے تو آگ سے پیدا کیا اور اسے مٹی سے تو کیا اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پیدا کیا تھا؟ جس کو سجدہ کروایا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں رہنے کا ارشاد فرمایا:

وَقُلْنَا یٰادَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ الایة (البقرة:۳۵)

تو کیا مٹی سے جنت میں رہنے کو کہا جا رہا ہے؟

جنت میں حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا سرزد ہونا اور پھر توبہ کا قبول ہونا اس کے بعد زمین پر اترنے کا امر، کیا یہ ساری باتیں اس بات پر دلالت کیلئے کافی نہیں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام مذکر انسان تھے؟

اس کے علاوہ روایات میں اس کی صراحت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام انسان تھے اور آپ ہی سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی۔

لما فی تفسیر ابن کثیر (۲/۲۵۲): هو الذی خلقکم من نفس واحدة الایة...... ینبه تعالی علی انه خلق جمیع الناس من آدم علیه السلام وانه خلق منه زوجته حواء ثم انتشر الناس منهما کما قال تعالی یاایهاالناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ الایة

تمام محدثین ومفسرین اور ائمہ لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی پہلے انسان تھے جن سے نسل انسانی کی ابتداء ہوئی۔

اور اگر صرف لغوی معنی کو مدار بنا کر فیصلہ کیا جائے کہ آدم اُدمہ (نہ کہ آدمہ سے) سے مشتق ہے جس کے معنی زمین کے آتے ہیں، لہذا وہ کوئی انسان نہ تھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جائے کہ رفعت بلندی کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے لہٰذا یہ کسی کا نام نہیں ہو سکتا لہٰذا رفعت نام کی کوئی عورت نہیں ہے۔ حالانکہ یہ کوئی دلیل نہیں۔

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اس وجہ سے اسی مناسبت سے نام بھی رکھا گیا۔

وفی البدایة والنهایة (۱/۶۸): حکی السدی ......انهم قالوا اخرج ابلیس من الجنة واسکن آدم الجنة فکان یمشی فیها وحشی لیس له فیها زوج یسکن الیها فنام نومة فاستیقظ وعند رأسه امرأة قاعدة خلقها الله

من ضلعه فسألها من انت قالت امرأة قال ولما خلقت قالت لتسکن الی فقالت له الملائکة ینظرون مابلغ من علمه ماسمها یا ادم قال حواء ......

اس طرح کے صریح نصوص کی موجودگی میں اس طرح کے نظریات کا پرچار کسی شبہے یا غلط فہمی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے پس پردہ وجوہات کچھ اور ہیں، ان وجوہات میں سے سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم مسلمان ہونے اور اسلام کے مدعی ہونے کے باوجود اپنے مذہب کے متعلق معلومات کیلئے یا مذہب میں پی ایچ ڈی کیلئے غیر مسلموں کی یونیورسٹیوں کو ترجیح دیتے ہیں، حالانکہ یہ ایسی گری ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حرکت ہے کہ شاید اس سے بڑھ کر کوئی گھٹیا حرکت ہوئے ۔کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کوئی یہودی یا عیسائی اپنے مذہب کو سیکھنے کیلئے ہمارے ہاں آیا ہو،ہوسکتا ہے کہ آپ احساس کمتری کی وجہ سے اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھیں کہ وہ کیونکر آپ کے پاس آئیں،چلیں ہمارے ہاں نہ سہی کسی اور غیر قوم کے پاس گیا،آپ نے زندگی بھر میں ایک دفعہ بھی ایسے نہ سنا ہوگا،لیکن آپ کو کتنے مسلمان ایسے ملیں گے جو اس بات کو بڑے فخر سے بیان کریں گے کہ ان کے پاس فلاں غیر مسلم ملک کی یونیورسٹی کی اسلامیات میں پی ایچ ڈی کی سند ہے،ان کفار کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں سب کے سامنے ہے پھر کیا خیال ہے کہ وہ ہمارے مذہب سے متعلق کسی کو صحیح تعلیم دیں گے،وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ نت نئے نظریات کو رواج دے کر وہ ہمارے درمیان اپنے مذہب کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کریں ہم نے ان کی حوصلہ افزائی کیلئے یہ کیا کہ جو کام وہ بڑی مشقت سے اپنے افراد ہمارے درمیان داخل کر کے کرنا چاہتے تھے ہم ان کی مدد کیلئے خود ان کے پاس پہنچ گئے،اور زبان حال سے یہ کہنے لگے کہ آپ اتنی زیادہ مشقت برداشت نہ کریں بلکہ ہم خود اس کام کے لئے حاضر ہیں،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو افراد وہاں کے سند یافتہ رہے انہوں نے ہمیشہ جدت پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے نئے نظریات کا ہی پرچار کیا کچھ تو وہ اپنے آقاؤں سے لائے اور کچھ اپنے آقاؤں سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے یہاں ان پر منکشف ہوئے اور لوگوں کو یہی باور کراتے رہے کہ موجودہ دور کے علماء تو وہی چودہ سو سالہ پرانی باتیں کررہے ہیں جب کہ ہم آپ کو ایک جدید اسلام سے متعارف کروانا چاہتے ہیں چنانچہ جدت کی روشنی میں انہیں کبھی یہ خیال نہ آیا کہ دین کے معاملے میں اتنی جدت پسندی کی اسلام میں گنجائش ہے بھی یا نہیں؟ لیکن انہیں اس سے غرض بھی کیا ہوسکتی ہے کیونکہ ان کا مقصود اسلام کو ترقی دینا تھوڑا ہی ہے،انہیں تو صرف اپنی من پسند زندگی چاہیے جس پر اسلام کا لیبل لگا ہو اور جتنا نقصان اس طرح کے افراد سے اسلام کا ہوا ہے شاید ہی کہ کفار نے اتنا نقصان پہنچایا ہو؟

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ جب ہم نے غیر مسلم اقوام کو مہذب اور اپنے کو تیسرے درجے کی مخلوق فرض کرلیا تو پھر ہم ہر کام میں ان کی نقل کرنے لگے اب جن کاموں میں شریعت کی طرف سے اجازت نہ تھی ہم نے انہیں توڑ موڑ کر غیر مسلموں کے طریقوں کے قریب کرنے کی کوشش کی،جس کی وجہ سے ہم نہ ادھر کے رہے اور نہ ادھر کے،چنانچہ انہی کوششوں میں ایک کوشش یہ بھی ہے کہ غیر مسلموں نے مذہب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس عقدہ کو کھولنا چاہا کہ انسان کی ابتدا کیسے ہوئی،وہ اس نظریے پر پہنچے کہ ابتدا میں انسان کی صورت ایسی نہ تھی جیسا کہ ابھی ہے بلکہ یا تو بندر سے ترقی کر کے موجودہ شکل تک ترقی ہوئی یا انسان کی پیدائش یک خلوی جاندار کے طور پر ہوئی اور ترقی ہوتے ہوتے موجودہ شکل وجود میں آئی۔اب انہی کے قریب ہونے کیلئے ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمالیں جس میں صریح طور پر اپنے آپ کو مہذب ثابت کرتے ہوئے وہ ان کی مکمل طور پر حمایت نہ کرسکیں لیکن ان کے قریب ہونے کی کوشش ضرور کی ہے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش میں صریح نصوص کا انکار کردیا،باقی کام آئندہ مرحلے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔لہذا آپ اس طرح کی باتوں پر کان نہ دھریں ایسے حضرات جو صریح نصوص کا انکار کرتے ہوئے اپنے نظریات کا پرچار کرنا چاہتے ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

لما فی قوله تعالی :يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً. الایة (النساء:۱)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی التفسیر لابن کثیر (۳۹۶/۱): تحت هذه الایة یاایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها......"وخلق منها زوجها" وهی حوآء علیها السلام خلقت من ضلعه الایسر ......

وفی التفسیر الکبیر (۱۶۶/۵): اجمع المسلمون علی ان المراد بالنفس الواحدة ههنا هو آدم علیه السلام

وفی روح المعانی (۱۸۰/۲): الذی خلقکم من نفس واحدة ......والمراد من النفس الواحدة آدم علیه السلام،والذی علیه الجماعة من الفقهاء والمحدثین ومن وافقهم انه لیس سوی آدم واحد وهو ابوالبشر ...... وخلق منها زوجها ......المراد من الزوج حوآء وهی قد خلقت من ضلع آدم علیه السلام الایسر .

وفی کنز العمال (۳۷٦/۱٦): خلقت المرأة من ضلع ان جئت ان تقیمها تکسرها وان تترکها تعش معها علی عوجها.

وفی لسان العرب (۹۸/۱): قیل هو من ا دمة الارض وهو لونها قال وبه سمی آدم ابوالبشر علی نبینا وعلیه الصلوة والسلام.

(۴۰۱) کیا شیعہ کافر ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ حضرات کے جتنے فرقے ہیں ان سب کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں کون سا فرقہ صحیح ہے اور کون سا غلط؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں شیعہ اگر ایسا ہو کہ شیخین کو گالی دے یا ان پر لعنت کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے، صحابہ کرام کو گالیاں دینے کو مباح اور ثواب سمجھے یا صحابہ کے کفر کا اعتقاد رکھے، موجودہ قرآن کو تحریف شدہ سمجھتا ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے۔ اور اگر وہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے یا صحابہ میں سے کسی ایک فرد کو برا بھلا کہے تو وہ فاسق اور مبتدع ہے کافر نہیں۔

لمافی شرح الفقه الاکبر (ص۱٦۷): ومن جحد القرآن ای کله اوسورة منه اوآیة،قلت وکذا کلمة أو قرأة متواترة أو زعم انها لیست من کلام الله تعالی کفر یعنی اذا کان کونه من القرآن مجمعاعلیه.

وفی الهندیة (۲٦۴/۲): الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما والعیاذبالله فهو کافر ....

ولو قذف عائشة رضی الله عنها بالزنی کفر .... من انکر امامة ابی بکر الصدیق ص فهو کافر.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۲۳٦/۴): من سب الشیخین او طعن فیهما کفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی الشامية : لاشک فی تکفير من قذف السيدة عائشة رضی الله عنها اوانکر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية فی علی .... او نحو ذلک من الکفر الصريح المخالف للقرآن.

وفی تکملة رد المحتار (۱۶۲/۷): واما من سب احدا من الصحابة فهو فاسق ومبتدع بالاجماع الا اذا اعتقد انه مباح او يترتب عليه ثواب کما عليه بعض الشيعة، او اعتقد کفر الصحابة فانه کافر بالاجماع.

(۴۰۲) سلفی حضرات کون ہیں اور ان سے لین دین کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آجکل جو سلفی حضرات ہیں یہ کون سے حضرات ہیں؟ اور ان کے عقائد کیا ہیں؟ اور ان سے لین دین کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان حضرات کا پس منظر مکمل طور پر بیان فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ کے اندر آپ نے جن سلفی حضرات کے متعلق پوچھا یہ درحقیقت غیر مقلدین حضرات ہی ہیں۔ جن کا پس منظر کچھ اس طرح ہے:

آج سے ڈیڑھ صدی قبل برصغیر میں غیر مقلدین کا کوئی وجود نہ تھا یہ فرقہ اس وقت پیدا ہوا جب ہندوستان کے بعض علماء نے علامہ شوکانیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا اس وقت انہوں نے اپنا نام ''موحدین'' رکھا اور ایک مدت تک یہی نام ان میں رائج رہا۔ پھر ان لوگوں نے نامعلوم اسباب کی بناء پر مذکورہ نام ختم کر کے ایک دوسرا نام ''محمدیین'' اختیار کیا۔ اور ہندوستان کے اسلامی حلقوں میں اسی نام سے ان کی پہچان ہونے لگی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے یہ نام بھی ختم کر دیا۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں اس نام کی وجہ سے کوئی ان کو شیخ عبدالوہاب نجدیؒ کی طرف منسوب نہ کر دے۔ ان کی طرف نسبت کو یہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ پھر ''غیر مقلدین'' کا لقب اختیار کیا کافی عرصے تک یہ لوگ اپنے آپ کو غیر مقلدین کہتے رہے اور اس بات پر فخر کرتے رہے کہ ائمہ کرامؒ میں یہ لوگ کسی کی تقلید نہیں کرتے لیکن کچھ عرصے بعد معلوم نہیں کیوں اس نام سے اُکتا گئے اور انہوں نے اپنے لئے ایک نیا لقب ''اہل حدیث'' منتخب کیا۔ انگریزوں کے کرم اور ان کی عنایتوں کے طفیل دفاتر سرکار انگلشیہ میں اس فرقے نے اپنا یہی نام درج کرایا۔ اس طرح یہ فرقہ مختلف ناموں اور مختلف القاب کا لبادہ اوڑھتا رہا۔ اس فرقہ کے اسلاف میں سلفی نام کا کوئی بھی عالم نہیں گزرا۔ آخر میں یہ لوگ اہل حدیث نام اختیار کر کے اسی پر جمے رہے۔

جب ان کے اسلاف کا دور ختم ہوا اور ان کی نئی نسل پروان چڑھی عالمی حالات بدل گئے خلیجی ممالک خصوصاً سعودی عرب میں اقتصادی ترقی کا ظہور ہوا تو غیر مقلدین کے موجودہ فرقہ نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اہل حدیث کا نام ترک کر دیا اور ان میں سے ہر ایک بڑی تیزی کے ساتھ ''سلفی'' اور اثری بنتا گیا۔ کیونکہ سعودی عرب کے عام باشندے علامہ ابن تیمیہؒ، علامہ ابن قیمؒ اور شیخ عبدالوہاب نجدیؒ کو پسند کرتے ہیں۔ اور سلفیت کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ غیر مقلدوں کے مدارس، علمی اداروں اور دعوتی مراکز کے نام اہل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث سے ''سلفی'' میں تبدیل ہوگئے اس طرح انہوں نے عربوں کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرلی۔اب ان کا ہر چھوٹا بڑا اپنے نام کے ساتھ ''سلفی'' لکھتا ہے۔(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ،صفحہ ۱۱۲)

اس سرزمین پاک وہند میں تقریباً بارہ صدیوں سے اسلام آیا ہوا ہے۔یہاں اسلام لانے والے اسلام پھیلانے والے اور اسلام کو قبول کرنے والے سب کے سب ''حنفی اہل السنت والجماعت'' تھے یہاں تک کہ تمام مفسرین،محدثین،فقہاء کرام،اولیاء کرام اور سلاطین عظام ''اہل سنت والجماعت حنفی'' تھے لیکن جب انگریز کے منحوس قدم یہاں آئے تو وہ یورپ سے ذہنی آوارگی مادر پدر آزادی اور دینی بے راہ روی کی سوغات ساتھ لایا اور مذہبی آزادی اور مذہبی تحقیق کے خوشنما اور دلفریب عنوانات سے اس ملک میں خودسر اور متعصب فرقے کو جنم دیا۔اس فرقے کا پہلا قدم سلف سے بدگمانی اور انتہاء سلف پر بدزبانی ہے۔یعنی آپ یہ سمجھ لیں کہ اس فرقہ کا ہر شخص 'اعجاب کل ذی رأی برأیہ'' پر نازاں ہونے کے ساتھ ساتھ ''لعن آخر هذه الامة اولها'' کا مصداق ہے۔اس فرقہ کا ہر شخص اپنے آپ کو ائمہ اربعہؒ اور صحابہ کرامؓ سے بھی برتر جانتا ہے۔مشہور مؤرخ شاہ جہاں پوریؒ اپنی کتاب (ارشاد الی سبیل الرشاد) میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے مبارک دور سے لے کر ۱۸۰۰ء تک کوئی دنگا فساد نہ ہوا،۱۸۸۸ء میں انگریز نے آزادی مذہب کے نام پر مسلمانوں کے تقلیدی اتحاد کو غیر مقلدیت سے توڑا۔اس لئے کہ مقلدین ہی تھے کہ جنہوں نے ان کے علاقے فتح کیے اور ان کو زیر کیا ۱۸۸۸ء سے لے کر آج تک اس کے دس فرقے بن گئے۔

(۱)۔جماعت غرباء اہلحدیث، (۲)۔امیر شریعت صوبہ بہار، (۳)۔کانفرنس اہلحدیث، (۴)۔فرقہ ثانیہ ۱۹۳۸ء،
(۵)۔فرقہ حنفیہ عطائیہ ۳۰۔۱۹۲۹ء، (۶)۔فرقہ شریفیہ ۱۳۴۹ھ، (۷)۔فرقہ غزنویہ ۱۳۵۲ھ، (۸)۔جمعیت اہلحدیث ۱۳۷۰ھ،
(۹)۔انتخاب مولوی محی الدین ۱۳۷۸ھ اور اب یہی دسواں فرقہ ہے ان میں بعض نے بعض پر کفر کا فتویٰ بھی لگا دیا ہے۔

۱۳۱۹ھ میں جب یہ فرقہ پیدا ہوا تو چونکہ یہ تقلید کو شرک وبدعت کہتا تھا اس لئے ان کو غیر مقلد کہا جانے لگا تاکہ پتہ چلے کہ یہ ایک منفی فرقہ ہے جو تعمیر کے بجائے تخریب کیلئے تیار کیا جارہا ہے پھر یہ لوگ ائمہ اربعہ کی پیروی سے منحرف ہوگئے تھے اس لئے لوگ انہیں لامذہب کہنے لگے۔

ان کی تصانیف:......غیر مقلدین کا سب سے پہلا ترجمہ قرآن ڈپٹی نذیر احمد نے لکھا۔مشکوٰۃ،بلوغ المرام کا سب سے پہلا حاشیہ مولوی عبدالوہاب شاگرد نذیر حسین نے لکھا۔ردتقلید پر سب سے پہلی کتاب معیارِ حق سید نذیر حسین نے لکھی۔تاریخ اہلحدیث سب سے پہلے مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے لکھی۔ان کا کوئی ترجمہ،تفسیر قرآن،ترجمہ وتشریحات انگریز کے دور سے پہلے کی نہیں۔

نسب نامہ:......آپ کسی منکرین حدیث یا قادیانی سے پوچھ لیں کہ آپ کب اس مذہب میں آئے ہیں وہ اولاً یہی بتلائے گا میں ہی تھا ہوں،یا باپ اور بہت بوڑھا تو دادا تک بتلائے گا اس کے اوپر وہ نہیں بتا سکتا یہی حال سلفی غیر مقلدین کا ہے۔غزنوی خاندان میں سب سے پہلے سلفی عبداللہ غزنوی تھا،لکھنوی خاندان میں مولوی محمد صاحب سے پہلے کوئی سلفی نہ تھا،اور بھوپال میں نواب صدیق حسن سے پہلے کوئی سلفی غیر مقلد نہ تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مساجد:...... پنجاب میں ان کی پہلی مسجد چینیانوالی مسجد بنی، جس کا پہلا خطیب عبداللہ چکڑالوی تھا جو رات دن فقہ اور احناف کے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا آخر فقہ کی مخالفت کا وبال یہ پڑا کہ منکرین حدیث کا بانی بن گیا اسی مسجد میں دوسرا خطیب مرزا غلام احمد قادیانی بنا یہ ان کی مساجد کا فیض ہے۔

مدرسہ:...... دہلی کا مشہور مدرسہ جہاں شاہ اسحٰق کا درس ہوتا تھا اور عرب وعجم میں یہ مدرسہ مشہور تھا۔ جب شاہ صاحبؒ کو انگریز برطانیہ نے ہجرت پر مجبور کردیا۔ تو اس مدرسہ کی شہرت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہاں نذیر حسین کو شاہ اسحاق" کا نائب مقرر کر کے بٹھادیا، یہی ان کا پہلا مدرسہ بنا۔ (تجلیات صفدر، جلد ۵)

۱۹۱۱ء کی مردم شماری جو کہ سرکاری سطح پر کی گئی کے اعداد وشمار یہ ہیں۔ اثناء عشری ایک کروڑ ۳۷ لاکھ، زیدی ۳۰ لاکھ، حنبلی ۳۰ لاکھ، مالکی ایک کروڑ، شافعی دس کروڑ، حنفی ۳۷ کروڑ سے زائد تھے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۱۱ء میں اہل سنت والجماعت مقلدین کی تعداد ۴۸ کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد تھی جبکہ غیر مقلدین اس وقت تک کوئی قابل ذکر فرقہ نہ تھا اس لئے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں نہ ان کا نام شمار ہے اور نہ کوئی فرد۔ (از انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

سلفیت یعنی غیر مقلدین کے عقائد:...... ان حضرات کے تمام عقائد کا احاطہ کرنا یہاں پر ناگزیر ہے البتہ چند مشہور عقائد جو اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بالکل منافی ہیں۔ درج ذیل ہیں:

(۱)...... "تقلید شرک ہے بدعت گمراہی اور اندھا پن ہے۔ یعنی ائمہ اربعہؒ میں سے کسی کی تقلید کرنا شرک ہے۔ اپنے کو موحدین اور مقلدین ائمہ اربعہ کو مشرک وبدعت کہنا"۔

(۲)...... ان کی کتاب فتاویٰ ثنائیہ (۸۶/۱) میں مصنفؒ لکھتے ہیں کہ "ہمارا یہ مذہب نہیں کہ تمام امور شرعی میں کسی ایک امام کی تقلید کریں۔ ہم ایسی تقلید کو قرآن حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔

(۳)...... "نمازِ تراویح کی رکعتیں آٹھ ہیں، بیس رکعت نماز تراویح بدعت ہے" ان کی کتاب (فتاویٰ ثنائیہ، ۵۴۵/۱) میں تحریر ہے "پس اس امر پر اتفاق ثابت ہے کہ نماز تراویح کی رکعات بفعل نبویؐ اور بحکم خلیفہ راشد آٹھ رکعت مع وتر گیارہ ہیں اگر کوئی اس سے زیادہ پڑھے تو وہ نفل ہوں گے۔"

(۴)...... "ایک مجلس میں دی گئیں تین طلاقیں، تین نہیں بلکہ ایک طلاق شمار ہے"۔ یعنی اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو تین طلاقیں دے تو وہ بیک وقت منعقد نہیں ہوتیں بلکہ ایک طلاق شمار ہوگی ان کی کتاب (فتاویٰ ثنائیہ ۲۲۷/۲) میں مذکور ہے: "خلاصۂ کلام یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ فوری چونکہ کتاب وسنت کے خلاف ہے اور اس میں بڑی خرابیاں ہیں اس لئے ایسی طلاق خواہ مجلس میں ہو یا مجالس میں ایک ہی طلاق رجعی ہوگی۔"

(۵)...... "جمعہ کے روز اذان ثالث جائز ہے" ان کی کتاب (فتاویٰ نذیریہ، ۵۷۴/۱) میں ایک سوال کہ "جمعہ کے روز اذان ثالث جائز ہے یا نہیں" کے جواب میں فرمایا "جائز ہے"۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۶)...... ''اجماع کوئی چیز نہیں ہے'' یعنی انکا عقیدہ یہ ہے کہ اجماع اور قیاس شرعی حجت شرعیہ نہیں ہیں یعنی یہ حضرات اجماع امت میں اجماع صحابہ'' کو بھی نہیں مانتے جیسے کہ بیس رکعت تراویح، طلاق ثلاثہ وغیرہ ان کی کتاب (عرف الجاوی، ص۳) میں ذکر ہے'' دین اسلام کے ادلہ صرف دو ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجماع کوئی چیز نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اجماع کی اس ہیبت کو دلوں سے نکال دیں جو دلوں میں بیٹھی ہے۔ حق بات یہ ہے کہ اجماع ممنوع ہے۔''

(۷)...... ''خلفاء راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔'' (نزول الابرار من فقہ النبی مختار،۲/ ۳۱۸)

(۸)...... ''صحیح ہے کہ شراب ناپاک نہیں۔'' (نزول الابرار من فقہ النبی مختار،۱/ ۱۹)

(۹)...... ''قرآن پاک پر غلاف ہو تو سر کے نیچے یا پیٹھ کے پیچھے رکھ لینا مکروہ نہیں ہے۔'' (ایضاً،۱/ ۲۰)

(۱۰)...... ''اگر نمازی کی زبان سے ''ہاں'' یا ''البتہ'' یا ''نہیں'' نکل گیا تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔'' (ایضاً،۱/ ۱۰۹)

(۱۱)...... ائمہ اربعہ جو باجماع امت العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق ہیں کو یہودیوں کے احبار، رہبان اور مشرکین کے آباؤ اجداد قرار دے کر اور مقلدین کو مشرک اور یہودی قرار دیتے ہیں۔ (تجلیات صفدر، جلد۵)

(۱۲)...... فقہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر فرمایا یہ حضرات اس کو خبیث قرار دیتے ہیں۔ (تجلیات صفدر، جلد۵)

(۱۳)...... روافض کی طرح صحیح حدیث اصحابی کالنجوم کو موضوع قرار دیتے ہیں جبکہ اس حدیث کو حضرت قاری ثناء اللہ پانی پتی ؒ نے اپنی کتاب ''سیف المسلول'' کے اندر اس حدیث مبارکہ کو احسن قرار دیتے ہیں۔ (تجلیات صفدر، جلد۵)

حضرات سلفیہ (غیر مقلدین) کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا موقف

ان حضرات میں جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کو شرک سمجھتے ہیں اور مقلدین کو مشرک اور ائمہ اربعہ پر سب وشتم کرتے ہیں یہ حضرات فاسق شمار ہوں گے۔

جو ایسے نہیں ہیں صرف تارک تقلید ہیں صرف ظاہری حدیث کی اتباع کو افضل سمجھتے ہیں اس میں اتباع ہوا سے کام نہیں لیتے وہ فاسق شمار نہیں ہیں۔

نماز پہلے لوگوں کے پیچھے مکروہ ہے بوجہ فاسق ہونے کے اور دوسروں کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں۔

البتہ ان سے لین دین کرنا درست ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی التعویذات﴾

(تعویذات کے بیان میں)

(۴۰۳) درود کے ذریعے دم کرنا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں مفتیان دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ درود شریف کے ذریعے سے کسی چیز پر دم کر سکتے ہیں یا نہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ پیساتھ دم کیا جاتا ہے؟ نیز یہ شرک میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... درود کے ساتھ دم کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ دوسری ادعیہ ماثورہ کے ذریعے سے دم کیا جائے۔ اور اگر درود سے ہی دم کیا جائے تو بھی جائز ہے لیکن اگر عقیدہ یہ ہو کہ درود کے ذریعے دم سے آپ علیہ السلام حاضر ہوں گے یا شفا آپ سے ملے گی تو یہ عقیدہ غلط اور شرک ہے۔

لمافی المشکوۃ (۲/۳۸۸): وعن جابر قال نھی رسول اللہ ﷺ عن الرقاء فجاء آل عمرو ابن حزم فقالوا یارسول اللہ انه کانت عندنا رقیة ترقی بھا من العقرب وانت نھیت عن الرقی فعرضوھا علیه فقال ماارٰی بھا باسا من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه.

وعن عوف بن مالک الاشجعی قال کنا نرقی فی الجاھلیة فقلنا یارسول اللہ ﷺ کیف تری فی ذلک فقال اعرضوا علی رقاکم لاباس بالرقی مالم یکن فیه شرک.

(۴۰۴) دعا یا تعویذ سے جرائم ثابت کرنا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی دعا یا تعویذ کے ذریعے چوروں، ڈاکوؤں یا دوسرے جرائم کو ثابت کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ان طریقوں سے ثابت کرے تو اس پر یقین کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... صورت مسئولہ میں دعا یا تعویذ یا کسی اور طریقے سے چوروں، ڈاکوؤں یا دوسرے جرائم کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اس کے ثبوت پر یقین کرنا بھی جائز نہیں بلکہ ان کی تصدیق کفر تک پہنچانے والی ہے کیونکہ کسی بھی شخص کو یقینی خبر نہیں ہوتی۔

لمافی المرقات (۹/۱۷): عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من اتیٰ کاھنا فصدقه بمایقول ...... فقد بریٔ مما انزل علی محمد.

(فقد بریٔ ممانزل علی محمد) ای کفر وھومحمول علی الاستحلال اوعلی التھدید والوعید.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی شرح الفقه الاکبر (ص۱۴۹): ان تصدیق الکاهن بمایخبر عن الغیب کفر.

وفی ردالمحتار (۲۴۲/۴): ان الکاهن من یدعی معرفة الغیب باسباب وهی مختلفة فلذا انقسم الی انواع متعددة کالعراف والرمال والمنجم ...... والذی یدعی انه له صاحبا من الجن یخبره عما سیکون والکل مذموم شرعا محکوم علیهم وعلی مصدقهم بالکفر ....وفی التاتارخانیة یکفر بقوله انا اعلم المسروقات.

(۴۰۵) تعویذ لٹکانے کی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حضرات گلے میں تعویذات وغیرہ لٹکاتے ہیں اور اس پر شفاء کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر یہ لوگ ان تعویذات کو مؤثر بالذات سمجھیں اور انہی پر شفاء کے حصول کا عقیدہ ہو تو ایسے اشخاص مشرک ہیں انہیں فوراً اس فعل بد سے اجتناب کرنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر محض اسباب کے درجے میں یہ کام کیا جائے اور شفاء کے حصول کا عقیدہ صرف اللہ تعالیٰ سے رکھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

لمافی سنن ابی داؤد (۱۸۶/۲): عن عبدالله قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرک الی آخر الحدیث.

وعلی هامشه: التمائم جمع تمیمة ارید به الخزرات التی تعلقها النساء فی اعناق الاولاد علی ظن انها تؤثر وتدفع العین.(قوله شرک) ای من افعال المشرکین اذا اعتقد ان له تاثیرا حقیقة.

وفی المرقات (۳۵۸/۸): عن زینب امرأة عبدالله بن مسعود ان عبدالله رأی فی عنقی خیطا فقال ماهذا فقلت خیط رقی لی فیه قالت فاخذه فقطعه ثم قال انتم آل عبدالله لاغنیاء عن الشرک سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرک.

وفی المرقات تحته: هی خزرات کانت للعرب تعلق علی الصبی لدفع العین بزعمهم وهوباطل .... واطلق الشرک علیهما اما لان المتعارف منها فی عهده ماکان معهودا فی الجاهلیة وکان مشتملا علی مایتضمن الشرک.

وفی ردالمحتار (۳۶۳/۶): التمائم جمع تمیمة وهی خزرات کانت العرب تعلقها علی اولادهم یتقون بها العین فی زعمهم فابطلها الاسلام والحدیث الاخر من علق تمیمة فلا أتم الله له لانهم یعتقدون انهم تمام الدواء والشفاء بل جعلوها شرکاء لانهم ارادوا بها دفع المقادیر المکتوبة علیهم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وطلبوا دفع الاذی من غیر اللہ تعالی الذی هو دافعه اھ.

(۴۰۶) مجرم کی تعیین کسی عامل کے خاص عمل سے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ چور، جادوگر یا مجرم کو معلوم یا متعین کرنے کے لئے عاملین سے رجوع کرتے ہیں۔ عامل کے مخصوص علم کے بعد اس عمل کے اثرات جس پر ظاہر ہو جائیں اسے ہی مجرم، چور یا جادوگر گردانتے ہیں۔ کیا اس طرح کا عمل کرنا صحیح ہے اور اس ذریعے سے تعیین کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... چور، جادوگر یا مجرم کی تعیین کے لئے عاملین کے خاص اعمال اور پھر ان کے اثرات کے باوجود شرعاً مجرم کی تعیین کے لئے غیر معتبر ہیں۔ لہٰذا جس پر عمل کا اثر ظاہر ہوا سے مجرم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس طرح کے غیبی امور معلوم کرنے کے لئے کسی کے پاس جانا گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس کی تصدیق بھی کر دی تو کفر ہے لہٰذا اس طرح کے غیر شرعی امور سے اجتناب کرنا چاہئے۔

لمافی المشکوۃ (ص۳۹۳): عن حفصة قالت قال رسول اللہ ﷺ من اتی عرافا فسأله عن شی لم یقبل له صلاة اربعین لیلة ......وعن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من اتی کاهنا فصدقه بمایقول ....فقد بریٔ بماانزل علی محمد.

وفی التاتارخانیة (۵/ ۳۷۷): سئل الفضلی عن معنی قوله علیه السلام من اتی کاهنا وصدقه فیما یقول فقد کفر بماانزل علی محمد ﷺ فقال الکاهن الساحر فقیل له :هذا الرجل اوالمرأة التی تقول اناعلم المسروقات هل یدخل تحت هذا الخبر قال :نعم قیل له فان قال هذا الرجل انااخبر عن اخبار الجن ایای قال ان قال هکذا فهو ساحر کاهن ومن صدقه فقد کفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی اغلاط العوام﴾

(عوام الناس کے توہمات اور اغلاط کے بیان میں)

(۴۰۷) قرآن سے فال نکالنا

سوال......کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری والدہ صاحبہ جو کام کرتی ہیں کہتی ہیں کہ پہلے قرآن پاک سے فال نکالو پھر کام کرو۔ کیا شریعت کی رو سے قرآن مجید سے فال نکالنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......قرآن مجید سے فال نکالنے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں اس لئے فال نکالنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید کا مقصد حلال وحرام میں تمیز اور ضابطہ حیات کی طرف راہنمائی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر قرآن سے فال نکالا اور بعد میں وہ بات غلط ثابت ہوئی تو اس غلط بات کی نسبت قرآن مجید کی طرف کی جائے گی جو موجب کفر ہے۔

لمافی قوله تعالیٰ (الاسراء: ۹): ان هذا القرآن یهدی للتی هی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات ان لهم اجرا کبیرا ۝

(الاعراف: ۱۵۷) ویحل لهم الطیبٰت ویحرم علیهم الخبائث الاية

وفی المشکوۃ (ص ۳۹۲): عن ابن عباس قال کان رسول الله ﷺ یتفاول ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن.

(۴۰۸) فال کی شرعی حیثیت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوتے ہیں جن کے پاس ایک طوطا اور چند لفافے ہوتے ہیں۔ کیا ان سے فال نکلوانا صحیح ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فال نکالنا صحیح ہے کیونکہ روایات سے یہ ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مروجہ فال کا طریقہ ناجائز ہے جو کسی بھی صورت میں جائز نہیں اور روایات میں جس فال کا ذکر ہے اس سے مراد کوئی اچھا کلمہ یا اچھی تعبیر ہے یعنی آپ نے کوئی کام شروع کیا یا شروع کرنے کا ارادہ کیا اس کے بعد آپ نے کوئی اچھا کلمہ سن لیا اور نیک فالی کے طور پر آپ نے اس سے اچھی تعبیر لے لی تو یہ صحیح ہے۔

لمافی المشکوۃ (ص ۳۹۳): عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ من اتی کاهنا فصدقه بمایقول ....فقد بریٔ ممانزل علی محمد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفیھا ایضا (صـ ۲۹۲): عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یتفاؤل ولا یتطیر و کان یحب الاسم الحسن .... عن انس ان النبی ﷺ کان یعجبه اذاخرج لحاجة ان یسمع یاراشد یانجیح.

(۴۰۹) مسجد کے محراب کی مٹی زخم کے لئے استعمال کرنا

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں ہمارے علاقے میں یہ رواج ہے کہ جب چہرے یا سر پر ایک خاص قسم کا زخم ہوتا ہے تو مسجد کے محراب کی مٹی استعمال کرتے ہیں کیا اس طرح علاج کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت نہیں تو بھی اس کو پاک و مقدس مٹی سمجھ کر استعمال کیا جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً..... علاج کے لئے مٹی استعمال کرنا جائز ہے البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ شفا مٹی میں ہے یا کسی خاص مٹی میں ہے یہ درست نہیں۔

لما فی الصحیح للبخاری (۲/ ۸۵۵): حدثنا علی بن عبداللہ .... عن عائشة ان النبی ﷺ کان یقول للمریض بسم اللہ تربة ارضنا وریقة بعضنا یشفی سقیمنا.

(۴۱۰) آٹے کی گولیوں پر سورۃ مزمل پڑھ کر سمندر میں پھینکنے کی رسم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا کہنا ہے کہ آٹے کی گولیوں پر سورہ مزمل پڑھنا اور انہیں جاری پانی جیسے سمندر وغیرہ میں پھینکنا جائز ہے، جبکہ بکر کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اب ان دونوں میں جو بات صحیح ہو اس کی وضاحت فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... یہ عمل صفر کے مہینے میں کیا جاتا ہے، اور اس مہینے کے متعلق لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اس مہینے میں مصائب و بلائیں اور بیماریاں کثرت سے نازل ہوتی ہیں، اور ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ سورہ مزمل آٹے کی گولیوں پر پڑھ کر سمندر وغیرہ میں ڈالی جائیں تاکہ مچھلیاں ان کو کھائیں اور ہم ان مصائب سے محفوظ رہیں۔ لہٰذا سب سے پہلے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کیا واقعی یہ مہینہ منحوس ہے کہ اس میں مصائب کثرت سے نازل ہوتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ماہ صفر کے متعلق نحوست اور مصائب کے نزول کا عقیدہ لوگوں کا من گھڑت اور جاہلانہ عقیدہ ہے، جس کی شریعت اور دین اسلام میں کوئی اصل نہیں ہے، احادیث مبارکہ میں اس قسم کے عقائد سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا ماہ صفر بلکہ کسی چیز کے بارے میں بھی نحوست کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ غم وخوشی، صحت و بیماری وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء اور بندوں کی آزمائش کے طور پر آتے ہیں اس میں نہ تو کسی چیز کی نحوست کا دخل ہے اور نہ کسی اور چیز کا، بلکہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ اس بات کو سمجھ لینے کے بعد یہ سمجھئے کہ اگر مذکورہ عمل بھی ماہ صفر کی نحوست کی بناء پر کیا جاتا ہو تو جائز نہیں کیونکہ ماہ صفر کے بارے میں نحوست کا عقیدہ رکھنا ہی جائز نہیں تو یہ بناء فاسد علی الفاسد کی قبیل سے ہو جائے گا۔ اور اگر صرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقصود مچھلیوں ہی کو کھلانا ہے تو سورہ مزمل کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ آپ ویسے ہی سمندر میں ڈال دیں البتہ ماہ صفر میں ڈالنے میں پھر بھی پرہیز بہتر ہے تاکہ ان لوگوں سے مشابہت بھی نہ ہو جو مذکورہ عقیدے کی وجہ سے یہ عمل کرتے ہیں۔

لما فی القران الکریم: يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً. الاية (البقرة:۲۰۸)

وفی الصحیح للبخاری(۸۵۹/۲):عن ابی ھریرۃ قال قال النبی ﷺ قال لاعدویٰ ولا صفر ولاھامة.

وفی الصحیح لمسلم (۲۳۰/۲):عن ابی ھریرۃ حین قال رسول اللہ ﷺ لا عدویٰ ولاصفر ولاھامة فقال اعرابی یا رسول اللہ فما بال الابل تکون فی الرمل کانھا الظباء فیجیٔ البعیر الاجرب فیدخل فیھا فیجربھا کلھا قال فمن اعدی الاول.

وفی مرقات المفاتیح (۹/صـ۴):(ولا صفر) قال شارح کانت العرب یزعمون انه حیة فی البطن واللدغ الذی یجدہ الانسان عند جوعة من عضه قال ابو داؤد فی سننه قال بقیة سالت محمد بن راشد عنه قال کانوا یتشانمون بدخول صـ ر فقال النبی ﷺ لاصفر ......قال القاضی و یحتمل ان یکون نفیا لما یتوھم ان شھر صفر تکثر فیه الدواھی والفتن.

(۴۱۱) دوعیدوں کے درمیان شادی کو منحوس سمجھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں بعض لوگوں میں یہ بات رائج ہے کہ دوعیدوں کے درمیان شادی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس میں برکت نہیں ہوتی اور یہ منحوس ہوتی ہے لہٰذا جلد طلاق کی نوبت آجاتی ہے۔ آیا یہ بات درست ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......ان لوگوں کا مذکورہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ اس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس کے خلاف خود رسول اللہ ﷺ کا عمل موجود ہے کہ آپ نے خود شوال کے مہینے میں شادی کی۔

لمافی الصحیح لمسلم (۴۵۶/۱): عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت تزوجنی رسول اللہ ﷺ فی شوال وبنی بی فی شوال فای نساء رسول اللہ ﷺ کان احظی عندہ منی قال وکانت عائشة تستحب ان تدخل نساء ھا فی شوال.

قال النووی تحت ھذہ الروایة : فیه استحباب التزوج والتزویج والدخول فی شوال وقدنص اصحابنا علی استحبابه بھذالحدیث وقصدت عائشة بھذا الکلام رد ماکانت الجاھلیة علیه وما یتخیله بعض العوام الیوم من کراھة التزوج والتزویج والدخول فی شوال وھذا باطل لااصل له وھو من آثار الجاھلیة کانوایتطیرون بذلک لمافی اسم شوال من الاشالة والرفع.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۱۲) رات کو آئینہ دیکھنا یا جھاڑو دینا

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پندنامہ میں جو رات کو آئینہ دیکھنے یا جھاڑو دینے سے ممانعت آئی ہے اس کی اصل کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... شرع میں ان دونوں چیزوں کی کوئی اصل نہیں ہے محض عوام میں مشہور ہیں اور جن بزرگوں کے کلام میں ہے محض طب وحکمت کے طور پر ہے ورنہ یوں کہا جائے گا کہ بعض بزرگوں پر حسن ظن کا غلبہ تھا لہٰذا ارادی طور پر کوئی جرح کئے بغیر نقل کر دیا پس ایسے حضرات معذور ہیں اور ان کا قول قابل عمل نہیں۔

هكذا صرح في امدادالفتاوى (۴/ ۳۷۰)

(۴۱۳) کتے کی پیدائش کے متعلق غلط فہمی

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو مٹی باقی بچی تھی اس سے اللہ تعالیٰ نے کتے کو پیدا کیا اسی وجہ سے یہ انسان کے ساتھ سب سے زیادہ وفاداری کا ثبوت دیتا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ بات کہیں سے ثابت نہیں کہ آدم علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے کتے کو پیدا کیا گیا البتہ یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام کے جسم اطہر سے بچی ہوئی مٹی سے کھجور کے درخت کو پیدا کیا گیا۔

لما في احكام القرآن للقرطبي (۹/ ۳۶۰): قال كلوا من عمتكم يعني النخلة خلقت من فضلة طينة آدم عليه السلام.

وفي معالم التنزيل للبغوى (۳/ ۳۳): الحكمة في تشبيهها بالنخلة من بين سائر الاشجار ...... لانها خلقت من فضل طينة آدم عليه السلام ولذلك قال النبي ﷺ اكرموا عمتكم قيل من عمتنا قال النخلة.

وفي عمدة القارى (۲/ ۱۵): قال الكرماني ان النخلة خلقت من بقية طينة آدم عليه السلام فهي كالعمة للاناس.

(۴۱۴) کیا ہدہد سید ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہدہد جو ایک پرندہ ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ سید ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس لئے اس کا کھانا جائز نہیں کیا یہ بات صحیح ہے کہ ہد ہد سید ہے اور اس کا کھانا جائز نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... ہد ہد حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔اسے سید کہنا من گھڑت بات ہے جس کا کوئی اعتبار نہیں۔

لمافی خلاصة الفتاوی (۳۰۴/۴): وفی فتاوی الولوالجی اکل الهدهد لاباس به لانه لیس بذی مخلب من الطیور.

وفی الهندیة (۲۹۰/۵): اکل الخطاف والصلصل والهدهد لاباس به لانهالیست من الطیور التی هی ذوات مخلب کذا فی الظهیریة.

(۴۱۵) بچہ اگر مختون پیدا ہو تو یہ بزرگی کی علامت ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کہ مختون تھا۔ہمارے علاقے میں اس مسئلے پر بہت اختلاف پیدا ہوا،بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بزرگی کی علامت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بچہ ناقص پیدا ہوا ہے۔اب آپ فیصلہ فرمائیں کہ مختون پیدا ہونا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... بچے کا مختون پیدا ہونا قدرت کا ایک کرشمہ ہے۔بہت سے انبیاء مختون پیدا ہوئے اور نیک فالی کے طور پر بزرگی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لمافی الدرالمختار (۷۵۱/۶): وقد جمع السیوطی من ولد مختونا من الانبیاء علیهم الصلوة والسلام فقال......

وفی الرسل مختون لعمرک خلقة ثمان وتسع طیبون اکارم

وهم زکریا شیث ادریس یوسف ....

(۴۱۶) جاہل اور جعلی پیر کے ہاتھ پاؤں چومنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل دیہاتوں میں عام رواج ہے کہ مرد اور عورتیں جاہل اور جعلی پیروں کے ہاتھ اور پاؤں چومتے ہیں۔ان کے اس فعل کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ نیز کسی باشرع عالم یا بزرگ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا عندالشرع جائز ہے نہیں؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... کسی عالم یا بزرگ کے ہاتھ چومنا برکت کے لئے یا علم کی وجہ سے جائز ہے اس کے علاوہ دیگر اشخاص کے ہاتھ اس طرح چومنا ناجائز اور حرام ہے۔خاص طور پر عورت کا اجنبی مردوں کے ہاتھ چومنا قطعاً ناجائز ہے۔چاہے وہ شخص عالم ہو یا کوئی اور ہو کسی صورت میں جائز نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی الصحیح للبخاری (۲/ ۱۰۷۱): عن عائشة رضی الله عنها ....مامست ید رسول الله ﷺ ید امرأة الاامرأة یملکها.

وفی الهندیة (۵/ ۳۶۹): تقبیل ید العالم والسلطان العادل جائز ولارخصة فی تقبیل ید غیرهما هو المختار کذا فی الغیاثیة.

وفیها ایضا (۵/ ۳۲۹): ولایحل له ان یمس وجهها ولا کفها وان کان یأمن الشهوة.

وفی الدرالمختار (۶/ ۳۸۳): ولابأس بتقبیل یدالعالم والمتورع علی سبیل التبرک والسلطان العادل ......ولارخصة فیه ای فی تقبیل الید لغیرهما.

(۴۱۷) بغیر عقیقہ کے مرے ہوئے بچے کی شفاعت

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پنجاب کے بعض دیہاتوں میں مشہور ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جس بچہ کا عقیقہ نہ کرایا جائے اور وہ بچہ قبل البلوغ مرجائے تو وہ بچہ والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔ کیاان لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً...... احادیث سے یہ بات صراحتاً تو نہیں ملتی البتہ ابوداؤد باب العقیقہ کی ایک روایت کل غلام رهینة بعقیقة میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی طرف یہ منسوب ہے کہ جس بچے کا عقیقہ نہ کرایا جائے اور وہ بچپن ہی میں مرجائے تو وہ والدین کی شفاعت نہیں کرے گا۔

لمافی نیل الاوطار (۳/ ۲۰۹): (کل غلام رهینة بعقیقة) قال الخطابی: اختلف الناس فی معنی هذا، فذهب احمد لابن حنبل إلی ان معناه انه اذا مات وهو طفل ولم یعق عنه لم یشفع لأبویه. وقیل: انه مرهون بالعقیقة بمعنی انه لا یسمی ولا یحلق شعره الا بعد ذبحها وبه صرح صاحب المشارق والنهایة. انتهی

وفی مرقاة المفاتیح (۸/ ۷۸): وفی شرح السنة قد تکلم الناس فیه، واجودها ما قاله احمد بن حنبل معناه انه اذا مات طفلا ولم یعق عنه لم یشفع فی والدیه وروی عن قتادة انه یحرم شفاعتهم.

(۴۱۸) جھوٹے میں مزید پانی ملانے سے بیماری پیدا ہوتی ہے؟

سوال...... کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک تبلیغی امیر صاحب بیان فرمارہے تھے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مومن کے جھوٹے میں شفا ہے''۔ امیر صاحب نے مزید کہا کہ یہ تو صحیح ہے کہ شفا ہے لیکن اگر اس میں مزید پانی ملایا جائے تو وہ شفا ختم ہوجاتی ہے اور وہ بیماری بن جاتی ہے۔ کیا واقعی شرعاً ایسا ہی ہے کہ مزید پانی ملانے سے وہ شفا بیماری بن جاتی ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً...... بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے جھوٹے میں شفاء ہے۔ البتہ اس سے آگے والی بات کہ مزید پانی ملانے سے بیماری بن جاتی ہے اس کا کہیں ثبوت موجود نہیں۔ لہٰذا اس بات کا اعتبار نہ کیا جائے اور مزید یہ کہ بغیر معلومات کے کوئی بات دین یا حضور ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا انتہائی جرأت کی بات ہے جس سے ازحد اجتناب کی ضرورت ہے۔

لمافی المقاصد الحسنة (صـ ۲۴۱): ریق المؤمن شفاء ، معناه صحیح ففی الصحیحین .... واما ماعلی الالسنة من ان سور المؤمن شفاء ففی الافراد للدارقطنی من حدیث نوح بن ابی مریم عن ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رفعه من التواضع ان یشرب الرجل من سؤر اخیه.

(۴۱۹) قرآن شریف کے نیچے سے گزرنا شفاء کے حصول کیلئے

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ اپنے دروازوں پر قرآن شریف کو لٹکا لیتے ہیں اوراس کے نیچے سے گزرتے ہیں تاکہ ان کو امراض سے صحت نصیب ہوجائے، کیا اس طرح سے کرنا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً...... تتبع وتلاش کے باوجود کسی کتاب میں ایسی کوئی صراحت نہیں ملی کہ یہ بات یعنی قرآن کو دروازے پر لٹکانا اور لوگوں کا اس کے نیچے سے صحت امراض کیلئے گزرنا ثابت ہو اور نہ ہی شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔

لمافی المشکوة (صـ ۲۷): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.

..........وعن جابر ﷛ قال قال رسول الله ﷺ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها وکل بدعة ضلالة.

وفی مرقات المفاتیح تحته (۲۱۵/۱): وفی روایة لمسلم من عمل عملا ای اتی بشئی من الطاعات او بشئی من الاعمال الدنیویة والاخرویة سواء کان محدثا او سابقا علی الامر لیس علیه امرنا ای کان من صفته انه لیس علیه اذننا بل اتی به علی حسب هواه فهو رد ای مردود غیر مقبول.

(۴۲۰) زلزلے کا سبب

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ زلزلہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ زمین کو بیل نے اپنے سینگ پر اٹھا رکھا ہے، جب ایک سینگ تھک جاتا ہے تو وہ زمین کو دوسرے سینگ پر کرلیتا ہے جس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......شریعت مطہرہ میں بیل کا زمین کو سینگوں پر اٹھانے کا ذکر کہیں نہیں ملتا بلکہ زلزلہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جس کا ظہور کبھی کبھار ہوتا ہے اور بعض دفعہ جب کسی قوم میں گناہوں کی کثرت ہو جائے تو اس کی وجہ سے بھی زلزلے آتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کا امر یا گناہوں کی کثرت یہ باطنی اسباب میں سے ہیں اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے اس کی کئی دوسری وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ دونوں میں کوئی تعارض یا منافات نہیں ہے۔

لمافی روح المعانی (۱۱۱/۱۷): تحت آیة ان زلزلة الساعة شیٔ عظیم ....قال العلامة الآلوسی فی بحث سبب الزلزلة ......تحدث هذه الحرکة بتحریک ملک بناء علی ماروی ان فی الارض عرقا تنتهی الی جبل قاف وهی بید ملک هناک فاذا اراداللہ عزوجل امر امره ان یحرک عرقا فاذا حرکه زلزلت الارض ....ولا یخفی انه اذا صح حدیث فی بیان سبب الزلزلة لاینبغی العدول عنه والافلابأس بالقول برأی الفلاسفة وهو لاینافی القول بالفاعل المختار کماظن بعضهم.

وفی المشکوة (ص۴۷۰): عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اتخذ الفیٔ دولا والامانة مغنما والزکوة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته ....فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلة وخسفا.

(۴۲۱) دلہن کی رخصتی کے وقت اذان دینا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب لڑکی کی شادی ہوتی تو اسے ڈولی میں بٹھاتے وقت اذان دی جاتی ہے۔ کیا ایسا کرنا ثابت ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......دلہن کو ڈولی میں اس لئے نہیں بٹھایا جاتا کہ اس طرح بٹھانا ثابت ہے بلکہ صرف آسانی مقصود ہوتی ہے۔ اس لئے جب ڈولی میں بٹھانا ثابت نہیں تو اذان دینا بطریق اولی ثابت نہیں ہوگا۔ لہٰذا رخصتی کے وقت اذان دینا بدعت کے زمرے میں داخل اور قابل اجتناب ہے۔

لمافی المشکوة المصابیح (ص۲۷): عن عائشة رضی اللہ عنها قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد.

(۴۲۲) صدقہ کے وقت بکرے کو مریض کے گرد گھمانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں یہ رائج ہے کہ صدقہ کے لئے مرغی اور بکرا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وغیرہ کسی غریب کو دینے سے پہلے مریض یا گھر یا گاڑی وغیرہ جس کا صدقہ کرنا ہوتا ہے اس کے گرد گھماتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شریعت میں ثابت ہے اور صدقہ کرنے کے لئے اس طرح گھمانا ضروری یا کم سے کم مستحسن ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......روایات کثیرہ میں صدقات وغیرہ کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن کہیں کوئی خاص مقدار یا پھر صدقہ کرنے سے پہلے کسی خاص طریقے کا بیان نہیں ہے لہٰذا جس قدر استطاعت ہو صدقہ کرنا چاہئے۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ اسے پہلے مریض وغیرہ کے گرد چکر لگوانا اس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا اہتمام والتزام جائز نہیں۔

لما فی المشکوۃ (ص۱۶۸): عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصدقة لتطفی غضب الرب وتدفع میتة السوء.

وفیها ایضاً (ص۱۶۷): عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ یانساء المسلمات لاتحقرن جارة لجارتها ولو فرسن شاة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب التاریخ و السیر﴾

(تاریخ اور سیر کے بیان میں)

(۴۲۳) قوم عاد کی قد وقامت اور شداد کی جنت

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر قوم عاد کی قد وقامت کے بارے میں عجیب وغریب باتیں سننے میں آتی ہیں۔ کیا ان کی کوئی اصل موجود ہے؟ نیز اسی طرح شداد کا قصہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کیا اس کا کہیں سے ثبوت ملتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ...... قوم عاد کی قد وقامت کے بارے میں مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں جن میں زیادہ مشہور قول بارہ (۱۲) گز کا ہے۔ اور شداد کے قصے کی بھی اصل موجود ہے چنانچہ تفاسیر میں شداد کے متعلق واقعہ موجود ہے۔

لما فی احکام القرآن للقرطبی (۲۰/۴۵): قال ابن عباس فی روایة عطاء کان الرجل منهم طوله خمسمائة ذراع والقصیر منهم ثلثمائة ذراع بذراع نفسه وروی عن ابن عباس ایضا ان طول الرجل منهم کان سبعین ذراعا [ابن العربی] وهو باطل لان فی الصحیح ان الله خلق آدم طوله ستون ذراعا فی الهواء فلم یزل الخلق ینقص الی الآن وزعم قتادة ان طول الرجل منهم اثناعشر ذراعا.

وفیها ایضا (۲۰/۴۷): وروی انه کان لعاد ابنان شداد وشدید فملکا وقهرا ثم مات شدید وخلص الامر لشداد ....وذکر القصة ....

وفی تفسیر المظهری (۱۰/۲۵۵): قال مقاتل کان طولهم اثنی عشر ذراعا یعنی من ذراع النبی ﷺ.

وفی زادالمسیر (۸/۲۵۹): ان عادا المنسوب الیهم عاد الاولی کان له ولدان شدید وشداد فلما مات عاد ثم مات شدید وبقی شداد ملک الارض ودانت له المملوک ......وذکر القصة ......

(۴۲۴) غزوہ موتہ کب اور کس وجہ سے ہوا؟

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غزوہ موتہ کس تاریخ اور کس کی امارت میں ہوا۔ اس میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی اور مسلمانوں کو آخر میں فتح ہوئی یا شکست؟ تفصیل سے بیان فرمائیں اور پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دو کتابچے ہیں ان کا آپس میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔لہٰذا آپ جو صحیح بات ہے تحریر فرمادیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......شرحبیل بن عمرو غسانی جو قیصر کے امراء میں سے تھا اس نے نبی کریم ﷺ کے قاصد کو قتل کروادیا۔جس کی وجہ سے سنہ ۸ ہجری ماہ جمادی الاولی میں آپ علیہ السلام نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں تین ہزار کا لشکر روانہ فرمایا اس میں خود حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کے علاوہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوگئے تھے لیکن آخر کار فتح مسلمانوں کو ہوئی۔

لمافی کتاب المغازی للواقدی (۷۵۵/۲): حدثنا الواقدی ....قال بعث رسول الله ﷺ الحارث بن عمیر الازدی ثم احد بنی لهب الی ملک بصری بکتاب فلما نزل موتة عرض له شرحبیل بن عمرو الغسانی فقال این ترید ؟ قال الشام.قال :لعلک من رسل محمد قال نعم،انارسول رسول الله فأمر به فاوثق رباطا،ثم قدمه فضرب عنقه صبرا..........فبلغ رسول الله ﷺ الخبر فاشتد علیه وندب الناس واخبرهم بمقتل الحارث ومن قتله فاسرع الناس وخرجوا فعسکروا بالجرف ....فقال رسول الله ﷺ زید بن حارثة امیر الناس.

وفی البدایة والنهایة (۲۴۱/۴): وهی سریة زید بن حارثة فی نحو من ثلاثة الاف الی ارض البلقاء من ارض الشام ....عن عروة بن زبیر قال بعث رسول الله ﷺ بعثه الی موتة فی جمادی الاولی من سنة ثمان واستعمل علیهم زید بن حارثة.

(وهکذانقل فی تاریخ الطبری ج۲/ص۳۱۹)

(۴۲۵) فتح کے موقع پر قتل کیے گئے بعض اشخاص کے نام اوران کے جرائم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سنا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر باقی سب کو معاف کردیا گیا لیکن چند اشخاص ایسے بھی تھے جنھیں معاف نہیں کیا گیا وہ کون کون تھے اور انہوں نے کیا جرم کیا تھا ؟تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں،اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں جو اشخاص فتح مکہ کے دن بھی مجرم ٹھہرے ان میں ایک عبداللہ بن خطل تھا،یہ پہلے مسلمان ہوگیا تھا،رسول اللہ ﷺ نے اسے عامل بناکر صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا اس کے ہمراہ ایک غلام بھی بھیجا تھا،راستہ میں ابن خطل نے کسی موقع پر غلام سے کھانا تیار کرنے کو کہا لیکن غلام سوگیا ابن خطل نے غصہ میں آکر اس غلام کو قتل کردیا اور خود صدقہ کے اونٹ لے کر مکہ گیا اور مرتد ہوگیا،بعد میں یہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا،اس کی دو باندیاں تھیں ناچ گانے کی مجلس سجا کر ان سے رسول اللہ ﷺ کے خلاف اشعار پڑھوایا کرتا تھا تو اس نے تین جرم کیے تھے اول ناحق خون بہایا تھا دوم مرتد ہوگیا تھا سوم رسول اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب تھا، فتح مکہ کے دن یہ کعبہ کے پردوں میں لپٹ گیا تھا آپ ﷺ کو اطلاع کی گئی آپ ﷺ نے فرمایا اس کو وہیں قتل کردو، چنانچہ حضرت ابو برزۃ اسلمیؓ اور حضرت سعید بن حریثؓ نے جاکر اس کو قتل کردیا۔

۲۔ مقیس بن ضبابہ یہ بھی پہلے مسلمان ہوگیا، پھر مرتد ہوکر مکہ مکرمہ آگیا تھا۔ نمیلہ بن عبداللہ نے اس کا کام تمام کیا۔

۳۔ حویرث بن نقید یہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہا کرتا تھا۔

۴۔ حارث بن طلاطل یہ بھی آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا۔

۵۔ قریبہ یہ ابن خطل کی باندی تھی، رسول اللہ ﷺ کے خلاف اشعار پڑھا کرتی تھی۔

۶۔ مباح الدم قرار دیے جانے والوں میں سے ھبیرہ بن وہب بھی تھا، یہ فتح مکہ کے وقت نجران کی طرف بھاگ نکلا اور وہیں کفر کی حالت میں مرا۔

۷۔ سارہ نامی ایک خاتون بھی تھی، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ عورت بھی قتل کی گئی جبکہ دوسرے بعض حضرات کا رجحان یہ ہے کہ یہ عورت مسلمان ہوگئی تھی، اور حضرت عمرؓ کے زمانے تک زندہ رہی۔ یہی وہ عورت تھی جو حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لیکر مکہ جارہی تھی۔

لما فی الصحیح للبخاری (۲/۶۱۴): حدثنا یحیٰ بن قزعة ......عن انس بن مالک ان النبی ﷺ دخل مكة یوم الفتح وعلی رأسه مغفر فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الكعبة فقال اقتله قال مالک ولم یکن النبی ﷺ فیما نری والله اعلم یومئذ محروما.

وعلی هامشه :قوله ابن خطل ..... اسمه عبدالله وكان اسلم ثم ارتد وقتل قتیلا بغیر حق وكانت له قینتان تغنیان بهجاء رسول الله ﷺ فضربت عنقه صبرا بین زمزم ومقام ......ومنهم مقیس بن ضبابة كان اسلم ثم ارتد قتله رجل من الانصار ومنهم الحویرث ابن نقید كان یؤذی النبی ﷺ وینشد الهجاء قتله علی بن ابی طالب رضی الله عنه.

وفی المصنف لابن ابی شیبة (۷/ ۴۰۵):حدثنا احمد بن مفضل قال حدثنا اسباط بن نصر قال زعم السدی عن مصعب بن سعد عن ابیه قال لما كان یوم الفتح مكة امن رسول الله ﷺ الناس الا اربعة نفر وامرأتین وقال اقتلوهم وان وجدتموهم متعلقین باستار الكعبة عكرمة بن ابی جهل وعبد الله ابن خطل ومقیس بن ضبابة وعبدالله بن سعد بن ابی سرح فاما عبدالله ابن خطل فادرک وهو متعلق باستار الكعبة فاستبق الیه سعید بن حریث وعمار فسبق سعید عمارا وكان اشب الرجلین فقتله واما مقیس بن ضبابة فادركه الناس فی السوق فقتلوه.

وفی فتح الباری (۸/ص۹):قال وقد كان رسول الله ﷺ امر امرءا ان لایقتلوا الا من قاتلهم غیر انه اهدر دم نفر سماهم وقد جمعت اسماهم من متفرقات الاخبار وهم عبد العزی بن خطل وعبد الله

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بن سعد بن ابی سرح ......والحویرث بن نقیذ ......ومقیس بن صبابة ......وقینتان کانتا لابن خطل کانتا تغنیان بهجو النبی ﷺوسارة مولاة بنی المطلب وهی التی وجد معها کتاب حاطب ...... واما الحویرث فکان شدید الاذی لرسول الله ﷺ بمکة فقتله علی یوم الفتح واما مقیس بن ضبابة فکان اسلم ثم عدا علی رجل من الانصار فقتله وکان الانصاری قتل أخاه هشام خطأ فجاء مقیس فاخذا لدیة ثم قتل الانصاری ثم ارتد فقتله نمیلة بن عبدالله یوم الفتح ...... واما القینتان فاسمهما فرتنی وقرینه فاستؤمن لاحدهما فاسلمت وقتلت الاخری واما سارة فاسلمت وعاشت الی خلافة عمر رضی الله عنه وقال الحمدی بل قتلت وذکر ابو معشر فیمن اهدر دمه الحرث بن طلاطل الخزاعی قتله علی وذکر غیر ابن اسحاق ان فرتنی هی التی اسلمت وان قرینة قتلت وذکر الحاکم ایضا ممن اهدر دمه کعب بن زهیر وقصته مشهورة وقد جاء بعد ذلک واسلم ومدح ......وارنب مولاة ابن خطل ایضا قتلت .... اختلف فی اسمها او باعتبار الکنیة واللقب......

وفی البدایة والنهایة (۲/۲۹۶):......ویقال اسمه عبد العزی بن خطل ویحتمل انه کان کذلک ثم لما اسلم یسمی عبدالله ولما اسلم بعثه رسول الله ﷺ مصدقا وبعث معه رجلا من الانصار وکان معه مولی له فغضب علیه غضبه فقتله ثم ارتد مشرکا......وکان له قینتان فرتنی وصاحبتها فکانتا تغنیان بهجاء رسول الله ﷺ ......فقتل وهو متعلق باستار الکعبة اشترک فی قتله ابو برزة الاسلمی وسعید بن حریث المخزومی وقتلت احدی قینة واستؤمن للاخری قال والحویرث بن نقیذ بن وهب بن عبدقصی وکان ممن یؤذی رسول الله.

ﷺ بمکة ...... فلما اهدر دمه قتله علی بن ابی طالب رضی الله عنه...... مقیس بن ضبابة لانه قتل قاتل اخیه خطأبعد ما أخذ الدیة ثم ارتد مشرکا قتله رجل من قومه یقال له نمیلة بن عبدالله ...... وسارة مولاة لبنی عبدالمطلب ولعکرمة بن ابی جهل لانها کانت تؤذی رسول الله ﷺ بمکة وقد تقدم عن بعضهم انهاالتی تحملت الکتاب من حاطب بن ابی بلتعة وکانها عفی عنهااو هربت ثم اهدر دمها.

(۴۲۶) کیا معرکۂ کربلا جہاد تھا؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کربلا کی لڑائی جہاد تھا یا سیاسی جنگ؟ بعض حضرات سے میں نے سنا ہے کہ کربلا کے تمام واقعات بنائی ہوئی کہانیاں ہیں اصل میں کوئی واقعہ نہیں ہوا، آپ وضاحت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے؟ کیا تاریخی کتب میں یہ واقعہ موجود ہے اور وہ روایات کس درجہ کی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں پہلی شق کا جواب یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کربلا میں لڑائی جہاد ہی تھا اس لئے کہ جس وقت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی فوج سے خروج کیا اس وقت تک یزید کی حکومت قائم نہیں ہوئی تھی کیونکہ اول: یزید کے ہاتھ پر اس وقت بیعت نہیں ہوئی تھی۔

دوم: یزید کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ولی عہد بنایا تھا اور بذریعہ استخلاف (ولی عہد) انعقاد خلافت کیلئے چند شرائط ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ اگر ولی عہد خلیفہ کا بیٹا یا والد ہے تو صرف استخلاف سے خلیفہ نہیں بنے گا بلکہ اھل حل وعقد اور اھل اختیار کی موافقت بھی ضروری ہے، اور دوسری شرط یہ ہے کہ ولی عہد میں خلافت کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔ اور کسی شخص میں شرائط خلافت کے پائے جانے اور نہ پائے جانے میں دو افراد کی رائے مختلف ہو سکتی ہے، چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یزید میں خلافت کی شرائط پائی جارہی تھیں لہٰذا اس کا ولی عہد بننا درست تھا، جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مطابق یزید میں خلافت کی تمام شرائط نہیں پائی جارہی تھیں لہٰذا اس کا ولی عہد بننا درست نہ تھا، چنانچہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے استخلاف کے باوجود یزید خلیفہ نہ تھا اور ابھی اھل حل وعقد نے یزید کی خلافت کو قبول بھی نہ کیا تھا اور یزید زبردستی خلافت قائم کرنا چاہتا تھا، لہٰذا آپ کے علم، فضل اور دینی رتبے کی بناء پر آپ کی ذمہ داری تھی کہ ایک ایسا شخص جو آپ کی رائے کے مطابق اس عہدے کا اہل نہ تھا اسے اس عہدے پر فائز ہونے سے باز رکھیں۔ چنانچہ آپ اس ذمہ داری کو نبھانے کیلئے نکلے اور شروع میں کچھ لوگوں نے آپ کو حمایت کا یقین بھی دلایا جو اس بات کی علامت تھی کہ لوگ یزید کی بیعت کیلئے تیار نہیں اس حمایت کے جتانے میں کوفہ والے پیش پیش تھے لیکن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ پہنچنے سے پہلے ہی حالات میں اس قدر تیزی سے تبدیلی آئی کہ حالات کی نوعیت بالکل بدل گئی کہ اہل کوفہ نے آپ کے سفیر مسلم بن عقیل سے غداری کرتے ہوئے یزید کی طرف سے متعین کردہ حاکم عبید اللہ بن زیاد سے اتحاد کرلیا اور مسلم بن عقیل کو شہید کردیا گیا، اسی طرح حجاز مقدس میں لوگوں سے زبردستی بیعت لے لی گئی۔ جب آپ کو یہ معلوم ہوا تو آپ خلافت سے دست بردار ہو گئے اور واپس مدینہ منورہ آنا چاہا لیکن دشمن کی فوج نے آپ کی مختصر جماعت جس میں خاندان کے افراد شامل تھے کے گرد گھیرا ڈال لیا اور مدینہ منورہ واپس نہ جانے دیا۔ عبید اللہ بن زیاد کی طرف سے متعین کردہ فوجی افسر عمرو بن سعد کے سامنے آپ نے تین تجویزیں رکھیں کہ اول مجھے مدینہ واپس جانے دیا جائے دوم مجھے ترکوں کی سرحد پر جانے دو تاکہ میں اپنی باقی زندگی جہاد میں گزاردوں، سوم، مجھے یزید سے ملنے دو میں اس سے فیصلہ کرلوں گا۔

عمرو بن سعد نے یہ تجویزیں ابن زیاد کو لکھ بھیجیں اور ابن زیاد کو مشورہ دیا کہ ان میں سے کسی ایک تجویز کو قبول کر کے انہیں چھوڑ دیا جائے مگر شمر کے کہنے پر ابن زیاد نے ان تجویزوں کو رد کردیا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اھل وعیال سمیت قید کرنے کا حکم لکھ بھیجا۔ اس وقت آپ کے لئے دو ہی راستے تھے کہ خود کو اھل وعیال سمیت گرفتار کروا کر ذلت قبول کرلیں یا پھر مردانہ طریقے سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو جائیں، شریعت کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ اپنا نفس اور اہل وعیال ظالموں کے ہاتھوں میں دے دے اور ذلت قبول کرلے، جیسا کہ روایت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مبارکہ میں ہے۔

عن سعید بن زید قال قال رسو ل الله ﷺ من قتل دون ماله فهو شهيد ومن قتل دون اهله فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد (مسند الامام احمد، ۱/۱۱۳)

حضرت سعید بن زید روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ بھی شہید ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا۔

عن ابن عباس عن النبی ﷺ من قتل دون مظلمته فهو شهيد (مسند الامام احمد، ۱/۱۰۵)

(ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جسے ظلماً قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابتداءً حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا نکلنا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے تھا اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑنا جہاد ہے جیسا کہ روایت مبارکہ میں ہے "**من قاتل لتكون كلمة الله هي العلياء فهو فى سبيل الله**" (جو شخص اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر قتال کرے وہ اللہ کے راستے میں ہے) اور کربلا میں لڑائی کی نوبت اپنے اہل وعیال کی آبرو کی حفاظت اور ان کو ذلت سے بچانے کیلئے آئی اور یہ بھی جہاد ہے جیسا ابھی ذکر کردہ روایات سے معلوم ہوا، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ آپ کی لڑائی جہاد تھا جس میں آپ شہید ہوئے۔

۲۔ دوسری شق کا جواب یہ ہے کہ معتبر کتب تاریخ میں کربلاء کا واقعہ تفصیلاً ثقہ راویوں سے منقول ہے، چنانچہ ابن کثیرؒ نے واقعہ کربلا کی روایات کیلئے یہ عنوان قائم کیا ہے (**وهذه صفة مقتلة مأخوذة من كلام ائمة هذاالشان لا كما يزعمه اهل التشيع من الكذب**) (ترجمہ: یہ اس خونریزی اور قتل کا بیان ہے جو اس فن (تاریخ) کے آئمہ کے کلام سے مأخوذ اور منقول ہے اس کے بارے میں شیعہ کے جھوٹ اور بے اصل ہونے کا زعم اور نظریہ درست نہیں) جس میں کربلا کی روایات کو جمع کیا ہے، اسی طرح سیر اعلام النبلاء میں مختلف مقامات پر لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے راوی ثقہ ہیں لہٰذا اس واقعہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حقیقتاً ایسا کوئی واقعہ نہیں یہ صرف کہانی کی حد تک ہی محدود ہے یہ ان کی جہالت کی علامت ہے، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اہل تشیع کی طرف سے جس طرح اضافات وتحریفات کے ساتھ یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس کا ثبوت مشکل ہے۔

لما فى تكملةفتح الملهم (۳/۲۹۰): استخلاف الخليفة نافذ على الأمة بعد موته ولو لم يوافقه عليه اهل الحل والعقد (صـ ۲۹۱) اذا لم يكن ولى العهد ولدا او والدا للامام اما اذا كان ولدا او والدافيه خلاف قال القلقشندى فى "مآثر الانافة فى معالم الخلافة ۱: ۵۱" وقد اختلف العلماء فى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جواز انفراده بالعهد لولده اولوالده علی ثلاثة مذاهب: احدها انه لیس له الانفراد بذلک لواحد منهما بل لابد ان یوافقه اهل الحل والعقد علی صلاحیة المعهود الیه لذلک لان ذلک منه بمثابة التزکیة لیجری مجری الشهادة وتقلیده علی الامة مجری الحکم وهو لایجوز ان یحکم لوالدولا ولد

والذی یظهر لهذاالعبدالضعیف عفا الله عنه ان القول الاول اولیٰ نظرا الی ماظهر من المفاسد من استخلاف الابناء فی تاریخ المسلمین. والله سبحانه وتعالی اعلم

وفی الفقه الاسلامی (۶۱۶۵/۸): واما ضرورة توافر شروط الامام الشرعی فی ولی العهد فهو امر بدیهی مفروغ منه ککونه امینا ورعا ثقة مخلصا لله ناصحا للمسلمین قال الماوردی واذا عهد الامام بالخلافة الی من یصح العهد الیه علی الشروط المعتبرة کان العهد موقوفا علی المولی وتعتبر شروط الامامة فی المولی من وقت العهد الیه فان کان صغیرا او فاسقا وقت العهد لم تصح خلافته حتی یستأنف اهل الاختیار ببیعته.

ان شئت تفصیل الواقعة فانظر البدایة والنهایة المجلدالرابع الجزء الثامن الصفحة ۱۷۴ الی ۲۰۰

۲. سیر اعلام النبلاء المجلد الرابع الصفحة ۴۱۱ الی ۴۳۱

۳. الامامة والسیاسة لابن قتیبة المجلد الثانی الصفحة ۴ الی ۶

(۴۲۷) حضرت حسینؓ کا یزید کے خلاف نکلنا شریعت کی نظر میں نیز یزید پلید کہنے کا حکم

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب یزید کی بیعت کا انکار کیا اس وقت وہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا اور خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا بظاہر بغاوت معلوم ہوتا ہے، اگر یہ بات صحیح نہیں تو صحیح بات تحریر فرمادیں تاکہ تسلی ہوجائے۔ نیز یزید پلید کہنا کیسا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... صورت مسئولہ میں تفصیل یہ ہے کہ اسلام میں انتخاب خلیفہ کیلئے کچھ اصول وضوابط اور شرائط ہیں، جس میں پہلی قسم استخلاف ہے یعنی خلیفہ وقت چند باصلاح لوگوں سے مشورہ کر کے کسی کے بارے میں وصیت کردے کہ میرے بعد یہ آدمی خلیفہ ہوگا، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مختلف کبار صحابہ سے مشورہ کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا تو بذریعہ استخلاف دوسرے خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ اس میں خلافت کی تمام شرائط پائی جارہی ہوں، اب یہی معاملہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ہوا کہ آپ نے یزید کو اپنا خلیفہ بنایا، اب کسی شخص کے بارے میں دو اشخاص کی رائے مختلف ہوسکتی ہے کہ اس میں خلافت کی شرائط پائی جارہی ہیں یا نہیں چنانچہ یہاں پر بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں اس میں خلافت کی شرائط پائی جارہی تھیں جبکہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت حسین شہید رضی اللہ عنہ کے ہاں اس میں خلافت کی شرائط نہیں پائی جارہی تھیں لہذا فقدان شرائط کی بناء پر یزید کو خلیفہ بنانا حضرت حسین شہید رضی اللہ عنہ کے مطابق صحیح نہ تھا، اب شریعت کا اصول یہ ہے کہ ''من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ'' (تم میں جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھ سے تبدیل کرے اگر اسکی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل میں اس کو برا سمجھے) لہذا جس شخص کو آپ اس ذمہ داری کا نااہل سمجھتے تھے اسے کیسے قبول کر لیتے لہذا آپ نے اس کے اقدام کو روکنے کا ارادہ کیا جس کے لئے کوفہ والوں نے مکمل حمایت کا یقین بھی دلایا اور اس وقت یزید خلیفہ نہیں بنا تھا لہذا آپ کا یہ اقدام ایک قائم حکومت کے خلاف نہ تھا لیکن بعد میں یزید نے زبردستی لوگوں سے بیعت لے لی اور کوفہ والوں نے اپنا رخ پھیر لیا تو آپ نے ارادہ کیا کہ واپس حجاز آ جائیں جب کہ یزید کی فوج آڑے آ گئی چنانچہ آپ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی آبرو کی خاطر بادل ناخواستہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور اسی معرکے میں جام شہادت نوش فرمالیا۔

نیز یزید کو پلید کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو اس بحث کی حقیقت تک پہنچنا اور اس کی عقدہ کشائی اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ اس معاملے میں اس قدر اختلاف ہے کہ اس کی تطبیق وتنقیح انتہائی پیچیدہ ہے، اس موضوع پر مصنفین تاریخ اور متقدمین نے یزید کے مناقب اور اس پر الزامات کو اس قدر شدومد سے ذکر کیا ہے جو ناقابل تسلیم ہیں، اب سب سے بہتر صورت یہی ہے کہ یزید سے متعلق حسن ظن کے درجے میں مطاعن سے سکوت اختیار کیا جائے گا۔ یہی صورت سب سے زیادہ بہتر ہے اور خاص طور پر جب کہ ہمارے ایمانیات یا عملیات کے اعتبار سے کوئی چیز اس پر موقوف بھی نہیں اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتب تاریخ میں جو شکوک وشبہات موجود ہیں اس میں صحیح توجیہ کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے برے میں حسن ظن رکھا جائے۔ یہی صراط مستقیم اور راہ اعتدال ہے اور اہل سنت والجماعت کا یہی متفقہ فیصلہ اور شعار ہے۔

لما فی قولہ تعالی :یاایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضاً الایة (الحجرات:۲۶)

وفی الصحیح للبخاری ج ۱ ص۱۸۷ :عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت قال النبی ﷺ لاتسبوا الاموات فانھم قدأفضوا الی ماقدموا ......

وفیہ ایضاً (۸۸۶/۲): عن ابن ابی نعم قال کنت شاھدا لابن عمرو سالہ رجل عن دم البعوض فقال ممن انت قال من اھل العراق قال انظروا الی ھذا یسألنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن النبی ﷺ وسمعت رسول اللہ ﷺ یقول ھما ریحانا ی من الدنیا.

وفی النبراس (ص ۵۴۰): وھھنا بحث من الاشکالات القویة وھو ان الحسین بن علی رضی اللہ عنھما خرج علی یزید رضی اللہ عنہ مع ان معاویةنصبہ وبایعہ الصحابة واجیب بان وجوب الطاعة ھذا الشقی علی بضعة النبی ﷺ غیر معقول ولایخفی ان ھذا الجواب لیس علی قانون الشرع لما

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سمعت من انعقادالامامة ببيعة رجل واحد من اهل الحل والعقد ثم وجوب طاعةالامير ولو فاسقاً جائراً وعندى فى الجواب وجوه احدها ماحكى انه لم يخرج للخلافته بل ليستوطن الكوفة لكن الروايات الصحيحة بخلافه ثانيها ان اجتهاده حكم بان خلافته غير صحيحة لان الحسن بن على رضى الله عنهما سلم الخلافة الى معاوية بشرط ان لايجعلها فى اولاده ويكون الامر بعد شورى فى المسلمين ان قلت فلم خالفه معاوية؟ قلت ادى نظره الى ان الشرط انقضى بموت الحسن رضى الله عنه ان قلت سلمنا ان التسليم غير صحيح لكن قد بايعه الناس حتى الصحابة به قلت روى بيعتهم وقعت جبرا...... الى قوله قلت حكم المجتهد لايلزم مجتهدا آخر.

وفى البداية والنهاية (۱۶۴/۴): فبعث الوليد من ساعته نصف ليل الى الحسين بن على وعبدالله بن زبير فاخبرهما بوفاة معاوية ودعاهما الى البيعة ليزيدبن معاوية فقالا الى ان نصبح وننظر مايصنع الناس ووثب الحسين فخرج وخرج معه ابن زبير وقالا هو يزيد الذى نعرف والله ماحدث له عزم ولامروءة.

وفيها ايضاً (۲۳۳/۴): وقد كان يزيد فيه خصال محمودة من الكرم والحلم والفصاحة والشعر والشجاعة وحسن الراى فى الملك وكان ذاجمال حسن المعاشرة وكان فيه ايضاً اقبال على الشهوات وترك بعض الصلوات فى بعض الاوقات واما تتها فى غالب الاوقات.

وفى الصفحة ۲۳۴:وقال الحافظ ابو يعلى حدثنا الحكم بن موسى حدثنا يحى بن حمزة عن هشام بن الغاز عن مكحول عن ابى عبيدة ان رسول الله ﷺ قال لايزال امر امتى قائما بالقسط حتى يثلمه رجل من بنى امية يقال له يزيد.

وفى تاريخ الخلفاء (ص۲۰۹): وقال نوفل بن ابى الفرات كنت عند عمر بن عبدالعزيز فذكر رجل يزيد فقال "قال امير المؤمنين يزيد بن معاوية "فقال تقول امير المؤمنين وأمر به فضرب عشرين سوطا.

(۴۲۸) حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک کہاں ہے؟ تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً...... حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے بارے میں اختلاف ہے زیادہ مشہور تین قول ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک قول یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں ابوقبیس پہاڑ کے غار میں مدفون ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ منیٰ کے قریب مدفون ہیں، پھر طوفان نوح میں حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو تابوت میں ڈال کر کشتی میں سوار کرلیا اور بیت المقدس یا واپس جبل ابی قبیس کے غار میں دفن کیا۔ اس میں بھی دونوں قول ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کا سر مبارک مسجد ابراہیم کی جانب اور پائنتی بیت المقدس کی جانب ہے۔

لمافی تاریخ الطبری (۱/۱۰۸): عن ابن اسحاق انه قال لماکتب آدم ....فقبرته الملائكة وشيث واخوته في مشارق الفردوس عند قرية هي اول قرية كانت في الارض .....وبعد صفحة .....وقد اختلف في موضع قبر آدم عليه السلام فقال ابن اسحاق ماقدمضى ذكره واماغيره فانه قال دفن بمكة في غار ابي قبيس وهو غار يقال له الكنز ....عن ابن عباس قال لماخرج نوح من السفينة دفن آدم عليه السلام ببيت المقدس ....وذكر ان حواء عاشت بعده سنة .....ثم ماتت رحمهاالله فدفنت مع زوجها في الغار ....حتى كان الطوفان فاستخرجهمانوح وجعلهما في تابوت ثم حملهما معه في السفينة فلما غاضت الارض الماء ردهماالى مكانهما الذى كانا فيه قبل الطوفان.

وهكذا ذكر في البداية والنهاية (۱/۹۲): لكن لم يذكر ابن كثيرؒ قول ابن اسحاق وذكر قولاآخر وقال: "وروى عن ابن عساكر عن بعضهم انه قال رأسه عند مسجد ابراهيم ورجلاه عند صخرة بيت المقدس".

وفي المنتظم (۱/۱۱۹): قال ابن اسحاق قبر عند منىٰ اول قرية كانت في الارض وذكر بقية الاقوال كمامر آنفا.

(۴۲۹) بہن بھائی کے نکاح کی حرمت کی تاریخ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں بہن بھائی کا آپس میں نکاح ہوا کرتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ بعد میں اس طرح کا نکاح کب حرام ہوا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس بات کی کہیں صراحت نہیں ملی کہ بہن بھائی کا نکاح کب حرام ہوا تھا البتہ قرین قیاس یہ ہے کہ بہن بھائی کے نکاح کا جواز صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں تھا کیونکہ اس وقت نسل انسانی کی بقا کا مسئلہ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی اولاد پر یہ نکاح حرام ہوگیا تھا کیونکہ اس وقت ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

لمافی تفسير كبير (۵/۲۷): اعلم ان حرمة الامهات والبنات كانت ثابتة من زمن آدم عليه السلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الی هذا الزمان ولم یثبت حل نکاحهن فی شئ من الادیان الالهیة ....امانکاح الاخوات فقد قیل ان ذلک کان مباحا فی زمن آدم علیه السلام وانماحکم الله باباحة ذلک علی سبیل الضرورة.

والله اعلم بالصواب (وهکذا فی تفسیر روح البیان ج۲/ص ۱۸۶)

(۴۳۰) کیا یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے رحمت نامی بیٹی تھی؟

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے کوئی بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کا نام رحمت ہو؟ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ آپ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام رحمت تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے صلبی اولاد میں کوئی بیٹی رحمت نہیں تھی البتہ آپ کے بیٹے افرائیم کی بیٹی تھی گویا حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی رحمت نامی تھی۔

لمافی روح المعانی (۱۳/۴۵): واخرج ابن جریر عن ابن اسحاق قال :ذکروا ان قطفیر هلک فی تلک اللیالی وان الملک زوج یوسف امرأته راعیل فقال لها حین ادخلت علیه: ألیس هذا خیرا مما کنت تریدین ؟............فیزعمون انه وجدها عزراء فاصابها فولدت له رجلین افرائیم ومیشا.

وفی البدایة والنهایة (۱/۲۰۶): فی قصة ایوب علیه السلام ....وامرأته قیل لیابنت یعقوب وقیل رحمة بنت افرائیم.

(۴۳۱) تاریخ اسلامی کی ابتداء

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلامی تاریخ کی ابتداء کب سے ہوئی اور یہ ابتداء کس نے کی تھی؟ اس کا سبب کیا پیش آیا تھا؟ نیز اسلامی تاریخ کی ابتداء رات سے ہوتی ہے یا دن سے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسلامی تاریخ کی ابتدا کی جس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کے پاس ایک دستاویز لائی گئی جس پر شعبان لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ معلوم نہیں کہ اس شعبان کی ہے یا گزشتہ شعبان کی، پھر مشاورت سے ہجرت کے وقت سے اسلامی تاریخ کو شمار کرنا شروع کیا گیا۔

اسلامی تاریخ میں نئے دن کی ابتداء رات سے ہوتی ہے۔

لمافی کنز العمال (۱۰/۳۰۹): عن ابن المسیب قال اول من کتب التاریخ عمر سنتین ونصف من خلافته فکتب لست عشرة من الهجرة بمشورة علی بن ابی طالب .... عن ابن المسیب قال قال عمر متی نکتب التاریخ مجمع المهاجرین فقال له علی من یوم هاجر النبی ﷺ وترک ارض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الشرک ففعله عمر.

وفي تنقيح الحامدية (۲/۳۷۰): سبب وضع التاريخ اول الاسلام ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اتى بصك مكتوب الى شعبان فقال هو شعبان الماضي اوشعبان القابل ثم امر بوضع التا، يخ واتفقت الصحابة رضی اللہ عنہم على ابتداء التاريخ من هجرة النبي صلی اللہ علیہ وسلم الى المدينة وجعلوا اول السنة المحرم ويعتبر التاريخ بالليالي لان الليل عند العرب سابق على النهار.

(۴۳۲) کیا شہادت عثمانؓ میں حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے شامل تھے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب باغیوں نے شہید کیا اسمیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے بھی شریک تھے کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ بات درست ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں باغیوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے محمد بن ابو بکر شریک تھے۔

لمافي المعجم الكبير (۸۲/۱): حدثنا سليمان بن الحسن .... ثم جاء محمد بن ابي بكر في ثلاثة عشر رجلا حتى انتهوا الى عثمان رضی اللہ عنہ فاخذ بلحيته فقال بها وقال بها حتى سمعت وقع اضراسه.

وفي تاريخ الطبري (۴۲۳/۳): عن شعيب عن سيف عن المجالد عن الشعبي عن المغيرة بن شعبة قال.......... ودخل محمد بن ابي بكر على عثمان فاخذ بلحيته فقال ارسل لحيتي فلم يكن ابوك ليتناولها فأرسلها ودخلوا عليه .... وقتل عثمان رضی اللہ عنہ قبل غروب الشمس.

(۴۳۳) کیا مرضِ وفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی کی وصیت کرنا چاہتے تھے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں جب آپ نے قلم وکاغذ منگوایا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کیوں منع کیا تھا؟ ہمارے ہاں ایک صاحب کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی کی وصیت کرنا چاہتے تھے، اسی وجہ سے فاروق اعظم نے روک دیا کیونکہ آپ پہلے ہی حجۃ الوداع کے موقع پر اس کا اعلان کر چکے تھے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر صحیح نہ ہو تو اس کا مدلل جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی کی وصیت کرنا چاہتے تھے، جبکہ فاروق اعظم نے روک دیا سراسر جھوٹ اور صحابہ کی گستاخی ہے، جس کی جرأت وہی شخص کرسکتا ہے جسے ایمان کی دولت میسر نہ آئی ہو ورنہ ایک مؤمن اور مسلمان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایسی جسارت کیسے کر سکتا ہے جب کہ اسے معلوم ہو کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت کیلئے انتخاب کیا اور خود رسول اللہ ﷺ نے ان پر اعتماد کیا، جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور ان پر آپ ﷺ کا اعتماد ہو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ عظیم افراد اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں خاص طور پر جب کہ ان کے پیارے محبوب ﷺ اس دنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں ،آپ ہی بتائیں اگر آپ کو کسی سے محبت ہو اور اس کا دنیا سے جانے کا وقت آجائے اس آخری وقت میں آپ اس کے پاس بیٹھے ہوں اور وہ آپ سے کوئی بات کہنا چاہے تو کیا آپ اس کی بات کو رد کر دیں گے؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا آپ ضرور اس کی بات کو قبول کریں گے ،تو پھر کیا خیال ہے ان حضرات کے بارے میں جن کی محبت کی سچائی کی گواہی صرف اپنے نہیں بلکہ غیر مسلم بھی دیتے ہیں کہ ایسے عاشق تو ہم نے دیکھے ہی نہیں ،تو پھر کیا خیال ہے ان عاشقوں کے بارے میں کہ انہوں نے آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے وقت آپ کی بات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہوگا؟ نہیں ہرگز نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ سے کسی نے غلط بیانی کی ہو آپ سے جھوٹ بول کر صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش کی ہو یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اگر اس پر قرآن وسنت کے دلائل نہ دیے جائیں تو عقل سلیم اس کا ایسا فیصلہ کرتی ہے کہ اس کے بعد دلائل کی ضرورت ہی نہیں رہتی، لیکن بحر حال آپ کی تسلی کیلئے کچھ دلائل بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔

اول: یہ کہنا اس لئے باطل ہے کہ اگر آپ ﷺ کو وصیت ہی کرنی ہوتی تو زبانی کر دیتے ،اس لئے کہ آپ کی زندگی بھر کا معمول دیکھ لیجئے کہ آپ نے سوائے چند خاص مواقع کے تمام احکامات زبانی صحابہ تک پہنچائے ،اور صرف اس وقت لکھوائے جب کسی نے لکھوانے کی درخواست کی یا پھر کہیں بھیجنے کی ضرورت پیش آئی ،اس کے علاوہ میں صرف زبانی بتلانے پر اکتفاء کیا تو یہاں بھی اسی معمول کے مطابق آپ زبانی بتلا دیتے خاص طور پر لکھوانے کی ضرورت کیا تھی ،خاص طور پر جب کہ آپ نے دوسری وصیتیں زبانی ہی ارشاد فرمائیں جیسا آپ نے فرمایا:

واوصاهم بثلاث قال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيز الوفد بنحو ماكنت اجيزهم سكت عن الثالثة او قال فنسيتها. (الصحيح للبخاری، ۲/۶۳۸)

دوم: یہ بات اس لئے بھی غلط ہے کہ اگر واقعی آپ کو وصیت کرنی ہوتی تو کیا آپ فاروق اعظم کے کہنے سے رک جاتے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ خود کلام مقدس میں فرماتے ہیں

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ الاية (المائدة:۶۷)

اے رسول جو کچھ بھی آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی رسالت ادا نہ کی۔

(تشریح): کیا یہ دعویٰ کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جن چیزوں کو امت تک پہنچانا تھا گویا نہیں پہنچایا (العیاذ باللہ) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خود اپنے نبی ﷺ کی تبلیغ کی خود گواہی دی چنانچہ فرمایا:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا الایة (المائدة: ۳)

(ترجمہ) آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا، اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔

سوم: اگر یہ معاملہ ایسا تھا کہ لکھوانا ہی ضروری تھا تو یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اس کے بعد آپ ﷺ تقریباً چار دن تک حیات رہے اور آخری دن کچھ افاقہ بھی ہوا، ان چار دنوں میں ہی آپ لکھوا لیتے چنانچہ روایات ملاحظہ ہوں۔

لما فی الصحیح للبخاری (۲/۶۳۸): عن سعید بن جبیر قال قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول الله وجعه فقال ائتونی اکتب لکم کتابا ......

حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جمعرات کے دن کونسی جمعرات (جی ہاں) جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف میں اضافہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ لاؤ کاغذ قلم تاکہ میں تمہارے کچھ لکھ ڈالو۔

وفیها ایضاً (۲/۶۴۰): سعید بن جبیر قال حدثنی ......قال حدثنی انس بن مالک ان المسلمین بیناهم فی صلوة الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی لهم لم یفجأهم الارسول الله ﷺ وکشف سترحجرة عائشة فنظر الیهم وهم فی صفوف الصلوة ثم تبسم فنکص ابوبکر علی عقبیه لیصل الصف وظن ان رسول الله یریدان یخرج الی الصلوة .

انس بن مالک فرماتے ہیں کہ بروز پیر حضرت ابوبکر صدیق نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ دریں اثناء اچانک نبی علیہ السلام ظاہر ہوئے آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ مبارکہ کے پردہ کو ہٹا کر صحابہ کرامؓ کی طرف نظر کرم فرمایا جبکہ صحابہ کرام صف باندھے کھڑے تھے۔ پھر آپ نے تبسم فرمایا، پس حضرت ابوبکر صدیقؓ الٹے پیر پیچھے ہٹے تاکہ صف میں مل جائیں یہ خیال کرتے ہوئے کہ نبی علیہ السلام نماز پڑھانے کیلئے باہر تشریف لائیں ہیں۔

جب آپ نے چاروں دنوں میں نہیں لکھوایا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ نہ تھا۔

چہارم: اگر فرض کرلیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا تھا تو دوسرے حضرات تو موجود تھے وہ تو کاغذ اور قلم لاکر دے سکتے تھے کیا بات ہے کہ کوئی بھی نہیں لایا حالانکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اس وقت صحابہ آپ کے پاس موجود تھے۔ کما فی الصحیح للبخاری ج۲ص۶۳۸:

عن ابن عباس قال لما حضر رسول الله ﷺ وفی البیت رجال فقال النبی ﷺ هلموا کتابا لاتضلوا بعده قال بعضهم ان رسول الله ﷺ قد غلبه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب الله فاختلف اهل البیت فاختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لاتضلوا بعده ومنهم من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يقول غير ذلک ......

پنجم: اس روایت سے معلوم ہوا کہ منع کرنے والے صرف فاروق اعظمؓ ہی نہ تھے بلکہ دوسرے حضرات کے ساتھ خود اہل بیت بھی شامل تھے۔ اگر فرض کر ہی لیا جائے کہ فاروق اعظمؓ خلافت کی وصیت سے روکنا چاہتے تھے تو کیا اہل بیت بھی اس سے روکنا چاہتے تھے؟ ان کے منع کرنے کو آپ کس پر محمول کریں گے؟

ششم: یہ بات اس لئے بھی غلط ہے، اگر یہ واقعتاً ایسا ہی ہو جیسا کہ ان کا دعویٰ ہے، تو تمام صحابہ نے دوسرے حضرات کی خلافت پر کیسے اجماع کیا حالانکہ روایت میں ہے کہ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اہل بیت سے بھی کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے کسی کی خلافت پر اعتراض کیا ہو خاص طور پر حضرت علیؓ نے ان مواقع پر خود بھی بیعت کی اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو حضرت علیؓ کبھی ان حضرات کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے، حالانکہ حضرت علیؓ کی بیعت کے بعد یہ خلافت مجمع علیہ ہوگئی، جیسا کہ عقائد کی کتب میں اس کی صراحت موجود ہے۔

والمنازعة على خلافة ابى بكر فاجمعوا على ذلك وبايعه على على رؤس الاشهاد

(شرح العقائد صـ۱۵۰)

(ترجمہ) حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اولاً اختلاف رہا، پھر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا (آپ کی خلافت پر) اجماع ہو گیا اور حضرت علیؓ نے بھی صحابہ کرامؓ کے روبرو آپؓ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

چنانچہ اس اجماع کے بارے میں اصول کی کتابوں میں یہاں تک صراحت موجود ہے کہ اس صحابہ کے اجماع کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے، چنانچہ اصول فقہ کی مشہور کتاب ''نور الانوار'' کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ثم هو على مراتب :اى الاجماع فى نفسه مع قطع النظر عن نقله له مراتب فى القوة والضعف واليقين والظن فالاقوى اجماع الصحابة نصا مثل ان يقولوا جميعا اجمعنا على هذا فانه مثل الاية والخبر المتواتر حتى يكفر جاحده ومنه الاجماع على خلافة ابى بكرؓ. (صـ۲۲۲)

(ترجمہ) اجماع کے قوت وضعف، یقین وظن کے اعتبار سے کئی مراتب ہیں، ان میں سے سب سے قوی وہ اجماع ہے جو صحابہ کرامؓ سے نصاً ثابت ہو (مثلاً صحابہ کرامؓ کا یہ فرمایا **اجمعنا على هذا** یعنی فلاں بات پر ہمارا اتفاق ہے) تو یہ حکم کے اعتبار سے آیت قرآنیہ اور خبر متواتر کے مثل ہے یہاں تک کہ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا اسی میں سے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہونا ہے (چنانچہ اس کا منکر بھی کافر ہوگا)۔

ہفتم: حضرت علیؓ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی ہونا، بیعت کرنا اور پھر اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مقرر کردہ شوریٰ میں شامل ہونے کے باوجود اپنے بارے میں خلافت کا فیصلہ نہ کرنا اس بات کی علامت نہیں ہے کہ خود حضرت علیؓ اس معاملے میں ان حضرات کو اپنے سے مقدم سمجھتے تھے، جس کی صراحت بارہا خود حضرت علیؓ سے موجود ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثال کے طور پر ایک موقع ملاحظہ ہو۔

محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ

ای الناس خیر بعدالنبی ﷺ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ماانا الا رجل من المسلمین. (مشکوۃ المصابیح ص۵۵۵)

(ترجمہ) نبی علیہ السلام کے بعد کونسا انسان بہتر ہے تو فرمایا ابوبکرؓ! میں نے کہا پھر کون ہے فرمایا عمرؓ! یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ اب عثمانؓ کا نام لیں گے، تو میں نے کہا کہ پھر آپ ہیں! (عمر کے بعد) فرمایا کہ نہیں میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔

ایسی ہی صراحت خود رسول اللہ ﷺ سے بھی منقول ہے۔

عن عمر بن العاص ان النبی ﷺ بعثه علی جیش ذات السلاسل قال فاتیته فقلت ای الناس احب الیک قال عائشة قلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال عمر فعد رجالاً فسکت مخافة ان یجعلنی فی آخرهم. (المشکوۃ، ص۵۵۵)

(ترجمہ) حضرت عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے انہیں غزوہ سلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تو میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کا محبوب ترین انسان کون ہے فرمایا: عائشہ! میں نے کہا کہ مردوں میں سے، تو فرمایا ان کے والد، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمر! پھر دوسرے آدمیوں کو شمار کرنے لگے یہاں تک میں اس خوف سے خاموش ہوگیا کہ میرا نام سب سے آخر میں نہ آجائے۔

ہشتم: حضور ﷺ کے مرض وفات میں ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چلو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں کہ آپ کے بعد یہ خلافت کا معاملہ کس کے سپرد ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا۔ اگر آپ اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھتے تو ضرور جا کر معلوم کرتے تاکہ دوسروں کو بھی معلوم ہوجائے، حالانکہ آپ نے انکار کردیا کیا یہ اس بات کی علامت کیلئے کافی نہیں کہ آپ اپنے آپ کو اس امانت کا اولین مستحق نہیں سمجھتے تھے، جیسا کہ ''بخاری شریف'' ج۲ص ۶۳۹ میں ہے:

ان عبدالله بن عباس اخبره ان علی ابن ابی طالب خرج من عند رسول الله ﷺ فی وجعه الذی توفی فیه ..... وانی لاری رسول الله ﷺ سوف یتوفی من وجعه هذا انی لاعرف وجوه بنی عبدالمطلب عندالموت اذهب بنا الی رسول الله ﷺ فلنسأله فیمن هذاالامر ان کان فینا علمنا ذلک وان کان فی غیرنا علمناه فاوصی بنا فقال علی انا والله لئن سئلناها رسول الله ﷺ فمنعنا ها الناس لایعطینا الناس بعده وانی والله لا اسئلهارسول الله ﷺ.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہاں تک تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ مرض الوفات میں خلافت علیؓ کی وصیت نہیں کرنا چاہتے تھے، البتہ دوسرا جز کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر خلافت علیؓ کا اعلان فرمایا تھا؟ کیا یہ سچ ہے تو یہاں بھی وہی جھوٹ کی کہانی کارفرما ہے جس کی حقیقت ابھی معلوم ہو جائے گی انشاء اللہ۔

اب اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر ایک جگہ صحابہ کے مجمع میں فرمایا ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' چنانچہ یہ روایت مبارکہ ''مشکوۃ المصابیح'' (۵۶۵/۲) پر موجود ہے:

عن البراء بن عازب وزید بن ارقم ان رسول اللہ ﷺ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا یاابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ.

اس سے شیعہ حضرات نے یہ استدلال کیا کہ اس روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے ''جس کا میں مولی ہوں علی اس کے مولی ہیں''۔ اب مولی کسے کہتے ہیں؟ تو مولی مختلف معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس کے مشہور معنی محبوب کے آتے ہیں یعنی جس کو مجھ سے محبت ہو اسے علی بھی محبوب ہوں گے۔ اس کے علاوہ سید، مالک، انعام والا، مددگار، محبت کرنے والا، اتباع کرنے والا، چچازاد بھائی، پڑوسی وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان معانی میں سے کوئی بھی ایسا معنی نہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلیفہ اول ہونا ثابت ہوتا ہو۔ لہذا اس روایت سے کسی طور پر ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی خلیفہ اول ہوں گے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ حضور ﷺ کی پسندیدگی کی وجہ سے خلافت کی تائید ہو رہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں سے زیادہ سے زیادہ اشارۃ تائید ثابت کر سکتے ہیں لیکن ان روایات پر پھر عمل کیوں نہ کیا جائے جن میں اشارۃ نہیں بلکہ صراحت موجود ہے۔

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انی لاادری مابقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر. (مشکوۃ المصابیح ص۵۶۰)

یعنی میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنا عرصہ رہوں میرے بعد ابوبکر وعمر کی اتباع کرنا۔

کیا اشارے سے اگر خلافت ثابت ہوسکتی ہے جہاں زمانے کی بھی کوئی قید نہیں تو جہاں آپ نے خود اپنے بعد قابل اتباع ہونے کی صراحت کی ہے اس کا اعتبار کیوں نہ کیا جائے گا۔ بلکہ بعض روایات میں صراحۃ موجود ہے۔

وعن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ ﷺ رأیت کأن میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ ﷺ یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یشاء. (مشکوۃ المصابیح ص ۵٦۰)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا آسمان سے ترازو اتارا گیا، آپ علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کا وزن کیا گیا تو آپ علیہ السلام کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر و عمر کا وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر کا پلڑا بھاری ہو گیا۔ پھر عمر و عثمان کا وزن کیا گیا تو حضرت عمر کا پلڑا بھاری ہو گیا پھر اس کے بعد میزان اٹھا لیا گیا۔ آپ نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے بادشاہت عطا فرمائیں گے۔

اس طرح کی روایت ایک دو نہیں کئی ایک ایسی روایات ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خود بھی اپنے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ہی خلیفہ بنانا چاہتے تھے، اطمینان کیلئے چند ایک روایات ملاحظہ ہوں

عن عائشة قالت قال لی رسول اللہ ﷺ فی مرضه ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا ولا یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر

(مشکوۃ المصابیح ص۵۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کی حالت میں فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ کو جو آپ کے والد ہیں بلاؤ اور اپنے بھائی کو بھی تاکہ میں ان کے لئے تحریر لکھ دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی (خلافت) کا آرزومند یہ آرزو نہ کرے کہ میں ہی اس (خلافت) کا زیادہ مستحق ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ اور مسلمان کو (مسند خلافت) کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ اور کوئی منظور نہیں۔

عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی ﷺ امرأة فکلمته فی شیء فامرھا ان ترجع الیه قالت یا رسول اللہ ﷺ ارأیت ان جئت ولم اجدک ...... ترید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابابکر.

(مشکوۃ، ص۵۵۵)

یعنی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کوئی بات کی آپ نے اسے دوبارہ آنے کا فرمایا تو وہ کہنے لگی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آجانا۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ خود نماز پڑھایا کرتے تھے کیونکہ شریعت کی نظر میں اتنی اہمیت والی عبادت کی امامت وہی کر سکتا ہے جو اس جماعت کے اعتبار سے سب سے افضل ہو اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں آپ سے افضل کون ہو سکتا ہے لیکن جب آپ کی بیماری اس شدت کو پہنچی کہ آپ مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں یہ آپ کی افضلیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"لاینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ" (مشکوۃ المصابیح ص۵۵۵)

(ترجمہ) کسی قوم کیلئے یہ زیبا نہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں کوئی اور اُن کی امامت کرے۔

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ سے کسی نے خلافت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اسے یہی جواب دیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی حیات مبارکہ میں مسلمانوں کا امام بنادیا تھا تو دوسرے امور کے بطریق اولی آپ ہی مستحق تھے، اور اس کے علاوہ بھی صحابہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں آپ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہی افضل شمار کرتے تھے، جس کی سب سے واضح دلیل یہ روایت مبارکہ ہے

...قال کنا نقول ورسول اللہ ﷺ حیی افضل اُمۃ النبی ﷺ بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان.

(مشکوۃ المصابیح ص۵۵۵)

اس روایت میں صرف احتمال تھا اور ان روایات میں صراحت، تو صراحت کو چھوڑ کر احتمالی صورت کو لے لینا ضد اور ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔

اور اگر تسلیم کرلیں کہ اس سے خلافت ثابت ہو رہی ہے تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود اس معنی کو نہیں سمجھا تھا اگر نہیں سمجھا تھا تو آج کیسے سمجھ میں آ گیا اور اگر سمجھ لیا تھا پھر خاموش کیسے رہے جبکہ دوسروں کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوتی رہی اور آپ خود بھی اس بیعت میں شریک ہونے۔ یہاں پر یہ کہنا بالکل لغو ہے کہ آپ کو شاید یہ روایت نہ پہنچی ہو کیونکہ اولا حضور ﷺ نے آپ کے سامنے یہ ارشاد فرمایا اور دوسری بات حضور ﷺ کی اس نسبت کے بیان کرنے پر دوسرے صحابہ نے آپ کو مبارک باد دی۔ تو کیا سارے صحابہ اس روایت کے سننے کے بعد خاموش رہے اور کسی نے دوسروں کی بیعت کے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کو خلافت کے لئے نامزد کیا تھا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ اس کے جواب میں شیعہ حضرات کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کرلیا تھا یہ بات صحیح نہیں کہ آپ نے تقیہ کررکھا تھا اور اگر تسلیم بھی کرلیں کہ یہاں خونریزی کے خوف سے تقیہ کرلیا تھا تو بعض دوسرے مواقع پر تقیہ کیوں اختیار نہیں کیا مثلاً جنگ صفین اور جمل کے موقع پر اگر تقیہ سے کام لیا جاتا تو اتنی زیادہ خونریزی نہ ہوتی صحابہ کرام کی جنگی معرکوں میں سب سے زیادہ شہادتیں انہی روح فرسا سانحات میں ہوئیں۔ صرف جنگ جمل میں شہید ہونے والے صحابہ کی تعداد تقریباً تیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ **الخلفاء الراشدون من تاریخ اسلام لذھبی (۱/۱۸۵) وقال المطلب بن زیاد عن السدی: شھد مع علی یوم الجمل مائۃ وثلاثون بدریا و سبعمائۃ من اصحاب النبی ﷺ وقتل بینھما ثلاثون الفا لم تکن مقتلۃ اعظم منھا** جبکہ جنگ صفین میں اس سے دوگنی (ستر ہزار) شہادتیں ہوئیں۔ **الخلفاء الراشدون من تاریخ اسلام لذھبی (۱/۲۱۱) عن ابن سیرین قال: قتل یوم صفین سبعون الفا.** حالانکہ یہاں پر ایسا نہیں کیا گیا جبکہ خلافت کے موقع پر اگر اختلاف ہو بھی جاتا تو اتنی خونریزی نہ ہوتی جتنی ان جنگوں میں ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ یہاں کیوں تقیہ نہیں کیا گیا؟

اگر ساری باتوں سے قطع نظر بھی کرلیں تو بھی شیعہ حضرات کا یہ استدلال بالکل بے کار معلوم ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک امامت وخلافت کے ثبوت کے لئے تواتر شرط ہے حالانکہ حجۃ الوداع کے موقع ''مولیٰ والی'' روایت آحاد میں سے ہے اور اس کی صحت بھی مختلف فیہ ہے۔ اس پرزور استدلال کے موقع پر انہوں نے اپنے اس اصول کو کیوں نظر انداز کردیا ہے؟

حاصل یہ ہے کہ محض عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے جب اپنے مطلب کی روایات نہیں ملیں تو انہیں روایات کو توڑ مروڑ کر کے عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے پیش کردیا گیا اور پھر اس ایک تحریف کو بچانے کے لئے بیسیوں جھوٹ بولنے پڑے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

جب حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے خلافت علیؓ کے اعلان کی حقیقت بھی واضح ہوگئی تو آخری بات کہ آخر وہ کیا وجہ تھی کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کاغذ اور قلم لانے سے منع کیا تھا؟ جواب سے پہلے ضروری ہے کہ اس واقعہ کے پس منظر کو سمجھ لیا جائے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نبی کریم ﷺ سے حد درجہ محبت تھی جس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ جب تک آپ کو دیکھ نہ لیتے اس وقت تک ان کو سکون وچین نہیں آتا تھا۔ اب کافی عرصہ اسی طرح گزر گیا یہاں تک کہ ان کی یہ محبت انہیں مکہ سے مدینہ لے گئی اور صحابہ نے آپ کے لئے اپنا گھر بار اور آل واولاد تک کو چھوڑ دیا، نہ صرف چھوڑ دیا بلکہ اگر وہ مسلمان نہ ہوئی اور بعد کے غزوات میں مقابلے پر اتر آئی تو انہوں نے اپنی اولاد یا قرابت کسی چیز کی پرواہ نہ کی، لہٰذا اگر وہ سامنے آگئے تو انہیں مار دینے میں بھی انہیں کوئی تردد نہ ہوا، اتنی شدید محبت میں کافی عرصہ گزرنے کے بعد جب آپ ﷺ کا آخری وقت قریب آگیا اور مرض کی شدت میں اضافہ ہوگیا تو ایک طرف آپ کی تکلیف صحابہ سے دیکھی نہ جاتی تھی، اور دوسری طرف انہیں آپ کے فراق کا غم کھائے جارہا تھا، اب ایسے وقت میں وہ کیسے یہ برداشت کرسکتے تھے کہ ان کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو ادنیٰ سی تکلیف بھی پہنچے بلکہ وہ تو عام حالات میں بھی اپنی موت اور رسول اللہ ﷺ کی تکلیف میں اختیار دیا جاتا تو وہ موت کو گلے لگانے کو خوشی سے قبول کرلیتے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کانٹا چبھنے جتنی مقدار کی بھی تکلیف نہ ہو، تو اسی جذبے کے تحت انہوں نے یہ بات کہی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے لئے وصیت لکھوانا چاہتے تھے جو بعد میں ان کی راہنمائی کا ذریعہ بنے، جس کا واضح ثبوت ابتداء میں ذکر کردہ ''بخاری شریف'' کی وہ روایت ہے جس میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی موجود ہے ''ھلموا اکتب لکم کتاباً لاتضلوا بعد '' اب ان کو معلوم تھا کہ اتنی سخت تکلیف کے باوجود اپنی امت کے غم کی وجہ سے آپ لکھوانا چاہتے ہیں اس سے آپ کو تکلیف ہوگی لہٰذا کچھ صحابہ اور اہل بیت نے کہا کہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید موجود ہے اس سے راہنمائی لی جاسکتی ہے آپ نے باقی تمام احکامات بھی امت تک پہنچادیے جس کا اعلان رب تعالیٰ کی طرف سے حجۃ الوداع کے موقع پر ان الفاظ سے کردیا تھا

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (المائدۃ:۳)

(ترجمہ): کہ آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا بھرپور انعام کردیا اور تمہارے لیے اسلام کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دین ہونے پر راضی ہوگیا۔
لہٰذا اب آپ کو اس حالت میں تکلیف دینے کی ضرورت نہیں اس تکلیف کے پیش نظر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کاغذ قلم نہ لایا جائے اور یہ بات کہنے والے صرف فاروق اعظم ہی نہ تھے بلکہ دوسرے صحابہ اور خود بعض اہل بیت بھی شامل تھے لہٰذا اس واقعہ کو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے بے ہودہ خیالات کا اظہار قطعاً صحیح نہیں ہے، خاص طور پر جب کہ صحابہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور ہمارے درمیان دین کے پہنچانے کا پہلا واسطہ ہیں، اگر پہلا واسطہ ہی محفوظ نہ رہا تو دین کہاں سے محفوظ رہے گا لہٰذا اس معاملے میں انتہائی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

لمافی المرقات (۱۱/۲۵۸): تحت روایة البراء وزید بن ارقم ......تمسکت الشیعة انه من النص المصرح بخلافة علی رضی الله عنه حیث قالوا معنی المولی الاولی بالأمامة والالما احتاج الی جمعهم کذلک وهذه من اقوی شبههم ودفعها علماء اهل السنة بان المولی بمعنی المحبوب وهو کرم الله وجهه سیدنا وحبینا وله معان اخر تقدمت ومنه الناصر وامثاله فخرج عن کونه نصافضلاعن ان یکون صریحا ولو سلم أنه بمعنی الأولی بالامامة فالمراد به المال والا لزم ان یکون هوالامام مع وجوده علیه السلام فتعین ان یکون المقصود منه حین یوجد عقدالبیعة له فلاینافیه تقدیم الائمة الثلاثة علیه لانعقاداجماع من یعتد به حتی من علی ثم سکوته عن الاحتجاج به الی ایام خلافته قاض علی أن من له ادنی مسکة بانه علم منه انه لانص فیه علی خلافته عقب وفاته علیه السلام مع ان علیا کرم الله وجهه صرح نفسه بانه ﷺ لم ینص علیه ولاعلی غیره ثم هذاالحدیث مع کونه آحادا مختلف فی صحته فکیف ساغ للشیعة ان یخالفوا مااتفقوا علیه من اشتراط التواتر فی احادیث الامامة هذا الاتناقض صریح وتعارض قبیح.

وفی المرقات (۱۱/۲۴۷): عن زید بن ارقم ذکره تقدم ان النبی ﷺ قال من کنت مولاه فعلی مولاه قیل معناه من کنت اتولاه فعلی ایتولاه ....وفی النهایة المولی یقع علی جماعة کثیرة کالرب والمالک والسید والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحلیف والعقید والصهر والعبد والمعتق والمنعم علیه واکثرها قدجاءت فی الاحادیث فیضاف کل واحد الی مایقتضیه الحدیث الوارد فیه وقوله من کنت مولاه یحمل علی اکثر هذه الاسماء المذکورة قال الشافعی یعنی بذلک ولاء الاسلام کقوله تعالی ذلک بان الله مولی الذین آمنوا ....وقول عمر لعلی اصبحت مولی کل مؤمن ای والی کل مؤمن وقیل سبب ذلک ان اسامة قال لعلی لست مولای انمامولای رسول الله ﷺ فقال ﷺ من کنت مولاه فعلی مولاه ....قال الطیبی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لایستقیم ان تحمل الولایة علی الامامة التی هی التصرف فی امور المؤمنین لان المتصرف المستقل فی حیاته ﷺ هو هو لاغیره فیجب ان یحمل علی المحبة وولاء الاسلام ونحوهما.

(۴۳۴) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خود خلافت کی ذمہ داری سونپی تھی

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض دفعہ سننے میں آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت کے حقدار تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ تھے، لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زبردستی قبضہ کرلیا تھا، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً..... صورت مسئولہ میں یہ کہنا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زبردستی خلافت پر قبضہ کرلیا تھا خودساختہ کہانی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں، اور اصل واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کیلئے حضرت حسن نے خود خلافت کی ذمہ داری حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی تھی اور اس پر کئی ایک نصوص شرعیہ دلالت کرتی ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی درج ذیل روایت اس بیان میں بالکل صریح ہے۔

عن الحسن البصری انه سمع ابابکرة یقول سمعت رسول الله ﷺ علی المنبر والحسن الی جنبه ینظر الی الناس مرةو الیه مرة ویقول :ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین.

(۱/ ۵۳۰)

(ترجمہ) حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے سنا رسول اللہؐ سے جب وہ منبر پر بیٹھے تھے اور حسن ان کے پہلو میں تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گوشہ چشم مبارک سے ایک بار لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے اور ایک بار حضرت حسنؓ کی طرف اور فرمارہے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دوگروہوں کے درمیان صلح کروائیں گے۔

وفی النبراس (صـ۵۰۳): ومعاویة هو ابو عبدالرحمن ابن ابی سفیان بن حرب بن امیة بن عبد شمس بن عبدمناف اسلم یوم فتح مکة وقال بعضهم اسلم قبله ولکن کتم اسلامه خوفا من أبیه وکان أخته ام حبیبة زوج النبی ﷺ وکان صاحب روایة فی الحدیث ومجتهد فی الفقه حلیماجوادا شدید المعرفة بقوانین السلطنة ولاه عمر بن الخطاب رضی الله عنه الشام وأقره عثمان ثم استقل بالملک بعد تسلیم الحسن بن علی رضی الله عنهما الخلافة الیه .

وفی شرح العقیدة الطحاویة (۲/ ۷۳۲): واول ملوک المسلمین معاویة وهو خیر ملوک المسلمین لکنه انما صار اماما حقاً لما فوض الیه الحسن بن علی رضی الله عنهما الخلافة فان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الحسن بايعه اهل العراق بعد موت ابيه ثم بعد ستة اشهر فوض الامر الى معاوية وظهر صدق قول النبی ﷺ ان ابنی هذا سيد وسيصلح الله به فئتين عظيمتين من المسلمين.

(۴۳۵) امام اعظم کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی اور غسل وتکفین کس نے کی؟ جواب تاریخی حوالہ جات کے ساتھ تحریر کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کی نماز جنازہ حسن بن عمارہ النخعی رحمہ اللہ نے پڑھائی اور غسل وتکفین کا انتظام بھی انھوں نے کیا۔

لما في البداية والنهاية (۱۱۱/۵): كان مولده في سنة ثمانين فتم له من العمر سبعون سنة وصلى عليه ببغداد ست مرات لكثرة الزحام وقبره هناك رحمه الله.

وفي شرح مسندالامام ابی حنيفة (ص-۴): وتوفي ببغداد ودفن بمقبرة الطيزارية وتقدم في الصلاة عليه الحسن بن عمارة النخعي الكوفي.

وفي الجواهر المضية (۵۴۸/۲): ومنهم الحسن بن ابی عمارة وهو الذی غسل الامام.

(۴۳۶) بارہ ربیع الاوّل کا تعین ہجرت سے پہلے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے اور یہ ہجرت سے کافی پہلے کا واقعہ ہے جبکہ ہجری تاریخ کی ابتدا ہجرت کے بعد سے ہوئی ہے تو اتنا عرصہ پہلے کے واقعہ کو بارہ ربیع الاول کیسے شمار کیا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......ہجری تاریخ کی ابتداء ہجرت کے کافی بعد ہوئی لیکن ہجری تاریخ سے مراد صرف سال یعنی سن ہے اسکی ابتداء ہجرت کے بعد ہوئی اور مہینوں کا شمار یعنی بارہ مہینے کائنات کی تخلیق کے وقت سے چلے آرہے ہیں لہٰذا ہجرت سے پہلے بھی وہی مہینے تھے جن میں ربیع الاول بھی شامل تھا جو ہجرت کے بعد تھے۔

لما في روح المعاني (۸۹/۱۰): ان عدة الشهور عندالله اثناعشر شهرا (وهی الشهور القمرية المعلومة اذ عليها يدور فلك الاحكام الشرعية) في كتب الله يوم خلق السموات والارض (ای في ابتداء ايجاد هذا العالم).

وفي احكام القران للقرطبي (۱۳۲/۸): قوله تعالى يوم خلق السموات والارض انما قال يوم خلق السموات والارض ليبين ان قضاءه وقدره كان قبل ذلك وانه سبحانه وضع هذه الشهور وسماها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باسما نها علی مارتبها علیہ یوم خلق السموات والارض وانزل ذلک علی انبیائه فی کتبه المنزلة.

(۴۳۷) کیا امام نسائی شیعہ تھے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند دن قبل ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ آپ کی صحاح ستہ میں شامل کتاب نسائی شریف کے مؤلف امام نسائی شیعہ تھے۔کیا یہ بات صحیح ہے؟اگر صحیح نہیں تو یہ بات انکی طرف کیسے منسوب کی گئی؟

الجواب حامداًومصلیاً......امام نسائی کا تعلق اہل تشیع سے نہیں بلکہ وہ اہل سنت کے اجلہ محدثین میں سے ہیں۔انکی طرف تشیع کی نسبت صرف ایک واقعہ کی بناپر کی جاتی ہےاور وہ یہ کہ آپ آخری عمر میں دمشق گئے جہاں خارجیوں کی کثرت تھی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پرایک کتاب لکھی جسکی وجہ سے بعض نے ان پر تشیع کا الزام لگایالیکن یہ بات صحیح نہیں کیونکہ فضائل علیؓ پر کتاب لکھنے سے مقصود اہل دمشق کی اصلاح تھی۔یہی وجہ ہے کہ آپ نے خود اس کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے سے ان لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائیں گے۔اور مزید یہ کہ کچھ عرصہ بعد آپ نے فضائل صحابہ پر بھی ایک کتاب لکھی لہٰذا آپ پر تشیع کاالزام کسی بھی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

لمافی سیر اعلام النبلاء (۱۱/۱۹۷): قال الوزیر ابن حنزابة : سمعت محمد بن موسی المامونی صاحب النسائی قال: سمعت قوما ینکرون علی ابی عبدالرحمن النسائی کتاب: الخصائص لعلی رضی اللہ عنہ وترکه تصنیف فضائل الشیخین فذکر ت ذلک فقال دخلت دمشق والمنحرف بها عن علی کثیر فصنفت کتاب الخصائص رجوت ان یهدیهم الله تعالی ثم انه صنف بعدذلک فضائل الصحابة.

وفی المقدمةعلی سنن النسائی ص "ز": قال محمد بن اسحاق الاصبهانی سمعت مشائخنابمصر یقولون ان عبدالرحمن فارق مصر فی آخر عصره وخرج الی دمشق فسئل عن معاویة وما روی من فضائله ففضل علیه علیا فمازالوا یدفعون فی خضنه حتی اخرجوه من المسجد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿کتاب الاجتهاد والتقلید﴾

(اجتہاد اور تقلید سے متعلق سوالات)

(۴۳۸) ائمہ کے اختلاف کی رعایت اور مقلد کا عمل

سوال......کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ میں اگر کسی فرعی مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہوا تو عمل کے اعتبار سے رعایت کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟ نیز اگر امام کے متبعین میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو تو کیا مقلد کیلئے جائز ہے کہ جس کے مذہب پر چاہے عمل کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......ائمہ اربعہ کے متبعین میں سے ہر ایک کیلئے اپنے امام کی اتباع کرنا واجب ہے البتہ اگر مذہب کے مشائخ یا متأخرین نے کسی مسئلہ میں امام کے قول کو چھوڑ کر دوسرے امام کے قول کو اختیار کیا ہو تو وہاں مشائخ متأخرین کے قول پر عمل ہوگا۔ اور اگر امام کے متبعین میں اختلاف ہو تو احناف کے نزدیک عبادات میں امام صاحب (امام ابوحنیفہؒ)، قضاوشہادت میں امام ابو یوسفؒ اور میراث وغیرہ میں امام محمدؒ کے قول کو لیا جائے گا۔ اس کے بعد حسن بن زیادؒ اور امام زفرؒ کے قول پر عمل کیا جائے گا۔

لمافی حجة الله البالغة(۱/۱۵۴):ان هذه المذاهب الاربعةالمدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من يعتدبه منها على جواز تقليد ها الى يومنا وفي ذلك من المصالح مالا يخفى لاسيما فى هذه الايام.

وفي الدرالمختار مع ردالمحتار (۱/۷۵): وان الحكم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقليدبعد العمل باطل اتفاقا.

وفي الشامية : (الحكم الملفق) المراد بالحكم الحكم الوضعي كالصحة مثاله متوضئ سال من بدنه دم ولمس امرأته ثم صلى فان صحة هذه الصلاة ملفقة من مذهب الشافعي والحنفي والتلفيق باطل وصحته منتفية.

وفيها ايضاً (۱/۷۱): قد جعل العلماء الفتوى على قول الامام الاعظم فى العبادات وهو الواقع بالاستقرار مالم يكن عنه رواية كقول المخالف .... الفتوى على قول محمد في جميع مسائل ذوى الارحام .... الفتوى على قول ابى يوسف فيما يتعلق بالقضاء.

وفي عقودرسم المفتي (ص۳۷): ان كثيرا من الاحكام التى نص عليها المجتهد صاحب المذهب بناء على ماكان فى عرفه وزمانه قد تغيرت بتغير الازمان بسبب فساد اهل الزمان اوعموم الضرورة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۳۹) کیا قیاس ادلہ اربعہ میں شامل ہے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ائمہ اربعہ نے جو قیاس سے مسائل کا استنباط کیا ہے کیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... قیاس ادلہ اربعہ میں شامل ہے اور اس کے ثبوت پر روایات کثیرہ اور تعامل صحابہ دال ہے لہٰذا یہ کہنا کہ قیاس ائمہ اربعہ نے ایجاد کیا صحیح نہیں ہے۔

لمافی الصحیح للبخاری (۱۰۹۲/۲): حدثناعبدالله بن یزید ....عن عمرو بن العاص انه سمع رسول الله ﷺ یقول اذاحکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد ثم اخطأ فله اجر.

(وهکذا فی الصحیح للمسلم ج۲/ص۷۶)

وفی المشکوة (ص۳۲۴): عن معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ لمابعثه الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله قال فبسنة رسول الله ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول الله ﷺ قال اجتهد برأی ولاالو قال فضرب رسول الله ﷺ علی صدره وقال الحمدلله الذی وفق رسول رسول الله لمایرضی به رسول الله.

وفی المرقات (۲۳۹/۷) تحت هذه الروایة: قال الخطابی لم یردبه الرأی الذی یسنح له من قبل نفسه أویخطر بباله علی غیر اصل من کتاب اوسنة بل اراد رد القضیة الی معنی الکتاب والسنة من طریق القیاس وفی هذا اثبات للحکم بالقیاس.

(۴۴۰) تقلید کی شرعی حیثیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں کچھ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقلید کرنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی امام کی اتباع کرنے سے بہتر ہے کہ براہ راست حضور اقدس ﷺ کی اتباع کی جائے۔ بظاہر ان کی بات صحیح بھی معلوم ہوتی ہے۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ درج ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں تاکہ میرا خلجان دور ہو جائے:

(۱) آیا تقلید کی شرعاً کوئی حیثیت ہے یا نہیں؟

(۲) نحن رجال وهم رجال کا سہارا لے کر عدم تقلید کو اختیار کرنا کیسا ہے؟

(۳) علماء اور عوام کے لئے تقلید کا ایک درجہ ہے یا تقلید صرف عوام پر لازم ہے؟

(۴) وہ لوگ جو تقلید کرنے والوں کو مشرک کہتے ہیں ان کی یہ بات کس حد تک صحیح ہے؟ تفصیل سے جوابات عنایت فرما کر رہنمائی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً.....تقلید کی شرعی حیثیت بیان کرنے سے پہلے نفس تقلید کا مطلب بیان کیا جاتا ہے:

اصل اطاعت صرف اللہ تعالی کی کی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ کی اطاعت اس لئے ہے کہ وہ رب تعالی کے احکامات کے ترجمان ہیں۔اب اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص اللہ تعالی اور رسول کریم ﷺ کے علاوہ کسی اور کو بھی بالذات قابل اطاعت سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن وسنت کے احکامات دو قسم کے ہیں۔پہلی قسم ان احکامات کی ہے جن کو ہر عربی دان سمجھ سکتا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿ولا یغتب بعضکم بعضا الآیۃ﴾. اسی طرح قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے بہت سے وعدے، وعیدیں اور اصولی باتیں سب کے سامنے ظاہر ہیں۔اس طرح کے احکامات میں کسی کی تقلید نہیں کی جاتی۔

دوسری قسم میں وہ احکامات ہیں جن میں ابہام پایا جاتا ہے کہ ہر کس وناکس ان کے مفہوم تک نہیں پہنچ سکتا۔مثلا اللہ تعالی کا ارشاد ہے **والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ قروء الایۃ**.''قروء''ایک مشترک لفظ ہے جو طہر اور حیض دونوں معنی میں مستعمل ہے، یہاں کون سے معنی مراد ہیں؟...... کسی ایک معنی کی تعیین کی صورت میں کتنے ہی احکامات اور فروعات تبدیل ہو جائیں گے۔اب یہ تعیین مجتہد کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نہیں کرسکتا۔اس طرح کی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔اسی طرح احادیث رسول اللہ ﷺ کے اتنے بڑے مجموعہ میں بعض احادیث ظاہری طور پر متعارض بھی ہیں۔ان میں ترجیح یا تطبیق کی صورت کیا ہوگی؟.......... یہ کام بھی ہر ایک کے بس کا نہیں ہے۔

اس طرح کے مواقع پر دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ ہم خود ہی یہ فیصلہ کرلیں کہ کون سی چیز ہم نے لینی ہے اور کون سی ناقابل اعتبار ہے۔اور دوسری صورت یہ ہے کہ تعیین وتشریح میں اپنے اسلاف کی اتباع کریں جو فہم، ذکاوت، تفقہ فی الدین اور حافظہ غرض ہر چیز میں ہم سے فائق تھے۔پہلی صورت انتہائی خطرناک اور دوسری صورت محتاط ہے۔

مذکورہ تفصیل سے ثابت ہوا کہ'' قرآن وحدیث کی تشریح میں اپنے اسلاف میں سے کسی ایک پر اعتماد کرکے اس کے قول کو لینا''اسی کو''تقلید'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہی حقیقت تقلید ہے۔ پھر تقلید کی دو صورتیں ہیں:

(۱) **تقلید مطلق**: اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مسئلہ میں ایک عالم کی بات مانی جائے اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے عالم کی بات اور تشریح لی جائے۔

(۲) **تقلید شخصی**: اس تقلید کو کہا جاتا ہے جو کسی خاص عالم وفقیہ کی تشریح کے مطابق ہو۔

فی نفسہ دونوں صورتوں پر عمل کرنا جائز ہے۔لیکن فقہاء کرام نے جو اپنے زمانے کے نبض شناس ہوتے ہیں بدلتے ہوئے حالات پر نظر کرتے ہوئے تقلید شخصی کو واجب قرار دیا۔چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

قال اللہ تعالی (النساء: ۵۹): یآایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ الایۃ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس آیت کے تحت امام ابوبکر جصاص احکام القرآن ج ۲/ص ۲۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں:

اختلف فی تاویل اولی الامر فروی عن جابر بن عبداللہ وابن عباس روایة والحسن وعطاء ومجاهد انهم اولوا الفقه والعلم.

چند سطور کے بعد فرماتے ہیں:

فان تنازعتم فی شئ فردوه الی الله والرسول فامر اولی الامر برد المتنازع فیه الی کتاب الله وسنة نبیه ﷺ اذ کانت العامة ومن لیس من اهل العلم لیست هذه منزلتهم لانهم لایعرفون کیفیة الرد الی کتاب الله والسنة ووجوه دلائلهما علی احکام الحوادث فثبت انه خطاب للعلماء ....

وقوله تعالی (النساء: ۸۳): واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذاعوا به ؕ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ؕ الایة

وقوله تعالی (النحل: ۴۳): فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○

علامہ آلوسی اس آیت کے ضمن میں روح المعانی ج ۵/ص ۱۴۸ میں رقمطراز ہیں:

ویؤید ذلک مانقل عن الجلال المحلی انه یلزم غیر المجتهد عامیا کان اوغیره التقلید للمجتهد لقوله تعالی فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون.

تقلید شخصی کے ثبوت پر چند احادیث

(۱) عن عکرمة ان اهل المدینة سألوا ابن عباس عن امرأة طافت ثم حاضت قال له تنفر قالوا لانأخذ بقولک وندع قول زید قال اذا قدمتم المدینة فاسئلوا فقدموا المدینة فسألوا فکان فی من سألوا ام سلیم .... (صحیح البخاری: ج ۱/ص ۲۳۷)

(۲) ....فأتینا اباموسیٰ فأخبرناه بقول ابن مسعود فقال لاتسئلونی مادام هذا الحبر فیکم.

(ایضاً: ج ۲/ص ۹۹۷)

تقلید شخصی کے وجوب پر فقہاء کرام کے فتاویٰ

علامہ ابن تیمیہ فتاوی کبریٰ ج ۲/ص ۲۳۷ میں فرماتے ہیں:

وقد نص الامام احمد انه لیس لأحد أن یعتقد الشئ واجبا اوحراما ثم یعتقده غیر واجب اومحرم بمجرد هواه مثل ان یکون طالبا لشفعة الجوار فیعتقدها انهاحق له ثم اذا طلبت منه شفعة الجوار

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اعتقد انهالیست ثابتة .... فمثل هذا ممن یکون فی اعتقاده حل الشئ وحرمته ووجوبه وسکوته بسبب هواه هو مذموم مجروح خارج عن العدالة وقد نص احمد وغیره علی ان هذا لایجوز.

ایک دوسری جگہ پر ایک مسئلہ کے ضمن میں ج ۲/ص ۲۸۵ میں فرماتے ہیں:

وهذا القول یخالف اجماع المسلمین فانهم مُتفقون علی ان من اعتقد حل الشئ کان علیه ان یعتقد ذلک سواء وافق غرضه اوخالفه ومن اعتقد تحریمه کان علیه ان یعتقد ذلک فی الحالین وهؤلاء ..... یکونون فی وقت یقلدون من یفسده وفی وقت یقلدون من یصححه بحسب الغرض والهواء ومثل هذا لایجوزباتفاق الائمة.

تقلید شخصی کے وجوب کی علت بیان کرتے ہوئے شرح المہذب ج ۱/ص ۸۸ میں فرماتے ہیں:

ووجهه انه لوجاز اتباع ای مذهب شاء لافضیٰ الی ان یلتقط رخص المذاهب متبعاهواه، ویتخیر بین التحلیل والتحریم والوجوب والجوازوذلک یؤدی الی انحلال ربقة التکلیف بخلاف العصر الاول فانه لم تکن المذاهب الوافیة باحکام الحوادث مهذبةوعرفت، فعلی هذا یلزمه ان یجتهد فی اختیار مذهب یقلده علی التعیین.

ایك اشكال اور اس كاجواب

عام طور پر غیر مقلدین کی طرف سے یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ اگر تسلیم کرلیا جائے کہ تقلید شخصی واجب ہے تو بھی صرف چار ائمہ کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟ حالانکہ ان جیسے دوسرے ائمہ جو زہد وتقوی، اور علمی وفقہی بصیرت کے اعتبار سے ان کے درجے کے تھے ان کی بھی تقلید جائز ہونی چاہئے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ ان چار ائمہ کی تقلید کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان حضرات کو ایسے اسباب مہیا فرمائے کہ ان کے مذاہب مکمل طور پر مدون ہوگئے۔ جبکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب اس طور پر مدون نہ ہوسکے۔ اس بناء پر صرف ان ہی چار کی تقلید کی جاتی ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی اسی علت کو بیان کرتے ہوئے روح المعانی ج ۱۴/ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں:

مقتضی کلامهم انه لافرق بین تقلید احد ائمة المذاهب الاربع وتقلید غیره من المجتهدین. نعم ذکر العلامة ابن الحجر وغیره انه یشترط فی تقلید الغیر ان یکون مذهبه مدونا محفوظ الشروط والمعتبرات.

اسی طرح علامہ نووی اسی علت پر بحث کرتے ہوئے شرح المہذب ج ۱/ص ۸۸ میں فرماتے ہیں:

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولیس لہ التذہب بمذہب احد من ائمۃ الصحابۃ ﷺ وغیرھم من الاولین وان کانو اعلم وأعلا درجۃ ممن بعدھم لانھم لم یتفرغوا لتدوین العلم وضبط اصولہ وفروعہ فلیس لاحد منھم مذھب مھذب ومحرر مقرر وانماقام بذلک من جاء بعدھم من الائمۃ الناحلین لمذاھب الصحابۃ والتابعین القائمین بتمھید احکام الوقائع قبل وقوعھا ، الناھضین بایضاح اصولھا وفروعھا کمالک وابی حنیفۃ وغیرھما.

اور حضرت شاہ ولی اللہؒ حجۃ اللہ البالغۃ ج ا/ص ۱۵۴ میں فرماتے ہیں:

ان ھذہ المذاھب الاربعۃ المدونۃ قد اجتمعت الامۃ اومن یعتد بہ منھا علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھذا وفی ذلک من المصالح مالایخفی لاسیما فی ھذہ الایام ....

دوسرے جزء کا جواب

وہ غیرمقلدین حضرات جونقص رجال وھم رجال کا سہارا لے کر عدم تقلید کا پرچار کرتے ہیں ان کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کون سی خوبی میں ان کے برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا علم وفہم میں ان کا مقابلہ کرتے ہیں؟ یا ذکاوت وحافظہ یا دین ودیانت میں ان سے برابری کا دعویٰ کرتے ہیں؟ یا یہ لوگ تقویٰ وپرہیزگاری میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں؟ حالانکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آج کل ہم سب مقلدین وغیرمقلدین ہر اعتبار سے اس قدر تہی دست ہیں کہ ہمیں قرون اولیٰ کے علماء سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ مزید برآں قرون اولیٰ کے علماء تو اس ماحول اور زمانے کے بھی قریب ہیں جس مبارک زمانے اور ماحول میں قرآن کریم نازل ہوا۔ ان کو قرآن کریم کے انداز گفتگو اور مزاج دین کی ہو بہو پہچان حاصل تھی۔ غیرمقلدین حضرات کے اس اعتراض کے جواب میں صرف حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ (جو جلیل القدر فقہاء صحابہ میں سے ہیں) کا یہ قول کافی ہے:

عن ابن مسعود قال من کان مستنا فلیستن بمن قد مات فان الحی لاتؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامۃ ابرھا قلوبا واعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبۃ نبیہ ولاقامۃ دینہ فاعرفوا لھم فضلھم واتبعوھم علی اثرھم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقھم وسیرھم فانھم کانوا علی الھدی المستقیم. (مشکوۃ المصابیح: ص ۳۲)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہتا ہے تو وہ ایسے شخص کے طریقے کو اختیار کرے جس کا انتقال ہو گیا ہو۔ زندہ شخص فتنہ سے مامون نہیں ہوتا۔ یہ نبی ﷺ کے صحابہ ہیں جو اس امت کے بہترین لوگ ہیں جن کے دل پارسا، علم گہرا اور بہت کم تکلف کو اختیار کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کو قائم رکھنے کے لئے چن لیا ہے پس تم ان کی فضیلت کو پہچانو اور ان کی اتباع کرو اور ان کے اخلاق وسیرت میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے جس قدر اپنا سکو اسے اپنالو کیونکہ یہ لوگ مکمل ہدایت پر تھے۔

تیسرے جزء کا جواب

جو عالم درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہو اس نے خواہ کتنی ہی کتابیں پڑھ لی ہوں وہ عامی ہے۔ اس کو بہرحال عامی کی طرح کسی ایک امام کے قول کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور آج کل کے عام علماء اسی طبقہ میں داخل ہیں۔ ہاں جو عالم تبحر علمی کے سبب درجہ اجتہاد پر فائز ہو تو اس کی اور عامی کی تقلید میں فرق ہوگا۔

چنانچہ حضرت مولانا حبیب احمدؒ اجتہاد کی تحقیق کے بعد ان حضرات سے متعلق جو درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہونے کے باوجود اجتہاد کرتے ہیں ان جیسے لوگوں پر تقلید کے وجوب کا قول ذکر کرنے کے بعد ان کے اجتہاد کی مذمت کرتے ہوئے اعلاء السنن (۲۰/۲۳۲) میں فرماتے ہیں:

وھؤلاء یجب علیھم تقلید المجتھد فان اجتھدوا ضلوا وأضلوا وھؤلاء ھم اھل الرأی الذین ذمھم الصحابة والتابعون ....

''یہی لوگ ہیں جن پر مجتہد کی تقلید واجب ہے پس اگر یہ خود اجتہاد کرنے لگیں تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ پس یہی لوگ اہل رائے ہیں جن کی صحابہ وتابعین نے مذمت کی ہے''۔

اسی طرح علامہ شامیؒ (متوفی ۱۲۵۲ھ) اپنے دور کے مفتیان کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس زمانے میں مفتی مجتہد کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور سب کے سب مقلد محض ہی ہیں''۔ جب ان کے زمانے کا یہ حال تھا تو ہمارے زمانے میں مفتی مجتہد اور بھی عدیم الوجود ہوگا۔

ولما انقطع المفتی المجتھد فی زماننا ولم یبق الا المقلد المحض وجب علینا اتباع التفصیل.

(شرح عقود رسم المفتی : ص ۲۱)

چوتھے جزء کا جواب

وہ غیر مقلدین حضرات میں جو مقلدین کو مشرک قرار دیتے ہیں یہ ایک غلط فہمی پر مبنی ہے اور اگر غلط فہمی نہ ہو تو ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔ غلط فہمی یہ ہے کہ مقلدین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو رد کر کے اپنے امام کی بات مانتے ہیں اور ہر حکم میں اس کی پیروی کرتے ہیں گویا کہ وہ ان کا خدا ہے اور اسی پر وہ آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں مشرکین مکہ کی ہٹ دھرمی اور اندھی تقلید کا ذکر ہے:

واذاقیل لھم اتبعوا ماانزل اللہ قالوا بل نتبع ماالفینا علیه آبائنا ط اولو کان آباؤھم لایعقلون شیئا ولایھتدون o (البقرة : ۱۷۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے کہ مقلدین حضرات کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں بلکہ وہ ان ائمہ حضرات کو قرآن وسنت کا شارح قرار دے کران کی تشریح کے مطابق قرآن وسنت پر عمل کرتے ہیں نہ کہ کفار کی طرح اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بات کو چھوڑ کران ائمہ کی بات کو قبول کرتے ہیں۔لہٰذا یہ بات صرف غلط فہمی کا نتیجہ ہے اور اگر غلط فہمی نہیں تو ہٹ دھرمی ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اس طرح کی الزام تراشیاں کی جاتی ہیں،اس صورت میں یہ لوگ واقعی "ضلوا فاضلوا" کے مصداق قرار پائیں گے۔

تقلید کو شرک کہنا تو دور کی بات ہے بلکہ خود حضرت یوسف علیہ السلام اس طرح کی تقلید پر اپنے عمل کو ذکر کر کے شرک کی نفی کرتے ہیں جو اس بات کی واضح علامت ہے کہ صرف تقلید شرک نہیں ہوسکتی چنانچہ رب تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کے قول کو یوں ذکر فرماتے ہیں:

واتبعت ملة آباء ی ابراهيم واسحق ويعقوب ط ماكان لنا ان نشرك بالله من شيء ط الآية (يوسف:۳۸)

چنانچہ علامہ ابن تیمیہ اسی کی تشریح کرتے ہوئے فتاویٰ کبریٰ ج ۲/ص ۲۳۹ میں رقمطراز ہیں:

لماكان من الاحكام مالايعرفه كثير من الناس رجع الناس فى ذلك الى من يعلمهم ذلك لانه اعلم بماقال الرسول واعلم بمراده فائمة المسلمين الذين اتبعوهم وسائل وطرق وادلة بين الناس وبين الرسول يبلغونهم ماقاله ويفهمونهم مراده بحسب اجتهادهم واستطاعتهم وقد يخص الله هذا العالم من العلم والفهم ماليس عند الآخر.

(۴۴۱) تقلید واجب ہے یا نہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقلید کی شرعی حیثیت کیا ہے،یہ واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ہر ایسا شخص جو مجتہد نہ ہو اس پر کسی مجتہد کی تقلید واجب ہے خاص طور پر ہمارے زمانے جبکہ علم کا فقدان پایا جاتا ہے۔نیز ویسے تو چاروں ائمہ برحق ہیں البتہ ان میں کسی ایک کی تقلید کرنا ضروری ہے تاکہ اسمیں بجائے شریعت پر عمل کرنے کے اپنی خواہشات کا غلبہ نہ ہو جائے جبکہ ہمارے زمانے میں ویسے بھی ہمتیں کمزور پڑ چکی ہیں اور اسلام کا درد دلوں سے مٹ چکا ہے اور ہر شخص کا مزاج ایسا بن چکا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ اسکی خواہش اسلام کے روپ میں پوری ہو جائے ایسے حالات میں کسی متعین امام کی تقلید اور بھی ضروری ہو جاتی ہے۔

دلائل المسئلة مرت تحت السؤال السابق

(۴۴۲) ائمہ اربعہ پر سب وشتم کرنے والے کا حکم

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس شخص کے بارے میں جو مذاہب اربعہ کے ائمہ کو سب وشتم کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

انہوں نے اسلام کی حقیقت بدل ڈالی، اور ایسی چیزوں کا اضافہ کیا جن کی اللہ اور رسول نے اجازت نہیں دی اور اسلام کی ظاہری صورت کو تبدیل کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً..... اگر یہ شخص ائمہ اربعہ کو بغیر کسی وجہ کے سب وشتم کرتا ہو تو اس طور پر کہ انھوں نے اسلام کی ظاہری صورت کو مٹا کر نفسانی خواہشات کی اتباع کرلی ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اس کی شہادت فسق کی بناپر ناقابل قبول ہے۔ امام وقت کو چاہیے کہ اس کو تعزیرا سزا دے۔

لمافي البحر الرائق (۵/ ۴۹): مراهق شتم عالما فعليه التعزير.

وفي الهندية (۲/ ۲۷۰): من ابغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر.

وفي ردالمحتار (۴/ ۳۷۶): وترد شهادة من يظهر سب السلف وتقبل شهادة اهل الاهواء ......وقال الزيلعي اويظهر سب السلف يعني الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله.

(۴۴۳) مذہب کی تبدیلی پر تعزیر

سوال..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی شخص ایک مذہب (ائمہ اربعہ) سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس طرح مذہب کی تبدیلی پر اس پر تعزیر آئے گی یا نہیں؟ کیونکہ میں نے ایک عالم سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو ایسے شخص پر تعزیر آئے گی۔ تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً..... صورت مسئولہ میں ایسا شخص جو صاحب علم ہو، مذہب کے تمام اصول وفروع سے واقف ہو اور کسی دلیل کی بناپر جو پہلے مخفی تھی اب اس پر واضح ہوئی اور وہ پہلے مذہب کو نہ تو حقیر جانتا ہو اور نہ اسکی توہین کرے تو ایسے شخص پر تعزیر نہیں آئے گی بلکہ یہ اجر کا مستحق ہے۔

اور اگر کوئی شخص بغیر کسی دلیل شرعی کے جبکہ وہ مذہب سے ناواقف ہے کسی فاسد غرض، مال دولت یا کسی مسئلہ میں صرف سہولت کیوجہ سے ایک مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب کو اختیار کرتا ہے تو ایسا شخص قابل ملامت اور تعزیر کا مستحق ہوگا کیونکہ ایسا کرنا اس کیلئے جائز نہیں۔

لمافي الدرالمختار مع رد المحتار (۴/ ۸۰): ارتحل الى مذهب الشافعي يعزر سراجيه.

وفي الشامية: اى اذاكان ارتحاله لا لغرض محمود شرعا .... ولوان رجلا يرى من مذهبه باجتهاد وضع له كان محمودا ماجورا. اما انتقال غيره من غير دليل بل لما يرغب من غرض الدنيا وشهوتها فهو المذموم الاثم المستوجب للتاديب والتعزير لارتكابه المنكر في الدين واستخفافه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بدينه ومذهبه اهـ.

(۴۴۴) ابوحنیفہ کی وجہ تسمیہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں امام اعظم کی کنیت ابوحنیفہ کیسے مشہور ہوئی۔اسکی وجہ ذکر کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......امام اعظم نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کو" ابوحنیفہ" کہنے کی راجح وجہ یہ ہے کہ حنیف کے معنی آتے ہیں" اسلامی احکامات پر مکمل طور سے عمل پیرا" یعنی جو ہر طرف سے کٹ کر صرف دین اسلام کی طرف مائل ہو۔چونکہ آپؒ نے اپنی زندگی کے سارے مشاغل کو ختم کر کے صرف دین کے مسائل کا استنباط اور نشر واشاعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیا تھا لہٰذا آپ "ابوحنیفہ" کی کنیت سے مشہور ہوئے۔

لمافي الخيرات الحسان (ص۴۵): ان كنيته ابو حنيفه مؤنث حنيف، وهو الناسک او المسلم لان الحنف الميل والمسلم مائل الى الدين المحق.قيل سبب تكنيه بذلک ملازمته للدواة حنيفة بلغة العراق وقيل كانت له بنت تسمى بذلک ورد بانه لا يعلم له ولد ذكر ولاانثى غير حماد.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی علامات الساعة﴾

(قیامت کے احوال اور علامتوں کے بارے میں)

(۴۴۵) علامات قیامت کا بیان

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ نے قیامت کی بہت سی نشانیاں بتائیں ان میں سے کتنی ظاہر ہو چکی ہیں اور کتنی باقی ہیں ان کی ترتیب کیا ہوگی؟ نیز میں نے سنا ہے کہ اصحاب کہف زندہ ہیں اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں آئیں گے اور ان کی مدد کریں گے اگر یہ بات صحیح ہے تو ان اصحاب کہف کا شمار حضور ﷺ کی امت میں سے ہوگا یا نہیں؟ تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... جو علامات قیامت سے پہلے ظاہر ہونگی ان کا ظہور تقریباً ہو چکا ہے جیسے مال غنیمت کو اپنا مال سمجھنا، امانت کو غنیمت سمجھنا، زکوٰۃ کی ادائیگی کو تاوان سمجھنا، بیوی کو ماں پر ترجیح دینا، دوست کو باپ پر ترجیح دینا، مساجد میں شور برپا کرنا، بر سر عام شراب پیا جانا اور سلف صالحین کو گالیاں دینا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری قسم ان علامات کی ہے جن پر قیامت کا آنا موقوف ہے جن کے بعد قیامت واقع ہوگی۔ وہ دس علامات ہیں جن میں سب سے پہلے امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ بیت اللہ کے سامنے رکن اور مقام کے درمیان لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور بیت المقدس کیطرف ہجرت کریں گے پھر ان کی خلافت میں دجال نکلے گا جس کا رنگ سرخ، بھاری جسم پست قد، الجھے ہوئے بال، ایک آنکھ سپاٹ دوسری عیب دار اور پیشانی پر کافر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر شخص پڑھ سکے گا پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا پھر ترقی کر کے خدائی کا دعویٰ کرے گا گدھے پر سوار ہوگا۔ ستر ہزار یہودی اسکی فوج میں شامل ہونگے آندھی کیطرح چلے گا۔ حرمین شریفین اور بیت المقدس کے علاوہ ساری دنیا میں گھومے گا، مدینہ کی طرف جائے گا مگر فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ وہاں سے بیت المقدس کا رخ کرے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلے کیلئے نکلیں گے۔ دجال کی فوج مسلمانوں کا محاصرہ کرے گی اور مسلمان وہاں محصور ہو جائیں گے۔ عین اس وقت جب فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ امام مہدی مصلے سے پیچھے ہٹ جائیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کی درخواست کریں گے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولیں گے آپ کے ہاتھ میں چھوٹا سا نیزہ ہوگا۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے چنانچہ وہ بھاگنا شروع کرے گا لیکن آپ اسے باب لد کے مقام پر قتل کر دینگے۔ پھر اسی زمانے میں یاجوج ماجوج کا خروج ہوگا وہ زمین کی ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے اتریں گے۔ ان کا پہلا دستہ جب بحیرہ طبریہ پر گزرے گا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو اس کا سارا پانی ختم کردے گا جب بعد والے آئیں گے تو کہیں گے کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔

اس کے بعد جبل خمر کی طرف چلیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے وہاں پہنچ کر کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم قتل کر چکے اب آسمان والوں کو قتل کریں گے چنانچہ وہ اپنے تیر آسمان کیطرف پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیر کو خون میں رنگ کر واپس کریں گے۔ اس دوران مسلمان کوہ طور میں محصور ہونگے اور سخت تنگی میں مبتلا ہونگے پھر اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کو کیڑوں کے ذریعے ہلاک کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد چالیس سال تک دنیا میں رہیں گے ان کا دور مثالی امن کا دور ہوگا لیکن ان کے بعد پھر زمین میں فتنہ وفساد برپا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جبل صفا سے دابۃ الارض نکلے گا جو زمین میں گھومے گا۔

اسی دوران تین خسفات (زمین میں دھنسنا) ہونگے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرہ عرب میں، اس کے بعد ایک دھواں نمودار ہوگا جو ہر طرف پھیل جائے گا پھر سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا جس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ یہ آخری علامت ہوگی اس کے بعد قیامت واقع ہو جائے گی، ایک آگ نکلے گی جو تمام لوگوں کو میدان حشر میں جمع کر دے گی۔

نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد اصحاب کہف بھی نکل آئیں گے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہوں گے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے امتی ہیں تو ان کے حواری بطریق اولیٰ آپ ہی کی امت میں ہوں گے۔

لما فی حاشیة الصاوی (۳/۱۰): واعلم انه اختلف فی اصحاب الکهف لعل ماتوا ودفنوا اوهم نیام واجسامهم محفوظة والصحیح انهم نیام ویستیقظون عند نزول عیسیٰ ویحجون معه ویموتون قبل یوم القیمة حین تأتی الریح اللینة.

وفی المشکوة (صـ۴۷۲): عن حذیفه بن اسید الغفاری قال اطلع النبی ﷺ علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قالوا نذکر الساعة قال انها لن تقوم حتیٰ تروا قبلها عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرة العرب واخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم وفی روایة نار تخرج من قعر عدن تسوق الناس الی المحشر.

وفیها ایضاً (صـ۴۷۰): عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ اذا اتخذ الفیٔ دولا والامانة مغنما والزکاة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنی صدیقه واقصی اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة شره وظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر هذه الامة اولها فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وزلزلة وخسفاً ومسخاً وقذفاً وآیات تتابع کنظام قطع سلکه فتتابع.

وفیها ایضاً (صـ۴۷۳): عن النواس بن سمعان قال ذکر رسول الله ﷺ الدجال ....قلنا یا رسول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الله وما اسراعه في الارض قال کا لغيث استد برته الريح فياتي على القوم فيد عوهم فيو منون به فيا مر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ما کانت ذرى واسبغه ضروعا وامده خواصر .... فبينما هو کذلک اذبعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهزودتين واضعا کتفيه على اجنحة ملکين اذا طأطأراسه قطر واذارفعه تحدّر منه مثل جمان کاللؤلؤ فلا يحل لکافر يجد من ريح نفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدرکه بباب لد فيقتله ثم ياتي عيسى قوم قد عصمهم الله منه فيمسح عن وجوههم ويحدثهم بدرجاتهم في الجنة فبينما هو کذلک اذا وحى الله الى عيسى انى قد اخرجت عبادا لى لايدان لاحد بقتالهم فحرز عبادى الى الطور ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من حدب ينسلون فيمر اوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون ما فيها ويمر آخرهم فيقول لقد کان بهذه مرة ماء ثم يسيرون حتى ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من في الارض هلم فلنقتل من في السماء فيرمون بنشابهم الى السماء فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دما ويحصر نبى الله واصحابه حتى يکون رأس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدکم اليوم فيرغب نبى الله عيسى واصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى کموت نفس واحدة ثم يهبط نبى الله عيسىٰ واصحابه الى الارض ....فيومئذ تأکل العصابة من الرمانة.........فبيناهم کذلک اذ بعث الله ريحا طيبة فتأخذهم تحت اباطهم فتقبض روح کل مؤمن وکل مسلم ويبقى شرار الناس يتهارجون فيها تهارج الحمر فعليهم تقوم الساعة.

(۴۲۶) قیامت کی علامات

سوال..... کیافرماتے ہیں علماءکرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ہر عام وخاص شخص کی زبان پر یہ الفاظ ہیں کہ قیامت بہت قریب ہے۔اس کی وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟اور کیا قیامت کی نشانیاں پوری ہوگئی ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً..... قیامت کی علامات تین تقسیم پر ہیں:اول بالکل ابتدائی علامات جیسے انبیاء کے سلسلے کوختم کرتے ہوئے ختم الرسل ﷺ کا اس دنیامیں تشریف لانا قیامت کےقریب آجانے کی علامت ہے۔

دوئم:وہ علامات جودرمیانے درجے کی ہیں جیسے جہالت کا غلبہ،علم کا اٹھ جانا،قتل کا زیادہ ہونا،امانت کوغنیمت سمجھنا،عہدے کو غیر اہل کے سپرد کرنا،اورزکاۃ کوتاوان سمجھناوغیرہ۔

سوئم:وہ علامات جو بالکل قرب قیامت کے وقت ظاہر ہوں گی جیسے خروج دجال ویاجوج ماجوج،نزول عیسٰی علیہ السلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

اب ان علامات میں سے پہلی دو قسموں کی علامات کافی حد تک ظاہر ہو چکی ہیں۔صرف تیسری قسم کی علامات کا ظہور باقی ہے۔ اس اعتبار سے یہ کہنا کہ قیامت بالکل قریب ہے صحیح ہے۔

لما في المشكوة (ص۴۶۹): عن انس قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويكثر الجهل ويكثر الزنا ويكثر شرب الخمر ويقل الرجال ويكثر النساء حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد.

عن ابی هريرة ؓ قال بينما النبی ﷺ يحدث اذجاء اعرابی فقال متى الساعة قال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة.

وفيها ايضاً (ص۴۷۲): عن حذيفة بن اسيد الغفاری قال اطلع النبی ﷺ علينا ونحن نتذاكر فقال ماتذاكرون قالوا نذكر الساعة قال انها لن تقوم حتى ترو قبلها عشر آيات فذكر الدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى ابن مريم وياجوج وماجوج.

(۴۴۷) مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ آخر دور میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائیں گے۔کیا قرآن یا سنت میں اس کا ذکر موجود ہے؟ اور کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... یہ بات روایات سے ثابت ہے کہ آخر دور میں امام مہدی کا ظہور ہوگا بلکہ ان کی علامات ونشانیاں اور نام تک کا ذکر روایات میں موجود ہے۔

لما في المشكوة (ص۴۷۰): عن ابی سعيدنالخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا.

عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ اذا رأيتم الرايات السود قد جاء ت من قبل خراسان فاتوها فان فيها خليفة الله المهدی.

عن ابی اسحاق قال قال علی ؓ ونظر الى ابنه الحسن قال ان ابنی هذا سيد كما سماه رسول الله ﷺ وسيخرج من صلبه رجل يسمى باسم نبيكم يشبهه فی الخلق ولا يشبهه فی الخلق ثم ذكر قصة يملأ الارض عدلا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی احوال مابعدالموت﴾

(مرنے کے بعد کے احوال کے بیان میں)

(۴۴۸) عذاب قبر جسد مع الروح پر ہے یا صرف روح پر؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک عزیز ملازمت کے سلسلے میں ملک سے باہر ہے۔ اب ریٹائرمنٹ کے بعد واپس لوٹے ہیں تو بعض باتوں میں ان کا ہمارے ساتھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک مسئلہ یہ ہے کہ "عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے" جسد مع الروح پر نہیں مانتے۔ کیا وہ اس عقیدے کے باوجود اہل سنت میں داخل ہیں یا نہیں؟ نیز کبھی کبھی امام صاحب کی غیر موجودگی میں امامت بھی کرتے ہیں کیا ایسے شخص کو امام بنانا صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے، ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور یہ عقیدہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا یہ شخص اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہے، بدعتی اور گمراہ ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا بھی صحیح نہیں ہے۔

لمافی مرقاة المفاتیح (۱/۳۰۳): فان الله تعالی یعلق روحه الذی فارقه بجزئه الاصلی الباقی من اول عمره الی آخره المستمر علی حاله حالتی النمو والذبول الذی تتعلق به الروح اولا فیحیا ویحیا بحیاته سائر اجزاء البدن.

وفی "الروح" لابن القیم (ص۵۴): ان مذهب سلف الامة وائمتها ان المیت یکون فی نعیم اوعذاب وان ذلک یحصل لروحه وبدنه.

وفی شرح الفقه الاکبر (ص۱۰۰): واعادة الروح الی العبد فی قبره حق.

وفی شرحه یقول الملا علی القاری: (الی العبد) ای الی جسده بجمیع اجزائه او ببعضها مجتمعة او متفرقة ...... وفی المسئلة خلاف المعتزلة وبعض الرافضة.

(۴۴۹) قبرستان میں سلام کے جواب کی کیفیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ انسان کے انتقال کے بعد اسکی روح جنت یا جہنم میں پہنچ جاتی ہے تو پھر قبرستان میں سلام کا جواب کس سے ملتا ہے؟ آج کل یہ مسئلہ ہماری مسجد میں زیر بحث ہے اور ہر آدمی اپنی سوچ کے مطابق اس پر رائے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زنی کرتا ہے۔ برائے مہربانی آپ صحیح جواب سے مطلع فرمائیں جو شریعت کے مطابق ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً......میت کی روح کا تعلق اس کے جسم سے پایا جاتا ہے اگر چہ کسی درجے میں ہو لہٰذا مردہ سلام کا جواب دیتا ہے اگر چہ ہم اس کو سن نہیں سکتے۔

لمافی مرقات المفاتیح (۱۱۶/۴): وعنها قالت کیف اقول یارسول اللہ تعنی فی زیارة القبور قال قولی السلام علی اهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم المستقدمین منا والمتاخرین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون .عن ابی هریرة قال قال ابو رزین یارسول اللہ ﷺ ان طریقی علی الموتی فهل من کلام اتکلم به اذا مررت علیهم قال قل السلام علیکم.......... قال ابورزین یسمعون قال یسمعون ولکن لایستطیعون ان یجیبوا قال یا ابارزین الاترضی ان یرد علیک بعددهم من الملائکة اهـ (وقوله لا یستطیعون ان یجیبوا) ای جوابا یسمعه الحی والا فهم یردون حیث لانسمع .... عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ ﷺ مامن احد یمر بقبر اخیه المومن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام .

وفی الروح لابن القیم (ص۷): قال ابن عبد البر ثبت عن النبی ﷺ انه قال مامن مسلم یمر علی قبر اخیه کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا رد اللہ علیه روحه حتی یرد علیه السلام فهذا نص انه یعرفه بعینه ویرد علیه السلام .

(۴۵۰) کیاارواح جمعہ کی شب اہل وعیال میں آتی ہیں

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیاارواح مؤمنین جمعہ کی شب اپنے اہل وعیال میں آتی ہیں؟ ہمارے یہاں مشہور ہے کہ جمعہ کی شب ارواح اپنے اہل وعیال میں آتی ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟ تسلی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......روحوں کا جمعہ کی شب اہل وعیال میں آنا نصوص سے ثابت نہیں ہے بلکہ ارواح اپنے مستقر میں رہتی ہیں اور وہاں سے دنیا میں نہیں آسکتیں۔

لمافی روح البیان (۱۱۵/۸): عن سعید بن جبیران ارواح الاحیاء وارواح الاموات تلتقی فی المنام فیتعارف منها ماشاء اللہ ان یتعارف فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجسادها الی انقضاء مدة حیاتها.

وفی الروح (ص۲۳): عن السدی فی قوله تعالی والتی لم تمت فی منامها قال:یتوفاها فی منامها فیلتقی روح الحی وروح المیت فیتذاکران ویتعارفان قال فترجع روح الحی الی جسده فی الدنیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الی بقیة اجلها وترید روح المیت ان ترجع الی جسدہ فتحبس.

(۴۵۱) سابقہ مرحومین کی روحوں کا نئے مرحوم کی روح کے ساتھ ملاقات

سوال کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرحومین کے بعد جانے والی روحیں مرحومین سے ملکر دنیا کے حالات پوچھتی ہیں؟ اسی طرح ان سے اپنے بیوی، بچے، اپنا چھوڑا ہوا مال ومتاع ان سب کے بارے میں پوچھتی ہیں؟

۲۔ایک دفعہ حساب کے بعد ہمیشہ کیلئے جنت یا دوزخ میں رہنا ہوتا ہے یا ایصال ثواب کی وجہ سے جنت منتقل ہو جاتی ہے؟

۳۔مرحومین کیلئے اللہ تعالی کے رحم وکرم کے اور کیا کیا اسباب ہیں؟ نیز ایصال ثواب جو ہم مردوں کیلئے کرتے ہیں کیا اس کا ہمیں کوئی ثواب ملتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً ......صورت مسئولہ میں مرحومین کی روحیں دوسری بعد میں آنے والی روحوں سے ملکر دنیا کے حالات پوچھتی ہیں۔

۲۔حساب کتاب کے بعد جو کافر یا مشرک جہنم میں جائیں گے وہ تو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، اسی طرح جو مسلمان جنت میں جائیں گے وہ بھی ہمیشہ جنت میں رہیں گے البتہ جو مسلمان اپنی بداعمالیوں کی بناء پر جہنم میں ڈالیں جائیں گے وہ بعد میں جنت میں داخل کیے جائیں گے، چاہے بداعمالیوں کی سزا بھگتنے کے بعد ہو یا کسی کے ایصال ثواب کی بناء پر اللہ تعالی اپنا فضل وکرم فرمادیں۔

۳۔مرحومین کیلئے اللہ تعالی کے رحم وکرم کے اسباب فرائض وواجبات کے علاوہ بدنی ومالی عبادات کا ایصال ثواب (جیسے نفلی روزہ، صدقہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ) ہے اسی طرح اولاد صالح جو اس کیلئے دعا کرے یا مرحوم نے اس کے علاوہ کوئی ایسا نیک کام کیا جو بعد میں بھی جاری رہے کہ جب تک اس پر عمل رہے گا مرحوم کے درجات میں اضافے کا سبب بنا رہے گا۔

ایصال ثواب کرنے والے کو اس عمل کا جو اس نے کیا ہے پورا پورا ثواب ملے گا بلکہ وہ جس قدر زیادہ افراد کو ایصال ثواب کرے گا اس اکیلے کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ ان سب کو ملا۔

لـمـافـي قوله تعالی: ان الذین کفروا من اهل الکتاب والمشرکین فی نار جهنم خالدین فیها اؤلٰئک هم شر البریة ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اؤلٰئک هم خیر البریة جزآء هم عند ربه تجری من تحتها الانهر خالدین فیها ابدا الایة

وفی کنز العمال (۱۵/ ۶۸۴): ان نفس المؤمن اذا قبضت تلقاها من اهل الرحمة من عباد الله کما یلقون البشیر من اهل الدنیا فیقولون انظروا صاحبکم لیستریح فانه قد کان فی کرب شدید ثم یسألون ما ذا فعل فلان؟ ومافعلت فلانة؟هل تزوجت؟فاذاسألوه عن الرجل قد مات قبله فیقول أیهات

وفیه ایضا (۱۵/ ۹۵۲): اربعة تجری علیهم اجورهم بعد الموت من مات مرابطا فی سبیل الله ومن علم علما أجری علیه علمه ما عمل به ومن تصدق بصدقة فآجرها یجری له ماوجدت ورجل ترک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ولدا صالحاًفهو یدعوله.

وفیہ ایضاً (۹۵۳/۱۵):اربع من عمل الاحیاء ......مثل اجر من عمل به من غیر ان ینقص من اجر من عمل به شئ.

وفی رد المحتار (۲۴۳/۲): صرح علمائنا فی باب الحج عن الغیر بان للانسان ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاة او صوماً او صدقة او غیرها کذا فی الهدایة بل فی زکاة التاتارخانیة عن المحیط الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین والمؤمنات لانها تصل الیهم ولاینقص من اجره شئ هو مذهب اهل السنة والجماعة.

(۴۵۲) ارواح کے اہل وعیال میں آنے کا عقیدہ رکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ارواح مؤمنین ہر جمعہ کی شب اپنے اہل وعیال میں آتی ہیں؟ اس طرح کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......ارواح مؤمنین کا جمعہ کی شب اہل وعیال میں آنا کہیں سے ثابت نہیں لہٰذا اس طرح کا عقیدہ رکھنا درست نہیں بلکہ فقہاء نے ایسے شخص کے بارے میں کفر کی صراحت کی ہے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ارواح مؤمنین حاضر ہوتی ہیں اور زندوں کی مصروفیات سے باخبر ہیں لہٰذا اس سے اجتناب کی ضرورت ہے۔

لمافی البحر الرائق (۱۲۴/۵): من قال ان ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر.

وفی البزازیة علی هامش الهندیة (۳۲۲/۶): قال علماء نا من قال ارواح المشائخ حاضرة تعلم یکفر.

(۴۵۳) مرحومین کو زندہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے افسوس ہوتا ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح ہمیں مرحومین کے جدا ہوجانے کا افسوس ہوتا ہے کیا انہیں بھی ایسے ہی افسوس ہوتا ہے؟ ہم افسوس کے بعد ان کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں، کیا وہ بھی ہمارے صبر کیلئے کچھ کرتے ہیں؟ مرحومین کے نہ ہونے پر ہم ان کی خدمت سے محروم ہوکر تکلیف اٹھاتے ہیں کیا مرحومین کو اس کا غم وافسوس ہوتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......مرحومین کی روحوں کو زندہ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے افسوس ہوتا ہے، یعنی اگر زندہ رشتہ داروں کے اعمال اچھے ہوں تو وہ خوشی سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہیں اور اگر زندوں کے اعمال اچھے نہ ہوں تو اس پر غمزدہ ہوتے ہیں، اور مردوں کے اعمال کا سلسلہ چونکہ منقطع ہوجاتا ہے لہٰذا ایصال ثواب کے بدلے مرحومین کی طرف سے کچھ نہیں ملتا البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایصال ثواب کرنے والوں کو اجر ملتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لـمـا فـي كـنـز العمال (۱۵ / ۲۸۴): ان نفس المؤمن اذا قبضت تلقاها من اهل الرحمة من عبادالله كـمـايلقون البشير ......وان اعمالكم تعرض على اقاربكم وعشائركم من اهل الآخرة فان كان خيرا فـرحـوا واستبشروا وقالوا اللهم هذا فضلك ورحمتك فاتم نعمتك وامته عليها ويعرض عليهم عمل المسئ فيقولون اللهم الهمه عملا صالحا وترضى به عنه وتقربه اليک.

وفيهـا ايـضاً (۱۵ / ۹۵۳): اربعة من عمل الاحياء ......مثل اجر من عمل به غير ان ينقص من اجر من عمل به شئ.

(۴۵۴) قرآن مجید پڑھنے سے عذاب میں تخفیف

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر قرآن پاک پڑھ کر اس کا ثواب مردے کو بخشا جائے تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً ......قرآن مجید پڑھ کر مردے کو ثواب بخشا جائے تو اگر اس مردے کو عذاب ہو رہا ہو تو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔

لـمافي الطحطاوی علی مراقي الفلاح (صـ۵۱۳): ويـسـتحب للزائر قرأة سورة يٰس لماورد عن انس ﷺ انـه قـال قال رسـول اللهﷺ من دخل المقابر فقرأ سورة يٰس يعني واهدى ثوابها للاموات خفف اللهعنهم يومئذ العذاب.

وهكذا نقل في ردالمحتار (۲ / ۲۴۳)

(۴۵۵) زندہ اور مردہ دونوں کے لئے ایصال ثواب

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا زندوں کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے یا صرف مُردوں کو ایصال ثواب کیا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً ......مُردوں کی طرح زندوں کو بھی ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے۔

لمافي الهندية (۱ /۲۵۷): الاصل في هذا الباب ان الانسان له ان يجعل ثواب عمله لغيره صلاة كان اوصوما اوصدقة اوغيرها كالحج وقرأة القرآن والاذكار.

وفيهـا ايضا (۲ / ۲۴۳): وفـي البـحـر مـن صـام اوصـلـى اوتـصـدق وجعل ثوابه لغيره من الاموات والاحيـاء جـاز .ويـصـل ثوابها اليهم عند اهل السنة والجماعة كذافي البدائع،ثم قال :وبهذا علم انه لافرق بين ان يكون المجعول له ميتااوحيا.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی کیفیة الحشر واحواله﴾

(میدان حشر اور اس کے احوال کے بارے میں)

(۴۵۶) دائمی عذاب عادت کی وجہ سے ہلکا ہوگا؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک آدمی کہتا ہے ایک نہ ایک دن کافر بھی جہنم سے نکال دیے جائیں گے اور خالدین فیہا ابدا کی آیات کے بارے میں کہتا ہے کہ اس سے مراد مکث طویل (طویل مدت تک رہنا) ہے اور کہتا ہے کہ جب دوا مسلسل استعمال کی جاتی ہے تو عادت بن جاتی ہے، اسی طرح عذاب بھی عادت بن جائے گا لہٰذا جہنم میں رکھنے کا فائدہ؟ ایسے قول والے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......کلام مقدس اور احادیث مبارکہ میں بالکل صراحةً یہ مضمون کئی جگہوں پر موجود ہے کہ مؤمنین جنت اور کفار جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور انہیں اس سے نہیں نکالا جائے گا۔ اب رہا یہ معاملہ کہ جب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے تو عذاب کے عادی ہو جائیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عذاب کی عادت اس وقت ہوتی جب عذاب ہمیشہ اسی جلد پر ہوتا جبکہ جب عذاب کی وجہ سے ان کی کھالیں جل جائیں گی تو فوراً دوسری کھال چڑھ جائے گی تا کہ عذاب کا تازہ بہ تازہ مزہ چکھیں۔ اور مذکورہ آدمی اگر چہ تاویل کر رہا ہے لیکن اس تاویل میں وہ حق کے راستے سے ہٹ گیا ہے لہٰذا اس کو توبہ لازم ہے۔

قال اللہ تبارک وتعالی (الجاثیة:۳۵): فالیوم لایخرجون منها ولاهم یستعتبون ۝

(الزخرف:۷۴، ۷۵): ان المجرمین فی عذاب جهنم خٰلدون ۝ لایفتر عنهم وهم فیه مبلسون ۝

(البقرة:۱۶۷): کذٰلک یریهم الله اعمالهم حسرات علیهم ؕ وماهم بخارجین من النار ۝

(الاعراف:۴۰): ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لاتفتح لهم ابواب السماء ولایدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط ؕ الایة

(النساء:۵۶): ان الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیهم نارا ؕ کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها لیذوقوا العذاب ؕ الایة

وفی الصحیح لمسلم (۲/۳۸۲): عن ابی سعیدالخدری قال قال رسول اللہ ﷺ یجاء بالموت یوم القیمة کانه کبش املح......ثم یقال یا اهل الجنة خلود فلا موت ویا اهل النار خلود فلاموت.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۵۷) روز قیامت جانوروں سے بھی حساب لیا جائے گا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا قیامت کے دن جانوروں کو زندہ کیا جائے گا؟ نیز جو واقعہ مشہور ہے کہ قیامت کے دن بے سینگ جانور کو سینگ دے کر بدلہ دلوایا جائے گا اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... انسانوں کی طرح جانوروں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور بے سینگ جانور کو سینگ دیکر بدلہ دلوایا جائے گا۔ لیکن ان کا یہ حساب انسانوں کے حساب کی طرح بطور تکلیف (بطور مکلّف ہونے کے) نہیں ہوگا۔ بہر حال جانوروں کے حساب کے بجائے اپنے حساب کی فکر ہونی چاہئے اور مابعد الموت کی خوب تیاری کرنی چاہئے۔

لما فی الجامع للترمذی (۲/۶۷): عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لتؤدن الحقوق الى اهلها يوم القيامة حتى يقاد للشاة الجلجاء من الشاة القرناء.

(۴۵۸) دوسرے شخص کو دیا ہوا گردہ معذب ہوگا یا نہیں؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو گردے کی اشد ضرورت تھی۔ چنانچہ ایک صحت مند شخص نے اسے خون اور گردہ دیا، چند دنوں کے بعد اس مریض کا انتقال ہوگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ اس شخص کو عذاب ہو تو دوسرے شخص کا دیا ہوا جو گردہ اور خون ہے اسے بھی عذاب ہوگا یا نہیں؟ از راہ کرم تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... اگر عذاب سے مراد برزخی عذاب ہے تو روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ برزخ میں عذاب اسی ''جسم عنصری'' کو ہوتا ہے۔ اس طور پر کہ بدن انسانی کے ساتھ روح کا تعلق اس قدر پایا جاتا ہے کہ بدن انسانی تنعیم کی لذت اور تعذیب کے الم کو محسوس کرسکے۔

اب یہاں مذکورہ اعتراض اس لئے مندفع ہے کہ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خون اور گردے کو عذاب سے محفوظ رکھیں اور اس طرح محفوظ رکھنا کوئی امر محال نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کسی درندے نے انسان کو لقمہ بنالیا، اب العیاذ باللہ اسے برزخ میں عذاب ہو تو اس عذاب کے اثرات درندے پر نہیں ہوتے حالانکہ معذَّب اس کے پیٹ میں موجود ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی ایسا ہوسکتا ہے کہ خون وگردہ باوجود اس کے کہ معذب کے بدن میں ہوں لیکن انہیں عذاب نہ ہو۔

اور اگر مراد یہ ہے کہ قیامت میں اس کو عذاب ہوگا یا نہیں؟ تو قیامت میں بھی یہی اجسام ہوں گے جو دنیا میں ہیں بایں طور کہ وہ ذات عالم الغیب ہر انسان کے اجزاء اصلیہ کو جمع کرے گی اگرچہ وہ اجزاء ہماری ظاہری اور سطحی نظر سے معلوم نہ ہوسکتے ہوں۔ اب اس طرح کے اجتماع (جمع کرنے) سے مذکورہ سوال ختم ہوجاتا ہے کہ کیونکہ جب ہر ایک کے اجزاء اصلیہ کو جمع کیا جائے گا تو یہ خون اور گردہ اپنے مالک کے اجزاء میں شامل ہوں گے نہ کہ جسے عاریۃً دیئے گئے لہٰذا اس صورت میں تعذیب اور غیر تعذیب کی بحث ختم ہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو جاتی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اجزاء اصلیہ سے کیا مراد ہے؟ تو ان اجزاء کی تعیین میں مختلف تعبیریں اختیار کی گئیں ہیں۔ البتہ سب سے راجح تعبیر یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان فربہ ہو یا کمزور ہر دو صورت میں اس پر انسان کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ تو ہر دو صورت میں اس پر انسانیت کا اطلاق اس بات پر دال ہے کہ اس میں وہ اجزاء موجود ہیں جنہیں انسان کہا جاتا ہے بس یہی انسان کے اجزاء اصلیہ ہیں۔ اگر چہ یہ اجزاء کی حقیقی تعریف نہیں لیکن مراد یہی اجزاء ہیں۔

اس پر زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اجزاء کی یہ تعبیر بعض روایات کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ قیامت میں متکبرین کو اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ وہ چیونٹیوں کی طرح ہوں گے۔ اس صورت میں اجزاء اصلیہ ہی سرے سے معدوم ہیں، اسی طرح اہل جنت کی صفات میں یہ ہے کہ ان کا قد حضرت آدم علیہ السلام کے قد کی طرح ہوگا۔ اور اہل جہنم کی صفات میں یہ بیان کیا گیا کہ ان کا جسم اس قدر بڑا ہوگا کہ ان کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی (العیاذ باللہ) وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ جسم کے اجزاء اصلیہ سے کہیں بڑے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ انسان کو اس کے اجزاء اصلیہ کے ساتھ دوبارہ پیدا کیا جائے گا بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ انسان کو اس کے اجزاء اصلیہ کے ساتھ پیدا کیا جائے گا البتہ متکبرین کو چیونٹیوں کی مثل پیدا کرنا ان کی تحقیر کے لئے ہوگا اور اہل جنت کے جسم میں زیادتی سے زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ بعض اجزاء پر بلا عمل رب تعالی کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ یہ تو رب تعالی کے مظاہر رحمت میں سے ایک مظہر ہے نہ کہ کسی طرح کے اعتراض کا موقع۔

البتہ اگر اعتراض ہو سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ جہنم میں اجزاء اصلیہ سے زائد جسم کو عذاب ہوگا تو اس سوال کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں جن میں سے دو جواب زیادہ راجح معلوم ہوتے ہیں:

اول: اصل جسم انسانی کی ترکیب تو اجزاء اصلیہ سے ہی ہوگی البتہ تعذیب کی بناء پر جسم پھول کر اس قدر بڑا ہو جائے گا (العیاذ باللہ)۔

دوم: اصل عذاب تو اجزاء اصلیہ کو ہی ہوگا البتہ یہ زائد جسم صرف جہنمی کی صورت کو مزید قبیح کرنے اور روح اور جسم کو مزید تکلیف پہنچانے کے لئے ہوگا۔

لمافی المشکوة (صـ۲۵): عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ اذا اقبر المیت اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما المنکر والآخر النکیر فیقولان ماکنت تقول فی هذا الرجل .... وان کان منافقا قال سمعت الناس یقولون قولا فقلت مثله لاادری فیقولون قد کنا نعلم انک تقول ذلک فیقال للارض التئمی علیه فتلتئم علیه فتختلف اضلاعه فلایزال فیها معذبا حتی یبعثه الله من مضجعه ذلک.

وفیها ایضاً (صـ۴۸۳): عن ابی هریرة روایة وذکر الحدیث وفی آخره قال ولیس من الانسان شئ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لایبلی الاعظما واحدا وھو عجب الذنب ومنه یرکب الخلق یوم القیامة متفق علیه وفی روایة لمسلم کل بنی آدم یأکله التراب الاعجب الذنب منه خلق وفیه یرکب.

وفی المرقات (۱/ ۳۰۳): (اذا أقبر المیت) ای دفن وھو قید غالبی والا فالسوال یشمل الاموات جمیعھا حتی ان من مات واکلته السباع فان الله تبارک وتعالی یعلق روحه الذی فارقه بجزئه الاصلی الباقی من اول عمره الی آخره المستمر علی حاله حالتی النمو والذبول الذی تتعلق به الروح اولا فیحیاویحیا بحیاته سائر اجزاء البدن.

وفیھا ایضاً (۱۰/ ۲۴۲): تحت الروایة الثانیة ......(یوم القیامة) ای کماخلق اولا فی الایجاد کذلک خلق ثانیا فی الاعادة اوابقی حتی یرکب علیه الخلق ثانیا قال کمابدأنا اول خلق نعیده وقال سبحانه کمابدأکم تعودون.

وفی شرح العقائد (صـ۱۷۴): یجوز ان یخلق الله تعالی فی جمیع الاعضاء اوفی بعضھا نوعا من الحیوة قدر ما یدرک الم العذاب اولذة التنعیم وھذا لایستلزم اعادة الروح الی بدنه ولا ان یترک اویری اثر العذاب علیه حتی ان الغریق فی الماء والماکول فی بطون الحیوانات والمصلوب فی الھواء یعذب وان لم نطلع علیه ومن تأمل فی عجائب ملکه وملکوته ....لم یستبعد مثال ذلک فضلا عن الاستحالة.

وفی النبراس (صـ۳۲۳ الی ۳۲۹): والبعث ھو ان یبعث الله الموتی من القبور بان یجمع اجزاء ھم الاصلیة ویعیدالارواح الیھا وانکر الفلاسفة فان قیل ھذا قول بالتناسخ لان البدن الثانی لیس ھو الاول لماورد فی الحدیث من اھل الجنة جرد مرد وان الجھنمی ضرسه مثل احد قلنا انما یلزم التناسخ لولم یکن البدن الثانی مخلوقا من الاجزاء الاصلیة للبدن الاول واما اذا کان مخلوقا من اجزائه لم یکن فرق بین البدن الافی الھیئة والترکیب ولیس ھذا تناسخا ....وفی ھذا المقام ابحاث مھمة الاول ذکر المتکلمون ان البعث ھو جمیع اجزاء الاصلیة وفی الحدیث یحشر المتکبرون امثال الذریة یوم القیامة رواه الترمذی والذر النخلة الصغیرة وھی اقل من الاجزاء الاصلیة وفی الحدیث اھل الجنة علی صورة آدم ستین ذراعا کمافی صحیح البخاری وقد صح عظم جسد الکافر عظیما فاحشا حتی جاء فی الحدیث یعظم اھل النار فی النار حتی ان مابین شحمة اذن احدھم الی عاتقه مسیرة سبعمائة عام کما فی المشکوة وھذا اکثر من اجزاء الاصلیة اضعافا مضاعفة امامن المتکبرین فانھم یبعثون ببعض اجزاء ھم تحقیرا لھم واماعن اھل الجنة فانه

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضم اليهم اجزاء جديدة ولااشكال في تنعيمها بلاعمل فان فضل الله سبحانه وسيع واماعن اهل النار فقد استشكلوا ضم الاجزاء الجديدة لانه يلزم تعذيبها بلاذنب ولهم في التخلص عنه وجوه:احدها ان عظمهم انماهو بانتفاخ الاجزاء الاصلية. ثانيها ان العذاب ليس للجسد بل للروح المتعلق به فلا يلزم تعذيب غير العاصي واقول هذافي غاية الجودة لكنه يخالف ماعليه المشائخ من ان لكل من الروح والجسد حظا من العذاب ....ثالثها انه لايقبح من اللهسبحانه شئ وفيه نظر لانا ندعى ان تعذيب غير العاصي محال بل نقول منفي سمعا......رابعها ان الاجزاء الزائدة محفوظة عن العذاب انمازيدت تقبيحا للصورة وايلاما للروح والاجزاء الاصلية.

وفي "الروح" لابن القيم (صـ۵۴):ان مذهب سلف الامة وائمتها ان الميت يكون في نعيم اوعذاب وان ذلک يحصل لروحه وبدنه وان الروح تبقى بعدمفارقة البدن منعمة اومعذبة وانها تتصل بالبدن احيانا ويحصل له معها النعيم والعذاب ثم اذا كان يوم القيامة الكبرى اعيدت الارواح الى الاجساد وقاموا من قبورهم لرب العلمين ومعادن الابدان متفق عليه بين المسلمين واليهود والنصارى.

(۴۵۹) معادجسمانی کی حقیقت

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ معاد جسمانی کی حقیقت کیا ہے؟مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... بعث بعدالموت میں اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی اصلی صورت اور جسم کے ساتھ اٹھائیں گے جس طرح پہلے انسانوں کو پیدا کیا۔

لمافي قوله تعالى (الروم : ۲۷): وهو الذى يبدأ الخلق ثم يعيده وهو اهون عليه ط الاية

(الانبياء:۱۰۴):يوم نطوى السماء كطي السجل للكتب ط كمابدأنااول خلق نعيده ط وعداعلينا ط انا كنا فاعلين ٥

(يٰسٓ: ۷۹):قل يحييها الذى انشأها اول مرة ط وهو بكل خلق عليم ٥ لا

(القيمة :۳،۴):ايحسب الانسان ان لن نجمع عظامه ٥ ط بلىٰ قادرين على ان نسوى بنانه ٥

وفي الصحيح للبخارى (۲/۲۶۵): عن ابن عباس قال خطب رسول الله ﷺ فقال يآايهاالناس انكم محشورون الى اللهحفاة عراة غرلاثم قال كمابدأنا اول خلق نعيده وعداعلينا اناكنافاعلين.

وفي شرح العقائد (صـ۱۷۵): والبعث وهو ان يبعث الله تعالى الموتى من القبور بان يجمع اجزاء هم الاصلية ويعيد الارواح اليهاحق.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۶۰) چھوٹے بچوں کی حشر میں کیفیت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قیامت کے دن جب لوگوں کا حشر ہوگا تو کیا چھوٹے بچے اسی حالت میں اٹھائے جائیں گے جس میں ان کا انتقال ہوا تھا یا کوئی اور صورت ہوگی؟ بعض بچے پیدا ہوتے ہی انتقال کر جاتے ہیں، اس وقت ان میں بات کرنے کی بھی استعداد نہیں ہوتی، پھر ان کا معاملہ کیسا ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہیں کہ بچوں کو زبان عطا کردیں کیونکہ صرف زبان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ بول سکے بلکہ وہ تو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس میں گویائی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن ہاتھ اور پاؤں بھی بولیں گے تو پھر کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ چھوٹے بچوں کو گویائی عنایت فرمادیں۔

لقوله تعالیٰ (یٰسٓ: ۶۵): الیوم نختم علی افواههم وتکلمنا ایدیهم وتشهد ارجلهم بما کانوا یکسبون٥

(البقرة: ۲۰): ان الله علی کل شیٔ قدیر٥

وفی المشکوة (صـ۲۲): عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول اللهﷺ ذراری المؤمنین قال من آبائهم فقلت یارسول الله بلاعمل قال الله اعلم بما کانوا عاملین قلت فذراری المشرکین قال من آبائهم قلت بلاعمل قال الله اعلم بما کانوا عاملین.

(۴۶۱) مشرکین کے بچے جنت میں جائیں گے؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشرکین کی اولاد جب بالغ ہونے سے پہلے مرجائے تو ان کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... مشرکین کی اولاد جو کہ بالغ ہونے سے پہلے مرجائے تو ان کے بارے میں حضرات متکلمین اور فقہاء کرامؒ کے مختلف قسم کے اقوال ملتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱)۔ پہلا قول یہ ہے کہ جنت میں جائیں گے۔

(۲)۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔

(۳)۔ تیسرا قول یہ ہے کہ وہ اعراف میں ہوں گے اور اعراف اس مقام کا نام ہے جو کہ جنت اور جہنم کے درمیان ہے۔

(۴)۔ چوتھا قول یہ ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہؒ سے بھی مروی ہے کہ ان کے بارے میں سکوت کیا جائے، اور جو بات دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو اس کے بارے میں توقف ہی کرنا زیادہ بہتر ہے، اور یہی قول زیادہ راجح ہے۔

لما فی القرآن الکریم (سورة الروم: ۳۰): فطرت الله التی فطر الناس علیها ط لا تبدیل لخلق الله ط

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون.

وفی صحیح البخاری(۹۷۶/۲): حدثنا یحی بن بکیر...... انه سمع اباهریرة یقول سئل رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذراری المشرکین فقال الله اعلم بما کانوا عاملین.

وفی الصحیح لمسلمؒ(۳۳۶/۲): حدثنا زهیر بن حرب...... عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مامن مولود الا یلد علی الفطرة فابواه یهودانه وینصرانه ویشرکانه فقال رجل یا رسول الله ارایت لو مات قبل ذالک قال الله اعلم بما کانوا عاملین.

وفی مرقاة المفاتیح (۱۶۶/۱): وقد اختلفوا فی ذالک فقیل انهم من اهل النار تبعا للابوین وقیل من اهل الجنة نظرا الی اصل الفطرة وقیل انهم خدام اهل الجنة وقیل انهم یکونون بین الجنة والنار لا منعمین ولا معذبین وقیل من علم الله منه انه یؤمن ویموت علیه ان عاش ادخل الجنة ومن علم منه انه یعجز ویکفر ادخله النار وقیل بالتوقف فی امرهم وعدم القطع بشئ وهو الاولیٰ لعدم التوقیف من جهة الرسول صلی الله علیه وسلم فلم یقطع علیه الصلاة والسلام بکونهم من اهل الجنة ولا من اهل النار بل امرهم بالاعتقاد الذی علیه اکثر اهل السنة من التوقف فی امرهم......

وفی الشامیة (۱۹۲/۲):(قوله وتوقف الامام الخ) ای فی انهم یسألون وفی انهم فی الجنة أو النار قال ابن الهمام فی المسایره۔ وقد اختلف فی سؤال اطفال المشرکین وفی دخولهم الجنة أو النار، فتردد فیهم ابوحنیفة وغیره وقد وردت فیهم اخبار متعارضة فالسبیل تفویض امرهم الی الله تعالیٰ، وقال محمد بن الحسن: اعلم ان الله لا یعذب احد بلا ذنب اھ وقال تلمیذه ابن ابی شریف فی شرحه وقد نقل الامر بالامساک عن الکلام فی حکمهم فی الآخرة مطلقا عن القاسم ابن محمد وعروة بن الزبیر من رؤس التابعین وغیرهما وقد ضعف ابو البرکات النسفی روایة التوقف عن ابی حنیفة وقال الروایة الصحیحة عنه انهم فی المشیئة لظاهر الحدیث الصحیح((الله اعلم بما کانوا عاملین)) وقد حکی فیهم الامام النووی ثلاثة مذاهب الاکثر انهم فی النار، الثانی: التوقف، الثالث:الذی صححه انهم فی الجنة لحدیث ((کل مولود یولد علی الفطرة)) ویمیل الیه مامر عن محمد بن الحسن وفیهم اقوال اخر ضعیفة اھ۔

(۴۶۲) موت کے بعد جنت میں داخل ہونا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہو کہ جنت اور اس میں داخل ہونا اور اس کی نعمتیں وہ فقط

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نفس کی خوشی اور مسرت کا نام ہے، جس شخص کا عقیدہ درست ہو اور اس کا دل خواہشاتِ نفسانیت سے پاک ہو وہ جنت میں ہے اگر چہ وہ دنیا میں ہو، جنت کے داخل ہونے کیلئے موت ضروری نہیں بلکہ یہ نعمت جسم سے روح پرواز کرنے سے پہلے دنیا میں بھی حاصل ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداومصلیاً...... اگر اس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ قرآن وحدیث میں جو جنت مذکور ہے وہ صرف نفس کی خوشی اور مسرت کا نام ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے کیونکہ وہ قرآنی آیات اور جنت کے متعلق بے شمار وارد ہونے والی احادیث کا منکر ہے۔ نیز دخول جنت کیلئے موت ضروری ہے کیونکہ ساکنان جنت کے بارے میں وارد ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جبکہ دنیا دارالبقا نہیں بلکہ دارالفنا ہے۔ نیز جنت میں موت اور بیماری کا نام ونشان تک نہیں پس اگر یہ خوشحال اور مسرور شخص جنت میں ہے تو اسے موت کا پیالہ کیوں پینا پڑتا ہے۔

لمافی قوله تعالی (البينة:۷،۹):ان الذين آمنوا وعملوا الصٰلحٰت اولٰئک هم خير البرية ٥ جزاء هم عند ربهم جنت عدن تجری من تحتها الانهٰر خالدين فيها ابدا ط الاية

قال الامام القرطبی (۱۴۲/۲۰):(خالدين فيها ابدا) ای لايظعنون ولايموتون.

وفی الصحيح للبخاری (۹۶۹/۲): عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال يدخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار ثم يقوم مؤذن بينهم يااهل النار لاموت ويااهل الجنة لاموت خلود.

وفی المشكوة (ص۴۹۵): عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ قال الله تعالی اعددت لعبادی الصالحين مالاعين رأت ولااذن سمعت ولاخطر علی قلب بشر ....وعنه قال قال رسول الله ﷺ موضع سوط فی الجنة خير من الدنيا ومافيها.

وفيها ايضاً (ص۴۹۶): وعن ابی سعيد وابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال ينادی مناد ان لكم ان تصحوا فلا تسقموا ابداوان لكم ان تحيوا فلا تموتوا ابداوان لكم ان تشبوا فلا تهرموا ابداوان لكم ان تنعموا فلا تبأسوا ابدا.

وفی الهندية (۲۶۴/۲): من انكر القيمة اوالجنة او النار .... يكفر.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

﴿فصل فی المتفرقات﴾

(متفرق مسائل کا بیان)

(۴۶۳) کھجور کے درخت کی پیدائش

سوال...... کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جس مٹی کے خمیر سے اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اسی سے کھجور کے درخت کو پیدا کیا، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں یہ کہنا کہ آدم علیہ السلام کے بنانے سے بچی ہوئی مٹی سے اللہ تعالی نے کھجور کے درخت کو پیدا کیا صحیح ہے۔

لما فی احکام القرآن للقرطبی (۳۶۰/۹): وقال کلوا من عمتکم یعنی النخلة خلقت من فضلة طینة آدم علیه السلام.

وفی معالم التنزیل للبغوی (۳۳/۳): الحکمة فی تشبیهها بالنخلة من بین سائر الاشجار .... ولانها خلقت من فضل طینة آدم علیه السلام ولذلک قال النبی ﷺ اکرموا عمتکم قیل ومن عمتنا قال النخلة.

وفی عمدة القاری (۱۵/۲): قال الکرمانی قیل ان النخلة خلقت من بقیة طینة آدم علیه السلام فهی کالعمة للاناسی.

(۴۶۴) ملاقات کے وقت ہاتھوں کا بوسہ لینا اور جھکنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ملاقات کے وقت ہاتھ چومنا اور جھکنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو پھر آجکل عام رواج کے اعتبار سے جو ہاتھوں کا بوسہ لیا جاتا اور بزرگوں اور علماء سے ملاقات کے وقت تھوڑا بہت نیچے جھکا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہوگا؟ کیا مطلقاً ناجائز ہے؟ براہ کرم مفصل انداز میں جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... بزرگوں اور علماء سے ملاقات کے وقت ان کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز ہے۔ نیز ملاقات کے وقت مطلقاً سر اور پیٹھ کو جھکانا تعظیماً درست نہیں البتہ تھوڑا معمولی جھکاؤ جو اپنی راحت اور آسانی کے طور پر ہوتا ہے وہ درست ہے۔

لمافی البخاری (۹۲۶/۲): باب المصافحة قال ابن مسعود علمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

التشهد و كفي بين كفيه وقال كعب بن مالك دخلت المسجد فاذا برسول الله صلى الله عليه وسلم فقام الى طلحة بن عبيد الله يهرول فصافحني وهنأني.

حدثنا عمرو بن عاصم...... عن قتادة قلت لانس اكانت المصافحة في اصحاب النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال نعم.

وفي سنن ابي داؤد (۲/ ۳۵۳): حدثنا احمد بن يونس......ان عبدالله بن عمر حدثه وذكر قصة قال فدنونا يعني من النبي صلى الله عليه وسلم فقبلنا يده.

وفي سنن ابن ماجة (صـ۲۶۳): حدثنا ابوبكر بن ابي شيبة.......... قال قبلنا يد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

وفي حاشيته قبلنا يد النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال في الدر واما تقبيل يد صاحبه عند اللقاء فمكروه اجماعا وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدى العلماء والعظماء والفاعل والراضي به آثمان لانه يشبه عبدة الاوثان.

وفي الشامية (۲/ ۳۸۳): في الدر المختار: ولا بأس بتقبيل يد الرجل العالم والمتورع على سبيل التبرك درر ونقل المصنف عن الجامع انه لا بأس بتقبيل يد الحاكم والمتدين السلطان العادل وقيل سنة مجتبى.......... ولارخصة فيه اى في تقبيل اليد لغيرهما اى لغير عالم وعادل هو المختار مجتبى واما تقبيل يد صاحبه عند اللقاء فمكروه بالاجماع وقال الشاميؒ تحته فمكروه بالاجماع اى اذا لم يكن صاحبه عالماولا عادلاً.......... وفي المحيط انه يكره الانحناء للسلطان وغيره..... قوله هو المختار قدم على الخانية والحقائق ان التقبيل على سبيل البر بلاشهوة جائز بالاجماع،

(۴۶۵) درس قرآن سے روکنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے صدر صاحب نے مسجد کے اٹھارہ/بیس نمازیوں کی موجودگی میں یہ بات کہی کہ مسجد کے اندر امام مسجد جو درس قرآن دیتے ہیں، ترجمہ اور تفسیر پڑھاتے ہیں اس کو کل سے بند کرو، اس سے فساد ہوتا ہے (نعوذ باللہ)۔ اور باہر بڑا میدان ہے جہاں دل چاہے چلے جاؤ...........ان کے ساتھ اس بات میں کچھ اور لوگ بھی شامل ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا حکم بیان فرمائیں۔ کیا ان کا یہ عمل قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات کے موافق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اگر مذکورہ امام صاحب مستند اور صحیح العقیدہ عالم ہیں اور ترجمہ وتفسیر بھی اکابر کے نقش قدم پر چلتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوئے کرتے ہیں، اسمیں ذاتی تفردات سے کام نہیں لیتے اور تفسیر قرآن کی آڑ میں کسی کی ذاتیات پر حملہ نہیں کرتے جو کہ فساد کا سبب بنتا ہے تو پھر صدر صاحب کس وجہ سے امام صاحب کو درس قرآن سے روکتے ہیں؟ اگر صدر صاحب اور ان کے حامی لوگوں کے کچھ معقول اشکالات ہوں تو وہ بطور اصلاح کے امام صاحب کے سامنے لائیں۔ البتہ اگر مذکورہ بالا نقائص میں سے کوئی نقص امام صاحب میں موجود ہے تو پھر صدر صاحب امام صاحب پر اشکال کر سکتے ہیں۔

اگر صرف انانیت اور ذاتیات کی وجہ سے امام صاحب کو درس قرآن سے روکا جارہا ہے تو یہ بہت بڑی جرأت ہے جس کا دنیوی واخروی انجام بہت برا ہے، ایسے شخص کے بارے میں قرآن وسنت میں سخت وعیدیں آئی ہیں اور ایسے شخص کو سب سے بڑا ظالم کہا گیا ہے۔ اور اگر اس طرح سے درس قرآن کو بند کردیا گیا تو اس کا خمیازہ بھی بھگتنا ہوگا کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے کلام کی وقعت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے گی، عبادات میں رغبت کم ہوگی، منکرات میں اضافہ ہوگا اور اس طرح ایک عظیم فساد برپا ہوگا جس سے بچنے کے لئے صدر صاحب درس بند کروارہے ہیں۔

الغرض اس صورت میں صدر صاحب اور دیگر حمایتی افراد کو رب تعالیٰ کے حضور اس جرأت عظیمہ سے توبہ کرکے درس قرآن کی اجازت دینی چاہئے۔

قال الله تعالى (البقرة:۱۱۴): ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها الآية

فى احكام القرآن للقرطبى تحت هذه الآية (۲/۷۷): قيل المراد من منع من كل مسجد الى يوم القيامة وهو الصحيح لان اللفظ عام ورد بصيغة الجمع، فتخصيصها ببعض المساجد وبعض الاشخاص ...... وعلى الجملة فتعطيل المساجد عن الصلاة واظهار شعائر الاسلام فيها خراب لها.

وفى التفسير المنير تحت هذه الآية (۱/۲۸۰): لاظلم ولااعتداء على الحرمات اشد من منع العبادة فى المساجد العامة والسعى فى تخريبها وهدمها أو تعطيل وظائفها وشعائر الدين فيها لما فى ذلك من انتهاك حرمة الدين المؤدى الى نسيان الخالق، واشاعة المنكرات والفساد بين الناس.

(۴۶۶) سود خور کی شکل کا مسخ ہونا

سوال...... کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ سود خور یعنی سود کھانے والا رات کے وقت اسکی شکل تبدیل ہوجاتی ہے مثلاً کبھی کتا بن جاتا ہے یا گدھا بن جاتا ہے یہ بہت مشہور ہے۔ کچھ دن پہلے صبح کے وقت ایک گھر سے پانچ چھ سال کی بچی کو ایک حیوان گھر سے اٹھا کرلے جارہا تھا۔ پھر لوگوں نے زبردستی اس سے چھڑوایا۔ ان لوگوں نے کہا کہ یہ حیوان کتا جیسا تھا لیکن یہ ہے سود خور واللہ اعلم۔ اس طرح کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو دلائل سے مزین جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداً ومصلیاً......قرآن مقدس اور احادیث مبارکہ میں سودخور کے بارے میں سخت ترین وعیدیں وارد ہوئی ہیں اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں لوگوں کی عبرت کے لئے سودخور کی شکل مسخ کر کے کتا، خنزیر یا بندر بنادیں تو یہ اس کی قدرت وحکمت سے بعید نہیں ہے جبکہ احادیث میں سودخور کے بارے میں خسف ومسخ کی پیشن گوئی بھی موجود ہے۔ البتہ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہر سودخور کی شکل تبدیل ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھار عبرت کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

لمافی الزواجر (۱/۳۷۸): عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انه ذكر حديثا عن النبی ﷺ قال فيه ماظهر فی قوم الزنا والربا الا أحلوا بانفسهم عذاب الله.

وفيها ايضا (۱/۳۸۰): وعبدالله ابن احمد فی زوائد المسند والذی نفسی بيده ليبيتن اناس من امتی على الشر وبطر ولهو فيصبحوا قردة وخنازير باستحلالهم المحارم .... وبأكلهم الربا ولبسهم الحرير .... قال بعضهم : ورد ان اكلة الربا يحشرون فی صورة الكلاب والخنازير من اجل حيلهم على اكل الربا.

(۴۶۷) فخر کے طور پر انگلش بولنا اور سیکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فخر کے طور پر انگلش بولنا کیسا ہے نیز اسی نیت سے انگلش سیکھنا کیسا ہے کہ میرا انگلش بولنے کی بناء پر دوسروں پر رعب ہوگا؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......تمام زبانوں کا سیکھنا جائز ہے جب تک کہ کوئی اور قباحت اس میں نہ پائی جائے لہٰذا بغیر فخر ومباہات کے انگلش بولنا اور سیکھنا صحیح ہے اور اگر کوئی اس نیت سے سیکھے کہ غیر مسلموں کو دین کی دعوت دے سکوں تو اسے سیکھنے پر ثواب بھی ملے گا لیکن اگر کوئی شخص فخر ومباہات اور غیر مسلموں سے مشابہت کے طور پر سیکھتا اور بولتا ہے تو یہ درست نہیں بلکہ فخر کے طور پر اگر زبان سیکھنی اور بولنی ہے تو عربی سیکھنی اور بولنی چاہئے کیونکہ اسے تمام زبانوں پر برتری وفضیلت حاصل ہے۔

لمافی الصحيح للبخاری (۱/۲): عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ انماالاعمال بالنيات.

وفی المشكوة (صـ۳۹۹): عن زيد بن ثابت قال امرنی رسول الله ﷺ ان اتعلم السريانية وفی رواية انه امرنی ان اتعلم كتاب يهود ..... الى آخر الحديث.

وفی سنن ابی داؤد (۲/۲۰۳): عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم.

وفی صحيح ابن حبان (۱/۲۷۵): عن ابی موسى قال ....المرأ مع من احب.

وفی الدرالمختار (۶/۴۱۹): للعربية فضل على سائر الالسن وهو لسان اهل الجنة من تعلمها

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

او علمها غيره فهو ماجور وفي الحديث احبوا العرب لثلاث لاني عربي والقرآن عربي ولسان اهل الجنة في الجنة عربي.

(۴۶۸) ''انشاء الله وماشاء فلان'' کہنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انشاء الله وماشاء فلان (یعنی اللہ تعالیٰ نے اور فلاں شخص نے چاہا تو یہ کام ایسے ہوگا) کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس طرح کا جملہ کہنا صحیح نہیں ہے لہٰذا اس طرح کے کلام سے پرہیز کرنا چاہئے۔

لما في مسند احمد بن حنبل (۵۳۱/۲): عن حذيفة ان النبي ﷺ قال لاتقولوا ماشاء الله وشاء فلان قولوا ماشاء الله ثم ماشاء فلان.

وايضا فيها (۳۵۴/۱): عن ابن عباس ان رجلا قال للنبي ﷺ ماشاء الله وشئت فقال له النبي ﷺ اجعلتني والله عدلا بل ماشاء الله وحده.

(۴۶۹) عرش افضل ہے یا کرسی؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عرش افضل ہے یا کرسی؟

الجواب حامداً ومصلیاً......عرش کرسی سے افضل ہے اور کرسی آسمان سے افضل ہے۔

لما في تنقيح الفتاوى الحامدية (۳۶۷/۲): وسئل هل العرش افضل من الكرسي أجاب نعم كما صرح به ابن قتيبة.

وفي فتاوى الحديثية (ص۲۷): وسئل رضي الله عنه هل العرش افضل من الكرسي ؟ فأجاب رحمه الله بقوله : نعم كما صرح به ابن قتيبة.

(۴۷۰) والد کو خلاف شرع کام سے روکنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنے والد کو خلاف شرع کام کرتے ہوئے دیکھے تو روک سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں آدمی اپنے والد کو ایک دفعہ روک سکتا ہے، اگر بات مان لیں تو ٹھیک ہے ورنہ خاموش ہو جائے اور ان کے لئے استغفار کرے اور دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمافی الشامیة (۴/۷۸): فی فصول العلامی :اذارأی منکر امن والدیه یأمرهما مرة فان قبلا فبها،وان کرها سکت عنها واشتغل بالدعا والاستغفار لهما فان اللّٰه تعالی یکفیه مااهمه من امرهما.

(۴۷۱) لفظ ''اسلام'' اس امت کی خصوصیت ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ لفظ اسلام صرف اس امت کیلئے خاص ہے یا سابقہ امتوں کیلئے بھی استعمال ہوا ہے؟ کیونکہ میرا ایک دوست ہے وہ کہتا ہے کہ اسلام صرف امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ سابقہ امتوں کیلئے دیگر الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔کیا یہ بات درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......نصوص قرآنیہ سے لفظ اسلام کا استعمال تمام امتوں کیلئے عام معلوم ہوتا ہے کمافی قوله تعالیٰ ("اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِه مُسْلِمِیْنَ" .القصص:۵۳) وقوله تعالیٰ ("اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" .یونس:۹۰) وقوله تعالیٰ ("رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ". البقرة:۱۲۸) وقوله تعالیٰ ("هُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ". الحج:۷۸) جبکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس مت کی خصوصیت والے قول کوراجح قرار دیا ہے۔البتہ اس میں بہتر بات یہ ہے کہ یوں کہہ دیا جائے کہ لفظ اسلام من وجہ عام ہے (اس اعتبار سے کہ تمام امتوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے لیکن دوسرے مذاہب کے،اس کے علاوہ اور بھی نام تھے جیسے یہودی، عیسائی وغیرہ)اور من وجہ یہ اس امت کے ساتھ خاص ہے ایک تو اس اعتبار سے کہ اس امت کے لئے صرف یہی نام منتخب کیا گیا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی دوسرا نام نہیں رکھا گیا۔اور دوسرا اس اعتبار سے کہ اس امت پر دینِ اسلام کی تکمیل بھی کردی گئی۔

لمافی القرآن الکریم(الحج:۷۸): هو اجتبٰکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملة ابیکم ابراهیم هو سمّٰکم المسلین من قبل وفی هذا.

(ال عمران:۱۹): ان الدین عند اللّٰه الاسلام......

(ال عمران:۲۰): فان اسلموا فقد اهتدوا......

(البقرة:۱۲۸): ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة لک ......الایة.

(المائدة:۳): الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا......الایة.

وفی تفسیر روح المعانی(۱/۱۰۶): وقوله تعالیٰ (ان الدین عند اللّٰه الاسلام)...... ای لادین مرضی عند اللّٰه تعالیٰ سوی الاسلام...... وروی علی بن ابراهیم عن امیر المومنین کرم اللّٰه وجهه انه قال فی خطبة له لأنسبن الاسلام نسبة لم ینسبها احد قبلی، الاسلام هو التسلیم و التسلیم هو الیقین والیقین هو التصدیق والتصدیق هو الاقرار و الاقرار هو الاداء والاداء هو العمل...... وفی (ص۱۰۷) وقد اختلف فی اطلاق الاسلام علی غیر ماجاء به نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم والاکثرون علی الاطلاق

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

واظن انه بعد تحرير النزاع لا ينبغى ان يقع اختلاف.

وفى الحاوى للفتاوى (۲/۶۱۱): للعلماء فى هذه المسئلة قولان.......... احدهما انه يطلق الاسلام على كل دين حق ولا يختص بهذه الملة...... فهذا القول...... دليل على جهله بنصوص العلماء ...... وبنصوص الكتاب والسنة الواردة فى ذلك.......... والقول الثانى ان الاسلام خاص بهذه الملة الشريفة ووصف المسلمين خاص بهذه الامة المحمدية ولم يوصف به احد من الامم السابقة سوى الانبياء فقط فشرفت هذه الامة بان وصفت بالوصف الذى يوصف به الانبياء تشريفالها وتكريما وهذا القول هو الراجح نقلا ودليلا لما قام عليه من الادلة الساطعة وقد خصت هذه الامة عن بين سائر الامم بخصائص لم تكن لاحد سواها الا الانبياء فقط من ذلك الوضوء فانه خصيصة بهذه الامة ولم يكن احد من الامم يتوضأ الا الانبياء فقط......

واقول من شاء التفصيل والتحقيق فله المساغ فى هذا المقام والله اعلم بحقيقة الكلام.

(۴۷۲) مکہ افضل ہے یا مدینہ؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ مکہ کی زمین افضل ہے یا مدینہ کی یا دونوں فضیلت میں مساوی ہیں؟ تفصیل سے بیان فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......دنیا کے تمام شہروں سے مکہ اور مدینہ افضل ہیں۔اوران دونوں میں کون سا افضل ہے اس میں اختلاف ہے۔ائمہ ثلاثہ اور بعض صحابہ سے منقول اور راجح یہ ہے کہ مکہ افضل ہے لیکن یہ فضیلت نبی ﷺ کے روضہ مطہرہ کے علاوہ کے اعتبار سے ہے کیونکہ روضہ مبارکہ بالاتفاق مکہ بلکہ عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔

لمافى المرقات (۶/۱۰): وعن عبدالله بن عدى بن حمراء قال رأيت رسول الله ﷺ واقفا على الحزورة فقال والله انك لخير ارض الله واحب ارض الله الى الله ولولا انى اخرجت منك ماخرجت .... فيه تصريح بان مكة افضل من المدينة كماعليه الجمهور الا البقعة التى ضمت اعضاءه عليه الصلوة والسلام فانها افضل من مكة بل من الكعبة بل من العرش اجماعا.

وفى الدرالمختار مع ردالمحتار (۲/۶۲۶): ومكة افضل منها على الراجح الا ماضم اعضاءه عليه الصلوة والسلام فانه افضل مطلقا حتى من الكعبة والعرش والكرسى.

وفى الشامية: اجمعوا على ان افضل البلاد مكة والمدينة زادهما الله تعالى شرفا وتعظيما. واختلفوا ايهما افضل فقيل مكة وهو مذهب الائمة الثلاثة والمروى عن بعض الصحابة وقيل المدينة وهو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قول بعض المالكية والشافعية .قيل هو مرويعن بعض الصحابة ....والخلاف فيماعدا موضع القبر المقدس فماضم اعضاء ه الشريفة فهو افضل بقاع الارض بالاجماع.

(۴۷۳) وحی لکھنے کی کیفیت

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں کاغذ تھے یانہیں۔ عام طور پر مشہور ہے کہ نہیں تھے تو پھر وحی کس چیز پر لکھی جاتی تھی؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں یہ کہنا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کاغذ بالکل نہیں تھے صحیح نہیں ہے۔ بلکہ کاغذ موجود تھے، اتنا ضرور ہے کہ کم تھے اور اس کی کو پورا کرنے کے لئے پتھر، ہڈیاں، بڑے بڑے پتے اور چمڑے کے ٹکڑے استعمال کئے جاتے تھے۔

لمافي الصحيح للبخاری (۲/۷۴۵): فلم يزل ابوبكر يراجعني حتى شرح الله صدری للذی شرح له صدر ابی بكر وعمر فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللحاف وصدور الرجال حتى وجدت آخر سورة التوبة.

وفي روح المعانی (۱/۲۱): فقد اخرج الحاكم بسند على شرط الشيخين عن زيد بن ثابت قال كنا عند النبي ﷺ نؤلف القرآن في الرقاع.

(وهكذا في الاحكام القرآن للقرطبی (۱/۵۰)، وفي التفسير المنير (۱/۲۱)

(۴۷۴) مکڈونلڈ وغیرہ کے کھانے کا حکم

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امریکہ، اسرائیل اور دیگر یورپی ممالک نے مسلم ممالک میں مکڈونلڈ، شیرٹن وغیرہ کے نام سے مختلف ہوٹل کھول رکھے ہیں۔ عموماً اس طرح کے ہوٹلوں میں ان کے ہاں رائج کھانے ہی پکتے ہیں۔ دور حاضر میں شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جو ان سے خالی ہو۔ کیا ان ہوٹلوں میں کھانا کھانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں مکڈونلڈ، کے ایف سی اور شیرٹن وغیرہ امریکہ، اسرائیل اور دیگر یورپی ممالک کی ملکیت ہیں۔ اور ان کی آمدنی کا ایک معتدبہ حصہ یہودیوں اور دیگر اسلام دشمن لوگوں کے تبلیغی فنڈ میں جاتا ہے جو عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف تبلیغی سرگرمیوں اور دیگر منصوبوں میں استعمال ہوتا ہے تو گویا ان ہوٹلوں میں کھانا اور مشروبات پینا غیرارادی طور پر اسلام کو مٹانے کی ناکام سعی میں حصہ دار بننے کے مترادف ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا دینی فریضہ بنتا ہے کہ ان ہوٹلوں اور دیگر امریکن و یورپی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کر کے ان لوگوں کو اقتصادی میدان میں کمزور کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۷۵) تقدیر پر ایک شبہ کا ازالہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب ایک شخص کی تقدیر میں لکھا ہے کہ فلاں شخص اسے قتل کردے گا تو پھر قاتل کو گناہ اور اس سے قصاص کیوں لیا جاتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں قاتل کو گناہ کا ملنا اور اس سے قصاص لیا جانا اس وجہ سے ہے کہ ہر شخص اپنے افعال میں مختار ہوتا ہے یعنی وہ ہر کام اپنی مرضی اور اختیار سے کرتا ہے اور قاتل نے اپنی مرضی اور اختیار سے ایک ایسا کام کیا جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے تو اس فعل ممنوع کو کرنے کی وجہ سے اسے گناہ بھی ملتا ہے اور اس سے قصاص بھی لیا جاتا ہے۔

لمافی شرح العقائد للنسفی (ص۱۶۷): لمااستحق القاتل ذماولاعقاباولادیة ولاقصاصا اذلیس موت المقتول بخلقه ولابکسبه............ان وجوب العقاب والضمان علی القاتل تعبدی لارتکابه المنهی وکسبه الفعل الذی یخلق الله تعالی عقیبه الموت بطریق جری العادة فان القتل فعل القاتل کسباوان لم یخلق.

وهکذا فی شرح الفقه الاکبر (صـ ۱۲۵)

(۴۷۶) بنی اسرائیل سے من وسلویٰ ختم ہونے کی وجہ

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل پر من وسلوی نازل فرمایا تھا، پھر یہ نعمت اللہ تعالی نے بنی اسرائیل سے اٹھالی۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ آیا ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے ایسا ہوا؟ اگر یہ بات صحیح ہے تو آجکل مدارس اور دیگر رفاہی اداروں میں جو ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے مثلاً بعض اوقات گوشت رکھے رکھے سڑ جاتا ہے پھر مستحقین کو کھلایا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں بنی اسرائیل سے یہ نعمت ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے ختم ہوئی تھی البتہ مدارس اور رفاہی اداروں کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ انمیں ذخیرہ اندوزی ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ البتہ اس حد تک جمع کئے رکھنا کہ جمع شدہ اشیاء سڑنے لگیں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

لمافی قوله تعالی (البقرة : ۵۷): وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ ط الایة

وفی تفسیر ابن کثیر (۱/۸۴) تحت هذه الایة : عن وهب بن منبه: السلوی طیر سمین مثل الحمامة کان یأتیهم فیاخذون منه............فخبأوا للغد فتن اللحم وخنز الخبز.

وهکذا فی الدرالمنثور للسیوطی (۱/۱۷۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴۷۷) پیدائش سے قبل سانس بھی متعین ہوتے ہیں؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچہ کی پیدائش سے قبل یا پیدائش کے بعد وہ کون سی چیزیں ہیں جن کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے مثلاً ہم نے سنا ہے کہ پیدائش سے پہلے ہی اس کا رزق، عمر، سعید ہوگا یا بد بخت یہ تمام امور متعین کر دیئے جاتے ہیں۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا انسان کے تمام سانس بھی لکھ دیئے جاتے ہیں کہ یہ بندہ اتنے سانس لے گا؟ اگر اس کا ذکر کہیں قرآن و حدیث میں موجود ہو تو لکھ دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں بچہ کی پیدائش سے قبل جن چار چیزوں کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) یہ مرد ہوگا یا عورت (۲) رزق کتنا استعمال کرے گا (۳) اس کی عمر کتنی ہوگی (۴) سعید ہوگا یا شقی۔

نیز عمر کی تعیین سانس کے ذریعے سے ہوتی ہے یا نہیں قرآن وسنت میں اس کی صراحت موجود نہیں ہے البتہ عمومی روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سانس بھی متعین ہوتے ہیں۔

لقوله تعالى (يٰسٓ : ۱۲): وكل شئ احصيناه فى امام مبين ٥

(الانعام : ۵۹): وعنده مفاتح الغيب لايعلمها الاهو ط ويعلم مافى البرو البحر ط وماتسقط من ورقة الايعلمها ولاحبة فى ظلمات الارض ولارطب ولايابس الافى كتاب مبين ٥

وفى الدرالمنثور (۱۷/۱۷): يآايها الناس ان كنتم فى ريب من البعث فاناخلقناكم من تراب ثم من نطفة الاية..........اخرج احمد والبخارى ومسلم وابوداؤد والترمذى والنسائى وابن ماجة وابن المنذر وابن ابى حاتم والبيهقى فى شعب الايمان عن عبدالله بن مسعود قال حدثنا رسول الله ﷺ وهو الصادق المصدوق ان احدكم يجمع خلقه فى بطن امه اربعين يوما نطفة ....ثم يرسل اليه الملک فينفخ فيه الروح ويؤمر باربع كلمات يكتب رزقه واجله وعمله ......الى آخر الحديث ...... واخرج الحكيم الترمذى فى نوادرالاصول وابن ابى حاتم عن ابن مسعود ......وفيه يقال للملک: اذهب الى ام الكتاب فانک ستجد فيه قصة هذه النطفة ....واخرج ابن جرير عن ابن مسعود ..... قال يارب فماصفة هذه النطفة ...اذكر ام انثى ؟مارزقها؟ وماجلها؟اشقى ام سعيد ؟فيقال له انطلق الى ام الكتاب فاستنسخ منه صفة هذه النطفة. والله اعلم بالصواب

(۴۷۸) کرامات اولیاء کا ثبوت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کرامات اولیاء حق ہیں؟ اگر کوئی شخص ان کا انکار کرے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... کرامات اولیاء کا ثبوت قرآن وسنت سے ہے۔یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت اتفاقی طور پر ان کی حقانیت کے قائل ہیں۔البتہ جو شخص اس کے باوجود کرامات کا منکر ہو وہ اپنی خواہش کا غلام اور گمراہ ہے۔

لقوله تعالی(آل عمران:۳۷):- کلمادخل علیها زکریا المحراب ٧ وجد عندها رزقا ؕ قال یامریم انی لک هذاؕ قالت هو من عندالله ؕ ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب ٥

وفی الصحیح للبخاری (۲/۵۸۷): قال هشام بن عروة فاخبرنی ابی قال لما قتل الذی ببئر معونة واسر عمروبن امیة الضمری قال له عامر بن الطفیل من هذا واشار الی قتیل فقال له عمروبن امیة هذا عامر بن فهیرة فقال لقد رأیته بعد ماقُتل رُفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماء بینه وبین الارض ثم وضع.

وفیها ایضا (۲/۵۸۵): حدثنی ابراهیم بن موسی قال ....وفیه تصف بعض بنات الحارث حال الخبیب وتقول مارأیت اسیرا قط خیرا من خبیب لقد رأیته یاکل من قطف عنب ومابمکة یومئذ وانه لموثق فی الحدید وماکان الارزق رزقه الله.

وفی النبراس (صـ۴۷۵): وکرامات الاولیاء حق ....والدلیل علی حقیقة الکرامات ماتواتر عن کثیر من الصحابة ومن بعدهم لایمکن انکاره خصوصا الامر المشترک وان کانت التفاصیل آحاد.

وفی شرح الفقه الاکبر (صـ۷۹): والکرامات للاولیاء حق ای ثابت بالکتاب والسنة ولاعبرة بمخالفة المعتزلة واهل البدعة فی انکار الکرامة.

(۴۷۹) سات زمینیں اور سات آسمان پیدا کرنے کی حقیقت

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ہم نے سات زمینیں اور سات آسمان پیدا کئے'' اب معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ سات زمینیں اور سات آسمان کہاں ہیں اور کیسے ہیں اور ان میں کوئی مخلوق آباد ہے یا نہیں؟ اگر آباد ہے تو وہ کون سی شریعت کی پابند ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... قرآن پاک میں سات زمینوں اور سات آسمانوں کے پیدا کرنے کا ذکر ملتا ہے،جس میں یہ تفصیل بھی ہے کہ یہ آسمان اور زمینیں اوپر نیچے تہہ درتہہ ہیں اور ان کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔اس کے علاوہ دوسری زمینوں میں مخلوقات آباد ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کس شریعت کی پابند ہیں اس کی صراحت نصوص سے نہیں ملتی۔البتہ مفسرین نے مختلف اقوال ذکر کئے ہیں اور سب سے بہتر یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں شریعت نے صراحۃً کوئی چیز بیان نہیں کی اس کی تحقیق میں نہ پڑا جائے خاص طور پر جبکہ وہ معاملہ عمل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے متعلق نہیں لہٰذا اس تفصیل سے بھی سکوت بہتر ہے۔

لقوله تعالی (الطلاق: ۱۲): الله الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلهن ط یتنزل الامر بینهن لتعلموا ان الله علی کل شیٔ قدیر لا وان الله قد احاط بکل شیٔ علما ○

وفی روح المعانی (۲۸/۱۴۲): فقال الجمهور هی ههنا فی کونها سبعا او کونها طباقا بعضها فوق بعض بین کل ارض وارض مسافة کمابین السماء والارض وفی کل ارض سکان من خلق الله عزوجل لایعلم حقیقتهم الاالله تعالی ....واخرج ابن ابی حاتم والحاکم وصححه عن بن عمر مرفوعا ان بین کل ارض والتی تلیها خمسمائة عام ....کون مابین کل أرضین خمسمائة سنة کمابین کل سماء ین جاء فی اخبار معتبرة کماروی الامام احمد والترمذی عن ابی هریرة .... والاخبار فی تقدیر المسافة بماذکر بین کل سماء ین اکثر من الاخبار فی تقدیرها بین کل ارضین واضح ومنها ماهو مذکور فی صحیح البخاری وغیره من الصحاح :وفیها ایضا ان ثخن کل سماء خمسمائة عام.

وفی تفسیر ابن کثیر تحت هذه الایة(۴/۳۴۷): ومن الارض مثلهن ای سبعا ایضا کماثبت فی الصحیحین من ظلم قید شبر من الارض طوقه من سبع ارضین وفی صحیح البخاری خسف به الی سبع ارضین ......ومن حمل ذلک علی سبعة اقالیم فقد ابعد النجعة واغرق فی النزع وخالف القرآن والحدیث بلامستند.

(۴۸۰) روضہ اطہر پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ روضہ اطہر پر جا کر "الصلوة والسلام علیک یارسول الله" کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... روضہ اطہر پر مذکورہ کلمات سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز بلکہ مستحسن ہے۔

لمافی المشکوة (ص۸۷): عن ابی هریرة قال قال رسول اللهﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته.

وفی عمدة القاری (۸/۷۰): وکان ابن عمر اذا قدم من سفر اتی قبره المکرم فقال السلام علیک یارسول الله.

وفی مناسک ملاعلی القاری (ص۵۰۸): ثم توجه مع رعایة غایة الادب فقام تجاه الوجه الشریف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاته. وھذا القدر مماثبت فی الاثر وقد اقتصر علیه بعض الاکابر کابن عمر واختار بعضھم الاطالة من غیر الملالة وعلیه الاکثر ویؤیده ماورد فی الاخبار والآثار من فضیلة الاکثار من الصلاة والسلام علی النبی المختار.

(۴۸۱) درود کے الفاظ احادیث میں

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب احادیث کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کا نام آجائے تو وہاں درود پڑھا اور لکھا جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ درود بھی احادیث کے الفاظ میں داخل ہے یا محدثین اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہیں؟ اگر محدثین کی اپنی اختراع ہے تو پھر مبتدعین کو اپنی طرف سے متعین مقامات (مثلاً اذان سے پہلے یا بعد) پر ان کے مخصوص درود (صلوٰۃ وسلام) پڑھنے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟ اور اگر احادیث میں آپ کے نام نامی پر پڑھا اور لکھا جانے والا درود "صلی اللہ علیہ وسلم" احادیث سے ثابت ہو یا صحابہ کرام سے ثابت ہو تو مع حوالہ نقل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً ...... احادیث مبارکہ میں جہاں نبی کریم ﷺ کا نام مبارک آجائے تو وہاں جو درود پڑھا جاتا ہے وہ بھی صحابہ سے ہی منقول ہے۔ محدثین اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرتے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ سے کسی نے بالمشافہ ملاقات میں "یا محمد" یا "یارسول اللہ" کے الفاظ کہے تو ان مواقع پر وہ الفاظ بغیر درود کے نقل کرتے ہیں، اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرتے۔

اور مبتدعین کو ان کے مخصوص "صلوٰۃ وسلام" سے منع کرنا اس وجہ سے نہیں ہے کہ صلوٰۃ وسلام منقول نہیں ہے بلکہ فساد عقیدہ اور التزام کی وجہ سے منع کیا جاتا ہے لہٰذا اگر فساد عقیدہ اور التزام نہ ہو تو پڑھنا جائز ہے۔

لمافی المشکوٰۃ (صـ ۱۱): عن عمر بن الخطاب ﷺ قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ذات یوم اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لایُری علیه اثر السفر ولایعرفه منا احد حتی جلس الی النبی ﷺ فاسند رکبتیه .... وقال یامحمد اخبرنی عن الاسلام.

وفیھا ایضاً (صـ ۲۷): عن عائشة رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرناھذا مالیس منه فھو رد.

وفیھا ایضاً (صـ ۲۲): عن عائشة رضی اللہ عنھاقالت قلت یارسول اللہ ذراری المؤمنین قال من آبائھم الی آخر الحدیث.

(۴۸۲) کیا ابوطالب ایمان لے آئے تھے؟

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب مرنے سے پہلے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایمان لے آئے تھے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... جمہور اہل سنت کے نزدیک ابوطالب ایمان نہیں لائے تھے اور اپنے آباء واجداد کی ملت پر دنیا سے رخصت ہوئے۔لیکن احتیاط اس میں ہے کہ اس بارے میں زیادہ بحث نہ کی جائے بلکہ سکوت اختیار کیا جائے۔

لقوله تعالى (التوبة :١١٣): ماكان للنبى والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولى قربىٰ الاية

وفي قوله تعالى (القصص:٥٦):انک لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء ۚ وهو اعلم بالمهتدين٥

وفي روح المعاني (٩٦/٢٠): تحت آية انک لاتهدى من احببت ....والاية مانطقت به كثير من الاخبار نزلت في ابى طالب. اخرج عبد بن حميد ومسلم والترمذى وابن ابى حاتم وابن مردوية والبيهقى فى الدلائل عن ابى هريرة قال لما حضرت وفاة ابى طالب اتاه النبىﷺ فقال ياعماه قل لااله الاالله اشهد لک بها عندالله يوم القيمة فقال :لولا ان يعيرونى قريش يقولون: ماحمله عليها الاجزعه من الموت لاقررت بها عينک فانزل الله تعالى انک لاتهدى من احببت الاية ....ثم انه على القول بعدم اسلامه لاينبغى سبه والتكلم فيه بفضول الكلام فان ذلک مما يتاذى به العلويون بل لايبعد ان يكون ممايتاذى به النبى عليه الصلوة والسلام الذى نطقت الاية بناء على هذه الروايات بحبه اياه والاحتياط لايخفى على ذى فهم.

وفي الصحيح للبخارى (١٨١/١): حدثنا اسحق ....اخبرنا سعيد بن المسيب عن ابيه انه اخبره انه لما حضرت اباطالب الوفاة جاءه رسول اللهﷺ فوجد عنده اباجهل بن هشام وعبدالله بن امية بن المغيرة قال قال رسول الله ﷺ لابى طالب اى عم قل لااله الاالله كلمة اشهد لک بها عند الله فقال ابوجهل وعبدالله ابن امية ياابا طالب اترغب عن ملة عبدالمطلب فلم يزل رسول اللهﷺ يعرضها عليه ويعودان تلک المقالة حتى قال ابوطالب آخر ماكلمهم به هو على ملة عبدالمطلب وابى ان يقول لااله الاالله.

(۴۸۳) جنت کے مینڈھے کا گوشت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں جس مینڈھے کو جنت سے اتارا گیا تھا اس کا گوشت کس نے کھایا؟

الجواب حامداً ومصلیاً......بعض مفسرین کی صراحت کے مطابق اس مینڈھے کا گوشت پرندوں اور درندوں نے کھایا۔

لمافى حاشية الصاوى على الجلالين (٣٤٣/٣): وفديناه بذبح (بكبش)عظيم (من الجنة هو الذى

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قربه هابيل جاء به جبرائيل عليه السلام)فذبحه السيد ابراهيم مكبرا............(قوله فذبحه السيد ابراهيم) اى وبقى قرناه معلقين على الكعبة الى ان احترق البيت فى زمن ابن الزبير ومابقى من الكبش اكلته السباع والطيور لان النار لاتوثر فيماهو من الجنة.

(۴۸۴) عید کے دن مبارک باد دینا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید الفطر کے دن مبارک باد دینا ثابت یعنی جائز ہے یانہیں ؟ کیا یہ بدعت تونہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......اگراس کے التزام کاعقیدہ نہ ہوتو جائز ہے۔

لمافي ردا لمحتار (۲/۱۶۹): والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لاتنكر.

وفى الشامية : (قوله لاتنكر) خبر قوله والتهنئة ....قال المحقق ابن امير الحاج :بل الاشبه انها جائزة مستحبة فى الجملة ثم ساق آثارا باسانيد صحيحة عن الصحابة فى فعل ذلك ثم قال: والمتعامل فى البلاد الشامية والمصرية عيد مبارك عليك ونحوه وقال يمكن ان يلحق بذلك فى المشروعية والاستحباب لمابينهما من التلازم فان من قبلت طاعته فى زمان كان ذلك الزمان عليه مباركا على انه قد ورد الدعاء بالبركة فى امور شتى فيوخذ منه استحباب الدعا بها هنا ايضا اھ.

(۴۸۵) روضہ اقدس پر حاضر ہوکر شفاعت طلب کرنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آیت کریمہ ﴿ولو انهم اذظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ میں جاکر کوئی دعا کراسکتا تھا لیکن کیا آج بھی ایسا کرسکتا ہے؟ کیونکہ حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری جیسا کہ آپ کی حیات دنیویہ میں ہوسکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے الخ۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر آج کوئی شخص اپنی حاجات روضہ مبارک کے پاس جاکر پیش کرے کہ آپ میری حاجات سفارش کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کریں جیسا کہ عام طور پر لوگ مزاروں پر جاتے ہیں توایسا کرنا شرعادرست ہے یانہیں؟ تفصیل سے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......حضور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا اور شفاعت کرانا درست ہے البتہ خود حضور ﷺ کی ذات سے حاجت طلب کرنا درست نہیں بلکہ شرک ہے۔یہ آیت کریمہ اگرچہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لیکن اب بھی کوئی جا کر رفع حاجت کے لئے شفاعت طلب کرے گا تو جائز ہے چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک اعرابی نے حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس جا کر شفاعت کی درخواست کی تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں تو اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ اس اعرابی کی مغفرت کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔

لمافی روح المعانی (۵/ ۷۱): "ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک" علی اثرظلمهم بلاريث متوسلين بک تائبين عن جنايتهم غير جامعين ....فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول وسأل الله تعالى ان يقبل توبتهم ويغفر ذنوبهم.

وفي احكام القرآن للقرطبي (۵/ ۲۶۵): "ولو انهم اذظلموا انفسهم جاء وک "روى ابوصادق عن علي :قال قدم علينا اعرابي بعد مادفنا رسول الله ﷺ بثلاثة ايام فرمى بنفسه على قبر رسول الله وحثا على رأسه من ترابه ؟فقال :قلت يارسول الله فسمعنا قولک،ووعيت عن الله فوعينا عنک وكان فيما انزل الله عليک ولو انهم اذظلموا انفسهم،الاية وقد ظلمت نفسي وجئتک تستغفر لي .فنودى في القبر انه قد غفر لک.

وفي تفسير ابن كثير (۱/ ۶۶۱): ولو انهم اذظلموا انفسهم الاية يرشدالله تعالى العصاة والمذنبين اذا وقع منهم الخطاء والعصيان ،ان ياتوا الى الرسول فيستغفروا لله عنده ويسألوه ان يستغفرلهم فانهم اذافعلوا ذلک تاب الله عليهم ورحمهم وغفر لهم،ولهذا قال لوجدوالله توابارحيما وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابومنصور الصباغ في كتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العتبى قال :كنت جالسا عند قبرالنبي ﷺ فجاء اعرابي فقال:السلام عليک يارسول الله ....وقد جئتک مستغفرالذنبي مستشفعا بک الى ربي ثم انشأ يقول ؎

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم
فنفسي الفداء لقبر انت ساكنة فيه العفاف وفيه الجود

ثم انصرف الاعرابي فغلبتني عيني فرأيت النبي ﷺ فقال ياعتبى الحق الاعرابي فبشره ان الله قدغفرله.

(۴۸۶) آپ ﷺ پر سلام اور اس کا جواب

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حدیث کا ترجمہ نظر سے گزرا جس کا حاصل یہ ہے کہ ''نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹاتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کو سلام

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا جواب لوٹاتا ہوں''۔اب سوال یہ ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو روضہ مبارک میں حیات حاصل ہے تو پھر اس روح کولوٹانے کا کیا مطلب ہے؟ براہ کرم اطمینان بخش جواب دے کر میرے اس خلجان کو دور فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں روح کولوٹانے کے کئی مطلب علماء نے بیان کئے ہیں:

(۱)　حضور ﷺ کی روح مبارک اللہ تعالیٰ کی جناب کی طرف ہردم متوجہ رہتی ہے جس کی وجہ سے آپ کی ساری توجہ اسی طرف مرکوز رہتی ہے۔جب کوئی شخص سلام کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس حالت سے دوسری حالت کی طرف آپ کی روح لوٹاتے ہیں تاکہ آپ اس کا جواب دے سکیں۔

(۲)　روح کا لوٹانا کنایہ ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ انہیں درود پڑھنے والے کا بتلاتے ہیں یعنی حقیقۃً روح نہیں لوٹائی جاتی بلکہ صرف یہ بتلایا جاتا ہے کہ فلاں نے سلام کہا البتہ اس کو روح لوٹانے سے تعبیر کیا۔

(۳)　اس روایت کی وجہ سے شبہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اہل سنت کے مذہب کے خلاف نہیں ہے وجہ یہ ہے کہ اگر روایت کو اپنے معنی پر باقی رکھ کر غور کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ یہ روایت خود حیات انبیاء کی دلیل ہے۔اور وہ اس طرح کہ اگر سلام کے وقت آپ کی روح کو واپس لوٹانا تسلیم کیا جائے تو کوئی وقت ایسا نہیں جس میں کائنات میں کوئی بھی شخص آپ پر درود وسلام نہ بھیج رہا ہو، تو اس معنی کے علاوہ کیا ہوسکتا ہے کہ آپ کی روح ہمیشہ آپ کے جسد مبارک میں رہتی ہے اور اسی کا نام حیات ہے۔

لمافی المشکوۃ (ص۸٦): عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن احد یسلم علی الارد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام.

وفی المرقات (۳۴۱/۲): تحت ھذہ الروایۃ ......قال القاضی لعل معناہ ان روحہ المقدسۃ فی شأن مافی الحضرۃ الالٰھیۃ فاذابلغہ سلام احدمن الامۃ رد اللہ تعالی روحہ المطھرۃ من تلک الحالۃ الی رد من سلم علیہ ....وقال ابن الملک رد الروح کنایۃ عن اعلام اللہ ایاہ بان فلانا صلی علیہ.

وفی الحاوی للفتاوی (۱۵۱/۲): ان الرد یستلزم الاستمرار لان الزمان لایخلوا من مصل علیہ فی اقطار الارض فلایخلوا من کون الروح فی بدنہ ....راجعت کتاب الفجر المنیر فیمافضل بہ البشیر والنذیر للشیخ تاج الدین بن الفاکھانی المالکی فوجدتہ قال فیہ ....یؤخذ من ھذا الحدیث ان النبی ﷺ حی علی الدوام وذلک انہ محال عادۃ ان یخلوا الوجود کلہ من واحد مسلم علی النبیا فی لیل اونھار.

(۴۸۷) درود شریف میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیوں ہے؟

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب درود پڑھا جاتا ہے تو تمام انبیاء میں سے صرف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی کیوں تشبیہ ذکر کی جاتی ہے جیسے " کماصلیت علی ابراھیم" ۔حالانکہ کتنے ہی دوسرے انبیاء بھی گزرے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں درودشریف میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خاص کرنے کی کئی وجوہات علماء نے ذکر فرمائی ہیں:

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی علیہ السلام کے واسطے لیلۃ المعراج میں ہمیں (امت محمدیہ کو) سلام کہلوایا لہٰذا ہمیں بھی ایسا کرنے کا حکم دیا گیا۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمارا نام مسلمان رکھااس پران کی فضیلت کے اظہار کے لئے صرف ان ہی کو خاص کیا۔

۳۔ درودشریف سے مقصود دعا کرنا ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا اسی طرح ہمارے نبی علیہ السلام کو بھی خلیل بنائیں۔

۴۔ آپ چونکہ نسب کے اعتبار سے آپ علیہ السلام کے آباء میں شامل ہیں اس لئے ایسا کیا گیا۔

۵۔ آپ بقیہ تمام انبیاء میں افضل ہیں۔

۶۔ آپ علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا کا حکم دیا گیا اس لئے درود میں بھی ان ہی کو خاص کیا گیا۔

لمافی الدرالمختار (۱/۵۱۴): وخص ابراھیم لسلامہ علینا،اولانہ سمانا المسلمین اولان المطلوب صلاۃ یتخذ بھاخلیلا.

وفی الطحطاوی علی الدر (۱/۲۲۶): (قولہ لسلامہ علینا) ای لیلۃ المعراج حیث قال ابلغ امتک منی السلام (قولہ اولانہ سماناالمسلمین) کمااخبر تعالی بقولہ ھو سماکم المسلمین.

وفی ردالمحتار علی الدرالمختار (۱/۵۱۴): نقل اولا کمانقل فی الطحطاوی ثم قال .... واجیب باجوبۃ اخری :منھا ان ذلک لابوتہ ....ولرفعۃ شانہ فی الرسل وکونہ افضل بقیۃ الانبیاء علی الراجح ....وللامر بالاقتداء بہ فی قولہ تعالی ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا.

(۴۸۸) سید کون ہیں؟

سوال ......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل اکثر لوگ اپنے نام کے ساتھ "سید" لکھتے ہیں۔اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ سید کا مصداق اصل میں کون ہے؟اورکون کون لوگ اس میں شامل ہیں؟ نیز نبی علیہ السلام نے سب سے پہلے سید کالفظ کس کے لئے استعمال کیا؟

الجواب حامداًومصلیاً......سید کے مصداق وہ لوگ ہیں جو حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عباس اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہم کی اولاد میں سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے سید کالفظ کس کے لئے استعمال کیا تھا اس کی صراحت نہیں مل سکی البتہ بعض روایات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال فرمایا۔

لمافي الصحيح لمسلم (۲/۲۷۹): حدثني زهير بن حرب .... حدثني يزيد بن حيان قال انطلقت انا وعمر بن مسلم الى زيدبن ارقم فلما جلسنا اليه ...... قال قام رسول الله ﷺ يوما فينا خطيبا ...... وذكر الحديث وفيه ثم قال واهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي فقال له حصين ومن اهل بيته يازيد اليس نساءه من اهل بيته قال نساءه من اهل بيته ولكن اهل بيته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال هم آل علي وآل عقيل وآل جعفر وآل عباس قال كل هؤلاء حرم الصدقة.

وفي الصحيح للبخاري (۱/۵۳۷): عن ابي سعيدالخدري ان اناسا نزلوا على حكم سعد بن ابراهيم فارسل اليه فجاء على حمار فلمابلغ قريبا من المسجد قال النبي ﷺ خيركم اوسيدكم فقال ياسعد وذكر الحديث.

وفي الحاوى للفتاوى (۲/۳۲): اسم الشريف كان يطلق في الصدر الاول على كل من كان من اهل البيت سواء كان حسنيا، ام حسينيا ام علويا من ذرية محمد ابن الحنفية وغيره من اولاد علي بن ابي طالب أم جعفر يا أم عقيليا أم عباسيا ولهذا تجد تاريخ الحافظ الذهبي مشحونا في التراجم بذلك .... لاشك ان المصطلح القديم اولى وهو اطلاقه على كل علوى وجعفرى وعقيلي وعباسي كماصنعه الذهبي وكمااشار اليه الماوردى من اصحابنا.

(۴۸۹) آب حیات کا وجود

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام طور پر مشہور ہے کہ جس نے آب حیات سے پانی پی لیا وہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اورآب حیات کا کہیں وجود ہے یا صرف یہ بات شہرت کی حد تک ہی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... بعض تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آب حیات موجود ہے البتہ اصل آب حیات جنت میں ہی ہوگا۔

لمافي عمدة القارى (۱/۱۷۰): عن ابي سعيدالخدرى رضي الله عنه عن النبي ﷺ وذكر الحديث وفيه: فيخرجون منها قد اسودوا فيلقون في نهر الحياةالحديث.

(في نهر الحياة)............ لان المراد كل مايحصل به الحياة.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وفی البدایة والنهایة (۲/۹۸): وقد ذكر ابن عساكر من طريق وكيع ....ان ذا القرنين كان له صاحب من الملائكة يقال له رناقيل فسأله ذوالقرنين هل تعلم فی الارض عينا يقال لها عين الحياة فذكر له صفة مكانها فذهب ذوالقرنين فی طلبها وجعل الخضر على مقدمته فانتهى الخضر اليها فی واد فی ارض الظلمات فشرب منها ولم يهتد ذوالقرنين اليها.

(۴۹۰) مجدد اور مہدی میں فرق

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مہدی اور مجدد کے منصب میں کیا فرق ہے اوران مناصب کے حاملین کو وحی وکشف اور الہام میں سے کون سی چیز حاصل ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً...... صورت مسئولہ میں مجدد کا منصب یہ ہے کہ ہر سو برس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک مجدد پیدا فرماتے ہیں جو لوگوں کی طرف سے کی گئی کمی یا زیادتی کو ختم کر کے شریعت کو اس کی اصل روح کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور مہدی کا ظہور قیامت کے قریب ہوگا جو اس وقت مسلمانوں کے امام ہوں گے اوران کا تعلق اہل بیت سے ہوگا۔ نیز وحی خاص ہے صرف رسولوں اور پیغمبروں کے ساتھ جبکہ کشف والہام نبی کے علاوہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے عنایت فرماتے ہیں۔

لمافی قوله تعالى (الشوریٰ : ۵۱): وماكان لبشر ان يكلمه الله الاوحيا اومن ورآئ حجاب اويرسل رسولا فيوحی باذنه مايشاء ط الاية

وفی سنن ابی داؤد (۲/۲۳): عن ابی هريرة فيمااعلم عن رسول الله ﷺ قال ان الله يبعث لهذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها.

وفی المشكوة (۲/۴۷۰): عن ابی سعيد الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطاوعدلا كماملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين.

(۴۹۱) کیا صحیح بخاری کی احادیث دوسری کتابوں پر مقدم ہیں؟

سوال...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ جو حدیث بخاری شریف میں موجود ہے وہ باقی کتب حدیث پر مقدم ہوگی۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟ کیونکہ اگر کسی روایت کی سند صحیح ہو تو اسے بھی قبول کرنا چاہئے ورنہ بخاری کے علاوہ سارا ذخیرہ حدیث (العیاذ باللہ) ناقابل اعتماد ہوگا۔ امید ہے کہ مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً...... بخاری شریف کو دوسری کتابوں پر جو فوقیت حاصل ہے وہ مجموعے کے اعتبار سے ہے یعنی "مجموعة من حيث المجموعة" بخاری شریف کو دوسری کتب پر ترجیح حاصل ہے۔ البتہ فرداً فرداً اگر ایک ایک روایت کو لیا جائے تو اس بات کا قوی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

احتمال بلکہ فی الواقع ایسا ہے کہ بعض دوسری کتب کی روایات سند کے اعتبار سے بخاری شریف میں موجود روایت سے زیادہ قوی سند سے مروی ہیں۔

اس کا سب سے بڑا نا قابل انکار ثبوت یہ ہے کہ ائمہ متقدمین میں سے بعض حضرات نے بعض احادیث کی سند کے بارے میں فرمایا کہ یہ دنیا کی صحیح ترین سند ہے۔اگر چہ کسی ایک سند کو ہر اعتبار سے تمام اسناد سے صحیح ترین قرار دینا متأخرین کے نزدیک محل نظر ہے لیکن اس بات پر متأخرین کا اتفاق ہے کہ جن اسناد کے بارے میں ان ائمہ حضرات نے صحیح ترین کا قول کیا ہے وہ کم سے کم ان روایات سے جن کے بارے میں ایسا قول نہیں ملتا ضرور راجح اور صحیح ہیں اور اس طرح کی کئی اسناد بخاری کے علاوہ دوسری کتب میں موجود ہیں اور ان روایات کے بارے میں باقی اسناد کی نسبت سے صحیح ترین کا قول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔(جس میں بخاری کی روایات بھی شامل ہوں گی)۔

اس کے علاوہ دیگر کئی وجوہ کی بناء پر بھی بعض دیگر روایات، بخاری شریف کی بعض روایات پر مقدم ہوں گی لہٰذا یہ کہنا کہ بخاری شریف کی روایات کو فرداً فرداً دوسری تمام روایات پر فوقیت حاصل ہے یہ خلاف حقیقت اور محض پروپیگنڈہ ہے جو ایک خاص طبقے کی طرف سے کیا گیا۔اور مقصود بخاری شریف کی آڑ میں اپنی خواہشات کی تکمیل ہے تاکہ دینداری کا لبادہ بھی باقی رہے اور اپنی خواہشات پر عمل بھی ہوتا رہے۔

لمافی تدریب الراوی (۹۸/۱): ولم یستوعبا الصحیح ولاالتزماه قیل ولم یفتهما الاقلیل وانکر هذا ....(ولم یستوعباالصحیح) فی کتابیهما (ولاالتزماه)ای استیعابه،فقد قال البخاری ما ادخلت فی کتاب الجامع الاماصح،وترکت من الصحاح مخافة الطول ......(وانکر هذا) القول البخاری فیمانقله الحازمی والاسماعیلی وماترکت من الصحاح اکثر.

وفیها ایضاً (۷٦/۱): والمختار انه لایجزم فی اسناد انه اصح الاسانید مطلقا.قال شیخ الاسلام: مع انه یمکن للناظر المتقین ترجیح بعضها علی بعض من حیث حفظ الامام الذی رجح واتقانه ،وان لم یتهیأ ذلک علی الاطلاق فلایخلوا النظر فیه من فائدة،لان مجموع مانقل عن الائمة من ذلک یفید ترجیح التراجم التی حکموالها بالاصحیة علی مالم یقع له حکم من احد منهم.

وفی اعلاء السنن (٦۵/۱۹): ان دعوی اصحیة مافی الکتابین اواصحیة البخاری علی صحیح مسلم وغیره انماتصح باعتبار الاجمال ومن حیث المجموع دون التفصیل باعتبار حدیث وحدیث صرح به فی التدریب ....حیث قال ....قد یعرض للمفوق مایجعله فائقا کان یتفقا علی اخراج حدیث غریب ویخرج مسلم اوغیره حدیثا مشهورا اومما وصفت ترجمته لکونها اصح الاسانید، ولایقدح فیماتقدم لان ذلک باعتبار الاجمال.قال الزرکشی :ومن هنا یعلم ان ترجیح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کتاب البخاری علی مسلم وغیرہ انماالمراد به ترجیح الجملة علی الجملة لاکل فرد من احادیثه علی کل فرد من احادیث الاخر.

(۴۹۲) کسی بزرگ کے ہاتھ چومنا

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی بزرگ کے ہاتھ چومنا کیسا ہے؟ اسکی وضاحت فرمادیں۔

الجواب حامداًومصلیاً...... تعظیم واکرام کی غرض سے کسی عالم یا بزرگ کے ہاتھ چومنا جائز ہے البتہ دنیاوی اغراض کے لیے یا عبادت سمجھ کر چومنا جائز نہیں ہے۔

لما فی الهندیة (۵/۲۶۹): ان قبل یدعالم اوسلطان عادل لعلمه وعدله لابأس به وان قبل ید غیر العالم او غیر السلطان العادل ان اراد به تعظیم المسلم واکرامه فلا بأس به ...... وان اراد به عبادة له او لینال منه شیئامن غرض الدنیا فهو مکروه.

وفی الدرالمختار (۶/۳۸۳): ولا بأس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک ونقل المصنف عن الجامع انه لابأس بتقبیل ید الحاکم المتدین السلطان العادل ولارخصة فیه لغیرهما...... وفی المحیط ان لتعظیم اسلامه واکرامه جاز وان لنیل الدنیا کره.

(۴۹۳) کیامکڑی نے غارثور کے دہانے پر جالاتناتھا؟

سوال......کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مشہور یہ ہے کہ مکڑی نے حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے غارحرا کے منہ پر جالا بنایا تھا۔کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو پھر یہ تو ایک اچھی چیز ہوئی جبکہ دوسری طرف مشہور یہ ہے کہ جس گھر میں مکڑی کے جالے ہوں گے اس گھر کے رزق میں برکت نہیں ہوگی۔دونوں کا جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......غارحرانہیں بلکہ غارثور کے دہانے پر مکڑی نے جالاتناتھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔اگر یہ روایت صحیح تسلیم کرلی جائے تو اس کا مارنا جائز نہ ہوگا البتہ اس کے جالے جوگھروں میں ہوں ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسے فقر کا سبب بتایا گیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ صفائی اور نظافت کے لئے ان کو صاف کیا جاتا ہے اور نظافت وصفائی کے استحباب میں کوئی تردد نہیں ہے۔

لمافی روح المعانی (۲۰/۱۶۱): تحت آیة " ان اوهن البیوت لبیت العنکبوت الایة"...........وقیل لایسن قتلها فقد اخرج الخطیب عن علی کرم الله وجهه قال قال رسول الله ﷺ دخلت انا وابوبکر الغار فاجتمعت العنکبوت فنسجت بالباب فلا تقتلوهن. ذکر هذا الخبر الجلال السیوطی فی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الدر المنثور واللہ تعالی اعلم لصحته وکونه ممایصلح للاحتجاج به ....وذکر انه یحسن ازالة بیتها من البیوت لما اسند الثعلبی وابن عطیة وغیرهما عن علی کرم اللہ وجهه انه قال: طهروا بیوتکم من نسج العنکبوت فان ترکه فی البیوت یورث الفقر وهذا ان صح عن الامام کرم اللہ وجهه فذاک والافحسن الازالة لمافیها من النظافة ولاشک بندبها.

وفی البدایة والنهایة (۱۷۶/۳): لماخرج من مکة مهاجرالی اللہ یرید المدینة قال ....قال ابن اسحاق ثم عمدا الی غار بثور جبل باسفل مکة فدخلاه ....فاقتفوا اثره فلمابلغوا الجبل اختلط علیهم فصعدوا الجبل فمروابالغار فرأوا علی بابه نسج العنکبوت الخ.

(۴۹۴) قبلہ یا کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قبلہ یا کتابوں کی طرف پاؤں پھیلانا کیسا ہے؟ میرے ایک عزیز جو معذور ہیں وہ نماز میں بھی قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعاً صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......قبلہ اور کتب شرعیہ کی طرف بلا کسی عذر کے قصداً پاؤں پھیلانا ناجائز ہے جبکہ کتب پاؤں کے برابر ہوں۔ اور اگر کوئی عذر ہو یا پھر کتب پاؤں کے برابر نہ ہوں بلکہ اوپر ہوں یا بہت دور ہوں تو پھر پاؤں پھیلانا جائز ہے۔

لمافی الدرالمختار مع ردالمحتار (۶۵۵/۱): کره مد رجلیه فی نوم اوغیره الیها ای عمدالانه اساءة ادب اوالی مصحف اوشیئ من الکتب الشرعیة الاان یکون علی موضع مرتفع عن المحاذاة فلایکره.

وفی الشامیة: "ای عمدا" ای من غیر عذر امابالعذر او السهو فلا. (لانه اساء ةادب) افاد ان الکراهة تنزیهیة لکن قدمناه عن الرحمتی ....انه سیأتی انه بمد الرجل الیها ترد شهادته قال وهذا یقتضی التحریم.(مرتفع) ظاهره لوکان الارتفاع قلیلا. قلت ای بما تنتفی به المحاذاة عرفا .... والظاهر انه مع البعد الکثیر لاکراهة مطلقا.

(۴۹۵) قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہ کہنا کہ ''قبلہ کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے'' یہ بات کسی حدیث یا فقہ کی کتاب سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور قرآن مجید یا کتب فقہ کو کتنا اونچا رکھنا چاہئے جس سے بے ادبی لازم نہ آئے۔ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الجواب حامداًومصلیاً......قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے اس کی صراحت تقریباً تمام کتب فقہ میں موجود ہے۔اسی طرح کتب حدیث وفقہ کی طرف پاؤں پھیلانا بھی بے ادبی ہے البتہ اگر یہ کتب پاؤں کی برابری سے اس قدر اونچی ہوں جسے عرف میں برابری نہیں سمجھا جاتا تو پھر اس طرف پاؤں پھیلانا جائز ہوگا۔

لمافی الهندیة (۵/۳۲۲): مد الرجلین الی جانب المصحف ان لم یکن بحذائه لایکره وکذا لوکان المصحف معلقا فی الوتد وهو قدمد الرجل الی ذلک الجانب لایکره.

وفی الدرالمختار مع ردالمحتار (۱/۶۵۵): کره مدّ رجلیه فی نوم اوغیره الیها ای عمداً لانه اساءة ادب اوالی مصحف او شیء من الکتب الشرعیة الاان یکون علی موضع مرتفع عن المحاذاة فلایکره.

وفی الشامیة: (مرتفع) ظاهره لوکان الارتفاع قلیلا ط.قلت:ای بما تنتفی به المحاذاة عرفا.ویختلف ذلک فی القرب والبعد،فانه فی البعد لاتنتفی بالارتفاع القلیل والظاهر انه مع البعد الکثیر لاکراهة مطلقا.

(۴۹۶) مصافحہ کے وقت جھکنا اور سینے پر ہاتھ رکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کسی عالم کے مصافحے کے وقت جھکنا اور مصافحہ کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھنا صحیح ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ سینہ پر ہاتھ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے رکھا جاتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے اس طرح کرنا صحیح نہیں۔آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً......مصافحہ کے وقت جھکنا شرعاً جائز نہیں ہے اسی طرح مصافحہ کرنے کے بعد سینے پر ہاتھ رکھنا کہیں سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس سے بھی احتیاط کرنی چاہئے۔

دلائل المسئلة مرت سابقافی رقم السؤال:۴۶۴

(۴۹۷) اللہ نبی وارث لکھنا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض گاڑیوں کے سوئچ بورڈ پر اللہ نبی وارث لکھا ہوتا ہے۔کیا ایسا لکھنا جائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً......صورت مسئولہ میں اس قسم کے کلمات لکھنا جائز نہیں اگرچہ لکھنے والے کا عقیدہ صحیح ہو کیونکہ اس میں شرک کا پہلو پایا جاتا ہے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں غیر کو شریک ماننا لازم آرہا ہے حالانکہ تمام چیزوں کے وارث ومالک حقیقی صرف اللہ تعالیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہی ہیں کوئی رسول یا فرشتہ یا ولی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوسکتا۔

لقوله تعالی (الاسراء:۱۱۱): وقل الحمدلله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک الاية

(النور : ۴۲):وللہ ملک السمٰوٰت والارض والی الله المصیر ٥

(الزمر : ٦): ذٰلکم الله ربکم له الملک لااله الاهو فانیٰ تصرفون ٥

(الشوریٰ : ۴۹): للّٰہملک السمٰوات والارض یخلق مایشاء الایة

(۴۹۸) چھ کلمات کی حقیقت

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قراء حضرات مساجد ومکاتیب میں چھوٹے بچوں کو چھ کلمے یاد کراتے ہیں اوران کے مخصوص نام ہیں جیسے کلمہ طیب، شہادت، تمجید، توحید، استغفار اور رد کفر۔ کیا یہ کلمات احادیث سے ثابت ہیں؟ ان کے پڑھنے پڑھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں ان چھ کلمات میں سے چار کلمے تو بعینہا کتب احادیث میں ملتے ہیں۔ پانچواں اور چھٹا کلمہ بعینہ احادیث میں موجود تو نہیں البتہ یہ احتمال ہے ان دو کے الفاظ کو مختلف ادعیہ سے لیا گیا ہو ان کلمات کو پڑھنا اور پڑھانا ضروری نہیں ہے البتہ ان کلمات کو پڑھنے کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انہیں سیکھا اور سکھایا جائے۔

نیز احادیث میں ان کے نام مذکور نہیں ہیں اور نہ ہی مروجہ ترتیب ہے ہاں ممکن ہے کہ عوام میں امتیاز کے لئے ان کے نام اور مروجہ ترتیب مشہور ہوگئی ہو۔

لما فی الترغیب والترهیب (۲۶۷/۲): عن ابی هریرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ ماقال عبد لااله الاالله قط مخلصا الا فتحت له ابواب السماء حتی یفضی الی العرش مااجتنبت الکبائر.

وفیه ایضاً (۲۷۰/۲): عن عبدالله بن عمروبن العاص ﷺ ان رسول الله ﷺ قال ان الله یستخلص رجلا من امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة فینشر علیه تسعة وتسعین سجلا کل سجل مثل مد البصر .... فیقول الله تعالی بلی ان لک عندنا حسنة فانه لاظلم علیک الیوم فتخرج بطاقة فیها اشهد ان لااله الاالله واشهدان محمدا عبده ورسوله.

وفیه ایضاً (۲۷۱/۲): عن ایوب ﷺ عن النبی ﷺ قال من قال لااله الاالله وحده لاشریک لهٗ له الملک وله الحمد وهو علی کل شیٔ قدیر کان کعدل محرر اومحررین.

وفیه ایضاً (۲۷۲/۲): عن ابن عمر رضی الله عنهما قال سمعت رسول الله ﷺ یقول من قال لااله الاالله وحده لاشریک له الملک وله الحمد یحیی ویمیت وهوالحی الذی لایموت بیده الخیر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وهو على كل شئ قدير لايريد به الاوجه الله ادخله الله بها جنات النعيم.

وفيه ايضاً (۲/۲۷۵): وعن رجل من اصحاب النبيﷺ قال افضل الكلام سبحان الله والحمدلله ولااله الاالله والله اكبر.

وفيه ايضا (۲/۲۹۰): عن ابي موسىٰ رضي الله عنه ان النبيﷺ قال له قل لاحول ولاقوة الابالله فانها كنز من كنوز الجنة.

(۴۹۹) لفظ اللہ کو تھوک سے مٹانا

سوال......کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی کاغذ پر اللہ جل جلالہ لکھا ہو تو اسے تھوک سے مٹانا جائز ہوگا؟ جبکہ اس میں اسم مبارک کی توہین بھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً......صورت مسئولہ میں تھوک سے اسم مبارک کو مٹانا جائز نہیں ہے۔

لمافي الهندية (۵/۳۲۲): وقد ورد النهي عن محو اسم الله تعالى بالبزاق كذا في الغرائب.

وفي الدر المختار مع ردالمحتار (۱/۱۷۸): وقد ورد النهي في محو اسم الله بالبزاق.

وفي الشامية :(وقد ورد النهي) فهو مكروه تحريما.

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1